إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

علوم اللغہ

★ تجوید ★ قراءت ★ تلاوت ★ کتابت ★ تکلم
★ صرف ★ نحو ★ معانی ★ بدیع ★ عروض ★ معجم

مؤلفہ

نور احمد

کتابستان پبلشنگ کمپنی ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

Marfat.com

اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ قُرْآنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

نُوْرٌ عَلَی الدَّرْبِ فِیْ عُلُوْمِ الْعَرَبِ

المعروف بہ

علوم اللغہ

☆ تجوید ☆ قراءت ☆ تلاوت ☆ کتابت ☆ تکلم
☆ صرف ☆ نحو ☆ معانی ☆ بدیع ☆ عروض ☆ معجم

مؤلّفة

نور احمد

ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات، ایم او ایل

ناشر

کتابستان پبلشنگ کمپنی ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

عرضِ ناشر

الحمد للّٰه ربّ العٰلمین. والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیّن.
وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین.

أمّا بعد!

ہماری خواہش تھی کہ عربی زبان پر کاروباری کی بجائے ایک ادبی تالیف میسر آئے؛ جو بحمداللہ تعالیٰ ہمیں علوم اللغہ کی شکل میں مل گئی ہے جو عربی زبان کے طلبہ کی جملہ ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ پرائمری تا پی ایچ ڈی ہر سطح کے طالب علم کو نافع ہے۔ جتنی معلومات اس میں ہیں کہیں اور یکجا ملنا محال ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ ہوں یا یونیورسٹی سطح کے ہر ایک فیضیاب ہوگا۔ اس کی عبارت میں متانت اور موضوع میں دیانت واتقان موجود ہے۔ بلاشبہ اس میں وہ سب کچھ ہے جو شرحِ صدر کی راہ دکھاتا ہے۔ اس سے استفادہ تشنگی نہیں چھوڑتا۔ اس کا کلام بلیغ اور انداز سلیس ہے۔ یہ عرب وعجم کی بیسیوں کتابوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ صرف ونحو کے علاوہ قراءت وبلاغت کے موضوعات بھی شامل ہیں۔ اس کے قاری کو الگ الگ موضوعات کی کتابیں دیکھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ عربی زبان کے جملہ موضوعات سے بحث کرتی ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مقبول عام کردے۔

عبدالصمد خاں

مدیر: کتابستان پبلشنگ کمپنی ۳۸۔اردو بازار لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

میں حمد وثناء کا سزاوار صرف اسے سمجھتا ہوں جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے یہ تعلیم دی: ''قل انّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ ربّ العٰلمین ۔'' صلوٰۃ وسلام محمد نبی آخر الزماں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیواؤں پر جن کے بارے ارشاد باری ہے۔ ''ھو الّذی یصلّی علیکم وملٰئکتہ لیخرجکم مّن الظّلمٰت الی النّور''

امابعد! علوم اللغۃ کا موضوع عربی گرامر اور دیگر معلومات ہیں۔ جس کا ماخذ المعجم الوافی فی ادوات النحو العربی اور بیسیوں قدیم وجدید کتب ہیں۔ جس کی اصل غرض وغایت قرآن فہمی ہے۔ تعلیم کے ہر ہر مرحلہ میں معلم ومتعلم کو کافی ہے۔

اس کا پہلا حصہ تجوید وقراءت، دوسرا صرف ونحو، تیسرا نحو، چوتھا بلاغت اور پانچواں عروض ہے۔ جس کا متن وبطن نحو ہے جو اس کا اصل موضوع ہے۔ نحو میں بلاشبہ لاجواب ہے۔ لغت کی کتابوں میں اس کا اضافہ یقیناً قابل قدر ہے۔ جس کا اپنا الگ اسلوب ہے۔ یہ زبان کی جملہ مہارتوں (سماعت Listening، تکلم Speaking، لکھائی Writing اور پڑھائی Reading) سے بحث کرتی ہے۔ جس میں مختلف طرق سے عربی زبان کے قواعد وکلمات اور اسالیب کو پیش کیا گیا ہے؛ جس کی وجہ سے اسے علوم اللغہ کا نام دینا مناسب سمجھا۔ جس کے مضامین تک رسائی کے لیے فہرست سے مدد ملے گی۔ مضامین کی ترتیب ویسی ہی ہے جیسی ہمارے یہاں کے متداول کتب کی ہے۔

یہ وہ دور ہے جس میں دینِ اسلام کے دیگر شعبوں کی طرح اس کی لغت کو بگاڑنے کی بھی سازشیں ہورہی ہیں؛ جیسا کہ سلامۃ موسیٰ، طہٰ حسین اور توفیق الحکیم کا قواعد کے خلاف اکسانا؛ سلامۃ موسیٰ، قاسم امین، یوسف السباعی اور احسان عبدالقدوس کا جرمن اور انگریز مستشرقین Orientalists کے بہکاوے میں آنا کہ چھوڑ دیہ

Marfat.com

اپنی اللغة الفصحی ؛اپنے اخبارورسائل اللغة العامّة میں لکھا کرو۔مصر کے عبدالعزیز فہمی اور لبنان کے سعید عقل کی بھی کوشش تھی کہ عربی کو انگریزی کی طرح لاطینی رسم الخط (abc.......) میں ڈھال دیا جائے۔مصطفیٰ کمال اتاترک نے عربی دشمنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ان میں ایسے بھی تھے جو انگریزی کی طرح الشعر المنثور کو رواج دینا چاہتے تھے۔ایسے میں دینِ اسلام کی شان وشوکت کو برقرار رکھنے اور قرآنِ کریم کے مطالب و مفاہیم تک رسائی حاصل کرنے کے لیے لازم ہے کہ علماءِ ربانی اللہ کے لیے عربی زبان کی تعلیم و ترویج کے لیے اپنی مساعی بروئے کار لائیں۔جب تک ہم کسی کو عربی سمجھنے کا اہل نہیں بنا دیتے حقِ تبلیغ ادا نہیں ہوتا۔ اسی تناظر میں یہ قول ہے:لولا نعرة الترک وعصبية الفرس لكانت لغة المسلمين كافّة۔ اختلافِ السنہ کی وجہ سے مسلم اقوام ایک ملت ہوتے ہوئے بھی بعد المشرقین کا شکار ہیں۔

جیسا کہ قول ہے:اللغة العربية هی مرضعة الامّة المسلمة؛ من رغب عنها مات۔

جو کوئی بھی علوم اللغہ کی اصلاح کی رہنمائی کرے گا یا اپنی قابلِ ستائش رائے سے نوازے گا سراہا جائے گا۔

قرآنِ کریم کا مطالعہ اور اس پر عمل تقویٰ ہے؛متقین خاسر و نامراد نہیں ہوا کرتے۔جہدِ مسلسل اور اتقانِ عمل تقویٰ کے اجزاء ہیں۔اس سے انکار ممکن نہیں کہ عربی بولنا سنت ہے۔

ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ اللہ ہمیں ان میں سے کردے جن کے بارے ارشاد ہے:

الّذين اٰتينٰهم الكتٰب يتلونه حقّ تلاوته اولٰٓئک يؤمنون به. اللّٰهمّ آمین۔

قاری نور (10 ذوالقعدہ 1433ھ)
Mob-no: 0333 - 4589043
E-mail:noorsubhan5@gmail.com
noorsubhan@yahoo.com

Marfat.com

إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ.

نُوْرٌ عَلَى الدَّرْبِ فِيْ عُلُوْمِ الْعَرَبِ

المعروف به

علوم اللغه

☆ تجوید ☆ قراءت ☆ تلاوت ☆ کتابت ☆ تکلم
☆ صرف ☆ نحو ☆ معانی ☆ بدیع ☆ عروض ☆ معجم

مؤلّفة

نور احمد

ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات، ایم او ایل

ناشر

کتابستان پبلشنگ کمپنی ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب .... علوم اللغہ

297-12

مؤلف .... نور احمد

E862 ن

کمپوزر .... المؤلف

121478

معاون کمپوزر .... سبحان نور

٣

ایڈیشن .... اوّل 2013ء

تعداد ....

ناشر .... کتابستان پبلشنگ کمپنی

قیمت ....

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	عرضِ ناشر	6
2	مقدمہ	7
	علم القراءۃ	
3	**i- علم القراءۃ والتجوید**	10
4	**1- حروف تہجی اوران کے احوال**	11
5	ا۔ ہمزہ اورالف کا فرق	13
6	۲۔ ہمزہ قطعی کی اقسام	33
7	۱۔ ہمزہ کی کتابت وقراءت	33
8	**2- حرکات** ا۔اشباع فی الحرکۃ (کھڑازبر،زیر،الٹاپیش)	39
9	۲۔ مدّ	40
10	۳۔ اجتماعِ ساکنین	41
11	خلاصہ	42
12	**3- بنیادی اجزاءِ کلام**	43
	علم الصرف	
13	**ii- تصریفِ کلمات**	46
14	**1- مصدر**	46
15	ا۔ کلمہ کے وزن کا طریقہ	47
16	۲۔ اوزانِ مصادر	47
17	۳۔ ثلاثی غیر مجرد کے اوزان	48
18	**2- مصدر کی دیگر اقسام**	51
19	ا۔ مصدر میمی	51
20	۲۔ مصدر مرّہ	51
21	۳۔ مصدرِ نوع	52
22	۴۔ مصدر مؤوّل	52
23	۵۔ کلمہ مصدر کا استعمال	52
24	۶۔ مصدر کے احکام	53
25	**3- مجرد ومزید فیہ کے ابواب اوران کے خواص**	54
26	ا۔ ثلاثی مجرد	54
27	۲۔ ثلاثی مزید فیہ	55
28	۳۔ ثلاثی مزید فیہ کے ابواب کے خواص	56
29	۴۔ رباعی مجرد ومزید فیہ	61
30	**4- فعل ماضی**	62
31	ا۔ فعل ماضی کے حروف کی تعداد	62
32	۲۔ فعل ماضی کی حرکات	62
33	۳۔ فعل ماضی کا زمانہ	63
34	۴۔ فعل کا فاعل	64
35	۵۔ صیغۂ فعل اور صیغۂ فاعل کا اختلاف وموافقت	64

Marfat.com

36	٦۔حذفِ فعل	65
37	۷۔فعل ماضی کا معنیٰ	65
38	۸۔فعل ماضی کی اقسام	69
39	**5-فعل مضارع**	71
40	۱۔مضارع پر سَوْف اور سین	73
41	۲۔مضارع کا زمانہ	73
42	۳۔أتَیْنَ کی حرکت	73
43	۴۔اعرابِ مضارع	74
44	۵۔مضارع کے جازمہ	76
45	**6-کلماتِ مجاز**	79
46	۱۔شرط وجزاء کا اعراب	81
47	۲۔شرط کی شرائط	82
48	۳۔جوابِ شرط میں فا کا وقوع	82
49	**7-ہفت اقسام**	84
50	**8-فعلِ امر**	89
51	**9-فعل کے ساتھ نون تاکید**	92
52	**10-فعل نہی**	94
53	**11-اسم فاعل**	95
54	۱۔شرائطِ عمل	96
55	۲۔اسم فاعل اور مصدر کے عمل کا موازنہ	97
56	**12-صفتِ مشبّہ بالفعل**	98
57	**13-اسمِ مفعول**	100

58	**14-اسمِ مبالغہ**	102
59	**15-اسمِ ظرف**	104
60	**16-اسمِ آلہ**	106
61	**17-اسم تفضیل**	107
62	۱۔اشتقاق وبناوٹ	107
63	۲۔اسمِ تفضیل اور اسمِ مبالغہ کا فرق	108
64	۳۔مسئلہء الکحل	109
65	**18-اسمِ تصغیر**	111
66	**19-فعل تعجب**	115
67	**20-صرفِ صغیر**	117
68	**حصہ نحو**	121
69	کلمہ (اسم، فعل، حرف)	122
70	**1-جملہ**	
71	۱۔خبر وانشاء	123
72	۲۔اجزاءِ جملہ	
73	**2-اسم**	124
74	اسم کی اقسام	124
75	مشتق وجامد	125
76	**3-اسم کی دیگر اقسام**	125
77	۱۔اسمِ موصوف	125
78	۲۔اسمِ صفت	125
79	۳۔اسمِ مفرد اور اسمِ مرکب	127

Marfat.com

80	۴۔اسمِ منسوب	128
81	۵۔اسماءِ ستہ مکبرہ	133
82	۶۔مبتدا و خبر	134
83	۷۔واحد، تثنیہ، جمع	134
84	۸۔اسمِ منقوص	141
85	۹۔اسمِ مقصور	141
86	۱۰۔اسمِ ممدود	141
87	۱۱۔اسمِ صحیح	141
88	۱۲۔جاری مُجریٰ صحیح	141
89	۱۳۔اسمِ معرفہ و نکرہ	141
90	۱۴۔اسمِ عدد	141
91	۱۵۔اسمِ فعل	142
92	اسمِ فعل کے خواص	142
93	۱۶۔اسمِ صوت	143
94	۱۷۔اسمِ کنایہ	144
95	۱۸۔اسمِ ظرف	144
96	۱۹۔اسماءِ شبہِ فعل	144
97	۲۰۔اسماءِ شرط	144
98	۲۱۔اسمِ ممیز	144
99	۲۲۔اسمِ تام	144
100	۲۳۔اسمِ معرب	145
101	۲۴۔اسمِ مصدر صناعی	145

102	۲۵۔منصرف و غیر منصرف	145
103	۲۶۔شبہ جمع	145
104	۲۷۔اسمِ ظاہر اور اسمِ ضمیر	145
105	۲۸۔اسمِ مخصوص	145
106	۲۹۔اسمِ معرب اور اسمِ مبنی	146
107	۳۰۔مبنی الاصل	146
108	**اسمِ معرب**	147
109	**1-باعتبارِ اعراب اسمِ معرب کی تقسیم**	148
110	**2-غیر منصرف کا اعراب**	148
111	**اسمِ مبنی یا اسمِ غیر متمکن**	152
112	**1-ضمائر**	152
113	**2-اسماءِ اشارہ**	154
114	**ذا کا اشتباہ**	155
115	**3-اسمِ موصول**	156
116	**4-اسماءِ افعال**	158
117	**اسمِ فعل کے خواص**	159
118	**5-اسماءِ صوت**	165
119	**6-ظروفِ مبنیہ**	167
120	**7-مشروط ظروفِ مبنیہ**	174
121	**8-معرب اسماءِ ظرف**	178
122	**9-اسماءِ کنایات**	179
123	**کَمْ کا محلِ اعراب**	179

Marfat.com

124	10- مرکب ناقص غیر تقییدی	182
125	اسمِ معنوی	184
126	1- معرفہ	184
127	ا۔ضمائر	184
128	۲۔علم	184
129	۳۔مبہمات	184
130	۴۔معرف باللام	184
131	۵۔معرف بالاضافہ	184
132	۶۔معرف بالنداء	184
133	2- نکرہ	184
134	3-اسماءِ عدد	184
135	اسمِ عدد کی تمیز کے احکام	185
136	ممیز ملحوظ کا حکم	185
137	4- مجموع	186
138	5- مصدر	186
139	6-اسم فاعل	186
140	7-اسمِ مفعول	187
141	8-صفتِ مشبہ	187
142	9-اسمِ تفضیل	187
143	فعل اور احکام نحو	190
144	1- فعل مضارع اور اَن مقدرہ	190
145	ا۔ان شرطیہ مقدرہ	190
146	۲۔لَمّا اور فعل مضارع	192
147	2- فعل متعدی اور فعل لازم	192
148	3-افعالِ ناقصہ	192
149	4-افعالِ قلوب	204
150	5- فعل تعجب	214
151	6-افعالِ مقاربہ	215
152	7-افعالِ رجاء	217
153	8-افعالِ شروع	219
154	9-افعالِ تحویل	222
155	10-افعال مبنی للمجہول	223
156	11-افعال مدح وذم	224
157	حروف معانی	230
158	1- حروف جر	230
159	ا۔قسم غیر استعطافی	265
160	۲۔واو الحال	267
161	۳۔ذوالحال کی شرائط	269
162	2- حروف مشبہ بالفعل	275
163	ا۔مصدر مؤوّل کے معنیٰ	282
164	3- حروف عطف	293
165	لَا کی تفصیلی اور عمومی بحث	310
166	4- حروف تنبیہ	321
167	5- حروف نداء	324

Marfat.com

168	ا۔ترخیم	329
169	۲۔استغاثہ	332
170	۳۔ندبہ	333
171	6-حروف ایجاب	335
172	7-حروف زائدہ	339
173	ا۔لامُ مقحمہ اور لامُ تقویہ	349
174	۲۔اَلْ	350
175	8-حرفانِ تفسیر	353
176	9-حروفِ مصدریہ	354
177	10-حروفِ تحضیض	357
178	11-قد	362
179	12-حرفینِ استفہام	364
180	13-حروفِ شرط	367
181	ا۔ان شرطیہ اور لَو مصدریہ میں فرق	370
182	14-کَلّا	373
183	15-کُلَّمَا	374
184	16-اَیْ	374
185	ا۔تعجبیہ	377
186	۲۔اختصاصیہ	378
187	17-لامُ مزحلقہ	378
188	18-نون	379
189	جملہ کی اقسام	388
190	اعراب جملہ	390
191	جملۃ النعت اور جملۃ الحال میں فرق	395
192	متفرقات واعادۃ	396
193	1-تمیز	396
194	ا۔تمیز العدد کے احکام	398
195	۲۔تعریف العدد	398
196	2-نعت	399
197	3-بدل	399
198	4-اختصاص	401
199	5-اشتغال	401
200	6-تحذیر واغراء	403
201	7-اِذْاور اِذَا کا موازنہ	405
202	8-اِذَنْ/اِذًا	408
203	9-اَلْ/لامُ تعریف	411
204	ا۔اَلْ موصولیہ	413
205	۲۔اَلْ کا حذف	415
206	10-ضمیر	417
207	11-حروفِ علت کا حذف	423
208	12-اسماءِ افعال	424
209	13-مرفوعات، منصوبات، مجرورات اور توابع	424
210	14-حروفِ غیر عاملہ	425

Marfat.com

211	خلاصہ	425
212	15- نحوی ترکیب	426
213	16- جمع مکسر	428
214	17- منع صرف	429
215	18- بعض مبہم الفاظ کی تشریح و توضیح	432
216	19- ملے جلے کلمات وکلام	434
217	علم البلاغہ	
218	IV- بلاغت	442
219	1- علمِ معانی	442
220	ا۔ خبر و انشاء	443
221	۲۔ انشاءِ طلبی	445
222	۳۔ قصر	447
223	۴۔ فصل و وصل	449
224	۵۔ مساوات، ایجاز، اطناب	452
225	2- علمِ بدیع	457
226	ا۔ المحسنات اللفظیۃ	457
227	اقتباس	459
228	سجع	460
229	ب۔ المحسنات المعنویۃ	461
230	ا۔ التوریۃ	461
231	۲۔ الطباق	462
232	۳۔ المقابلۃ	463
233	۴۔ حسن التعلیل	464
234	۵۔ تاکید المدح بما یشبہ الذم و تاکید الذم بما یشبہ المدح	465
235	۶۔ اسلوب الحکیم	467
236	علم العروض	
237	V- من علم العروض	470
238	1- اجزاءِ تفاعیل	471
239	2- تفاعیل	472
240	3- قافیہ	472
241	4- ردیف	473
242	مصادر و مراجع	474

Marfat.com

علم القراءة

Marfat.com

علم القراءۃ والتجوید

تعریف علم القراءۃ: قراءت کے لغوی معنیٰ پڑھنے کے ہیں؛ اصطلاحاً قواعد وضوابط کوملحوظ رکھتے ہوئے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا ہے۔

موضوع: قراءت کا موضوع کلمہ ہے؛ جس سے اس طرح بحث کی جاتی ہے کہ فلاں کلمۂ قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح سکھایا؛ اور یوں بھی پڑھا اور اس طرح بھی پڑھا. جسے اختلافِ قراءت کہتے ہیں. کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سات بولیوں میں قرآنِ کریم نازل ہوا ہے۔

غرض وغایت: قراءتِ قرآنِ کریم کو خلط ملط ہونے سے بچانا ہے. جیسا کہ اکثر اسلامی ممالک میں قراءتِ عاصم کو حفص کی روایت میں تلاوت کیا جاتا ہے. جیسا کہ قراءاتِ سبعہ میں ہر قراءۃ کے لیے ایک امام (Authority) مشہور ہے۔ پھر ان کے رواۃ (شاگرد/راوی) ہیں۔

تعریف علم التجوید: لغۃً عمدگی کا نام تجوید ہے؛ اصطلاحاً قرآنِ کریم کے حروف کو ان کی جچی تلی آواز میں (مخارج وصفات کو ملحوظ رکھتے ہوئے) اداء کرنے کو تجوید کہتے ہیں۔

موضوع: اس کا موضوع حروفِ مبانی ہیں. جس میں حرف کی مخصوص آواز سے بحث کی جاتی ہے تاکہ یہ اپنے مماثل ومتجانس (مشابہ الصوت) سے تمیز پا جائے۔

غرض وغایت: ہر حرف کی مخصوص آواز کو رعایت دینا تاکہ کلام میں تبیین آجائے اور اس پر ترتیل کا اطلاق ہو سکے۔

Marfat.com

حروفِ تہجی

The Alphabets

حروفِ تہجی سے بحث کیے بغیر لغت کی کتاب ایسی ہی ہے جیسے کوئی عمارت بغیر بنیاد کے کھڑی کردی جائے۔ اندریں صورت حروفِ ہجاء کا مطالعہ بالاستیعاب لازم ہے۔

عربی لغت کے حروفِ ہجاء انتیس (29) ہیں.

عربی گرامر میں حروف نام کی دو چیزیں ہیں:

۱۔ حروف مبانیّ : Alphabets

حروف تھجّی: الف ـــ یا؛ جن سے الفاظ وکلمات تشکیل پاتے ہیں.

۲۔ حروف معانی : Particles

جن کا تعلق اجزاءِ کلام (اسم، فعل، حرف) سے ہے.

حروف وحرکات:

عربی لغت کا کلمہ انگریزی کی طرح صرف حروفِ ہجاء سے ہی نہیں بنتا بلکہ یہ حرکات کو بھی شامل ہوتا ہے؛ جنہیں انگریزی والے Short Vowels یا Vowel Points کہتے ہیں. اس طرح لغتِ عرب حروف وحرکات کے دوستونوں پر قائم ہے. جب حروف وحرکات لغت کی بنیاد اور دو بنیادی ستون ٹھہرے تو ان کی ٹھیک ٹھیک پہچان بھی مبادیاتِ علم میں سے ہے ان کی کمیّت؛ ان کی حقیقت، ان کی کیفیت اور ان کی اشکال واحوال سے واقفیتِ تامہ کا حصول ایک لغوی پر بہر نوع لازم ہے.

سلف نے یہ مہارتیں رسول اللہ ﷺ سے سیکھ کر بڑی احتیاط اور دیانت وامانت کو ملحوظ رکھتے ہوئے بلاکم وکاست ہم تک پہنچائیں. جن میں ہر ہر پہلو پر خوب بحث کی گئی؛ حروف وحرکات کی اصوات کا مخارج وصفات کے ذریعے تعین کیا گیا. جس کے بعد ان کی تعداد اور اشکال واصوات میں کسی ابہام، التباس یا اشتباہ کی گنجائش باقی نہیں. اگر کوئی خلجان کا شکار ہے تو اپنی کوتاہی کی وجہ سے ہے.

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے تیسری جماعت کے قرآنی قاعدہ میں یہ غلطی موجود ہے کہ:

"قرآن مجید عربی زبان میں ہے اور عربی زبان کے کل اٹھائیس حرف ہیں."

Marfat.com

اس لئے میں نے ایک ایک حرف کا فرداً فرداً چہرہ کرادیا ہے.

معلوم رہے کہ جس کسی نے یہ غلطی کی ہے اس نے الف اور ھمزۃ کے فرق کو صحیح طرح نہیں پہچانا ہے. قرّاء نے اس فرق کو خوب بیان کیا ہے.

ا، ا،

ا، ا، ا، ا، ا، ا، ا، ا، ا، ا، ا.

أَلِفْ

پہلی سطر میں مختلف خطوط میں الف کی اشکال دکھائی گئیں ہیں پھر اس کا نام دیا گیا ہے. اگرچہ حروفِ تہجی کے اسماء کے آخر میں تنوین بھی لاتے ہیں؛ مگر درست یہی ہے کہ ساکن رکھا جائے؛ جیسا کہ حروفِ مقطعات میں یہ ہیں؛ بلکہ اکثر نے تو انھیں مبنی بر سکون کہا ہے؛ جیسا کہ حروفِ معانی میں سے بھی اکثر مبنی بر سکوں ہیں.

صوت: منہ کو بلا تکلف اچھی طرح کھولنے ـ کامل انفتاحِ فم ـ سے اداء ہوتا ہے. اس کی ادائیگی تب ہی ہوگی جب اس سے پہلے زبر ہوگی. یہ ہمیشہ مدہ ہوتا ہے. زبر کا بھائی ہے؛ یعنی دونوں کی آواز ایک ہے؛ بس چھوٹی بڑی کا فرق ہے. زبر کی آواز لمبی کریں تو ألف پیدا ہوتا ہے. ألف نہ صرف یہ کہ ابتداءِ کلام یا جملے کے شروع میں نہیں آتا بلکہ لفظ کے شروع میں بھی نہیں آتا کہ یہ زبر سے ملحق ہوتا ہے؛ اگر ماقبل مفتوح نہ رہے تو یہ بھی اپنی حالت پر قائم نہیں رہتا؛ جیسا کہ ضَارَبَ کا فعل مجہول ضُوْرِبَ ہے.

صفات: ألف کی آواز اپنی ذات مین تو اصلاً باریک ہے مگر ماقبل کی اتباع میں موٹا پڑھنا نہ صرف مستحسن بلکہ واجبات میں سے ہے؛ جیسا کہ اَللّٰہُ کا لام موٹا ہوا تو ألف بھی مفخّم ہوگیا. جہر کی وجہ سے آواز زوردار اور رخوت کی وجہ سے نرم ہے.

مخرج: منہ کا خالی حصہ جسے قرّاء جوفِ دہن کہتے ہیں.

مقدار: ألف کی آواز دو زبر کے برابر ہے؛ جو اتنی لمبی ہوتی ہے کہ آپ اپنی بند انگلی کو حسبِ معمول اتنی دیر میں کھول سکتے ہیں. ان دو زبروں کی آواز کے ساتھ پہلی زبر کی آواز بھی شامل کرلیں تو یہ ڈیڑھ ألف یا تین زبروں کی ایک ساتھ آواز ہے؛ بلا سبب اس سے زیادہ لمبی آواز بڑی غلطیوں میں شمار ہوتی ہے.

Marfat.com

مدّ: اگر الف کے بعد ایک اور ساکن اسی کلمہ میں ہو تو یہ اجتماعِ ساکنین علیٰ حدّہ ہے؛ جس کا حکم دونوں ساکنوں کو اپنی حالت پر برقرار رکھنا ہے؛ کسی کو ساقط نہیں کرنا. چونکہ یہ ایک خلافِ معمول مشکل موقع ہے؛ جس میں الف کے مٹنے کا اندیشہ ہے؛ اس لئے ساکنین کے مابین مدّ کو فاصل لائے؛ جس کی غایت الف بچانا ہے؛ جیسے: آلْئٰنَ ، دَآبَّةٌ؛ جب اس کے بعد کوئی موقوف علیہ بن جائے؛ جیسے: اَلْبَیَـان. تب بھی مد ہے؛ جسے مدِّ عارض کہتے ہیں کہ اس کا سبب عارضی ہے جو حالتِ وصل میں رفع ہو جاتا ہے.

مد کا دوسرا سبب ھـمـزة ہے؛ جیسے: اَلْـمَلٰٓئِکَةُ ، ھٰٓؤُلَآءِ؛ جس کی غرض وغایت ھـمزة کی رعایت ہے؛ الف کی نرم آواز کے بعد مدّ اس لئے فاصل لائے کہ ھـمزة کی سخت آواز پر آمادہ ہو سکیں؛ معلوم ہو کہ ھٰٓؤُلَآءِ دو کلمے ہیں؛ اس وجہ سے اسے مدِ منفصل اور الـمـلٰئکة متصل ہے؛ منفصل میں مد کا ترک بھی جائز ہے؛ اسی طرح موقوف علیہ والی میں؛ جسے مدِ عارض کہتے ہیں؛ اور مدِ لین میں بھی قصر روا ہے. جبکہ مدِ لازم (آلْئٰن ، دابّة) اور متصل (الـمـلٰئکة) میں کم از کم تین الف برابر مد کرنا لازم ہے؛ مد کی اس لمبائی کو طول کہتے ہیں؛ جو مدِّ لازم میں پانچ الف تک ہو سکتی ہے.

ھمزة اور الف کا فرق: ھمزة کی اپنی کوئی شکل نہیں؛ یہ کبھی عین کے سر اور کبھی حروفِ علت (و ، ا ، ی) کی شکل میں ہوتا ہے؛ عامة الناس کی سہولت کے لئے ایسے میں حروفِ علت پر عین کا سر بھی لگا دیا جاتا ہے. ھـمـزة قطعی ہو یا وصلی جب یہ لفظ کے شروع میں آتا ہے تو بشکلِ الف ہوتا ہے؛ جس سے اشتباہ کو راہ ملی. مزید برآں نحویوں کے قول: ”الف لام تعریف کا“ سے اس التباس کو تقویت ملی. حالانکہ یہ ھـمـزة ہے. پڑھنے میں الف صرف وہ ہے جو زبر کو دراز کرنے سے پیدا ہو؛ بغیر جھٹکے کے پڑھا جائے؛ جس پر جزم نہیں لکھتے. جو اس کے سوا ہے وہ ھمزة ہے یا ضمیری علامت؛ جیسے: ضَرَبُوْا؛ جس کا بولنے پڑھنے سے کوئی تعلق نہیں ہے.

الف کے دیگر احکام:

۱۔ قرآن کریم کا رسم الخط توقیفی یعنی بحکمِ شارع ہے؛ جس میں قیاس کو راہ نہیں؛ رسول اللّٰہ ﷺ نے جیسے لکھوایا لکھا گیا؛ جس کا خلاف خلافِ شریعت ہے؛ جیسا کہ: الـٰه ، الرّحـمٰن، کتٰب اور الشّیطٰن وغیرھم میں الف رسماً محذوف مگر قراءةً باقی ہے؛ جبکہ کھڑا زبر

Marfat.com

اصلاً رسمِ قرآن میں شامل نہیں؛ یہ دیگر حرکات کی طرح بعد کی اختراع ہے۔

۲۔ واو اور یا سے مبدلہ الف کی کتابت بھی واو، یا سے ہوگی؛ جیسے: الزّکوۃ، الأعلیٰ۔ الزکاۃ بہرصورت غلط ہے۔

۳۔ الف کو جو حالات پیش آتے ہیں ان میں سے سقوط، واو اور یا سے تبدیلی کے علاوہ امالۃ بھی ہے؛ جو قرأتِ عاصم میں صرف مجریھا میں ہے۔ جس کا مطلب الف کی آواز کو الف اور یا کے درمیان معلق رکھنا ہے؛ تاکہ یہ اپنی اصل پر دلالت کر سکے۔ جسے امالہ کبریٰ کہتے ہیں۔ اگر زبر کو زیر کی طرف مائل کریں تو یہ امالہ صغریٰ ہے؛ جیسا کہ اردو والے أحمد کو بگاڑ کر بولتے ہیں؛ جو قراءتِ عاصم میں نہیں۔ لغتِ قریش میں امالہ معیوب چیز ہے۔

نوٹ: مخرج منہ یا اس کے قریبی اعضاء کا وہ حصہ ہے جہاں سے کسی حرف کی آواز صادر ہوتی ہے؛ اس آواز کی تکمیل صفاتِ لازمہ سے ہوتی ہے؛ بعض کی صفاتِ عارضہ بھی ہیں جو انہیں مزید خوبصورت بناتی ہیں۔ بعض کی مخرجی آواز سوائے ایک ڈھانچے کے کچھ نہیں؛ اس کی صفاتِ لازمہ ہی اسے اس کے مشابہ الصوت سے تمیز دیتی ہیں۔ بات کو فہم کے قریب لانے کے لئے میں نے مخرج اور صفات کا فرق کم ہی ملحوظ رکھا ہے؛ ایک جامع بات کہہ دی ہے۔

الف موٹا ہو یا کوئی بھی حرف موٹا ہو تو منہ گول نہ ہونے پائے کہ یہ صریح غلطی ہے؛ جس سے آواز بگڑ جاتی ہے؛ یہ انضمام ہے جو واو اور پیش کے سوا کہیں بھی روا نہیں۔

الف اور دیگر حروفِ مدہ کے بعد غنہ نہ ہو؛ بالخصوص جب ان کے بعد حرفِ غنہ میم یا نون ہو تو ان دونوں کے درمیان غنہ فاصل نہ ہو؛ جیسے: اَلْمَرْجَانُ۔ پہلے ہو پھر بھی دھیان رہے؛ جیسے: اِنَّا ۔ دُنْیَا میں حرفِ غنہ بھی نہیں پھر بھی یار لوگ غنہ کا شکار ہیں۔

ب، ب، ب، ب، ب، ب، لب، ب، لب، لبے، ب، لب، لب، ب، ب، لب، ب، ب، ب، ب، ب،
ب، ب، ب، ب، لب، لب، لب، لب، ب، ب، ب، ب، ب، ب، ب، لب، ب،
ب، ب، بے، ب، لب، لب، ب، ب، لب، ب۔

با

یہ کسی نہ کسی خط میں با کی اشکال ہیں؛ سب سے آخر میں الگ تھلگ اس کا نام ہے۔ حرفِ مبانی کے علاوہ یہ حرفِ معانی بھی ہے۔ با اور اس کے ہم وزن نام والے حروف (تا ثا حا خا را زا طا ظا فا ھا یا) کے آخر میں ھمزۃ بھی لکھتے پڑھتے ہیں؛ مگر صحیح وہی ہے جو پہلے

Marfat.com

ألف کے عنوان میں کہہ چکا ہوں کہ باری تعالیٰ نے حروفِ مقطعات میں فیصل کر دیا ہے کہ یہ مبنی برسکون ہیں بغیر همزة کے۔

صوت: یہ ایک زوردار سخت آواز والا حرف ہے بوجہ مجہورہ و شدیدہ ہونے کے۔ دونوں ہونٹوں کو کچھ زور سے سختی کے ساتھ ملانے سے اداء ہوتا ہے۔ نہ کہ پولے ہونٹوں سے؛ کیونکہ ہونٹوں کو نرمی سے ملانے سے بیمار با اداء ہوتا ہے بوجہ جہر و شدت سے محرومی کے۔ ساکن ہو تو اس میں قلقلہ بھی مروج ہے۔ قلقلہ کا مطلب آواز کو اچھال کر سختی سے فوراً بند کرنا ہے کہ آواز اکہری رہے نہ کہ دہری؛ البتہ موقوف علیہ مشدد کی آواز کی دہرائی بوجہ حرف دہرا ہونے کے واجب ہے؛ جیسے: تَبَّ؛ جو اچھے مشاق نہیں وہ نہ آواز کو روکتے ہیں نہ مشدد میں تکرار لاتے ہیں۔

قراءت جس کا موضوع لفظ اور تجوید جس کا موضوع حرف ہے؛ جو تلاوت کی روح ہیں؛ جو ہیں تو دو الگ الگ علم و فن مگر ایک دوسرے کو تنہا نہیں چھوڑتے۔ ان کے ماہرین نے بین الدفتین حروف اور لفظ سے یوں بحث کی کہ جس پر ہم نازاں ہیں کہ دیگر پہلوؤں کی طرح اس میدان میں بھی لغتِ عرب اپنا ثانی نہیں رکھتی؛ آج بھی تعلیمِ قرآن کی معیاری درس گاہیں اس کے احیاء میں کوشاں ہیں۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ ہر قاری مجود نہیں ہوتا؛ بوجہ صفاتِ لازمہ کے سمجھنے سے عاری ہونے کے کہ اس میں درجات ہیں؛ یدِ طولی بہت کم کو حاصل ہے۔

مقدار کا عمومی پہلو: کسی حرف کی آواز کتنی لمبی ہے؛ جسے مجودین جاری اور بند آواز سے تعبیر کرتے ہیں؛ تین طرح ہے:

۱۔ ایسے حروف جن کی آواز ایک ألف برابر ہے؛ یہ رخوہ حروف ہیں کہ ألف خود رخوہ ہے۔ رخوت کے معنیٰ نرم آواز کے ہیں جو أَجِدُكَ قَطَبْتَ اور لِنْ عُمَرُ کے سوا باقی حروف کی صفتِ لازمہ ہے۔

۲۔ وہ حروف جن کی آواز ایک ألف سے قدرے کم ہے؛ یہ لِنْ عُمَرُ کے حروف ہیں جنہیں متوسطہ کہتے ہیں۔ کتنی کم ہے؛ اس کا تعلق تعلم سے ہے نہ کہ لفظی بحث سے۔

۳۔ وہ جن کی آواز لِنْ عُمَرُ سے بھی کم ہے؛ یہ أَجِدُكَ قَطَبْتَ کے مجموعے میں جمع شدہ حروف ہیں؛ جنہیں شدیدہ کہتے ہیں۔

اب ہم تعین کر سکتے ہیں کہ بـا کہاں کھڑا ہے۔ اس کی آواز کی لمبائی کیا ہے اور کیفیت کیا

Marfat.com

ہے. کسی حرف کی آواز کا صحیح اندازہ حالتِ سکون میں ہوتا ہے؛ کیونکہ بیرونی عوامل حرف کی آواز پر اثر انداز ہوتے ہیں؛ جیسا کہ رخوہ بھی مشدد ہو تو شدّ کی وجہ سے سخت ہوگا کہ بغیر سختی تشدید ناقص ہے کہ تشدید کا تو معنیٰ ہی سخت بنانا ہے.

دیگر احکام: حروفِ قمریہ میں سے ہے کہ اس میں لام تعریف ادغام نہیں ہوتا؛ جیسے: اَلْبَابُ. اس میں اپنے ہی مماثل با کے علاوہ کوئی دوسرا مدغم نہیں ہوتا. اس کا میم میں ادغام جائز ہے؛ جیسے: ارْكَبْ مَّعَنا.

یہ حروف قمریہ وشمسیہ اور ادغام والے امور ألف کے بارے اس لئے زیرِ بحث نہیں آئے کہ ألف ساکن ہونے کی وجہ سے لام کے بعد نہیں آتا؛ نہ ہی اس کا کسی میں ادغام ہے؛ اگر کہیں مشکل پیش آئے تو اس کا حل حذف ہے؛ جیسے: مَا الْقَارِعَةُ.

ت، ت

تَا

اس شکل میں یہ تـا مطوّلہ ہے جو حروفِ مبانی کے علاوہ حروفِ معانی میں سے بھی ہے؛ جب کہ اسی آواز وصفات کے ساتھ ایک اور حرف ہے جو شکلاً ھا جیسا ہے؛ اور وہ تا مدوّرہ (ة) ہے؛ جسے حروفِ مبانی میں شامل نہیں کیا گیا. یہ صرف حرفِ معانی ہے. وقف چونکہ رسم الخط کے تابع ہے اس لئے حالتِ وقف میں تا مربوطہ ھا ساکنہ کی آواز دیتی ہے؛ جیسے: اَلصَّلٰوةُ. جس کا محل کلمہ کا آخر ہے.

صوت: صفتِ ہمس کی وجہ سے کمزور مگر سخت آواز جو نوکِ زباں کے تالو کے اگلے حصے سے لگنے سے بنتی ہے. بناوٹی عرب اسے ثا کہتے ہیں؛ جیسا کہ مصر اور الشرق الاوسط والے.

دیگر احکام: حروفِ شمسیہ میں سے ہے؛ یعنی اس میں لام تعریف کا ادغام ہے؛ جیسے اَلتَّوَابُ. اس میں اس کے متجانس طا کا بھی ادغام ہے؛ جیسے: فَرَّطْتُّمْ؛ مگر ناقص؛ جس میں طـا کی صفتِ قلقلہ باقی نہیں رہتی. ادغام اس لئے کہ ثقل دور ہو؛ ناقص اس لئے کہ طـا کی پہچان باقی رہے، جس میں اس کی موٹی آواز کو برقرار رکھا جاتا ہے؛ تا کہ فہم میں بگاڑ نہ آئے. اور دال کا بھی؛ جیسے: وُلِدْتُّ. ضعیف کا اپنے قوی متجانس میں ادغام کوئی انوکھی بات نہیں؛ ادغام کو

Marfat.com

ایک تعلق چاہیے؛ سو وہ ہے؛ جیسے: اِذْ ھَمَّتْ طَّائِفَتَانِ. ادغام اگر مدغم کی پہچان ختم کرے تو ادغام سے گریز کیا جاتا ہے.

اس کا ابدال بھی ہے؛ جیسے: اِصْتَفٰی سے اِصْطَفٰی. جب تک لفظ اور صیغہ کو اس کی اصل کی طرف نہ لوٹایا جائے کلمہ کی پہچان نہیں ہوتی؛ جس کے لئے قواعد کی پہچان کرائی جاتی ہے.

یہ حروفِ مضارع (أَتَیْنُ) میں سے ہے؛ جیسے: تَفْعَلُ.

ث، ث

ثَا

یہ اپنی اصل کے اعتبار سے عربی حرف ہے؛ دوسری لغات (زبانوں) نے اسے عربی سے مستعار لیا ہے. اس کی ادائیگی قراء سے سیکھنی پڑتی ہے.

صوت: اس کی آواز میں سیٹی نہیں. صفتِ ہمس کی وجہ سے سانس ملی ضعیف آواز؛ رخوت کی وجہ سے آواز میں نرمی ہے. اس کے ادغام و ابدال کے مواقع کثیر ہیں؛ جیسا کہ اِثَّاقَلْتُمْ کی اصل تَثَاقَلْتُمْ ہے. حُثَالَۃٌ اور جُثْمَانُ کی لغات حُفَالَۃٌ اور جُسْمَانُ بھی ہیں.

مخرج: نوکِ زباں سامنے کے اوپر کے دو دانتوں کے مسوڑھوں سے ملے تو ثا اور اس کے متجانس ادا ہوتے ہیں.

ث شمسی حرف ہے؛ جیسے: اَلثَّالِثَۃُ. حروفِ قمریہ کا مجموعہ اِبْغِ حَجَّکَ وَ خَفْ عَقِیْمَہٗ ہے؛ جو ان میں نہیں وہ حرفِ شمسی ہے.

ج، ج، ج، ج، ج، ج، ج، ج، ج، ج، ج، ج، ج، ج، ج، ج،

جِیْمْ

حرف کو مختلف اشکال میں دکھانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ لکھتے وقت آپ اسے کبھی کسی خط میں لکھ لیں اور کبھی کسی میں؛ ایسا جائز نہیں. لکھائی میں ایک ہی خط کا تتبع لازم ہے؛ ہاں اگر الگ سطر ہو اور عنوان وغیرہ میں تنوع لانا مقصود ہو تو یہ خوبصورتی میں اضافہ کا باعث ہے.

عربوں کے ہاں ہر خط کا ایک موقع ہے؛ جیسے: سائن بورڈ جیسی بڑی لکھائی کے لئے خطِ ثلث، ہاتھ کی لکھائی کے لئے خطِ رقعہ اور طباعت میں نسخ کی بعض فروع مستعمل ہیں. اسی طرح تلاوتِ قرآن مجید میں نہ صرف یہ کہ ایک ہی قراءت کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے بلکہ روایت کو رعایت

Marfat.com

دینا بھی لازم ہے؛ جیسا کہ ہم قراءتِ عاصم بروایت حفص پڑھتے ہیں. یہ نہیں کہ اپنی مرضی سے ایک ہی جملے کا کوئی کلمہ کسی قراءت پر اداء کرلیا اور کوئی دوسری میں پڑھ لیا. اجتماع قراءات ماہرین کا کام ہے؛ انھیں خبر ہوتی ہے کہ ایک قراءت کہاں سے شروع کرنی ہے اور اسے کہاں تک لے جانا ہے کہ نحوی اور تلاوتی قواعد ملحوظ رہیں.

صوت: یہ ہمس کی ضد جہر سے متصف ہونے کی وجہ سے زور دار مضبوط آواز اور رخوت کی ضد شدت کی وجہ سے سخت حرف ہے؛ جو تالو کے درمیانی حصہ سے نکلتا ہے. ساکن میں قلقلہ بھی ہے. ہر مقلقل حرف مجہورہ اور شدیدہ ہے؛ لہٰذا قلقلہ ہوتے ہی آواز بند ہونی چاہیے. قمری حرف ہے؛ جیسے: اَلْجَمَلُ.

ح، ح

حَا

اصل عربی حرف ہے؛ ایک عامی کے لئے اسے ھا اور خا سے تمیز دینا مشکل ہے.

صوت: مہموسہ اور رخوہ ہونے کی وجہ سے کمزور اور نرم حرف ہے؛ اس کی آواز ضعیف اور کمزور ہی رہے؛ اس کا مخرج وسطِ حلق ہے؛ جس کی وجہ سے اسے حرفِ حلقی کہتے ہیں؛ اور حروفِ حلقی سے پہلے واقع ہونے والے نون ساکن میں غنہ نہیں ہوتا. لام سے مخرجی دوری کی وجہ سے اس کا شمار حروفِ قمریہ میں ہوتا ہے؛ جیسے: اَلْحَمْدُ، اَلْحَاقَّةُ.

حروفِ حلقی کا مخرج دوسرے حروف کے مخرج سے الگ ہونے کی وجہ سے انھیں ادغام و اقلاب جیسے احوال سے بچاتا ہے؛ صرف اپنے مماثل سے راہ ورسم کے عادی ہیں. انھیں میں سے ایک ھمزۃ ہے جس کے احکام ہی جداگانہ ہیں.

خ، خ

خَا

اس میں اور حا میں جو فرق ہے وہ قدرے موٹی آواز اور مخرج کا فرق ہے؛ اختلافِ مخرج ہی اس کی آواز کو حا کی آواز سے جدا کرتا ہے. ہمس و رخوت اور دیگر صفات میں یہ دونوں متحد ہیں؛ استعلاء کی وجہ سے یہ تھوڑی سی مفخم آواز والا ہے. اس سے آگے بھی تفخیم کا درجہ ہے جس سے اسے بچانا ہوتا ہے. اس کا مخرج منہ سے متصل حلق ہے؛ جسے ادنیٰ حلق کہتے ہیں. حروف

Marfat.com

حلق کامشہور قاعدہ ان کے پاس نون ساکن (جس میں تنوین کا نون بھی شامل ہے) کا اظہار ہے. حروفِ قمریہ میں سے ہے؛ جیسے: اَلْخَلْقُ .

د ،د،د، ڈ، د، د، د، د، د، د، د ،د،د، د، د، د، د، د، د، د، د، د، د ،د،د

د، د، د، د، د

دَالُ

صوت: اس کی آواز قوی اور سخت ہے کہ اس میں جہر و شدت ہے. ساکن ہو تو قلقلہ جائز ہے بلکہ عمل اسی پر ہے. یہ تا کی طرح زباں اور تالو کے اگلے حصے سے اداء ہوتا ہے؛ بوجہ ہم مخرج ہونے کے یہ تا میں بھی مدغم ہے؛ جیسے: قَدْ تَّبَیَّنَ . مُدَّکِرٌ میں یہ ذال اور تا کی نیابت میں ہے؛ جس کی اصل مذتکر ہے. حرفِ شمسی ہے؛ جیسے: اَلدِّیْن .

ذ ،ذ

ذَالُ

اپنی اصل کے اعتبار سے یہ عربی حرف ہے.

صوت: زوردار مگر نرم اور بغیر سیٹی کے باریک آواز. اس میں اور اس کے ہم آواز زا میں صرف سیٹی کا فرق ہے؛ جو بہت بڑا فرق ہے.

مخرج: نوکِ زباں اور اوپر والے سامنے کے دو دانت (Bitting Teeth) کا اوپری سرا؛ جو کہ ثا اور ظا کا بھی مخرج ہے.

حرفِ شمسی ہے؛ جیسے: اَلذِّکْر.

ر، ر

رَا

کتابت میں را اور دال میں فرق کو ملحوظ رکھا جائے؛ بعض کی لکھائی ایک جیسی دیکھی گئی ہے.

صوت: قوی، نہ نرم نہ سخت، مائل بتکرار آواز؛ جس کی صفات جہر، توسط اور تکریر ہیں. اصلاً باریک آواز ہے؛ زبر اور پیش ہو تو حسنِ صوت کے لئے کچھ موٹا پڑھتے ہیں؛ جو اس کی عارضی صفت ہے؛ ساکن ہو تو اس میں تفصیل ہے؛ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ماقبل کسرہ اصلی ہو؛ عارضی نہ ہو؛ اور بعد میں خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں سے کوئی حرف نہ ہو تو باریک ورنہ مفخم ہے. حرفِ شمسی ہے؛

Marfat.com

جیسے: اَلرَّاکِعِیْنَ.

یَرْمَلُوْنُ میں سے ہے؛ یہ وہ حروف ہیں جن میں نون ساکن کا ادغام ہوتا ہے؛ جس میں نون تنوین بھی شامل ہے؛ جیسے: مِنْ رَّبِّہٖ. اس میں لام کا بھی ادغام ہے؛ جیسے: وَقُلْ رَّبِّ. جبکہ مماثل کا تو ہوتا ہی ہے.

ز ، ز

زَا

صوت: یہ ذال کا مشابہ الصوت ہے؛ اس میں سیٹی ہے جسے صفیر کہتے ہیں؛ جو اسے ذال سے تمیز دیتی ہے؛ دیگر صفات وہی ہیں جو ذال کی ہیں؛ مخرج میں جدا ہیں. اس کا مخرج نوکِ زباں اور سامنے کے اوپر کے دو دانتوں (ثنایا علیا) کا نچلا سرا ہے؛ جو کہ سین اور صاد کا مخرج بھی ہے. بعض وہ مخارج ہیں کہ جن کے حروف بڑی آسانی سے اپنا مخرج خود ہی طبعاً پہچان لیتے ہیں؛ تردد نہیں کرنا پڑتا.

حرفِ شمسی ہے؛ جیسے: اَلزَّیْتُوْن. چونکہ سیٹی اس کی واحد پہچان ہے اس لئے اپنے مماثل کے سوا اور کسی میں نہ یہ ادغام ہو نہ کوئی اس میں ادغام ہو؛ حتی کہ ذال بھی نہیں؛ جیسے: اِذْ زَاغَت. لام تعریف کا معاملہ اور ہے.

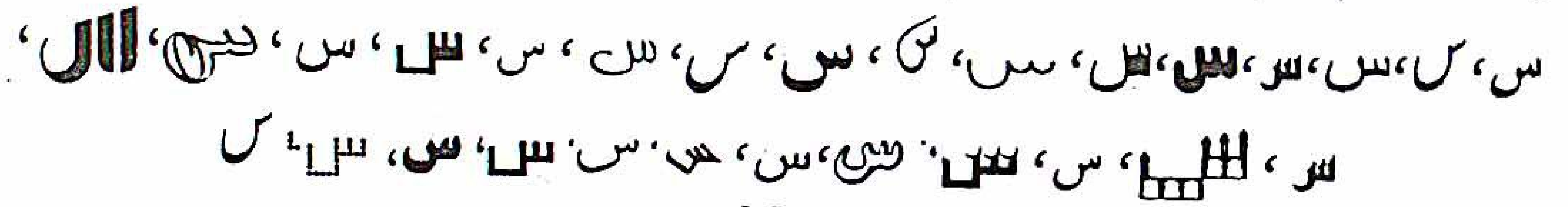

سِیْنْ

صوت: اس کی اہم صفت صفیر ہے؛ یعنی سیٹی والی آواز جو اسے ثا سے تمیز دیتی ہے ہمس و رخوت میں یہ اپنے مشابہ الصوت ثا اور صاد کا شریک ہے. صاد اور اس میں اس کی باریک آواز کی وجہ سے فرق ہے. یہ زا کا ہم مخرج ہے. حرفِ شمسی ہے؛ جیسے: اَلسَّمَاءُ. حرفِ معانی ہے کہ سَوْفَ کا مخفف بن کر فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے؛ جس کی وجہ سے یہ فعل کی پہچان کرانے والا حرفِ تنفیس ہے.

ش ، ش ، ش

شِیْنْ

صوت: اس کی صفات: ہمس، رخوت، استفال، انفتاح اور تفشی ہیں؛ جن کی وجہ

Marfat.com

سے اس کی آواز کمزور نرم باریک اور نہ صرف جاری رہنے والی بلکہ پھیلنے والی ہے؛ کہ تفشّی اس کی صفتِ رخوت کو تقویت بخشتی ہے . اس کا مخرج وسطِ لساں اور اس کے محاذی تالو ہے؛ جو جیم اور یا کا مخرج بھی ہے. حروفِ شمسیہ میں سے ہے؛ جیسے: اَلشَّمْسُ.

ص ، ص

صَادْ

خالص عربی حرف ہے؛ غیر عرب کو اس کے سیکھنے میں محنت کرنی پڑتی ہے.

صوت: یہ سین سے اپنی موٹی آواز کی وجہ سے ممتاز ہے؛ جبکہ ثا میں تو سیٹی بھی نہیں اور مخرج کا اختلاف بھی ہے. اس میں قوی اور ضعیف صفات ملی جلی ہیں؛ جن کی وجہ سے یہ نہ کوئی خاص قوی الصوت حرف ہے نہ ہی ضعیف. ہمس و رخوت کی وجہ سے اس میں ایک گونہ ضعف ہے؛ اور استعلاء اور اطباق کی وجہ سے قوی ہے. ان صفات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کہیں گے کہ اس کی آواز سیٹی کے ساتھ سانس و آواز کو جاری رکھنے والی ہے؛ جو حد درجہ موٹی ہوتی ہے؛ اس قدر موٹی کہ زباں تالو سے لپٹی رہتی ہے. اس کا مخرج زا والا ہے. ایک دوسرے کو بچانے کے لئے کبھی یہ سین کی جگہ لے لیتا ہے؛ جیسے: بِمُصَیْطِرٍ؛ اور کبھی طا تا کی جگہ لے لیتا ہے؛ جیسے: اِصْطَفٰی. تا کہ دونوں موٹے حرف اکٹھے ہوں جائیں اور کوئی مشکل پیش نہ آئے؛ یہ تبدیلیاں زباں کی روانی اور فہم کو صحیح سمت میں رکھنے کے لئے ہیں.

حرفِ شمسی ہے. تفخیم (موٹی آواز) کا یہ مطلب نہیں کہ منہ کو بگاڑا جائے؛ اس کی ادائیگی میں ہونٹ نہ گول ہونے پائیں کہ یہ واو اور پیش کے سوا کہیں بھی روا نہیں .

ض ، ض ، ض

ضَاد

نہ صرف یہ کہ یہ خاص الخاص عربی حرف ہے؛ بلکہ عرب تو پہچانے ہی اہل الضاد جاتے تھے؛ کہ کوئی عطائی اس کی ادائیگی نہیں کر سکتا؛ مستشرقین کو اسے سیکھنے کے لئے محنتِ شاقہ درکار ہوتی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں داد اور ظاد کا فساد قائم ہے کہ انہیں ضاد تک رسائی نہیں؛ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں. کوئی حرف کسی دوسرے جیسا نہیں؛ ہر ایک بے نظیر ہے. اس کی

Marfat.com

صحیح آواز دال کے کسی طرح مشابہ ہوسکتی ہے؛ ظا کے مشابہ ہرگز نہیں.

مخرج: اس کا جدا گانہ مخرج ہی اس کی پہچان ہے؛ اسی لئے میں اس کے مخرج کا ذکر خلافِ معمول صوت پر مقدم کر رہا ہوں کہ اس والی صفات تو ماسوا استطالت اوروں میں بھی ہیں؛ اگر اسے اس کے مخرج سے باہتمام اداء نہ کیا جائے تو وہ ضاد نہیں کوئی اور حرف ہوگا.

زبان کا دایاں یا بایاں کنارہ جب اوپر کی ڈاڑھوں کے مسوڑھوں سے ملتا ہے تب ادا ہوتا ہے. جس کے بارے صاحب المقدمة الجزريّة کہتے ہیں:

وَالضَّادُ مِنْ حَافَتِهِ اِذْ وَلِيَا ....

اَلْاَضْـرَاسَ مِنْ اَيْسَرَ اَوْ يُمْنَاهَا ....

صوت: یہ استعلاء واطباق کی وجہ سے مکمل طور پر موٹا حرف ہے؛ جہر کی وجہ سے تگڑی زور دار اور رخوت واستطالت کی وجہ سے نرم لمبی آواز ہے. مخرج کی وجہ سے اس میں حافۂ لسان کام کر رہا ہے؛ جبکہ جڑ کی طرف والی آدھی زباں اس میں استعلاء واطباق کی وجہ سے کام آرہی ہے. مختصر یہ کہ اسے قوی، نرم، مفخّم اور طویل آواز چاہیے جو صرف اس کے مخرج سے اداء ہو. حرفِ شمسی ہے؛ جیسے: اَلضَّآلِّيْنَ .

ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ،

ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط ، ط

ظا

خاص عربی حرف ہے. عام قراء بھی اس کی صحیح ادائیگی سے قاصر ہیں؛ جہر کے بجائے ہمس کا شکار ہو کر تھا بولتے ہیں.

صوت: اقوای حرف ہے جس میں ضعف پیدا کرنے والی کوئی صفت نہیں. اس کی صفات جہر، شدت، استعلاء، اطباق اور قلقلہ ہیں؛ جن کی وجہ سے بغیر سانس زور دار، سخت، حد درجہ موٹی اور قدرے جنبش والی آواز ہے. حرفِ شمسی ہے؛ جیسے: اَلطَّيِّبُ . صاد کے بعد تا ہو تو اسے طا سے بدل دیتے ہیں؛ تا کہ ثقل رفع ہو جائے؛ جیسے: اِصْطَفٰى؛ جس کا مادہ صَفْوٌ ہے. اس کا تا میں ادغام تو ہے مگر ناقص؛ جیسے: بَسَطْتَّ. جس میں اس کی موٹی آواز کو برقرار رکھا جاتا ہے؛ تا کہ پہچان قائم رہے؛ قلقلہ ویسے بھی اس میں واجب نہ تھا.

١٤١٤٧٨

Marfat.com

ظ، ظ

ظَا

ذال اور زا سے ملتی جلتی آواز والا خالص عربی حرف ہے.

صوت: اس کی صفات بغیر سانس کے زوردار آواز؛ جسے جہر کہتے ہیں. نرمی سے جاری رہنے والی آواز جسے رخوت کہتے ہیں. اور استعلاء واطباق کی وجہ سے آواز خاصی موٹی ہے. اس کی موٹی آواز اسے ذال سے جدا کرتی ہے اور زا میں سیٹی ہے جو اس میں نہیں؛ مزید برآں یہ رہا موٹا جبکہ زا باریک ہے.

مخرج: یہ ثا اور ذال کا ہم مخرج ہے؛ جس کی وجہ سے اس میں اس کے ہم مخرج مشابہ الصوت ذال کا بھی ادغام ہے؛ جیسے:

اِذْ ظَّلَمُوْا. حرفِ شمسی ہے؛ جیسے: اَلظَّالِمُ.

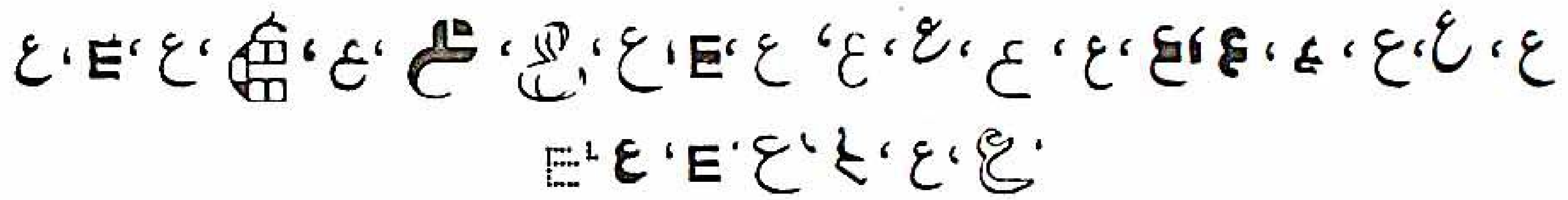

عَیْنْ

عربی کے مخصوص حروف میں سے ہے؛ غیر عربی تھوڑی سی توجہ سے سیکھ سکتا ہے کہ اس کی بھی اپنی ایک مخصوص آواز ہے. معمولی کوشش سے حروف کو ایک دوسرے سے تمیز تو دی جا سکتی ہے؛ مگر ہر حرف کی صحتمند آواز تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اچھے صاحبِ فن کے زیر تربیت غیر معمولی کاوش اور جہدِ مسلسل کرنی پڑتی ہے.

صوت: یہ ایک درمیانی آواز کا حامل حرف ہے؛ اس کی آواز میں صفات کا کوئی زیادہ عمل دخل نہیں کہ جہر و توسط اور استفال وانفتاح عام سی صفات ہیں؛ اس کی امتیازی آواز اس کے مخرج کی وجہ سے ہے. توسط کی وجہ سے آواز کو ڈھیل نہیں دینی چاہیے قلقلہ نہ ہو.

مخرج: وسطِ حلق میں یہ حا کا ہم مخرج ہے؛ ایک انوکھی سی صاف آواز اصحابِ فن جیسی نکلے تو متکلم خود ہی اطمینان پا لے گا. بعض کی آواز ھمزۃ اور عین کی آواز کے درمیان لٹکی رہتی ہے جو غلط ہے؛ اس کی آواز کو اس کے عروج تک پہنچانا ضروری ہے. اگر مشدد ہو تو اس کی آواز میں ترجیع صاف سنائی دینی چاہیے؛ جیسے: یَدَّعُ ، نَعَمَّہٗ ..

Marfat.com

حرفِ حلقی ہونے کی وجہ سے اس سے پہلے نون ساکن آئے تو اسے کوئی رعایت نہیں ملتی؛ مگر اظہار کا یہ مطلب بھی نہیں کہ نون توسط سے نکل کر شدت میں چلا جائے؛ جیسے: أَنْعَمْتَ.
نون اپنی صفتِ توسط کی وجہ سے غنہ میں سے اظہار میں بھی ایک حصہ پائے گا۔

حرفِ قمری ہے؛ جیسے: اَلْعٰلَمِیْنَ.

ف، ع، ل لغتِ عرب کے وہ معیاری حروف ہیں جنہیں میزان الکلمة سمجھا جاتا ہے؛ مثلاً: فَعَلَ ایک معیار و میزان اور کسوٹی (Balance) ہے؛ تو ہم کہیں گے کہ ضَرَبَ بر وزن فَعَلَ ہے؛ جس میں ضاد فا کلمہ، را عینِ کلمہ اور با لامِ کلمہ ہے۔

غ، غ، غ، غ، غ

غَیْنٌ

اس کی صفتِ استعلاء اس کی آواز کو قدرے موٹا بناتی ہے؛ جہر و رخوت کی وجہ سے زور دار نرمی سے جاری رہنے والی آواز ہے؛ آواز کا یہ اجراء ایک ألف برابر ہو سکتا ہے کہ ألف خود رخوہ ہے۔ اس کا مخرج وسطِ حلق ہے۔ یہ حرفِ قمری و حلقی ہے۔

ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف،

ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف، ف

فَا

ایک عام حرف ہے۔ آسان اور منفرد آواز والا ہے۔

صوت: یہ ان حروف میں سے ہے جن کی آواز ضعیف ہے۔ ہمس، رخوت، استفال اور انفتاح کی وجہ سے سانس دار کمزور، نرم جاری رہنے والی، باریک آواز ہے۔ یہ وہ صفات ہیں جنہیں کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں؛ جبکہ ان کی اضداد توجہ طلب ہیں۔

مخرج: اس کی آواز اوپر کے سامنے کے دو دانت نیچے کے ہونٹ کے پیٹ سے ملانے سے نکلتی ہے؛ جس کی وجہ سے اسے حرفِ شفوی کہتے ہیں۔ حرفِ قمری ہے؛ جیسے: اَلْفَتْحُ.

صرفی اعتبار سے یہ میزان الکلمة (ف، ع، ل) کا جزء ہے۔

نحوی اعتبار سے یہ حرفِ عطف، سببية، رابطة، استئناف، زائدة، فصيحة، تاکید، تفریع اور تزئین کے لئے ہے۔

Marfat.com

ق ، ق، ق ، ق ، ق ، ق ، ق، ق، ق ، ق ، ق ، ق ، ق ، ق ، ق ، ق ، ق ، ق ، ق

ق ، ق ، ق ، ق

قاف

اپنی اصل کے اعتبار سے عربی حرف ہے؛ باقی السنہ نے اسے عربی سے مستعار لیا ہے. سیکھنے کے لئے ذرا توجہ چاہیے.

صوت: جہر، شدت، استعلاء اور قلقلہ کی صفات کی وجہ سے خاصہ مضبوط حرف ہے. بغیر سانس قوی، سخت، کچھ موٹی آواز کے علاوہ یہ اصل حرفِ قلقلہ ہے؛ جس میں قلقلہ واجب ہے. صحتمند آواز ہو تو متحرک میں بھی قلقلہ کی بو ہو گی. مشدد ہو تو قلقلہ سے پہلے آواز روک کر مدغم قاف کو اداء ہونے دیا جائے؛ پھر اس کی باری آئے گی؛ جیسے: اَلْحَقُّ. اگر غیر مشدد کی طرح پہلے ہی قلقلہ کر دیا تو مدغم فیہ ضائع ہو جائے گا. جیسے ہی آواز جنبش کھائے آواز کو سختی سے فوراً روک لیا جائے تا کہ یہ رخوہ ہونے سے بچ جائے.

مخرج: زباں کی جڑ (أقصی اللسان) اوپر کوے سے ٹکراتی ہے تو اداء ہوتا ہے.

حرفِ قمری ہے؛ جیسے: اَلْقَارِعَةُ. اس کا ادغام اپنے متقارب کاف میں بھی ہے مگر قلقلہ کے سوا باقی صفات ملحوظ رکھی جاتی ہیں؛ جیسے: أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ.

فعل امر حاضر کے صیغہ واحد مذکر میں کبھی صرف ایک حرف باقی رہ جاتا ہے؛ جیسے: قِ. جو اِوْقِیْ تھا.

ک ، ک ، ك ، ک ، ک ، ك ، ك ، ک ، ک ، ک ، ك ، ک ، ک ، ک ، ک

ک ، ک ، ك ، ک ، ک ، ک ، ک ، ک ، ك ، ک ، ک ، ک

کاف

یہ طبعاً اداء ہونے والا عام حرف ہے؛ جو دنیا کی شاید ہر زبان میں موجود ہے.

صوت: بغیر قلقلہ ایک ضعیف سانس دار آواز جس میں سختی پائی جائے اور باریک ہو کہ اس کی صفات ہمس، شدت، استفال ہیں.

مخرج: قاف کے مخرج کے پاس سے ہی منہ کی طرف زبان اور تالو سے اداء ہوتا ہے.

حرفِ قمری ہے؛ جیسے: لِلْکٰفِرِیْنَ. اپنے سوا یہ کسی میں ادغام نہیں ہوتا.

Marfat.com

حروفِ معانی میں سے ہے.

ل ، ل ،ل ، ل ، ل ، ل ، ل ، ل ، ل ، ل ، ل ، ل ، ل ، ل ، ال ، ل ، ل ، ل ، ل ،ل ،ل

ل ، ل ، ل ، ل ، ل ، ل ، ل

لَامْ

عربی کے لام کی آواز تو بین اللغات ہے کہ ہر لغت میں یہی آواز ہے؛ مگر پنجابی میں ایک اور لام بھی ہے؛ مثلاً کھل کا لفظ جب بنولہ اور سرسوں کی بھوسی کے لئے استعمال ہوتا ہے (جو بھینسوں کے چارہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے) تو ایک خاص آواز سے اداء کیا جاتا ہے؛ جو اس سے بہت مختلف ہے جو جانوروں کی جلد کے لئے بولا جانے والا کھل کا لفظ ہے.

صوت: باریک آواز کا مجہورہ اور متوسطہ حرف ہے؛ اس میں رخوت نہیں کہ آواز کو بے لگام چھوڑ دیا جائے. اس میں جو عام غلطی کی جاتی ہے وہ قلقلہ کرنا ہے؛ یہ غلطی نہ صرف عجم بلکہ عربوں کی بول چال میں بھی عام ہے. یہ ہے تو مستفلہ؛ مگر اسم جلالہ (اللّٰه) سے پہلے اگر زیر نہ ہو تو نام کی جلالت کے پیش نظر اس کا لام موٹا ہوتا ہے.

حرفِ شمسی کے علاوہ یرملون میں سے ہے؛ یرملون وہ حروف ہیں جن میں کسی نہ کسی طرح نون ساکن وتنوین کا ادغام ہے؛ جیسے: مِنْ لَدُنْهُ ؛ مگر نون میں اس کا ادغام نہیں؛ جیسے: بَلْ نَظُنُّكُمْ ؛ را میں ہے؛ جیسے: قُلْ رَّبِّ. حرفِ معانی ہے. ف ، ع ، ل ؛ میں سے ہے. لام تعریف کے بعد ساکن ہو تو لام مکسور ہو جائے گا؛ جیسے: اِلاسْمُ، اِلاخْتِبَار.

م ، م ،م ، م ،

م ، م ، م ، م ، م ، م ، م

مِیْمْ

میں ایک مدرس ہوں اور تدریس کے وسیع تجربہ نے مجھے یہ راہ دکھائی ہے کہ حروف کو مختلف خطوط واشکال میں متعارف کرایا جائے کہ الجھنیں دور ہوں. جیسا کہ تختۂ لکھائی پر میں نے م لکھا تو ایک بچہ بول پڑا یہ نہیں دوسرا (م) میم. ایسا اشکال کسی کو بھی ہو سکتا ہے.

صوت: قوی، نہ سخت نہ نرم غنہ ملی آواز دونوں ہونٹوں کے ملاپ سے اداء ہوتی ہے. غنہ اس کی طبعی اور لازمی صفت ہے جو ناک سے اداء ہوتی ہے؛ مشددہ کو خوب گنگنایا جاتا ہے.

Marfat.com

مخرج: حرفِ شفوی ہے. حرفِ قمری ہے.

اخفاء: اس کا ایک قاعدہ اخفاء ہے؛ میم ساکن کے بعد جب بـا آتا ہے تو اس کی آواز کو لمبا کرتے ہیں؛ جسے غنہ کہتے ہیں؛ اس موضع پر یہ نہ صرف یہ کہ متوسط نہیں رہتا بلکہ رخوت کی حد بھی پار کر جاتا ہے کہ قراء گنگناتے ہوئے اسے ایک اَلف کی مقدار سے بھی آگے لے جاتے ہیں؛ جیسے: وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ؛ مِنْ بَعْدِ. مناسب یہی ہے کہ غنہ کو ایک اَلف کی مقدار سے بڑھنے نہ دیا جائے.

اجتماعِ ساکنین کی صورت میں جمع کی میم کو پیش دیتے ہیں کہ پیش کو واوالجمع سے نسبت ہے؛ جیسے: قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ.

حرفِ معانی: عقلاء کی جمع مذکر پر دلالت کے لئے میم ساکن ہے؛ جیسے: ضَرَبْتُمْ، لَكُمْ، بِهِمْ. حرفِ نداء کا عوض میم مشددہ؛ جیسے: اَللّٰهُمَّ. حرفِ عماد؛ جیسے: سَلَّمْتُهُمَا كِتَابَهُمَا؛ کہ اَلف الاثنین کا اعتماد اسی پر ہے؛ ورنہ سلّمتها کتابها سے التباس لازم آتا.

میم کے بعد کوئی مدہ حرف ہو تو احتیاط لازم ہے کہ مدہ کے بعد غنہ نہ ہو؛ جیسے: مَـا کو ماں کہنا. هَاؤُمُ اقْرَءُوا میں میم جمع کی ہے.

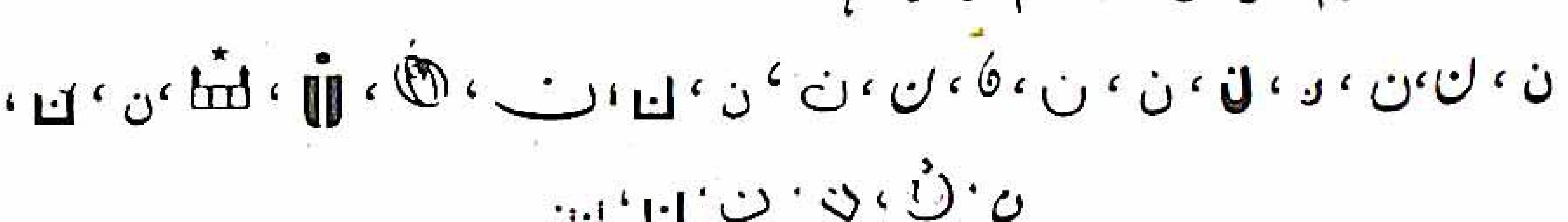

نُوْنْ

عربی لغت میں لکھنے میں صرف ایک نون ہے مگر قرآن کریم کی تلاوت میں دو نـون ہیں؛ دوسرے سے میری مراد نـون مخفی ہے؛ جبکہ مدغم اس کے علاوہ ہے. دوسری بعض زبانوں میں اس کے لکھنے اور پڑھنے کی کئی اقسام ہیں؛ سب سے زیادہ سندھی میں ہیں؛ شاید پانچ سے بھی بڑھ کر؛ جن میں سے بعض میں کوشش کے باوجود اداء نہ کرسکا. اردو اور پنجابی کو ہی لیجیے؛ ایک نون نقطے والا ہے؛ جو کبھی مخفی ہوتا ہے؛ جیسے: بانس. ایک نون غنہ ہے جو بغیر نقطے کے لفظ کے آخر میں آتا ہے؛ جیسے: ہاں. ایک ھا سے مرکب ہے؛ جیسے ننھا.

صوت: نـون مظہر کی آواز تو خالص ہے؛ جس میں جہر، توسط، استفال اور غنہ کی بو ہے؛ جبکہ مخفی کی بدلی بدلی سی مخصوص آواز ہے جو سیکھنی پڑھتی ہے؛ جس میں زباں کو تالو سے دور

Marfat.com

رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے. نون کا ادغام ناقص بھی ہو تو بھی یہ غنہ کے علاوہ باقی صفات میں مدغم فیہ کے تابع ہے.

مخرج: اس کا مخرج خود معلوم کیجیے کہ کہاں زباں لگ رہی ہے؛ کسی حرف کی صحیح آواز میں جو صوتی اعضاء حرکت میں آتے ہیں وہی اس کا مخرج ہے. اس کا مخرج ایک طبعی مخرج ہے؛ یعنی نون کی ادائیگی کا ارادہ کریں تو زباں خود بخود مطلوبہ جگہ پہنچ جاتی ہے؛ جسے میں یوں بیاں کروں گا: نوکِ زباں اور تالو کا مسوڑھوں کے پاس والا حصہ. سیبویہ نے لام کا مخرج حافۂ لسان بتلاتے ہوئے بعدۂ نون اور اس سے آگے را بتلایا ہے. الجزری نے بھی اسی مذہب کو لیا ہے؛ جبکہ الفرّاء ان تینوں کا مخرج طرفِ لساں اور دانتوں کی جڑ بتلاتے ہیں. یہ ہمارے سلف ہیں جن کا احترام واجب ہے؛ مگر اختلافِ رائے اس احترام میں اضافہ کرتا ہے کہ اجتہاد اللّٰہ کو پسند ہے.

دیگر احکام یا اس کی صفاتِ عارضہ: لازم ہے کہ تلاوت (Reading) میں ہر حرف ظاہر اور واضح ـ اظہار و تبیین ـ ہو؛ مگر روانیٔ زباں اور تحسین صوت کے لئے بعض تبدیلیاں لائی جاتی ہیں جن کو ملحوظ رکھنا مستحسن ہے؛ بالخصوص تلاوتِ کلام اللّٰہ میں:

۱ ـ **ادغام:** یرملون وہ حروف ہیں جن سے نون کو راہ و رسم حاصل ہے؛ جس کی وجہ سے ان میں اس کا ادغام ہے؛ جیسے: اِنْ نَّفَعَت. نون، لام، میم، را میں تام اور دیگر میں ادغام ناقص ہے؛ نون اور میم میں حالتِ ادغام میں جو غنہ ہے وہ مدغم فیہ کا ہے نہ کہ مدغم کا؛ بھلا مماثل میں بھی ادغام ناقص ہوا کرتا ہے. جبکہ دُنیا، بُنیان، قِنوَان اور صِنوَان جیسے کلمات میں ادغام نہیں کہ بوجہ ایک ہی کلمہ ہونے کے نون کی کتابت بھی نہ ہوگی اور کلمہ اپنی اصلیت اور پہچان سے محروم ہو جائے گا؛ جس سے معانی و مفاہیم متأثر ہوتے ہیں؛ جو لغت کی روح کے منافی ہے.

۲ ـ **اقلاب:** نون ساکن کے بعد با آئے تو نون کو میم سے بدلتے ہیں؛ جیسے: صُمٌّ بُکْمٌ، مِنْ بَعْدِ.

فلسفۂ اقلاب: نون ساکن کی با سے بنتی نہ تھی؛ ایک ثقل سا تھا؛ میم جسے نون سے غنہ کا رشتہ ہے اور با سے مخرج کا؛ اسے فیصل لائے تو ثقل رفع ہو گیا.

۳ ـ **اخفاء:** حروفِ حلقی کے پاس نون ساکن کا اظہار ہے؛ جو کوئی قاعدہ نہیں کہ یہ حرف کی اپنی اصلی صورت ہے؛ جس میں حرف اپنی حد میں ہوتا ہے. یرملون میں ادغام؛ با کے پاس

Marfat.com

اقلاب؛ جو باقی ہیں وہاں نون ساکن کا اخفاء ہے؛ جیسے: مِنۡکُمۡ ؛ جس میں آسانی بھی ہے اور حسن بھی؛ یہ اخفاء مع الغنہ ہے.

۴۔ حرفِ شمسی ہے کہ ویسے تو اس میں لام کا ادغام نہیں جیسے :قُلۡنَا، بَلۡ نَظُنُّکُمۡ ؛ کہ کلمہ کی پہچان مشکل ہو جائے گی؛ مگر لام تعریف کا ادغام ہے کہ یہ جزوِ کلمہ ہی نہیں؛ جیسے :اَلنَّار.

۵۔ حرفِ مضارع ہے؛ جیسے: نَفۡعَلُ.

۶۔ بطور حرفِ معانی اس کے احکام اس کی جگہ ملیں گے.

۷۔ **نون قطنی**: جو ایک چھوٹا سا نون لکھا ہوتا ہے؛ یہ نون کی کوئی الگ قسم نہیں بلکہ نون تنوین کو ہی عامۃ الناس کو مطلع کرنے کے لئے چوری چوری لکھا گیا ہے؛ جس کے لکھنے کی ویسے تو شرعاً ممانعت ہے کہ صرف پڑھنے کی حد تک ہے؛ جیسے: قَدِیۡرُ ن الَّذِیۡ. اسی پر اَنۡ یُّحۡیِ ے الۡمَوۡتٰی کو قیاس کیجیے؛ جو جمع یاء ین کی وجہ سے ایک ہی یا سے لکھا ہوا ہے.

و، و

و، و، و، و، و، و، و، و، و

وَاوۡ

عربی لغت میں لکھنے میں تو صرف ایک واو ہے؛ بلکہ اب تو انگریزی کے حرف V کا متبادل بھی عربوں نے اختراع کر لیا ہے؛ کیونکہ عربی کا واو W کی طرح ہونٹ گول کر کے پڑھا جاتا ہے نہ کہ V کی طرح بغیر ہونٹ گول کیے؛ لہٰذا عرب Victoria کو واو سے نہیں بلکہ تین نقطے والی فا سے لکھتے ہیں جو V کا متبادل ہے؛ جس کی شکل یہاں ان پیج میں موجود نہیں ورنہ میں متعارف کراتا.

واو متحرکہ، واو مدہ اور واو لین یہ تین اقسام ہیں واو کی. ان کی صفات کو تو الگ الگ نہیں کیا گیا سوائے اس کے کہ لین کی کیفیت کو صفاتِ لازمہ غیر متضادہ میں رکھا گیا ہے. ان تینوں واو میں جو قدرِ مشترک ہے وہ ہونٹوں کا گول ہونا ہے؛ متحرکہ بھی بغیر ہونٹ گول کیے ادا ہو تو بیمار ہے.

صوت: بوجہ جہر، رخوت اِستفال واو متحرک کی آواز قوی، نرم اور باریک ہے؛ جو ہونٹ گول کر کے ادا ہو تو ایک صحتمند حرف ہے. واو مدہ پیش کی اتباع کرتی ہے؛ جس کی آواز منہ کے

Marfat.com

خلاء پر سوار ہوتی ہے؛ جس کی ادائیگی طبعی ہے. واولین اردو کے واو سے مختلف ہے جو ایک معروف طریقے سے اداء کی جاتی ہے.

مخرج: متحرکہ کا دونوں ہونٹ؛ جبکہ مدہ ولین میں جوفِ دہن بھی شامل ہے.

مدہ ولین کا فرق: واو ساکنہ سے پہلے پیش ہوتو مدہ ہے؛ زبر ہوتو لین ہے؛ جیسے؛ قُلُوْب ، خَوْف.

حروفِ علت: واو، ألف، یــا کسی بھی حالت میں ہوں حروفِ علت ہیں؛ ألف تو ہوتا ہی مدہ ہے.

مدِ زائدہ: واو مدہ میں مدِ زائدہ کے وہی احکام ہیں جو ألف کے باب میں آچکے ہیں.

حرفِ شمسی ہے؛ جیسے: اَلْوَدُوْدُ.

اس کا اپنے مماثل میں بھی ادغام نہیں؛ اگر ایک ہی کلمہ ہوتو ہے؛ جیسے: مَرْجُوًّا. اور اگر ایک ہی کلمہ میں دو واویوں جمع ہوں کہ دوسرا مدہ ہوتو دوسرا واو کتابۃً محذوف ہوگا؛ جیسے: لِتَسْتَوٗا. ماقبل مفتوح ہوتو اس کا ألف ہوجانا اس کے قواعد میں سے ہے؛ جیسے: دَعَا یَدْعُوْا. خود یہ مفتوح اور ماقبل ساکن ہوتو اس کا فتحہ ساکن کی طرف کرکے اسے پڑھنے کی حد تک ألف کردیتے ہیں؛ جیسے: اَلصَّلٰوۃ.

اجتماعِ ساکنین کی صورت میں واو مدہ کو حذف اور جمع کی واولین کو پیش دیا جاتا ہے؛ جیسے: وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ، اِشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ؛ جو اصلاً اِشْتَرَیُوْا ہے. دیگر واولین کو عام قاعدے کے تحت کسرہ دیں گے؛ جیسے: وَ أَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا.

ازقسم حرفِ معانی اس کی تفصیل حصہ نحو میں آئے گی.

ھا

عربی لغت میں دوشکلوں میں یہ ایک ہی حرف ہے؛ اردو میں بھی یہ دونوں شکلوں میں ایک ہی ھا ہے کہ بنیاد عربی پر ہی ہے؛ جیسے خطِ نستعلیق میں ہلال لکھیں یا ھلال کوئی فرق نہیں؛ اردو اور عربی دونوں میں کلمہ کے آخر میں دوچشمی نہیں لکھتے مگر یہ کہ مرکب ہو؛ جیسے: لاکھ.

Marfat.com

صوت: یہ اضعف الحروف ہے؛ جس کی تمام صفات ضعف پیدا کرنے والی ہیں؛ جو یہ ہیں: ہمس، رخوت، استفال، انفتاح. اگر یہ اضعف ہے تو اس کا اضعف رہنا ہی واجب ہے؛ جس میں سانس کا غلبہ ہوتا ہے. اگر مٹنے سے بچانے کے لئے صفات ہی بدل دیں تو اس سے بڑی غلطی کیا ہوگی.

مخرج: حلق کا وہ حصہ جو سینے سے جڑا ہے یہاں سے اس کی آواز کا سفر شروع ہوتا ہے.

حرفِ حلقی ہے؛ کہ اس سے پہلے نون ساکن یا تنوین میں غنہ نہیں؛ جیسے: عَنْهُ.

حرفِ قمری ہے؛ جیسے: اَلْهُدٰی.

حرفِ معانی ہے؛ جس میں سے ایک ھا سکتہ ہے؛ جیسے: كِتَابِيَهْ؛ جس سے پہلے یاء المتکلم ہے.

ھا ضمیر کی قراءت: ھا ضمیر اصلاً مضموم ہے؛ جیسے: هُوَ، هُمَا، هُمْ، هُنَّ، لَهُ، مِنْهُ؛ مگر اپنے ماقبل یا مابعد کی رعایت میں حسبِ تقاضہ اس کی حرکت تبدیل ہو جاتی ہے؛ تاکہ زباں کی روانی متاثر نہ ہونے پائے؛ جیسے: هَا، بِهٖ، فِيْهِ، هِيَ، بِهِمَا، فِيْهَا، بِهِنَّ، عَلَيْهِمَا، عَلَيْهِنَّ. واحد مذکر غائب کی ھا ضمیر متصل ہو تو اس میں اشباع یعنی اس کی حرکت کے ساتھ پڑھنے کی حد تک حرفِ مدہ ہوگا؛ بشرطیکہ ماقبل ساکن نہ ہو؛ اور وقف میں چونکہ حرکت ہی نہ ہوگی اس لئے اشباع کیسا؛ جیسے: لَهٗ، بِهٖ؛ کیونکہ یہ مخفف ہے هُوَ کا. فِيْهٖ مُهَانًا (الفرقان: 69) اور عَلَيْهُ اللّٰهَ (الفتح: 10) ان قواعد سے مستثنٰی یا اپنی اصل پر ہیں.

کبھی ھا ضمیر کے ساتھ اس طرح سے میم الجمع ملحق ہوتی ہے؛ جیسے: هَاؤُمْ.

ء، أ، ؤ، ئ، [illegible]، أُ، ؤُ، ئٌ، [illegible]

[illegible]

هَمْزَةٌ

همزة کی کتابت دو طرح ہے؛ ایک عین کے سرے؛ دوسرے حروفِ علت سے. جن میں سے ہر ایک کے مواضع ہیں کہ کہاں کس طرح لکھا جائے. کلمہ کے شروع میں ہو تو الف سے؛ آخر میں ہو تو عین کے سرے؛ جسے واو سے بدلنا بھی جائز ہے؛ جیسے: غُلاؤ. جس کی کتابت کے تفصیلی احکام اسی بحث میں آگے آرہے ہیں.

Marfat.com

صوت: ھمزۃ کی آواز کو بڑے اہتمام کے ساتھ سخت ادا کیا جاتا ہے؛ جس کی آخر ایک حد ہے؛ نرم ھمزۃ عندالقراء مبغوض ہے؛ مگر ءَ أَعْجَمِیٌّ (فصّلت/حم السجدۃ : 44) کا دوسرا ھمزۃ کہ روایتِ حفص میں یہ واحد ھمزۃ ہے جس میں تسہیل ہے. قطعی ہو یا وصلی پڑھنے میں ایک جیسا ہی ہے. جس کی صفات جہر، شدت، استفال ہیں. انفتاح اس لئے نہیں گنواتا کہ جس میں استعلاء نہیں اس میں اطباق کیونکر ہوگی کہ وہ تو موٹی آواز کا اگلا درجہ ہے. یہ اپنی سختی کی وجہ سے ہی مدِ فرعی کا سبب ہے. ھمزۃ ساکنہ کی آواز جھٹکے کے بعد فوراً بند کر دی جائے.

ادائیگی کے اعتبار سے یہ ایک مشکل حرف ہے؛ بناء بریں اسے کبھی حذف کر دیا جاتا ہے؛ جیسے: سَلْ کی اصل اِسْئَلْ اور یُکْرِمُ کی یُأَکْرِمُ ہے. ساکن ہو تو عموماً ماقبل کی حرکت موافق حرفِ مدہ سے بدل جاتا ہے؛ جیسا کہ یُؤْمِنُوْنَ کی قراءت واو سے بھی ہے. دو میں سے دوسرا ساکن ہو تو ساکن کو ماقبل کی حرکت کے مطابق حرفِ مدہ سے بدلنا واجب ہے؛ جیسے: آمَنَ، اِیْتُوْنِیْ، اُوْتُمِنَ. بعض مواضع میں تو متحرک بھی بدلا ہوا ہے؛ جیسے: آللّٰہ. اس کو اپنی ہی حرکت موافق حرفِ مدہ سے بدلنا جائز ہے؛ جیسے: أَئِمَّۃ کو أَیِمَّۃ.

ھمزۃ کا حذف وثبوت: عرب اپنے کلام کی ابتداء ساکن سے نہیں کرتے؛ اگر ابتداءِ کلام میں ساکن ہو تو وہ ھمزۃ لاکر اسے حرکت دیتے ہیں؛ اس مقصد کے لئے تقریباً ہر ایسا کلمہ جس کے شروع میں ساکن ہوتا ہے اس سے پہلے ھمزۃ لکھا ہوتا ہے؛ جیسے: اِقْرَأْ؛ جسے ھمزۃ وصل کہتے ہیں؛ جو درجِ کلام میں گر جاتا ہے. اور تخفیفاً ھمزۃ اصلی بھی گرا دیا جاتا ہے؛ جیسے: اَللّٰہُ کی اصل اَلْاِلٰہُ ہے.

ھمزۃ وصل کی حرکت: ھمزۃ وصلی کو اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ کے تحت زیر دیتے ہیں؛ مگر آسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے مابعد کی حرکت کے موافق کر دیتے ہیں؛ جیسے: اُشْدُدْ کہ دال پر پیش ہے تو اسے بھی پیش دے دیا تاکہ موافقت پیدا ہو.

لام تعریف کا ھمزۃ مفتوح آتا ہے؛ جیسے: اَلْحَمْدُ.

ھمزۃ قطعی اور وصلی کا فرق: ساکن سے پہلے کلمہ کے شروع میں واقع ہونے والا ھمزۃ قطعی آٹھ قسم پر ہے؛ باقی سب وصلی ہے جو درمیان کلام میں حذف ہو جاتا ہے؛ جبکہ قطعی کا ہر حال میں پڑھا جانا قطعی ہے.

Marfat.com

همزۃ قطعی کی اقسام:

۱۔ اصلی: یہ وہ ہے جو لفظ کے مادہ و مصدر میں بھی پایا جاتا ہے؛ جیسے: أَمْــرٌ ؛ یا ویسے ہی جز وِکلمہ ہوتا ہے؛ جیسے اعلام کا؛ مثلاً: اِسْحٰق؛ اور بناء کا؛ جیسے: أُصْبُعٌ .

۲۔ بابِ افعال کا؛ جیسے: أَخْرَجَ ؛ جو مضارع میں تخفیفاً محذوف ہوتا ہے؛ جیسے: يُخْرِجُ .

۳۔ مضارع واحد متکلم اور امر واحد متکلم کا؛ جیسے: أَضْرِبُ ؛ لِأَضْرِبْ .

۴۔ اسمِ تفضیل کا؛ جیسے: أَكْبَرُ .

۵۔ فعلِ تعجب کے دونوں صیغوں کا؛ جیسے: مَا أَحْسَنَهٗ اور أَحْسِنْ بِهٖ .

۶۔ اسم کی جمع بنانے والا همزة ؛ جیسے: أَفْعَالٌ ، أَضْرُبٌ .

۷۔ همزۃ استفہام؛ جیسے: آلْئٰنَ میں پہلا همزة الاستفهام ہے؛ اور پہلے سے مراد آ میں سے پہلا ہے.

۸۔ همزة النداء ؛ جیسے: آلْأُسْتَاذُ .

اگر همزة کے بعد ساکن نہ ہو تو پھر تو کوئی التباس ہی نہیں کہ همزة الوصل تو آتا ہی ساکن سے پہلے ہے؛ ورنہ تو تصغیر میں بھی خلافِ قیاس جہاں همزة آتا ہے وہ بھی قطعی ہوتا ہے؛ جیسے: بَحْرٌ سے أُبَيْحِرٌ ؛ صِبْيَةٌ سے أُصَيْبِيَةٌ ؛ غِلْمَةٌ سے أُغَيْلِمَةٌ .

همزة کی قراءت: همزة کا پڑھا جانا پانچ طرح ہے:

۱۔ **تبيين**: جو کہ ہر حرف میں اصلاً ہے؛ جسے اظہار کا مترادف کہیے. کلام میں تبیین نہ ہو تو معیوب ہے.

۲۔ **تسهيل**: ضعیف اور نرم کر کے پڑھنا.

۳۔ ألف کر کے پڑھنا.

۴۔ واو سے بدل کر پڑھنا.

۵۔ یا سے بدلنا.

همزة کی کتابت: همزة چار شکلوں میں لکھا جاتا ہے:

۱۔ **تقطيع**: عین کے سرے؛ جیسے: مَاءٌ .

Marfat.com

۲۔ بشکلِ ألف: جیسے: أَنبِیَاءٌ ، اِستِفعَالٌ ، بَأسٌ .

۳۔ بشکلِ واو: جیسے: رُؤْیَةٌ .

۴۔ بشکلِ یا: جیسے: اِیْتُونِیْ؛ جس کی اصل اِئْتُونِیْ ہے اور درج کلام میں اکیلا ہو جانے سے همزة ہی پڑھا جائے گا؛ اور: اِیمَانٌ .

ان اشکال کے مواقع ومواضع:

1۔ همزة اگر کلمہ کے شروع میں ہو تو اس کے لکھنے کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ خواہ اصلی ہو یا وصلی بشکلِ ألف ہوگا؛ جیسے: أَسمَاءٌ ، اِکْرَامٌ ، اَلْحَمْدُ ، اِسْمٌ.

۲۔ بِأَجمَلَ اور لَأَفضَلَ کی طرح کے سابقے والے حروف کا اعتبار نہیں؛ همزة بدستور بشکلِ ألف ہوگا؛ مگر کثرتِ استعمال کی وجہ سے لِـئَلَّا اور لَـئِـنْ کو متوسطہ گردانتے ہوئے همزة کی شکل دی گئی ہے.

۳۔ فَأْتِنِیْ اور وَأْذَنْ جیسے کلمات؛ جہاں همزة وصل کے بعد بھی همزة ہو؛ اور فا یا واو داخل ہو جائے تو همزة الوصل کتابۃً بھی محذوف ہوگا.

۴۔ لامِ تعریف پر ایک اور لام داخل ہو جائے تو همزة وصل رسماً بھی محذوف ہوگا؛ جیسے: لِلْبَلَدِ ؛ جبکہ لِلّٰہِ میں تو همزة وصل کے ساتھ لام تعریف بھی کتابۃً محذوف ہے.

۵۔ همزة قطعی بشکلِ ألف ہو تو ألف کے اوپر یا نیچے همزة لکھنا بعد کی اختراع ہے جسے قرآنی رسم الخط میں جگہ نہیں ملی؛ البتہ واو اور یا پر جگہ بنالی ہے؛ جیسے: یُؤْمِنُونَ، جِئْتَ.

2۔ همزة اگر وسطِ کلمہ میں ہو:

۱۔ اگر ساکن ہو تو ماقبل کی حرکت موافق لکھا جائے گا؛ جیسے: بَأْسٌ ، بُؤْسٌ ، بِئْسَ ، رَأْسٌ ، رُؤْیَةٌ ، رُؤْیَا ، اِیمَانٌ ، اِیقَانٌ .

۲۔ اِیْتُونِیْ، اُوْتُمِنَ؛ جیسے کلمات جن میں همزة سے پہلے همزة وصلی آتا ہے؛ ان کے همزة کی کتابت همزة الوصل کی حرکت کے موافق ہوگی. خواہ همزة الوصل پڑھیں یا نہ پڑھیں. جب همزة وصلی پڑھیں گے تو دوسرا همزة حرفِ مدہ

Marfat.com

میں بدل جائے گا؛ نہ پڑھیں گے تو همزة ہی رہے گا؛ جیسے: اَلَّذِی اؤْتُمِنَ.

۳۔ اگر ابتداءِ کلمہ میں دو همزة ہوں؛ جیسے :أَءُ مَنَ،أَ اَللّٰهُ، أَاَلْئٰنَ ؛ تو کتابت میں دوسرا محذوف ہوگا؛ جیسا کہ مماثلت میں دوسرے دو حرفِ مدہ محذوف ہوتے ہیں؛ مثلاً: فَأْوٗا، نُحيِ.

نوٹ: آللّٰهُ، آلْئٰنَ میں همزة الوصل کو ہی ضرورۃً باقی رکھا گیا ہے؛ ورنہ التباس لازم آتا.

۴۔ همزة متحرکہ اپنی حرکت موافق لکھا جائے گا؛ ماقبل کو رعایت نہ حاصل ہوگی؛ جیسے: رَأَفَ؛ جو فَتَحَ کے وزن پر رَأْفَةٌ سے فعل ماضی ہے؛ جبکہ رَؤُفَ اسی سے بروزن کَرُمَ ہے. رَؤُسَ بروزن کَرُمَ اور رَأَسَ بروزن ضَرَبَ اور فَتَحَ رِئَاسَةٌ سے ہیں. یَئِسَ، مُؤْئِلاً بھی اسی قاعدے کے زیر اثر ہیں. یَئِدُ بروزن یَعِدُ ہے. علاوہ ازیں أَفْئِدَةٌ بھی انہیں میں شامل ہے کہ یہ سب اپنی حرکت کے موافق لکھے جاتے ہیں. لیکن اگر پیش یا زیر کے بعد مفتوحہ ہے تو ماقبل کی حرکت موافق ہوگا؛ جیسے: سُؤَالٌ، مُؤَنَّثٌ، فُؤَادٌ، رِئَاسَةٌ، رِئَالٌ، رِئَاءٌ.

۵۔ همزة اگر ألف اور یا کے درمیان ہو تو همزة یا یا دونوں سے لکھنا جائز ہے؛ جیسے: بَقَاءِ یُ/ بَقَائِیُ، اَلرَّاءِ یُ/ اَلرَّائِیُ؛ مگر عمل یا پر ہے.

۶۔ یا کے بجائے کوئی اور ضمیر ہو تو مفتوحہ همزة سے ہوگا؛ جیسے :بَقَاءَ هُ؛ باقی اپنی حرکت موافق ہوں گے؛ جیسے :بَقَاؤُهُ، بَقَائِهِ.

3 ۔ اگر طرفِ کلمہ میں ہو:

۱۔ ماقبل ساکن ہو تو قطع کی علامت سے لکھا جائے گا؛ جیسے :جُزْءٌ، شَيْءٌ.

۲۔ ماقبل متحرک ہو تو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے ہوگا؛ جیسے :هَبُؤَ ،لَكَأَ، ظَمِئَ.

۳۔ مابعد تا تانیث؛ ماقبل ساکن حرفِ صحیح ہو تو ألف سے ہوگا؛ جیسے :نَشْأَةٌ.

۴۔ مابعد تا تانیث؛ ماقبل حرفِ صحیح متحرک ہو تو ماقبل کی حرکت موافق ہوگا اور خود همزة کی حرکت کا اعتبار نہ ہوگا؛ جیسے: فِئَةٌ اور لُؤْلُؤَةٌ کا دوسرا همزة.

۵۔ مابعد تا تانیث؛ ماقبل حرفِ علت ہو؛ اگر تو حرفِ علت یا ہے تو یا سے ہوگا؛ جیسے: خَطِيئَةٌ، بَرِيئَةٌ؛ ورنہ بصورت تقطیع ہوگا؛ جیسے: قِرَاءَةٌ، صَلَاءَةٌ، مَرُوءَةٌ، سُوءَةٌ.

Marfat.com

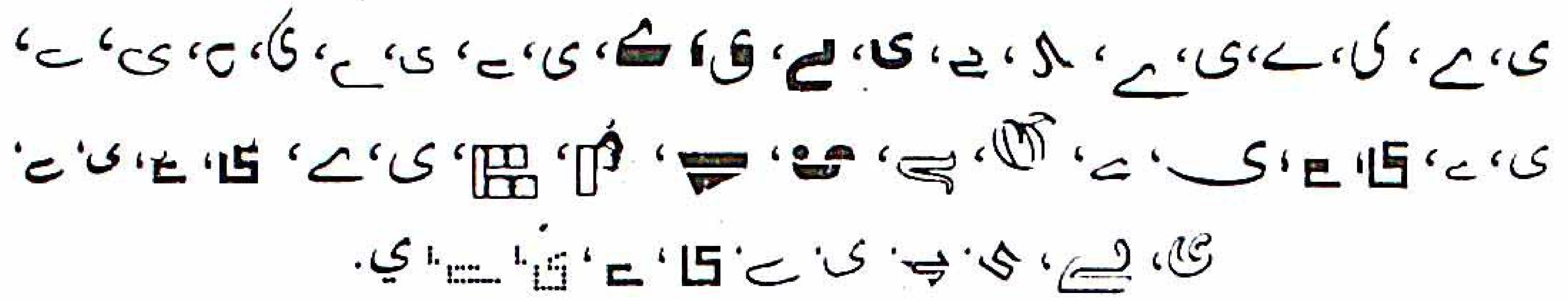

یَا

عربی لغت میں چھوٹی بڑی یا کا کوئی تصور نہیں. ایک ہی یا کو دو طرح لکھا جاتا ہے.

صوت: زوردار نرم، باریک آواز جس میں سیٹی نہ ہو. اس کی تین طرح کی آواز ہے؛ جن میں سے ہر ایک دوسری سے مختلف ہے.

ایک آواز یا متحرکہ کی ہے؛ دوسری یا لین کی؛ تیسری یا مدہ کی.

مخرج: سلف نے یا لین کو متحرک کے مخرج میں شامل کیا ہے جو وسطِ لساں اور اوپر کا تالو ہے؛ مگر میری تحقیق یہ ہے کہ یا لین کا مخرج بھی یا مدہ والا ہے؛ جوفِ دہن؛ کیونکہ اس میں بھی زبان کام نہیں کرتی ہے. آپ خود جائزہ لیں. یہ سب قیل وقال (Theori) کا اختلاف ہے؛ عمل اس میں سب کا ایک جیسا ہے. سب کی ایک ہی آواز ہے.

حرفِ قمری ہے؛ جیسے: اَلْيُسْر.

حروفِ یرملون میں سے ہے کہ اس میں نون ساکن وتنوین کا ادغام ہے؛ مگر ناقص؛ جیسے: مَنْ یَّقُوْلُ.

حرفِ معانی ہے؛ جیسا کہ ندائیہ.

حرفِ علت ہے؛ جو کبھی متحرک؛ کبھی لین؛ کبھی مدہ ہوتا ہے. جس لفظ میں ہوا سے معتل کہتے ہیں.

یا لین: لین کے معنی ملائمت اور گداز کے ہیں؛ یا ساکنہ ماقبل مفتوحہ کو لین کہتے ہیں؛ جس کی آواز وہ نہیں ہوتی جو متحرکہ کی ہے؛ اس آواز میں ایک خاص طرح کا گداز پن پایا جاتا ہے؛ جس میں کمال کی رخوت ہوتی ہے. اس کے بعد ساکن ہو تو مد مستحسن ہے؛ جبکہ روایتِ حفص میں حرفینِ لین کے بعد ھمزة مد کا سبب نہیں.

یا مدہ: ساکن ماقبل مکسور مدہ ہے؛ اس کی مد کو بڑھانے کے وہی احکام ہیں جو اُلف کے ہیں کہ حروفِ مدہ تین ہیں: واو، اُلف، یا؛ جو ایک کا حکم ہے وہی تینوں کا ہے.

Marfat.com

ادغام: یا لین ومدہ کا ادغام نہیں مگر یہ کہ ایک ہی کلمہ ہو، جیسے: يَبْنِيَّ، يُثْنَيَّ، بَيِّنَةٌ اور مُنَاصِرِيَّ؛ جو مُنَاصِرُوْنَ لِيْ اور مُنَاصِرِيْنَ لِيْ سے مخفف ہے۔

ابدال: یا حسبِ قاعدہ ألف یا ھمزۃ یا تا میں بدل دی جاتی ہے؛ جیسے: أَعْلٰی، كُبْرٰى؛ مگر یہ تبدیلی محض قراءۃ ہے۔

بِنَايٌ سے بِنَاءٌ، ظِبَايٌ سے ظِبَاءٌ، صَحِيفَةٌ سے صَحَائِفُ اور اِيْتَسَرَ سے اِتَّسَرَ جس کا مادہ يُسْرٌ ہے۔

عَصَايَ اور فَتَايَ کو عَصَيَّ اور فَتَيَّ کر لیا جاتا ہے جو کہ قبیلہ ھذیل کی لغت ہے؛ جمہور کے ہاں رفع، نصب، جر تینوں حالتوں میں یہ عَصَايَ ہی رہتا ہے کہ اس کے ألف پر آنچ نہیں آتی۔

غُلَامِيَ کی طرح یا محض اضافت کی ہو تو پانچ صورتیں ہیں: (۱) یا کے فتحہ سے؛ جیسے: غُلَامِيَ (۲) جزم سے؛ جیسے: غُلَامِيْ (۳) یا کو حذف اور زیر باقی رکھ کر؛ جیسے: غُلَامِ (۴) یا کو ألف کر کے؛ جیسے: غُلَامَا (۵) یا سے بدلا ہوا ألف حذف مگر اس سے ماقبل والا زبر باقی رکھ کر؛ جیسے: غُلَامَ۔

مثنّٰی یا مجموع یا متکلم کی طرف مضاف ہو تو فتحہ یا سکون کی صرف دو صورتیں ہیں؛ جیسے: مُعَلِّمَايَ، مُعَلِّمِيَّ۔

یا کی کتابت: جب دو یا جمع ہوں تو بوجہ مماثلت ایک یا کتابۃً حذف مگر قراءۃً باقی رہتی ہے؛ جیسے: لَا يَسْتَحْيِ. یہ جو کھڑا زیر یا التقاءِ ساکنین کی صورت میں چھوٹا یا لکھا ہوتا ہے اس کا متن (Text) سے کوئی تعلق نہیں؛ اضافی چیزیں ہیں۔

اگر تین یا جمع ہوں تو ایک حذف ہوتی ہے؛ مگر كُرْسِيِّيْ کا معاملہ نادر کا ہے۔

يَا أَبِيْ، يَا أُمِّيْ کے یا کو تا سے بدل کر يَا أَبَتِ، يَا أُمَّتِ لکھتے پڑھتے ہیں؛ کبھی يَا أَبَتَا کر لیتے ہیں جس میں تا یا کے عوض میں ہے؛ تا عوض کے ساتھ اسی یا کو بھی بشکل ألف باقی رکھا ہوا ہے؛ یعنی عوض کو بھی اور جس کے عوض میں ہے اسے بھی جمع کر لیا ہے۔ اگرچہ یہ اکثر کے ہاں ناپسندیدہ بات ہے۔

Marfat.com

حرکات

Short Vowels

فتحة، کسرة، ضمّة؛ زبر، زیر، پیش؛ رفع، نصب، جر بھی اکثر مواضع میں انہیں سے ہوتے ہیں. جر کو خفض بھی کہتے ہیں.

لغتِ عرب تلفظ میں دو چیزوں سے مرکب ہے؛ حروف و حرکات؛ مگر لکھائی حرکات کی محتاج نہیں؛ جیسا کہ اردو میں ضرورت نہیں سمجھی جاتی. انگریزی میں یہ حروفِ تہجی میں شامل ہیں. زمانے کے تغیر نے حرکات کی رمزیں مقرر کرنے پر عربوں کو مجبور کیا. جسے عبارت کو مشکول کرنا کہتے ہیں.

اعراب اور حرکات میں فرق: ہر زبر، زیر، پیش حرکت ہے جس کی ضد جزم ہے جو سکون کی علامت ہے؛ جو بتلاتی ہے کہ حرف کسی بھی حرکت سے خالی ہے. جبکہ اعراب کلمہ کے آخر کی عارضی کیفیت کا نام ہے جو تبدیل ہوتی رہتی ہے. اگر اس میں تغیر واقع نہ ہو تو اسے بناء کہتے ہیں؛ جیسا کہ ماضی مبنی بر فتحہ ہے.

صوت: ان کی آواز وہی ہے جو ان کے اخوات کی ہے؛ فرق ہے تو مقدار کا.

مخرج: ان کا مخرج بھی اپنے اخوات والا ہے. ألف میں اگر کامل انفتاحِ فم ہے تو زبر میں اس کا نصف ہے. اسی طرح زیر میں انخفاضِ فم ہے؛ کسرہ میں اس کا نصف ہے. واو میں کامل انضمامِ فم ہے تو پیش میں کچھ کم ہے. پہلے حرف اداء ہوتا ہے بعدہٗ حرکت کی باری آتی ہے؛ اور اگر حرفِ مدہ ہے تو وہ تیسرے نمبر پر ہے. باعتبار ادائیگی ان کی ترتیب یہی ہے؛ جیسا کہ حروفِ مدہ حرکت کے تابع ہیں اور حرکت بغیر حرف نہیں.

حرکت میں امالہ لغوبات ہے؛ جیسے: أَحْمَد کو أَیْحَمَد؛ اور رَحْمٰن کو رَیْحْمٰن کرنا. احتیاط برتی جائے کہ مشدد اور اس کے ماقبل کی حرکت کے درمیان حرفِ مدہ نہ پیدا ہو؛ جیسے: إِنَّ کو إِیْنَّ اور حَیَّ کو حَیْیَّ کرنا؛ بلکہ بلا تاخیر پہلے کو مشدد کے ساتھ سختی سے ملایا جائے.

لبنانی وغیرہ کَانُوْا کو کَیْنُوْا ضرور بولتے ہیں مگر یہ کوئی لغۃ فصحہ (ادبی زبان) نہیں بلکہ لغۃ عامۃ (بازاری لہجہ) ہے.

Marfat.com

کھڑا زبر، کھڑی زیر، الٹا پیش یا اشباع فی الحرکۃ کی حقیقت: یہ حروفِ مدہ کی نیابت میں ہوتے ہیں؛ جسے الاشباع فی الحرکۃ (پیٹ بھر کر حرکت اداء کرنا) کہتے ہیں؛ ان کا تعلق اصلاً تو حروف سے ہے؛ مگر ان کے حروف کو جب کتابت سے نکال دیا گیا یا بدل دیا گیا تو ان کی جگہ حرکات میں ان رموز کو رکھ دیا گیا؛ تاکہ عام قاری بھی غلطی سے بچ سکے. جن کے چار مواقع ہیں:

۱۔ حروفِ مدہ جب محض کتابۃً محذوف ہوتے ہیں تو ان کے حذف پر دلالت کے لئے؛ جیسے: اَلرَّحْمٰنُ، یُحْیٖ، لِتَسْتَوٗا. لَهٗ اور بِهٖ کی بھی کچھ ایسی ہی صورت ہے۔

۲۔ حروفِ علت کے ابدال پر دلالت کے لئے؛ جیسے: اَلصَّلٰوۃُ، اَلْاَعْلٰی.

۳۔ معنوی دلالت کے لئے؛ جیسا کہ هُمْ اور کُمْ کی ایک قرأت هُمُ اور کُمُ ضمہ اشباعی سے بھی ہے.

۴۔ **ضرورتِ شعری**: شعراء کے پاس الفاظ و حروف اور حرکات کے قتل کا اجازت نامہ اور ترخیص (License) ہوتا ہے؛ یہ ترنم کی تنوین کی طرح اپنی ضرورت کے پیش نظر حرکات میں اشباع کرتے ہیں؛ جسے کھڑی زیر الٹی پیش سے ظاہر کیا جا سکتا ہے.

دو زبر، دو زیر، دو پیش = تنوین: دو زبر، دو زیر اور دو پیش علامت ہیں تنوین کی. تنوین کا معنیٰ نـــون بنانا ہے؛ جو ہوتا تو ساکن ہے مگر اجتماعِ ساکنین میں حرکت دیا جاتا ہے. کسی حرف پر دہری حرکت تو پڑھنی ہی نہیں؛ اگر پڑھیں گے تو حرفِ مدہ پیدا ہوگا جو بڑی غلطیوں میں سے ہے؛ جبکہ دہری حرکت کو تنوین سے پڑھنے کا صحیح طریقہ ہمیں معلوم ہے.

عام تنوین عموماً اسماءِ منصرفہ غیر معرف بـالـلام سے لاحق ہوتی ہے؛ مگر ترنم کی تنوین جو شعروں میں آتی ہے یہ سب کو عام ہے.

ترنم کی تنوین کی ایک قسم تنوین غالی ہے؛ مصرعہ کے ضرب میں بشکل نون ساکن لکھی جاتی ہے؛ جیسے:

أَقِلِّـی الـلَّـوْمَ عَـاذِلَ وَالْـعِتَـابَنْ
وَ قُـوْلِـی اِنْ أَصَبْـتُ لَـقَـدْ أَصَابَنْ

تشـدیـد (ّ) = شد: شد کے معنیٰ ہیں سختی اور تشدید کا معنیٰ ہے سختی بنانا؛ یہ علامت ہے کسی حرف کے دہرا ہونے کی؛ جس کے دہرا ہونے کی کئی وجوہ ہیں:

Marfat.com

۱۔ اپنی اصل کے اعتبار سے دہرا ہو؛ جسے مضاعف کہتے ہیں؛ جیسے: مَدَّ یَمُدُّ؛ حَضَّ یَحُضُّ.

۲۔ تصریفاً تضعیف لاحق ہوگئی ہو؛ جیسے: عَلَّمَ یُعَلِّمُ.

۳۔ کسی متجانس وغیرہ کی وجہ سے جائز یا لازم ہو جائے؛ جیسے: مِنْ رَّبِّہٖ، اَحَطْتُّ، اِتَّقُوْا، مَنْ یَّقُوْلُ.

مدغم اور مدغم فیہ ایک کلمہ میں ہوں تو مدغم کو لکھنے کی بجائے صرف شد پر اکتفاء کیا جاتا ہے؛ جیسے: مُدَّکِرٌ؛ مگر جب باہر سے کوئی حرف ادغام ہوتا ہے تو مدغم کا لکھا جانا ضروری ہے؛ جیسا کہ عموماً لام تعریف لکھا جاتا ہے؛ جیسے: اَللّٰهُ؛ تاکہ کلمہ کی اصلیت واضح رہے۔

مدغم و مدغم فیہ الگ الگ کلمہ میں ہوں تب بھی لکھائی ضروری ہے؛ یہ الگ بات ہے کہ کلمہ ہی ایک بنالیا گیا ہو؛ جیسے: عَمَّ، مِمَّ؛ جبکہ اَنْ لَّا دونوں طرح آیا ہے۔

مدّ (~): قصر، توسط، طول:

مدِ اصلی: مدّ کی علامت کا مطلب حروفِ مدہ کو ان کی اصلی مقدار (قصر) سے بڑھانا ہے۔

حروفِ مدہ دیگر حروفِ رخوہ کی طرح اگر اپنی اصل پر قائم رہیں تو یہ مدِ اصلی ہے؛ جسے قصر کہتے ہیں۔

مدِ منفصل: حرفِ مدہ کے بعد ھمزۃ دوسرے کلمہ میں ہو تو مدِ منفصل ہے؛ جیسے: مَآ اَنْتَ، ھٰٓؤُلَآءِ؛ جس میں توسط و طول کے علاوہ قصر بھی ہے۔

توسط کی مقدار دو الف ہے؛ طول تین تا پانچ الف ہے۔

مدِ متصل: مدہ اور ھمزۃ ایک ہی کلمہ میں ہوں تو مدِ متصل ہے؛ جس کی مقدار صرف طول ہے؛ جیسے: اُولٰٓئِکَ.

مدِ لازم: حروفِ مدہ کے بعد ساکن ہو تو مدِ لازم ہے؛ جیسے: قٓ، دَآبَّۃ. جس کا حکم طول ہے. خیال رہے کہ حرفِ مدہ اور مشدد کے درمیان ھمزۃ کی آواز نہ پیدا ہونے پائے۔

مدِ عارض: یہ سکون اگر وقف کی وجہ سے ہو تو بوجہ سکون کے عارضی ہونے کے یہ مدِ عارض ہے؛ جیسے: اَلدِّیْن. جس میں قصر، توسط، طول تینوں روا ہیں؛ مگر ترجیح طول کو حاصل ہے۔

مدِ لین: حروفِ لین کے بعد ساکن اصلی ہو تو مدِ لین لازم ہے؛ جیسے: کٓھٰیٰعٓصٓ کا عین؛ جس میں طول لازم ہے؛ اگر سکون عارضی ہو بوجہ وقف تو مدِ لین عارض ہے؛ جس میں قصر، توسط، طول تینوں درست ہیں؛ قصر ارجح ہے۔

Marfat.com

اجتماعِ ساکنین یا التقاءِ ساکنین

اگر دو ساکن اکٹھے ہو رہے ہوں تو ان کے احکام مندرجہ ذیل ہیں:

لغتِ عرب میں دو ساکنوں کو جمع نہیں کیا جاتا مگر دو صورتوں میں:

۱۔ دوسرا ساکن موقوف علیہ ہو؛ جیسے: اَلْقُرْآن. اَلْفَجْر؛ جس میں پہلے کا مدہ ہونا ضروری نہیں.

۲۔ پہلا ساکن حرفِ مدہ ہو؛ جیسے: دَآبَّة.

آلْـٰٔنَ کا کلمہ چونکہ خارج از تصریف ہے؛ اس لئے علماءِ صرف اس سے بحث نہیں کرتے؛ نہ ہی انہیں حروفِ مقطعات سے سروکار ہے؛ یہ قراء کا بضاعہ ہے. مذکورہ صورتوں میں اجتماعِ ساکنین کو عَلٰی حَدِّہٖ کہتے ہیں کہ دونوں ساکن حالتِ سکون پر برقرار رہتے ہیں. جو ان کے علاوہ ہیں وہ اپنی حالت پر قائم نہیں رہتے؛ جس کی وجہ سے انہیں اجتماعِ ساکنین علٰی غیر حدہ کہتے ہیں.

اجتماعِ ساکنین علٰی غیر حدہ کے احکام:

۱۔ پہلا ساکن مدہ ہو اور دوسرا ساکن دوسرے کلمہ میں ہو تو حرفِ مدہ کو ساقط کر دیتے ہیں؛ جیسے: فِی الْأَرْضِ.

۲۔ پہلا ساکن واو لین جمع کی ہو؛ یا میم جمع کی ہو تو اسے پیش دیتے ہیں؛ جیسے: دَعَوُا اللّٰہَ، عَلَیْکُمُ الصِّیَام.

۳۔ پہلا ساکن مِنْ جارہ کا نون ہو تو اسے زبر دیتے ہیں؛ جیسے: مِنَ النَّار.

۴۔ ان کے علاوہ کو زیر دیتے ہیں؛ جیسے: قُمِ الَّیْلَ، اِنِ ارْتَبْتُمْ، خَیْرًا نِ الْوَصِیَّةُ؛ جس میں نون قطنی تنوین کا ہے.

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خلاصہ

عربی زبان مرکب ہے حروف وحرکات سے؛ شروع میں کتابت صرف حروف تک محدود تھی؛ حرکات کی علامات بہت بعد میں اپنائی گئیں حرکات حروفِ مدہ کی اخوات ہیں؛ انہیں کی آواز بڑھانے سے یہ حروف پیدا ہوتے ہیں.

عرب اپنا کلام متحرک سے شروع کرتے ہیں اور ساکن پر ختم کرتے ہیں. اگر شروع میں ساکن ہو تو همزة الوصل سے مدد لیتے ہیں؛ اور اگر اخیر میں متحرک ہو تو ساکن کر دیتے ہیں. وقف میں کلمہ کی آخری حرکت حذف ہو جاتی ہے؛ ھا ضمیر کا اشباع بھی تنوین زبر سے ہو تو ألف ہو جاتی ہے. وقف رسم الخط کے تابع ہے؛ تا تانیث اگر مطولہ ہو تو وقف میں بھی مطولة ہی رہے گی؛ جیسے: رَحْمَتَ اللّٰهِ (البقرة: 218) ہر آیت پر وقف سنت ہے.

لکھنے پڑھنے میں ہر حرف کا دوسرے سے الگ پہچانا جانا ضروری ہے؛ یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہر حرف اپنی صفاتِ لازمہ کے ساتھ نپی تلی مخصوص آواز سے اداء ہو؛ لکھنے میں ایک ہی خط کے تحت چلا جائے؛ دندانہ کسی حرف کے لئے ہے ماسوا صاد کے.

حروف میں اصل اظہار وتبیین ہے؛ ادغام، اخفاء، اقلاب، ابدال یا تسہیل استثنائی صورتیں ہیں جو کسی سبب پر مبنی ہوتی ہیں.

قرآن کریم کی لکھائی بھی تلاوت کی طرح توقیفی (حسبِ ارشاد شارع) ہے؛ جو عربوں کے عام اسلوب سے کہیں کہیں مختلف ہے؛ جس میں رسم عثمانی کی پیروی کی جاتی ہے. واو، ألف، یا جس حالت میں بھی ہوں حرفِ علت ہیں؛ جبکہ مدہ یا لین ان کی مخصوص کیفیات کا نام ہے. واو جیسی بھی ہو ہونٹوں کا گول ہونا ضروری ہے.

لکھنے اور پڑھنے دونوں صورتوں میں همزة سب سے پیچیدہ حرف ہے. ألف اور همزة دو الگ الگ حرف ہیں.

دو ساکن صرف خاص حالات میں پڑھے جاتے ہیں؛ ورنہ کوئی ایک حذف یا متحرک ہو جاتا ہے. بعض حروف لکھتے ہیں مگر پڑھتے نہیں؛ جیسے: عَمْرٌو کا واو؛ بعض پڑھنے میں ہیں لکھنے میں نہیں. قراء کی تلاوت سننے سے قراءت وتلاوت میں بہتری آتی ہے؛ کتابت الگ ایک فن ہے جس میں رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے.

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بنیادی اجزاءِ کلام

(Basic Parts of Speech)

ہمارے منہ سے جو الفاظ اداء ہوتے ہیں انہیں تین میں سے کسی ایک کھاتے (Head) میں رکھا جاتا ہے:

اسم، فعل، حرف

حروف سے الفاظ بنتے ہیں؛ لفظ یا اسم ہوتا ہے یا فعل یا حرف. خود حرف جب جزوِ کلمہ ہوتا ہے تو حرفِ مبانی ہے؛ اگر حرف کا نام پکارا جائے؛ مثلاً: اَلف تو یہ اسم ہے. یہاں جس حرف کی بات ہو رہی ہے اسے حرفِ معانی کہتے ہیں. علم اللغہ کی ہر بحث انہیں تین کے گرد گھومتی ہے. اگرچہ اسم فعل حرف کی الگ الگ پہچان کرانے کی کوشش کی جاتی ہے؛ مگر اصل میں کامل پہچان اس وقت ہوتی ہے جب لغت میں درک حاصل ہوتا ہے. ایک ہی کلمہ کبھی اسم ہوتا ہے اور کبھی حرف؛ جبکہ بعض مختلف فیہ ہیں.

(۱) **اسم**: اسم وہ کلمہ ہے (لفظ کو ہی کلمہ کہتے ہیں) جو اشیاء کے ناموں پر دلالت کرتا ہے؛ یہ اپنی دلالت کے لئے زمانے کا محتاج نہیں؛ جیسے: خالد. خود اسم، فعل، حرف میں سے ہر ایک اسم ہے. اس کی دو بڑی قسمیں اس کا قیاسی یا سماعی ہونا ہے.

(۲) **فعل**: ایسا کلمہ جو کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر دے؛ یا طلب و نہی پر دلالت کرے؛ جو ساتھ ہی کسی زمانے پر بھی دلالت کرتا ہے؛ فعل کہلاتا ہے. جس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

۱۔ زمانے کے اعتبار سے؛ جیسے: ماضی، مضارع، امر.

۲۔ فاعل و مفعول کی طلب کے اعتبار سے؛ جیسے: لازم و متعدی.

۳۔ فاعل یا مفعول کی طرف نسبت کے اعتبار سے؛ جیسے: معروف و مجہول.

Marfat.com

۴۔ مثبت ومنفی.

۵۔ حروف کی تعداد کے اعتبار سے؛ جیسے: ثلاثی، رباعی وغیرہما.

۶۔ تام وناقص؛ آیا کہ فعل فاعل ومفعول کا طالب ہے یا اسم وخبر کا؛ جیسے: وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.

۷۔ متصرف وغیر متصرف؛ جیسا کہ عسٰی کا مضارع وغیرہ نہیں.

۸۔ معنوی تقسیم؛ جیسے: فعلان تعجب، افعال قلوب (شک ویقین) افعال تصییر، افعال مقاربہ، افعال رجاء، افعال شروع اور افعال مدح وذم بعض اسماء بھی افعال کی جگہ استعمال ہوتے ہیں؛ جنہیں اسماءِ افعال کہتے ہیں.

(۳) حرف: حرف ایک بامعنٰی کلمہ ضرور ہے مگر یہ اپنی دلالت کی تکمیل کے لئے اسم یا فعل؛ یا دونوں کا سہارا لیتا ہے؛ جیسے: اِلٰی کا کلمہ تنِ تنہا کچھ نہیں، مگر اِلَى اللَّيْل بامقصد کلام ہے.

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

علم الصرف

Marfat.com

تصریفِ کلمات

Etymology

(افعال اور اسماءِ قیاسی کی تصریف اور قواعد)

تعریف:

علمِ صرف کی تعریف لفظ سے لفظ بنانا ہے۔ علم الصرف کا شجر مصدر کے بیج سے نمودار ہوتا ہے؛ جس کی شاخیں اسماء و افعال ہیں کلمہ کی ہر ہر قسم کی پہچان تو علمِ نحو کا ہی خاصہ ہے؛ تاہم کلمہ سے کلمہ بنانا؛ کلمہ کے حروفِ اصلیہ کی پہچان؛ کلمہ کا وزن اور اس کے بہت سے دیگر احکام سے بحث کرنا علمِ صرف کے زمرے میں آتا ہے۔

مصدر

مصدر وہ اسم ہے جو کسی صفت یا عمل کے وقوع پر دلالت کرتا ہے؛ جیسے: طُوْلٌ، قَصْرٌ، ضَرْبٌ، فِعْلٌ، دَحْرَجَةٌ۔

مصدر اگر مفعول مطلق ہو تو اپنے فعل کا معمول ہوتا ہے؛ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًا۔ مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو قطع نظر اس کے کہ یہ کسی اور کا مفعول ہے یا نہیں؛ یہ خود بھی عامل ہوتا ہے؛ فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتا ہے؛ جیسے: أَعْجَبَنِیْ ضَرْبٌ زَیْدٌ عَمْرًا۔ فعل کا کام یہی ہے کہ وہ اپنے مصدر پر دلالت کرے کہ اس کے فاعل سے یہ مصدر (کام) صادر ہوا ہے۔ نہ کہ بذاتِ خود کلمہِ فعل مقصود ہے۔

مصدر کا معمول اس سے پہلے نہیں آسکتا؛ چنانچہ مذکورہ مثال میں: أَعْجَبَنِیْ زَیْدٌ ضَرْبٌ عَمْرًا۔ یا۔ أَعْجَبَنِیْ عَمْرًا اضَرْبٌ زَیْدٌ کا ہیر پھیر جائز نہیں ہے۔

مصدر کی فاعل یا مفعول بہ کی طرف اضافت میں حرج نہیں؛ جیسے: کَرِهْتُ ضَرْبَ زَیْدٍ عَمْرًا؛ یا: کَرِهْتُ ضَرْبَ عَمْرٍو زَیْدٌ۔

فعل اگر ثلاثی مجرد ہو تو مصدر کا قیاس نہیں صرف سن کر آگاہی ہوتی ہے اور اوزان بھی ان گنت ہیں؛ باوجودیکہ یہ غیر قیاسی ہیں پھر بھی اوزان کی نشاندہی کی ناکام سی کوشش کی گئی ہے۔

Marfat.com

قبل اس کے کہ ثلاثی مجرد کے مصدر کے اوزان بیان کیے جائیں؛ ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وزن معلوم کرنے کا طریقہ دیا جائے:

کلمہ کے وزن کا طریقہ:

علم صرف میں تول تول کر لفظ سے الفاظ بنائے جاتے ہیں جسے تصریف یا گردان کہتے ہیں؛ لفظ کو تولنے کا پیمانہ ـ ف ع ل ـ ہیں. وزن میں صرف حروف کو ہی نہیں حرکات و سکون اور شد کو بھی دیکھا جاتا ہے. جو حروف ف ع ل کے مقابلے میں آئیں وہ کلمہ کے حروفِ اصلیہ اور باقی زائدہ ہیں.

بعض اوزان کے حروفِ زائدہ مقرر ہوتے ہیں کہ مقابلے میں صرف اسی حرف کا آنا ضروری ہے؛ جیسے: فَعْنَلَ کا وزن دَحْرَجَ ضرور ہے مگر اس میں تیسرے حرف کا نون ہونا بھی ضروری ہے: کبھی حرف کے جگہ بدلنے سے وزن بدلتا ہے؛ جیسے: فَوْعَلَ اور فَعْوَلَ دو مختلف وزن ہیں.

وزن معلوم کرنے کے لیے ریاضی کا وہ کلیہ بہت مناسب ہے جس میں ارقام کو کاٹا جاتا ہے؛ مثلاً: مُکَرَّمٌ کا وزن مُفَعَّلٌ ہے تو ہم کہیں گے: (مُ فَ عَّ لٌ = مُ کَ رَّ مٌ) (م) نے (م) کو کاٹا؛ (ف) نے (ک) کو کاٹا؛ (ع) نے (ر) کو کاٹا اور (ل) نے (م) کو. جس کا مصدر تکریم بروزن تفعیل ہے؛ اور ثلاثی مجرد کا مصدر کَرَامَۃٌ ہے.

اگر تو کلمہ کے تمام حروف حروفِ صحیح ہوں تو وزن معلوم کرنا آسان ہے؛ لیکن اگر ـ واو، الف، یا اور ھمزہ میں سے کوئی ہو؛ یا کوئی مشدد حرف ہو تو مشکل پیش آتی ہے؛ کیونکہ ان میں تغیر و تبدل اور تخذیف عام ہے؛ مثلاً: أَکْرَمَ کا مضارع یُأَکْرِمُ ہے؛ مگر اسے یُکْرِمُ بنالیا ہے اور یَوْعِدُ کو یَعِدُ کرلیا گیا ہے. قَاضٍ کا اصل قَاضِیٌ اور اِتَّقٰی کا اصل اِوْتَقٰی بروزن اِفْتَعَلَ ہے. اگر علم الصیغہ جیسے کسی رسالہ کا مطالعہ کرلیا جائے تو ایسے قواعد کا ادراک مشکل نہیں.

اوزانِ مصادر:

ثلاثی مجرد کے مصدر کا غالب پہلو یوں ہے:

۱۔ اگر صنعت و حرفت پر دلالت کرے تو وزن فِعَالَۃٌ ہے؛ جیسے: زِرَاعَۃٌ، تِجَارَۃٌ، حِیَاکَۃٌ.

۲۔ اگر دلالت امتناع پر ہو تو وزن فِعَالٌ ہے؛ جیسے: اِبَاءٌ، شِرَادٌ، جِمَاحٌ.

۳۔ اگر اضطراب پر دلالت ہو تو ثلاثی مجرد کا مصدر فَعَلَانٌ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے:

Marfat.com

جَوَلَانٌ، خَفَقَانٌ، غَلَیَانٌ.

۴۔ اگر بیماری پر دلالت کرنی ہو تو وزن فُعَالٌ ہے؛ جیسے: صُدَاعٌ، زُکَامٌ، دُوَامٌ.

۵۔ اگر دلالت سیر پر ہو تو وزن فَعِیْلٌ آتا ہے؛ جیسے: رَحِیْلٌ، ذَمِیْلٌ (بالذّال).

۶۔ اگر آواز پر دلالت ہو تو فُعَالٌ اور فَعِیْلٌ کے دو وزن ہیں؛ جیسے: صُرَاخٌ، زَئِیْرٌ.

۷۔ اگر رنگت پر دلالت ہو تو وزن فُعْلَةٌ ہے؛ جیسے: حُمْرَةٌ، زُرْقَةٌ، خُضْرَةٌ.

اگر ان سات صورتوں کے علاوہ کوئی صورت ہو تو؛ اگر:

۱۔ ماضی فَعُلَ (مضموم العین) ہو تو مصدر فُعُوْلَةٌ یا فَعَالَةٌ ہوگا؛ جیسے: سُهُوْلَةٌ، فَصَاحَةٌ، نَبَاهَةٌ.

۲۔ فَعِلَ (مکسور العین) سے فعل لازم ہو تو مصدر فَعَلٌ ہے؛ جیسے: فَرَحٌ، عَطَشٌ، بَلَجٌ.

۳۔ فَعَلَ (مفتوح العین) سے فعل لازم ہو تو مصدر فُعُوْلٌ ہے؛ جیسے: قُعُوْدٌ، خُرُوْجٌ، نُهُوْضٌ.

۴۔ فَعِلَ اور فَعَلَ سے فعل متعدی کا مصدر فَعْلٌ ہے؛ جیسے: فَهْمٌ، نَصْرٌ.

ثلاثی غیر مجرد کے اوزان:

اگر فعل غیر ثلاثی مجرد ہو تو اس کے تمام تر مصادر قیاسی ہیں؛ جن کے احکام مندرجہ ذیل ہیں:

فعل:	مصدر
فَعَّلَ:	تَفْعِیْلٌ؛ جیسے: فَرَّحَ تَفْرِیْحًا. کبھی اس کا مصدر تَفْعِلَةٌ ہوتا ہے؛ جیسے: وَسَّعَ، تَوْسِعَةً، جَرَّبَ تَجْرِبَةً، قَدَّمَ تَقْدِمَةً. اگر مہموز اللام (جس کا لام کلمہ ہمزہ ہو) ہو تو اکثر تفعلہ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: نَبَّأَ تَنْبِئَةً، وَطَّأَ یُوَطِّئُ تَوْطِئَةً، هَنَّأَ تَهْنِئَةً. اگر معتلّ اللام (جس کا لام کلمہ حرفِ علت ہو) ہو تو صرف تَفْعِلَةٌ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: حَلّٰی تَحْلِیَةً، زَکّٰی تَزْکِیَةً. فَعَّلَ اجوف (جس کا عین کلمہ حرفِ علت ہو) ہو تو مصدر صرف تَفْعِیْلٌ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: جَوَّفَ تَجْوِیْفًا، قَوَّمَ تَقْوِیْمًا.
فَاعَلَ	فِعَالًا اور مُفَاعَلَةً؛ جیسے: قَاتَلَ قِتَالًا وَمُقَاتَلَةً؛ اگر فا کلمہ یا ہو تو فِعَالٌ ممتنع ہے؛ پھر صرف مُفَاعَلَةٌ آئے گا؛ جیسے: یَاسَرَ مُیَاسَرَةً، یَامَنَ

Marfat.com

مُیَامَنَةً، جبکہ یَاوَمَ مُیَاوَمَةً وَیِوَامًا شاذ ہے۔

أَفْعَلَ اِفْعَالًا، جیسے: أَکْرَمَ اِکْرَامًا. اگر معتل العین ہو تو: أَمَاتَ اِمَاتَةً، أَغَاثَ اِغَاثَةً، أَشَارَ اِشَارَةً ہو کر آئے گا۔ جس میں عین کلمہ کی حرکت فا کلمہ کو منتقل کردی گئی ہے اور عین کلمہ کو الف سے بدل دیا گیا ہے؛ بعد ازاں، دو الف جمع ہونے پر ایک حذف ہو گیا، جس کے عوض آخر میں (ۃ) بڑھادی گئی ہے؛ یوں یہ اِشْوَارًا سے اِشَارَةً ہو گیا ہے۔

تَفَعَّلَ تَفَعُّلاً؛ جیسے: تَقَدَّمَ تَقَدُّماً. اگر معتل اللام ہو تو آخر میں آنے والے الف کو یا میں بدل کر اس کا ماقبل مکسور کر دیتے ہیں جیسے: تَأَنّٰی تَأَنِّیًا.

تَفَاعَلَ تَفَاعُلاً؛ جیسے: تَقَادَمَ تَقَادُماً. اگر معتل اللام ہو تو اس کا بھی آخر والا الف یا سے بدل کر ماقبل کو کسرہ دیتے ہیں؛ جیسے: تَغَاضٰی تَغَاضِیاً.

اِفْعَوَّلَ اِفْعِوَّالاً؛ جیسے: اِجْلَوَّذَ اِجْلِوَّاذاً.

اِفْتَعَلَ اِفْتِعَالاً؛ جیسے: اِشْتَرَکَ اِشْتِرَاکاً.

اِفَّاعَلَ اِفَّاعُلاً؛ جیسے: اِثَّاقَلَ اِثَّاقُلاً.

اِفْعَلَّ اِفْعِلاَلاً؛ جیسے: اِحْمَرَّ اِحْمِرَاراً.

اِفَّعَّلَ اِفَّعُّلاً؛ جیسے: اِطَّهَّرَ اِطَّهُّراً.

اِنْفَعَلَ اِنْفِعَالاً؛ جیسے: اِنْطَلَقَ اِنْطِلاَقاً.

اِفْعَالَّ اِفْعِیْلاَلاً؛ جیسے: اِدْهَامَّ اِدْهِیْمَاماً.

اِسْتَفْعَلَ اِسْتِفْعَالاً؛ جیسے: اِسْتَخْرَجَ اِسْتِخْرَاجاً. اگر معتل العین ہو تو عین کلمہ الف میں بدل کر حذف ہو جاتا ہے اور آخر میں تا عوض لگا دی جاتی ہے؛ جیسے: اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَةً.

اِفْعَوْعَلَ اِفْعِیْعَالاً؛ جیسے: اِحْدَوْدَبَ اِحْدِیْدَاباً.

فَعْلَلَ فَعْلَلَةً وَ فِعْلاَلاً؛ جیسے: دَحْرَجَ دَحْرَجَةً وَ دِحْرَاجاً؛ اس کے مصدر کا دوسرا وزن قیاسی تب ٹھہرے گا جب یہ مضاعف (جس میں ایک ہی حرف دو بار ہو؛ سوائے حرفِ علت کے) ہو؛ جیسے: وَسْوَسَ وَسْوَسَةً وَ وِسْوَاساً.

Marfat.com

تَفَعْلَلَ تَفَعْلُلاً؛ جیسے: تَدَحْرَجَ تَدَحْرُجاً.

اِفْعَنْلَلَ اِفْعِنْلاَلاً؛ جیسے: اِحْرَنْجَمَ اِحْرِنْجَاماً.

اِفْعَلَلَّ اِفْعِلاّلاً؛ جیسے: اِقْشَعَرَّ اِقْشِعْرَارً.

فَعْنَلَ فَعْنَلَةً؛ جیسے: قَلْنَسَ قَلْنَسَةً.

فَوْعَلَ فَوْعَلَةً؛ جیسے: جَوْرَبَ جَوْرَبَةً.

فَعْوَلَ فَعْوَلَةً؛ جیسے: سَرْوَلَ سَرْوَلَةً.

فَیْعَلَ فَیْعَلَةً؛ جیسے: خَیْعَلَ خَیْعَلَةً.

فَعْیَلَ فَعْیَلَةً؛ جیسے: شَرْیَفَ شَرْیَفَةً.

فَعْلٰی فَعْلاَةً؛ جیسے: قَلْسٰی قَلْسَاةً. اس کی اصل فَعْلَیَةً ہے، یا ساکن ہوکر الف سے بدل گئی ہے.

تَمَفْعَلَ تَمَفْعُلاً؛ جیسے: تَمَسْکَنَ تَمَسْکُناً.

تَفَعْلَتَ تَفَعْلُتاً؛ جیسے: تَعَفْرَتَ تَعَفْرُتاً.

تَفَوْعَلَ تَفَوْعُلاً؛ جیسے: تَجَوْرَبَ تَجَوْرُباً.

تَفَعْوَلَ تَفَعْوُلاً؛ جیسے: تَسَرْوَلَ تَسَرْوُلاً.

تَفَیْعَلَ تَفَیْعُلاً؛ جیسے: تَخَیْعَلَ تَخَیْعُلاً.

تَفَعْلٰی تَفَعْلٍ؛ جیسے: تَقَلْسٰی تَقَلْسِیاً؛ تَفَعْلٍ کی اصل تَفَعْلُیٌ ہے، جو تخفیفاً التقاءِ ساکنین کی وجہ سے تَفَعْلٍ بن گیا ہے.

اِفْعَنْلٰی اِفْعِنْلاَءً؛ جیسے: اِسْلَنْقٰی اِسْلِنْقَاءً

Note : ملاحظہ

فعل مجہول کا کوئی الگ مصدر نہیں ہوتا؛ بلکہ جو فعل معروف کا مصدر ہے وہی مجہول کا بھی ہے. چنانچہ؛ جیسے ضَرَبَ ضَرْباً کہتے ہیں ویسے ہی ضُرِبَ ضَرْباً کہیں گے.

فعل ماضی کے حروفِ اصلیہ تین یا چار سے زیادہ نہیں ہوتے؛ انھیں پر زیادہ کرکے چھے تک لے جاتے ہیں جنھیں مزید فیہ کہتے ہیں.

Marfat.com

مصدر کی دیگر اقسام

مصدر کی مذکورہ بالا اقسام کو مصدرِ عادی کہتے ہیں؛ جس کے علاوہ مصدر کی چار قسمیں اور بھی ہیں:

۱۔ مصدرِ میمیّ:

مصدرِ میمی اور غیر میمی میں معنًی کوئی فرق نہیں بس لفظاً اس کے شروع میں میم زائدہ ہوتی ہے. ثلاثی میں اس کا وزن مَفْعَلٌ ہے؛ جیسے: مَنْظَرٌ، مَضْرَبٌ، مَرْمٰی، مَأْوٰی، مَخَافٌ، مَفَرٌّ؛ جبکہ: مَجِیْءٌ، مَرْجِعٌ، مَسِیْرٌ، مَصِیْرٌ، مَشِیْبٌ، مَرْفِقٌ اور مَقِیْلٌ کے سات الفاظ کو شاذ بتلایا گیا ہے.

مثال (جس کا فا کلمہ حرفِ علت ہو) جس کا لام کلمہ حرفِ صحیح ہو اس کا وزن بہر صورت مَفْعِلٌ ہے (مضارع مکسور العین ہو یا مفتوح العین کوئی فرق نہیں؛ حالانکہ: ثلاثی مجرد کا مصدر مفتوح العین ہوتا ہے؛ جیسے: مَحَبَّةٌ، مَسَرَّةٌ) جیسے: مَوْرِدٌ، مَوْجِلٌ، مَیْسِرٌ.

غیر ثلاثی کے مصدرِ میمی کا وزن اس کے اسمِ مفعول جیسا ہے؛ جیسے: مُنْحَدَرٌ، مُضْطَبَرٌ، مُزْدَحَمٌ، مُعَادٌ، مُخْرَجٌ، مُسْتَخْرَجٌ.

۲۔ مصدرِ مرّۃ:

اسمِ مرہ یا مصدرِ مرہ اپنے فعل کے ایک مرتبہ وقوع پذیر ہونے پر دلالت کرتا ہے. ثلاثی سے اس کا وزن فَعْلَةٌ آتا ہے؛ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبَةً، أَخَذْتُ أَخْذَةً. غیر ثلاثی سے اس کے مصدرِ عادی کے آخر میں تا بڑھانے سے آتا ہے؛ جیسے: اِلْتَفَتُّ الْتِفَاتَةً، اِنْطَلَقْتُ اِنْطِلَاقَةً.

اگر ثلاثی و غیر ثلاثی کا مصدر تا پر ختم ہوتا ہو تو اس کے اسمِ مرہ کی ایسی صفت لانا ضروری ہے جو وحدت کے معنٰی پر دلالت کرے؛ جیسے: ضَرَبْتُهٗ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً، قَاتَلْتُهٗ مُقَاتَلَةً لَا غَیْرَ (میں نے اس سے صرف ایک بار ہی جنگ کی ہے) مَا الْتَفَتُّ اِلَیْهِ اِلَّا الْتِفَاتَةً (میں نے اس کی طرف مڑ کر نہیں دیکھا مگر ایک بار) أَجَبْتُهٗ اِجَابَةً فَقَطْ (میں نے اسے صرف ایک بار ہی جواب دیا ہے)۔

Marfat.com

۳۔ مصدرِ نوع:

اسمِ نوع فعل کے وقوع کی ہیئت و نوعیت پر دلالت کرتا ہے؛ جس کا وزن ثلاثی سے فِعْلَةٌ آتا ہے؛ جیسے: جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْأَمِيْرِ (میں یوں بیٹھا جیسے حاکم بیٹھتا ہے) وَقَفْتُ وِقْفَةَ الْأَسَدِ (میں شیر کی طرح ڈٹا رہا) مَشٰى مِشْيَةَ الْمُخْتَالِ (وہ متکبروں کی چال چلا)۔

غیر ثلاثی کا اسمِ نوع اسمِ مرہ جیسا ہے؛ جیسے: حَسَنُ الِانْطِلَاقَةِ (اچھی چال والا) قَبِيْحُ الْمُعَاشَرَةِ (برے برتاؤ والا)۔

۴۔ مصدرِ مؤوّل:

مصدرِ مؤول اسم نہیں بلکہ فعل ہوتا ہے؛ مگر تأویلاً اس کے معنٰی مصدر والے کیے جاتے ہیں. مصدرِ مؤول بنانا مقصود ہو تو ماضی و مضارع کے شروع میں أَنْ یا مَا لاتے ہیں؛ جیسے: يُرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ (اس نے ٹوٹنا چاہا) أَعْجَبَنِيْ أَنْ تَضْرِبَ زَيْدًا (آپ کے زید کو مارنے سے مجھے تعجب ہوا) يُعْجِبُنِيْ مَا تَضْرِبُ زَيْدًا (آپ کا زید کو مارنا مجھے تعجب میں ڈال دیتا ہے) آمِنُوْا كَمَا آمَنَ النَّاسُ؛ أَيْ: كَإِيْمَانِ النَّاسِ؛ لوگوں کے ایمان جیسا ایمان لاؤ.

مَا مصدریہ دو طرح ہے؛ ایک ظرفیہ؛ جیسے: مَا دُمْتُ حَيًّا؛ جس کے معنٰی ہیں: مُدَّةَ دَوَامِيْ حَيًّا (میرے جیتے جی۔ جتنا میری زندگی کا عرصہ ہے) اسی طرح: إِنْ أُرِيْدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ. کا مطلب ہے: جب تک مجھ میں ہمت ہے. دوسرا غیر ظرفیہ؛ جیسے: لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ. میں یہاں بِمَا نَسُوْا کا معنٰی: بِسَبَبِ نِسْيَانِهِمْ ہے.

کلمۂ مصدر کا استعمال:

مصدر ایسا کلمہ ہے جو کسی کام یا حالت کو بیان کرتا ہے. اگر مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل والا عمل کرتا ہے۔ فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتا ہے۔ فعل اگر لازم ہے تو مصدر بھی لازم ہے. فعل اگر متعدی بیک مفعول ہے تو مصدر بھی متعدی بیک مفعول ہے؛ فعل اگر دو یا تین مفعول کے ساتھ متعدی ہے تو مصدر بھی دو یا تین مفعولوں کے ساتھ متعدی ہے. فعل اگر حرفِ جر سے متعدی بنے تو مصدر بھی حرفِ جر کے ساتھ متعدی بنے گا.

مصدر تین طرح آسکتا ہے:

Marfat.com

۱۔مضاف: فاعل کی طرف مضاف ہوکر؛ جیسے: أَعْجَبَنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًا (زید کے عمرو کو مارنے نے مجھے تعجب میں ڈال دیا)۔

۲۔منون: جیسے: أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ (یا غذاء کی قلت کے دنوں میں کھانا کھلانا)۔

۳۔معرف باللام: جیسے: عَجِبْتُ مِنَ الضَّرْبِ زَيْدًا (زید کی مار سے مجھے تعجب ہوا) معرف باللام کا عامل ہونا نادر بات ہے۔

مصدر کے احکام:

۱۔ جو معنی مصدرِ عادی دیتا ہے وہ معنی مصدرِ مؤول سے بھی لیا جا سکتا ہے؛ جیسے: أَعْجَبَنِي ضَرْبُكَ زَيْدًا کو ہم: أَعْجَبَنِي أَنْ ضَرَبْتَ زَيْدًا بھی کہہ سکتے ہیں. اور: يُعْجِبُنِي ضَرْبُكَ زَيْدًا الْآنَ کی بجائے: يُعْجِبُنِي مَا تَضْرِبُ زيدًا. بھی درست ہے۔

۲۔ مصدر کی تصغیر نہیں ہوتی؛ لہٰذا: أَعْجَبَنِي ضُرَيْبُكَ زَيْدًا. درست نہیں۔

۳۔ مصدر کی جگہ ضمیر نہیں چل سکتی؛ لہٰذا: ضَرْبِي زَيْدًا حَسَنٌ وَ هُوَ عَمْرًا قَبِيحٌ میں هُوَ کی ضمیر غلط ہے یہاں ضَرْبِي ہی آئے گا۔

۴۔ مصدر محدود نہیں ہوتا کہ اس کی جگہ اسمِ مرہ لے لے؛ لہٰذا: أَعْجَبَنِي ضَرْبَتُكَ زَيْدًا نہ کہیں گے۔

۵۔ مصدر کو موصوف نہیں کرتے؛ جیسے: أَعْجَبَنِي ضَرْبُكَ الشَّدِيدُ زَيْدًا. خلافِ قاعدہ ہے۔

۶۔ مصدر حذف نہیں کیا جاتا۔

۷۔ مصدر اور اس کے معمول کے درمیان کوئی اور نہیں آ سکتا کہ دونوں ایک دوسرے سے دور ہو جائیں۔

۸۔ مصدر کا معمول اس پر مقدم نہیں آتا۔

۹۔ بعض کے ثلاثی مجرد اور مزید فیہ کے معانی میں فرق پایا جاتا ہے؛ جیسے: الزکوٰۃ اور ہے اور تزکّی اور ہے۔ اور انھیں مصدر اور اسمِ مصدر کے الگ الگ ناموں سے تعبیر کرتے ہیں۔

Marfat.com

مجرد ومزید فیہ کے ابواب اور ان کے خواص

ثلاثی مجرّد

ثلاثی مجرد سے مراد ایسا فعل ہے جس کے ماضی کا پہلا صیغہ تین حروف والا ہو؛ جیسے: نَصَرَ.

ثلاثی مجرد کے کل چھے ابواب ہیں جن کی تقسیم ان کے ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت کے اختلاف کی وجہ سے ہے؛ مثلاً ان کے صیغوں میں سے کسی کا اگر ماضی مفتوح العین ہے تو مضارع مضموم العین ہے؛ جیسے: کَتَبَ یَکْتُبُ. جس کی اصل، معیار، سانچا یا وزن:

۱۔ نَصَرَ یَنْصُرُ؛ ہے.

ایک وہ ہے کہ اس کا ماضی مفتوح العین ہے تو مضارع مکسور العین ہے؛ جیسے: ھَبَطَ یَھْبِطُ. اس کا باب:

۲۔ ضَرَبَ یَضْرِبُ؛ ہے.

کوئی وہ ہے کہ اگر ماضی مکسور العین ہے تو مضارع مفتوح العین ہے؛ جیسے: کَرِہَ یَکْرَہُ؛ اسے:

۳۔ سَمِعَ یَسْمَعُ پر پرکھا جاتا ہے.

کسی کا ماضی و مضارع دونوں مفتوح العین ہیں؛ جیسے: ذَھَبَ یَذْھَبُ. اس کی کسوٹی:

۴۔ فَتَحَ یَفْتَحُ ہے.

کسی کا ماضی و مضارع دونوں مضموم العین ہے؛ جیسے: شَرُفَ یَشْرُفُ؛ ایسے کا معیار:

۵۔ کَرُمَ یَکْرُمُ ہے.

بعض کے ماضی و مضارع دونوں مکسور العین ہوتے ہیں؛ جیسے: وَرِمَ، یَرِمُ (یَوْرِمُ) اس کا باب:

۶۔ حَسِبَ یَحْسِبُ ہے.

اگرچہ قراءتِ عاصم (جسے ہم پڑھتے ہیں) میں اس کا مضارع مفتوح العین مروی ہے؛ جیسے: یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗ اَخْلَدَہٗ (الھمزۃ: ۳)

ان میں سے ہر باب کے کئی کئی خواص ہیں؛ جس طرح: کَرُمَ یَکْرُمُ کا خاصہ لازم آنا ہے اور عموماً جبلی صفات کو بیان کرتا ہے؛ جیسے: حَسُنَ (وہ حسین بنا).

Marfat.com

ثلاثی مزید فیہ

فعل کے اصلی تین حروف میں جب نئے نئے معانی کے حصول کے لیے ایک یا دو حروف کا اضافہ ہوتا ہے تو اسے ثلاثی مزید فیہ کہتے ہیں. مزید فیہ کے معانی کی اس گونا گونی کو خاصیتِ ابواب کہتے ہیں؛

مثلاً بابِ اِنْفِعَال کا خاصہ لزوم ہے جسکی وجہ سے نہ اس کا فعل مجہول بنتا ہے نہ اسمِ مفعول آتا ہے؛ کیونکہ فعل مجہول اور اسم مفعول کا تعلق مفعول بہ سے ہے جو یہاں ہے نہیں.

اس ضمن میں ایک انوکھی بات یہ ہے کہ جب بابِ مُفَاعَلَة کے صیغہ کے بعد مبالغہ کیلئے اسی مادہ سے ثلاثی مجرد کا صیغہ لاتے ہیں تو عموماً اس کا باب بدلا ہوتا ہے؛ جیسے: یُضَارِبُنِیْ خَالِدٌ فَأَضْرُبُهُ ؛ یہاں أضرب بکسر العین نہیں بلکہ مضموم العین ہوگا.

بابِ اِفْعَال اور بابِ تَفْعِیْل کے خواص میں سے ان کا متعدی ہونا ہے (جسے بعض یوں کہتے ہیں کہ فعل میں همزة کا اضافہ اور تضعیف تعدیہ کیلئے ہیں) جیسے: خَرَجَ الرَّجُلُ (آدمی نکلا) مجرد میں لازم ہے تو: أَخْرَجْتُ الرَّجُلَ (میں نے آدمی کو نکالا) مزید فیہ میں یہ متعدی ہے. جیسا کہ: سَهُلَتِ الْمَسْئَلَةُ لازم ہے اور: سَهَّلْتُ الْمَسْئَلَةَ متعدی ہے. کبھی تعدیہ کیلئے با ہوتا ہے؛ جیسے: ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ کا معنیٰ: اللہ ان کا نور لے گیا؛ ہے.

یاد رہے کہ؛ بابِ تَفْعِیْل کے مصدر کا ایک وزن تَفْعِلَةٌ بھی ہے؛ لہٰذا تَرْبِیَةٌ ، تَجْزِیَةٌ ، تَصْفِیَةٌ ؛ وغیرھم کا یا مشدد نہیں آئیگا.

بابِ اِفْعَال (جس کا خاصہ تعدیہ ہے) کبھی تعدیہ کی بجائے لزوم کیلئے بھی ہوتا ہے؛ جیسے: حَمِدَ زَیْدٌ سے أَحْمَدَ زَیْدٌ کا معنیٰ ہے: زید لائقِ حمد ہوگیا ہے.

اس تمہید کے بعد اب ہم تفصیل کی طرف آتے ہیں:

Marfat.com

ثلاثی مزید فیہ کے ابواب کے خواص

ثلاثی مزید فیہ کے ابواب کے چیدہ چیدہ خواص (فوائد) مندرجہ ذیل ہیں:

فَعَّلَ (بابِ تَفْعِيْلٌ)

فَعَلَ (ثلاثی مجرد) کو جب فَعَّلَ (ثلاثی مزید فیہ) کے وزن پر لاتے ہیں تو ذیل کے فوائد میسر آتے ہیں:

۱۔ التعدیۃ (متعدی بنانے کیلئے) جیسے: فَضَّلْتُهٗ (میں نے اسے فضیلت دی) فَرَّحْتُهٗ (میں نے اسے خوش کردیا) حالانکہ ثلاثی مجرد میں فرح حالتِ تجرد میں لازم تھا۔

۲۔ کثرت پر دلالت کیلئے؛ جیسے: قَطَّعْتُ الْحَبْلَ (میں نے رسی کو کئی ٹکڑوں میں بانٹ دیا)

۳۔ مفعول اور فعل کی اصل میں نسبت ٹھہرانے کے لئے؛ جیسے: كَفَّرْتُهٗ (میں نے اسے کفر سے منسوب کردیا؛ کہ اس میں اور کفر میں کچھ نسبت ہے)

۴۔ سلب کرنے کے معنٰی میں؛ جیسے: قَشَّرْتُ الْعُوْدَ ؛أی: نَزَعْتُ قِشْرَهٗ (میں نے اس کے چھلکے اتار دیے (چھین لیے))

۵۔ اسم سے فعل بنانے کے لئے؛ جیسے: خَيَّمَ الْقَوْمُ (قوم نے خیمے گاڑھ دیے؛ جو خَيْمَةٌ سے بنا ہے)۔

فَاعَلَ (بابِ مُفَاعَلَةٌ)

۱۔ کسی کے غالب فعل میں شمولیت کیلئے؛ وہ یوں کہ ایک نے آپ پر ایک کام کی ابتداء کی جواب میں آپ بھی اس کے کام میں شریک ہوگئے؛ یوں دونوں میں سے ہر ایک فاعل بھی ٹھہرا اور مفعول بھی ٹھہرا (لِلدَّلَالَةِ عَلَى الْمُشَارَكَةِ فِي الْغَالِبِ ؛ وَالْمُشَارَكَةُ هِيَ أَنْ يَّفْعَلَ الْوَاحِدُ بِالْآخَرِ مَا يَفْعَلُهُ الْآخَرُ بِهٖ ؛ حَتّٰى يَكُوْنَ كُلٌّ مِنْهُمَا فَاعِلًا وَ مَفْعُوْلًا) جیسے: ضَارَبَ زَيْدٌ عَمْرًا (زید نے عمرو کو پیٹا اور اس کے ہاتھوں پٹا بھی):

۲۔ تکثیر کے لئے بمعنٰی فَعَّلَ بھی آتا ہے؛ جیسے: ضَاعَفَ بمعنٰی ضَعَّفَ (کئی گنا کردیا)

۳۔ أَفْعَلَ کے معنٰی میں؛ جیسے: عَافَاكَ اللّٰهُ (اللہ تجھے معاف کرے) بمعنی

Marfat.com

أَعْفَاكَ. اسی طرح: بَاعَدْتُهُ (میں نے اسے دور کر دیا) بمعنیٰ: أَبْعَدْتُهُ ہے۔

۴۔ اگر قرینہ موجود ہو تو یہ فَعَلَ (مجرّد) کے معنیٰ میں بھی آتا ہے؛ جیسے: سَافَرَ زَيْدٌ (زید نے سفر کیا) قَاتَلَهُ اللهُ (اللہ نے اسے قتل کیا) بَارَكَ فِيهِ (اس نے اس میں برکت ڈال دی)

أَفْعَلَ (بابِ اِفْعَالٌ)

۱۔ تعدیت (متعدی بنانے کے لئے) جیسے: أَكْرَمْتُ الرَّسُوْلَ (میں نے پیغمبر ﷺ کی عزت کی)

۲۔ کسی چیز میں داخل ہونا ــــ الدخول فی الشیء ــــ جیسے: أَمْسَى ابْنُ السَّبِيْلِ (مسافر شام کے وقت میں داخل ہو گیا)

۳۔ کسی جگہ پہنچنے کے ارادے کو ظاہر کرنے کے لئے ۔ قصد المکان ۔ جیسے: أَحْجَزَ (اس نے حجاز کے لئے رختِ سفر باندھا) أَعْرَقَ (اس نے عراق کا قصد کیا)۔

۴۔ فعل کے مادۂ مشتق کے اثر کو صاحبِ فعل میں بتلانے کے لئے ۔ وُجُوْدُ مَا اشْتُقَّ مِنْهُ الْفِعْلُ فِيْ صَاحِبِهٖ۔ جیسے: أَثْمَرَتِ الشَّجَرَةُ (درخت پھلدار ہو گیا)۔

۵۔ مبالغہ کے لئے؛ جیسے: أَشْغَلْتُهُ؛ أَيْ بَالَغْتُ فِيْ شُغْلِهٖ (میں نے اسے اور مشغول و مصروف کر دیا)

۶۔ کسی چیز یا شخص میں کسی صفت کے وجود کے اظہار کیلئے ــــ اِصَابَةُ الشَّيْءِ عَلٰى صِفَةٍ ۔ جیسے: أَعْظَمْتُهُ؛ أَيْ: وَجَدْتُهُ عَظِيْماً (میں نے اسے عظیم پایا) أَحْمَدْتُهُ (میں نے اسے لائقِ حمد جانا) أَكْبَرْتُهُ (میں نے اسے لائق تکبر پایا)۔

۷۔ تغییرِ حالت کو بیان کرنے کے لئے (لِلصَّيْرُوْرَةِ) جیسے: أَقْفَرَ الْبَلَدُ؛ أَيْ صَارَ قَفْرًا (ملک و شہر بنجر ہو گیا)

۸۔ پیشکش کے لئے (اَلْعَرْضُ) أَبَاعَ الْعَبْدَ؛ أَيْ عَرَضَهُ لِلْبَيْعِ (اس نے غلام کو بیچنے کیلئے پیش کر دیا)۔

۹۔ سلب کے لئے؛ جیسے: أَشْفَى الْمَرِيْضُ؛ أَيْ زَالَ شِفَاؤُهُ (مریض کی شفاء چھن گئی)

۱۰۔ سماں اور موسم کے لئے کہ وقت آ گیا ہے (اَلْحَيْنُوْنَةُ) جیسے: أَحْصَدَ الزَّرْعُ: أَيْ

Marfat.com

حَانَ حِصَادُهٗ؛ (کھیتی کٹنے کا سماں آ گیا ہے۔ فصل تیار ہو گئی ہے۔)

۱۱۔ أَفْعَلَ بھی کبھی مجرد کے معنٰی میں ہوتا ہے؛ جیسے: أَقِلْتُ الْبَيْعَ ؛ بمعنٰی: قِلْتُهٗ (میں نے بیع فسخ کر دی)(.I have cancelled the deal)

تَفَعَّلَ (باب تَفَعُّلٌ)

۱۔ فَـعَّـلَ کی مطاوعت کے لئے؛ مطاوعت کا معنٰی اس اثر کو بیان کرنا ہے جو فعل متعدی اپنے مفعول پر وارد کرتا ہے۔ اَلْمُطَاوَعَةُ هِيَ حُصُوْلُ الْأَثَرِ عِنْدَ تَعَلُّقِ الْفِعْلِ الْمُتَعَدِّىْ بِـمَـفْعُوْلِـهٖ۔ اسی لئے صیغۂ مطاوعت مفعول کے بعد واقع ہوتا ہے؛ جیسے: كَسَّرْتُ الزُّجَاجَ فَتَكَسَّرَ (میں نے شیشہ توڑنا چاہا پس وہ ٹوٹ گیا)۔

۲۔ تکلف کے لئے؛ تکلف کے معنٰی فاعل کو حصولِ فعل میں دشواری کا سامنا کرنے کے ہیں ۔ اَلتَّكَلُّفُ وَهُوَ مُعَانَاةُ الْفَاعِلِ الْفِعْلَ لِيَحْصُلَ۔ جیسے: تَشَجَّعَ عَمْرٌو؛ أَيْ تَكَلَّفَ الشَّجَاعَةَ وَعَانَاهَا لِيَحْصُلَ.

(عمرو نے شجاع بننا چاہا مگر اسے شجاعت مہنگی پڑی)۔

۳۔ فعل کی اصل سے مفعول کے اتخاذ کیلئے؛ جیسے: تَبَنَّيْتُ خَالِدًا (میں نے خالد کو بیٹا بنالیا)۔

۴۔ لِـلدَّلَالَةِ عَلٰى مُجَانَبَةِ الْفِعْلِ (ارتکابِ فعل سے بچنے پر دلالت کے لئے) جیسے: تَهَجَّدَ؛ أَيْ: جَانَبَ الْهُجُوْدَ (وہ نیند سے بچتا رہا) تَـأَثَّـمَ ؛ أَيْ جَانَبَ الْإِثْمَ (اس نے گناہ سے اجتناب کیا) تَـذَمَّـمَ ؛ أَيْ: جَـانَـبَ الذَّمَّ (اس نے مذمت کرنے سے گریز کیا)۔

۵۔ بننے اور ہونے کے لئے (لِلصَّيْرُوْرَةِ) جیسے: تَأَيَّمَتِ الْمَرْأَةُ (عورت بیوہ ہو گئی)

۶۔ اصل فعل کے یکے بعد دیگرے حصول پر دلالت کے لئے (لِـلـدَّلَالَةِ عَلٰى حُصُوْلِ أَصْـلِ الْفِعْلِ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ) جیسے: تَجَرَّعَ ؛ أَيْ شَرِبَ جُرْعَةً بَعْدَ جُرْعَةٍ (اس نے ایک ایک گھونٹ کر کے پیا)۔

۷۔ (عجلت و بیان کی) طلب کے لئے؛ جیسے: تَـعَـجَّـلَ الشَّيْءَ ؛ أَيْ: طَـلَبَ عُجْلَتَهٗ (اس نے جلدی سے لانے کو کہا) تَبَيَّنَهٗ ؛ أَيْ: طَلَبَ بَيَانَهٗ (اس نے وضاحت طلب کی)۔

۸۔ اسم سے فعل کے اتخاذ کے لئے (لِاتِّـخَاذِ الْفِعْلِ مِنَ الْاِسْمِ) جیسے: تَوَسَّدَ ؛ أَيْ:

Marfat.com

اِتَّخَذَ وِسَادَةً (اس نے تکیہ بنالیا)

۹۔ نسبت قائم کرنے کیلئے (لِلاِنتِسَابِ) جیسے: تَبَدّٰی؛ أَیْ: اِنْتَسَبَ اِلَی الْبَادِیَةِ (اس نے بادیہ سے نسبت قائم کرلی۔ اپنے آپ کو بدو بتلایا۔)

تَفَاعَلَ (باب تَفَاعُلٌ)

۱۔ یہ زیادہ تر مشارکت کے لئے آتا ہے؛ جیسے: تَصَالَحَ الْقَوْمُ (قوم نے باہم صلح کرلی) تَشَارَکَ الرَّجُلَانِ (دو شخصوں نے ساجھ پن Partner ship اختیار کرلی)

۲۔ فَاعَلَ کی مطاوعت میں؛ جیسے: بَاعَدْتُهٗ فَتَبَاعَدَ (میں نے اسے دور کرنا چاہا پس وہ دور ہوگیا)۔

۳۔ خلافِ باطن کے اظہار کے لئے (لِاِظْهَارِ مَا لَیْسَ فِی الْبَاطِنِ) جیسے: تَمَارَضْتُ؛ أَیْ: أَظْهَرْتُ الْمَرَضَ وَ لَیْسَ بِیْ مَرَضٌ (میں نے مرض کا بہانہ بنایا؛ حالانکہ مریض نہ تھا)

۴۔ فعل کا لمحہ بہ لمحہ واقع ہونا (لِلْوُقُوْعِ تَدْرِیْجاً) نہ کہ یکبارگی؛ جیسے: تَوَارَدَ الْقَوْمُ؛ أَیْ: وَرَدُوْا دَفْعَةً بَعْدَ دَفْعَةٍ (قوم مرحلہ وار آئی)۔

۵۔ کبھی مجرد کے معنٰی میں بھی ہوتا ہے؛ جیسے: تَعَالَی اللّٰهُ وَ تَسَامٰی؛ أَیْ: عَلَا وَ سَمَا (اللہ رب العزت بلند اور بزرگ و برتر ہوا)

اِفْتَعَلَ (بابِ اِفْتِعَالٌ)

۱۔ فَعَلَ کی مطاوعت میں؛ جیسے: جَمَعْتُهٗ فَاجْتَمَعَ (میں نے اسے اکٹھا کرنا چاہا پس وہ اکٹھا ہوگیا)

۲۔ اسم سے فعل بنانے کے لئے؛ جیسے: اِخْتَبَزَ (اس نے روٹی بنائی)۔

۳۔ معنٰی میں مبالغہ کے لئے؛ جیسے: اِکْتَسَبَ؛ أَیْ: بَالَغَ فِی الْکَسَبِ (اس نے خوب کمایا)

۴۔ طلب کے لئے؛ جیسے: اِکْتَدَّ فُلَاناً؛ أَیْ: طَلَبَ مِنْهُ الْکَدَّ (اس نے فلاں سے مشقت مانگی (کرائی)۔

۵۔ کبھی فَعَلَ کے معنٰی میں بھی ہوتا ہے؛ جیسے: اِجْتَذَبَ؛ أَیْ: جَذَبَ (اس نے کھینچا)

۶۔ تَفَاعَلَ کے معنٰی میں؛ جیسے: اِخْتَصَمَ؛ أَیْ: تَخَاصَمَ (اس نے جھگڑا کیا)۔

Marfat.com

اِنْفَعَلَ (بابِ اِنْفِعَالٌ)

۱۔ فَعَلَ کی مطاوعت میں؛ جیسے: کَسَرْتُهٗ فَانْكَسَرَ (میں نے اسے توڑنا چاہا پس وہ ٹوٹ گیا) اور وہ جو کہا جاتا ہے کہ اِنْفِعَالٌ کا خاصہ لازم آنا ہے؛ وہ یہی تو ہے کہ یہ کَسَرْتُ کی جگہ نہیں لے سکتا جو متعدی ہے؛ بلکہ اس کی مطاوعت میں فعل لازم ہے. وَ لَا يَرِدُ لِمُطَاوَعَةِ أَفْعَلَ اِلَّا شُذُوْذًا (یہ أَفْعَلَ کی مطاوعت نہیں کرتا مگر شاذ ہی) جیسے: أَزْعَجَهٗ فَانْزَعَجَ (اس نے اسے پریشان کرنا چاہا اور وہ پریشان ہو گیا) أَصَارَهٗ فَانْصَارَ (اس نے اسے جھکانا چاہا پس وہ جھک گیا۔ وہ جو ہونا والے معنٰی ہیں اس کا مادہ صیر ہے؛ جبکہ یہ صور سے ہے۔)

اِنْفَعَلَ صرف انھیں مادوں سے آتا ہے جو علاج و تاثیر کے معنٰی میں ہوتے ہیں۔ وَلَا يُبْنَى انْفَعَلَ اِلَّا مِمَّا فِيْهِ عِلَاجٌ وَ تَاثِيْرٌ؛ وَ لِهٰذَا لَا يُقَالُ: عَلِمْتُ الْمَسْئَلَةَ فَانْعَلَمَتْ۔ میں نے سوال سمجھنا چاہا پس وہ سمجھ آ گیا؛ اور نہ ہی یوں کہیں گے: ظَنَنْتُ الْأَمْرَ فَانْظَنَّ (میں نے معاملہ کے بارے گمان کیا پس وہ گمان ہو گیا)۔

اِسْتَفْعَلَ (بابِ اِسْتِفْعَالٌ)

۱۔ طلب کیلئے؛ جیسے: اِسْتَغْفَرَ؛ أَيْ: طَلَبَ الْمَغْفِرَةَ (اس نے مغفرت طلب کی).

۲۔ لِوِجْدَانِ الْمَفْعُوْلِ عَلٰى صِفَةٍ؛ مفعول کو صفت کا مقام دینے کیلئے؛ جیسے: اِسْتَعْظَمَ الْأَمْرَ وَاسْتَحْسَنَهٗ؛ أَيْ: وَجَدَهٗ عَظِيْمًا وَحَسَنًا (اس نے معاملہ کو عظیم اور عمدہ پایا).

۳۔ لِلتَّحَوُّلِ۔ بدلی ہوئی حالت کو بیان کرنے کیلئے۔ جیسے: اِسْتَحْجَرَ الطِّيْنُ؛ أَيْ: تَحَوَّلَ حَجَرًا (گارا پتھر ہو گیا)

۴۔ لِلتَّكَلُّفِ؛ جیسے: اِسْتَجْرَأَ؛ أَيْ: تَكَلَّفَ الْجُرْأَةَ (اس نے بغیر ہمت کے جرأت دکھانا چاہی)

۵۔ کسی بھی فعل کی مطاوعت کے لئے؛ جیسے: أَرَاحَهٗ فَاسْتَرَاحَ (اس نے اسے آرام پہنچایا جس سے وہ محظوظ ہوا)

۶۔ کبھی فَعَلَ کے معنٰی میں بھی ہوتا ہے؛ جیسے: اِسْتَقَرَّ؛ أَيْ: قَرَّ (وہ اپنی جگہ جم گیا اور قرار محسوس کیا)

Marfat.com

اِفْعَوْعَلَ (بابِ اِفْعِيْعَالٌ)

یہ بھی ثلاثی مزید فیہ ہے؛ اس کے دو فائدے ہیں:

۱۔ مبالغہ کیلئے؛ جیسے: اِحْقَوْقَفَ (ٹیڑھا ہونے میں آخری حد کو پہنچ جانا) اس کا مجرد حَقَفَ ہے۔ اِحْدَوْدَبَ (بہت کبڑا ہونا)۔

۲۔ کبھی فَعَلَ کا معنیٰ بھی دیتا ہے؛ جیسے: اِحْلَوْلَی التَّمْرُ؛ أیْ: حَلَا (کھجور میٹھی ہوگئی)

اِفْعَالٌّ (بابِ اِفْعِيْلَالٌ)

یہ رنگ وعیب کے مبالغہ کو بیان کرنے کے لئے ہے؛ جیسے: اِحْمَارَّ؛ أیْ: اِشْتَدَّ احْمِرَارُهُ عَلَی التَّدْرِیْجِ (اس کی سرخی لحہ بہ لحہ بڑھتی گئی)

رباعی مجرد ومزید فیہ:

رباعی مجرد وہ ہے جس کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں چار حرف ہوں؛ جیسے: دَحْرَجَ (اس نے لڑھکا دیا) رباعی مزید فیہ کے ابواب یہ ہیں:

اِفْعَلَلَّ (بابِ اِفْعِلَّالٌ) اور اِفْعَنْلَلَ (بابِ اِفْعِنْلَالٌ)

رباعی مزید فیہ کے یہ دونوں باب مبالغہ کے لئے ہیں؛ جیسے: اِقْشَعَرَّ جِلْدُهُ؛ أیْ: أَخَذَتْهُ الرِّعْدَةُ فَتَقَبَّضَ (اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے) اِحْرَنْجَمَتِ الْاِبِلُ؛ أیْ: اِجْتَمَعَتْ مُتَرَاکِمَةً (اونٹ اوپر تلے جمع ہوگئے) اور:

تَفَعْلَلَ (باب تَفَعْلُلٌ) جیسے: تَسَرْبَلَ بِالسِّرْبَالِ (اس نے قمیص پہن لی) جس کا خاصہ یکسانیت اور یکبارگی ہے۔

علماءِ صرف کے ہاں ابواب کے اوزان وخواص کی بحث بھی طولانی ہے؛ جس کا انحصار کتبِ لغت پر ہے۔ مزیدات کی اکثر بنائیں (اوزان) سماعی ہیں؛ کتبِ لغت سے معلوم ہوتی ہیں قیاس کو مجال نہیں۔ ضروری نہیں کہ ہر باب کا مزید فیہ بھی ہو اور نہ ہی ان کے استعمال میں یکسانیت ہے کہ ایک جس طرح استعمال ہو رہا ہے دوسرا بھی وہی معنیٰ دے۔

بعض ابواب کو فنی باریکیوں کے پیشِ نظر ملحق کہتے ہیں؛ جیسے: جَلْبَبَ ملحق بہ دَحْرَجَ ہے۔ الحاق کے لئے شرط ہے کہ ملحق اور ملحق بہ کا مصدر یکساں ہو؛ بناء بریں؛ أَکْرَمَ بروزن دَحْرَجَ تو ہے مگر ملحق بر باعی نہیں ہے۔

Marfat.com

فعل ماضی (معروف)

Past indefinite (active voice)

فَعَلَ	فَعَلاَ	فَعَلُوْا
فَعَلَتْ	فَعَلَتَا	فَعَلْنَ
فَعَلْتَ	فَعَلْتُمَا	فَعَلْتُمْ
فَعَلْتِ	فَعَلْتُمَا	فَعَلْتُنَّ
فَعَلْتُ	فَعَلْنَا	

اَلْفِعْلُ يَكُوْنُ مَاضِياً اِذَا انْتَهٰى عَمَلُهٗ مِنْ قَبْلُ.

(اگر کلام کے وقت سے پہلے ہی کام ہو چکا ہو تو فعل ماضی ہے)

لغت (زبان) ایک ایسا جال (Net) ہے جس کا تانا بانا خاصہ پیچیدہ ہے؛ اس کی ہر بات اور پہلو دوسرے میں پیوستہ ہے. اس تناظر کو سامنے رکھیں تو ہمیں اوپر دیے گئے چودہ کلمات یا صیغوں کا فہم حاصل کرنے کیلئے بہت سی اور باتوں کو جاننے کی ضرورت ہے.

اوّلاً: یہاں پہلے صیغے کے تین حرف ہیں؛ جبکہ ہمیشہ اور ہر طرح کے فعل ماضی کے تین حرف نہیں ہوتے؛ جیسے: أَكْرَمَ ، بَعْثَرَ. پتہ چلا کہ اس پہلو پر بہت کچھ کہنا باقی ہے جو اپنی جگہ پر بیان ہوگا۔

ثانیاً: یہ کہ فعل ماضی کی حرکات کیسی ہوتی ہیں؟

فعل ماضی اگر معروف ہو (فعل کی نسبت مفعول کی بجائے اپنے فاعل کی طرف ہو) اور سہ حرفی (ثلاثی مجرد) ہو تو اس کا پہلا حرف (جسے فا کلمہ کہتے ہیں) ہمیشہ زبر والا ہوتا ہے (مگر کسی عارضہ کی وجہ سے یہ زبر پیش یا زیر میں بدلا ہوا بھی ہو سکتا ہے؛ جیسے: قُلْتُ، بِعْتُ) جبکہ دوسرا حرف (جسے عین کلمہ کہتے ہیں) مفتوح، مکسور یا مضموم کچھ بھی آ سکتا ہے؛ جو سن کر سیکھنے سے تعلق رکھتا ہے؛ اور اس کی حرکت کے تعین کیلئے جو قاعدہ مقرر ہے اس میں ماضی کو مضارع سے مشروط کیا جاتا ہے؛ جیسے: نَصَرَ يَنْصُرُ - ضَرَبَ يَضْرِبُ - سَمِعَ يَسْمَعُ - فَتَحَ يَفْتَحُ - حَسِبَ يَحْسِبُ - كَرُمَ يَكْرُمُ. جو کہ ثلاثی مجرد کے ابواب ہیں؛ جن کا ذکر گزر چکا ہے.

Marfat.com

مگراس قاعدے کاسقم ہمیں معلوم ہے کہ سورہ الھمزۃ اور سورہ البلد میں یَحْسَبُ عین کلمہ کے زبر سے آیا ہے؛ حالانکہ اس قاعدہ کی رو سے زیر ہے.

صرف یہی نہیں کہ یہ مفتوح، مکسور یا مضموم ہوتا ہے بلکہ اجوف میں تو یہ الف ہوتا ہے؛ جیسے: قَالَ، بَاعَ، خَافَ اور اکثر تو محذوف ہوتا ہے؛ جیسے: قُلْنَ ، بِعْتُ.

رہی بات تیسرے حرف کی:

تو ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے؛ معروف ہو یا مجہول، ثلاثی ہو یا رباعی فعل ماضی کا آخری حرف (جسے لام کلمہ کہتے ہیں) ہمیشہ زبر والا ہوتا ہے. (کسی عارض کی وجہ سے ألف یا ألف مقصورہ بھی ہو سکتا ہے؛ جیسے: دَعَا، جَثٰی، کَنٰی، خَلَا)

یہ بحث تو فعل ماضی کے پہلے صیغے (واحد مذکر غائب) کے بارے ہے جو کسی ضمیر کے لاحقے سے خالی ہوتا ہے. جن صیغ میں ضمیر مرفوع متحرک بطور لاحقہ آتی ہے ان کا لام کلمہ مبنی بر سکون ہوتا ہے؛ جیسے: ضَـرَبْـتُ؛ اور اگر واو جمع کی ہو تو لام کلمہ کے ثبوت کی صورت میں لام کلمہ مضموم ہوگا؛ جیسے: ضَرَبُوْا. اور اگر حذف ہوا تو اپنی پیش بھی ساتھ لے جائیگا؛ جیسے: دَعَوْا، رَمَوْا.

ثـالثاً: یہ تو ہم مانتے ہیں کہ فعل کسی زمانے میں واقع ہوتا ہے؛ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ فعل ماضی صرف زمانۂ گزشتہ کے لیے ہے. بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ حال کو بھی بیان کرتا ہے؛ جیسے: مَـنْ ضَرَبَکَ؟ تجھے کس نے مارا ہے؟ أَنَا ضَرَبْتُهٗ. اسے میں نے مارا ہے. ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سوال وجواب زمانۂ حال سے متعلق ہیں. اسی طرح جب یہ کہا جاتا ہے کہ: حَـضَـرْتُ حَالاً (میں ابھی آیا ہوں) پھر تو شک کی گنجائش ہی نہیں کہ ماضی حال کی بھی نمائندگی کرتا ہے. انگریزی کا: Present perfect (I have done) ایسی ہی ماضی قریب کیلئے ہے جو حال سے مربوط ہو. یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ بعض کلمات ماضی کو مضارع اور مضارع کو ماضی کے معنٰی میں کر دیتے ہیں؛ جیسے: اِنْ ضَـرَبْـتَ ضَـرَبْـتُ؛ اور: اِذَا جَـاءَ نَـصْـرُ اللّٰهِ (جب اللہ کی مدد آجائے گی) اور: أَلَـمْ يَـأْتِـكُمْ رُسُلٌ؟ کیا تمھارے پاس رسول نہ آئے تھے؟ جیسا کہ شرط وجزاء میں ماضی بھی مضارع کے معنٰی میں ہوتا ہے؛ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: مَنْ حَجَّ وَ لَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ عَادَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ (جس کسی نے بھی یوں حج کیا کہ اس نے بے حیائی اور گناہ کا ارتکاب نہ کیا تو وہ یوں پلٹا جیسے اسے ماں نے ابھی ابھی جنا ہے) اس میں تمام

Marfat.com

افعال مضارع کے معنٰی میں ہیں سوائے وَلَـدَتْ کے کہ یہ خود جزاء نہیں بلکہ فعلِ جزاء عَـادَ کا مفعول ہے۔

رابعاً: ان میں سے ہر صیغہ اپنے اندر اپنا فاعل چھپائے بیٹھا ہے؛ یا کم از کم پہلے صیغے کے بارے تو اتفاق ہے کہ جب اکیلا ہو تو اس میں هُوَ ضمیر مستتر ہے؛ اسی ضمیر کو ملحوظ رکھ کر (اس نے) کہا جاتا ہے۔ جبکہ باقی صیغوں کے آخر میں ضمیر لگی ہوتی ہے جسے ضمیر متصل کہتے ہیں؛ جیسے: فَعَلَا کے ساتھ الف جو هُمَا سے مخفف ہے؛ اور فَعَلْتَ کے ساتھ تَ جو أَنْتَ سے مخفف ہے۔ پتہ چلا کہ فعل کا فاعل اگر اسمِ ظاہر نہ بھی ہو تب بھی موجود ہوتا ہے؛ جیسے: ضَرَبَهُ کا معنٰی: اس نے اسے مارا؛ ہے۔ یہاں ضَرَبَ کے ساتھ هُ کی ضمیر مفعول بہ کی ہے؛ جبکہ فاعل کی اس کے علاوہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افعالِ ناقصہ ہمیشہ اپنے اسم کو ساتھ لیے ہوتے ہیں؛ یعنی: كَانَ كَرِيماً کا معنٰی ہے: كَانَ اللّٰهُ كَرِيماً۔ کہ اسمِ ظاہر نہ بھی ہو تو اس کی جگہ ضمیرِ مستتر نیابت کیلئے مقدر ہے۔ بس سمجھ لیجیے کہ فَعَلَ اور كَانَ جیسے (واحد مذکر غائب کے) صیغے صرف فعل ہی نہیں اپنے ساتھ فاعل یا اسم کو بھی لیے ہوئے ہیں اور یوں فَعَلَ اور اِفْعَلْ پورا پورا جملہ ہیں۔

خامساً: ضروری نہیں کہ صیغہ ہر جگہ ہمیشہ فاعل کے مطابق ہو؛ بلکہ اس کے اپنے قواعد ہیں؛ مثلاً اگر فاعل اسمِ ظاہر ہے تو فعل کا صیغہ ہمیشہ واحد کا آئیگا؛ مذکر کیلئے مذکر واحد کا اور مؤنث کیلئے مؤنث واحدہ کا؛ جیسے: ذَهَبَ الرَّجُلُ، ذَهَبَ الرَّجُلَانِ، ذَهَبَ الرِّجَالُ - ذَهَبَتِ الْمُدَرِّسَةُ، ذَهَبَتِ الْمُدَرِّسَتَانِ، ذَهَبَتِ الْمُدَرِّسَاتُ. ان جملوں کی ترکیب بھی سادہ ہے: پہلا کلمہ فعل اور دوسرا فاعل ہے؛ فعل اور فاعل مل کر جملہ بناتے ہیں۔ مگر جب فاعل اپنے فعل پر مقدم آتا ہے تو اسے فاعل نہیں بلکہ مبتدأ کہتے ہیں اور فعل میں ایک خفیہ ضمیر ہوتی ہے جو اس مبتدأ کی طرف رجوع کرتی ہے؛ فعل اس ضمیرِ مستتر سے مل کر جملہ فعلیہ بن کر خبر بنتا ہے مبتدأ کی؛ مبتدأ خبر کو لے کر جملہ اسمیہ ہوتا ہے؛ جیسے: اَلرَّجُلُ حَضَرَ، اَلرَّجُلَانِ حَضَرَا، اَلرِّجَالُ حَضَرُوْا - اَلْمَرْأَةُ قَامَتْ، اَلْمَرْأَتَانِ قَامَتَا، اَلنِّسَاءُ قُمْنَ. اس صورت میں ہم نے دیکھا کہ فعل اپنے فاعل کے مطابق ہے۔ ایسے میں بھی اگر فعل اور فاعل کے درمیان مفعول یا کوئی اور جزوِ کلام حائل ہو جائے اور فاعل مؤنث ہو تو فعل کو مذکر لانا بھی درست ہے؛ جیسے: فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ. اگر فاعل مقدم ہو (جسے معنوی فاعل کہتے ہیں) اور مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل کی تانیث ضروری ہے؛

Marfat.com

جیسے: اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ. مگر جب فعل مقدم ہوتو تذکیر بھی لا سکتے ہیں؛ جیسے: طَلَعَ الشَّمْسُ. اور: وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ. فاعل جمع مکسر ہوتو اس کے بھی وہی احکام ہیں جو مؤنث غیر حقیقی کے ہیں؛ جیسے: ذَهَبَ الْأَيَّامُ، ذَهَبَ الرِّجَالُ ۔ مَضَتِ الْأَيَّامُ، قَامَتِ الرِّجَالُ.

سَادِساً: فعل کبھی حذف بھی ہو جاتا ہے؛ اور کبھی فعل و فاعل دونوں محذوف ہوتے ہیں؛ جس طرح آپ کا مَنْ ضَرَبَنِيْ؟ کے جواب میں یہ کہنا: زَيْدٌ. جس کی تقدیر یوں ٹھہری: ضَرَبَکَ زَيْدٌ. جبکہ نَعَمْ اور بَلٰی کہنے سے وہ پورا جملہ مراد ہوتا ہے جو سائل سے مجیب نے سنا ہو؛ جیسے: أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟ قَالُوْا بَلٰی. کے بعد ہم أَنْتَ رَبُّنَا محذوف سمجھیں گے.

ان باتوں کو ملحوظ رکھا جائے تو فعل ماضی کا ترجمہ یوں آئے گا:

۱۔ **فَعَلَ:** اس ایک مذکر نے کیا؛ صیغہ واحد مذکر غائب.

انگریزی میں جہاں He آتا ہے وہاں یہ صیغہ چلتا ہے؛ جیسے:

دَخَلَ الْأُسْتَاذُ۔ استاد داخل ہوا۔ The teacher entered.

نَصَرَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اللہ نے مومنوں کی مدد فرمائی **Allah helped the belivers.**

۲۔ **فَعَلَا:** ان دو مردوں نے کیا۔ یہاں کا الف هُمَا پر دلالت کر رہا ہے؛ جو تثنیہ مذکر غائب کی ضمیر ہے. اگر فاعل مذکور ہو تو جملے کو اسی ڈھب سے سمجھیں گے؛ جیسے: اَلْوَلَدَانِ فَعَلَا؛ اسے فَعَلَا الْوَلَدَانِ نہیں کہہ سکتے بلکہ ایسے میں آپکو فَعَلَا کو فَعَلَ کرنا ہوگا؛ جیسے:

فَعَلَ الْوَلَدَانِ۔ دو لڑکوں نے کیا۔ The two boys did.

۳۔ **فَعَلُوْا:** دو سے زائد ان مردوں نے کیا۔ They did.

یہاں واو بطور ضمیرِ جمع ہے جسے اصلی واو سے تمیز دینے کیلئے بطور علامت اس کے بعد الف زائدہ لگاتے ہیں. صیغہ جمع مذکر غائب. مذکورہ بالا تین صیغے مذکر غائب کے ہیں؛ جو علی الترتیب: واحد، تثنیہ اور جمع کہلاتے ہیں.

۴۔ **فَعَلَتْ:** اس ایک عورت نے کیا صیغہ واحد مؤنث غائبہ.

She did. or She has done.

یہاں تا ساکنہ فاعل کی ضمیر کے بطور ہے.

۵۔ **فَعَلَتَا:** ان دو عورتوں نے کیا (They did.) صیغہ تثنیہ مؤنث غائبتان.

Marfat.com

۶۔ **فَعَلْنَ :** ان سب عورتوں نے کیا (They did.) صیغہ جمع مؤنث غائبات.

یہ تین صیغے مؤنث غائبہ کے ہیں؛ واحد، تثنیہ، جمع. مذکر و مؤنث غائب یہ چھے صیغے وہی ہیں۔ جنہیں انگریزی والے (Third person) کہتے ہیں.

۷۔ **فَعَلْتَ:** تو ایک مرد نے کیا (You did.(for a listning man یہاں تَ ضمیر أَنْتَ کا مخفف ہے. صیغہ واحد مذکر حاضر/ مخاطب.

۸۔ **فَعَلْتُمَا:** تم دو مردوں نے کیا .You did صیغہ تثنیہ مذکر حاضر.

تُمَا ضمیر (مرفوع متصل) أَنْتُمَا (ضمیر مرفوع منفصل) سے مخفف ہے.

۹۔ **فَعَلْتُمْ:** آپ سب مردوں نے کیا .You did صیغہ جمع مذکر حاضر؛ تُمْ فاعل کی ضمیر أَنْتُمْ سے مخفف ہے.

۱۰۔ **فَعَلْتِ:** تو ایک عورت نے کیا .You did صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے.

تِ ضمیر أَنْتِ سے لی گئی ہے.

۱۱۔ **فَعَلْتُمَا:** آپ دو عورتوں نے کیا .You did صیغہ تثنیہ مؤنث حاضرتان.

یہ صیغہ مذکر و مؤنث دونوں کو عام ہے؛ جیسا کہ أَنْتُمَا (جسکی نمائندگی یہاں تُمَا کی ضمیر کر رہی ہے) کی ضمیر مخاطب مذکر و مؤنث دونوں کیلئے ہے.

۱۲۔ **فَعَلْتُنَّ:** آپ سب عورتوں نے کیا .You did صیغہ جمع مؤنث غائبات.

تُنَّ کی ضمیر أَنْتُنَّ سے ماخوذ ہے.

مذکر و مؤنث حاضر/ مخاطب کے ان چھے صیغوں کو انگریزی میں Second person کہتے ہیں.

۱۳۔ **فَعَلْتُ:** میں ایک مرد/ عورت نے کیا .I did صیغہ واحد متکلم.

جب بولنے والا اکیلا اپنی ذات کو متعارف کراتا ہے تو اس صیغے کا استعمال کرتا ہے؛ خواہ وہ مرد ہو یا عورت. اس کی ضمیر تُ اپنی ضمیر أَنَا سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی؛ کیونکہ اگر أَنَا میں سے کوئی حرف لیتے تو ضرور کسی نہ کسی دوسرے صیغے سے التباس لازم آتا. اسے صیغہ واحد متکلم کہتے ہیں.

۱۴۔ **فَعَلْنَا:** ہم سب نے کیا .We did صیغہ متکلم مع الغیر.

اس میں نَا کا نون نَحْنُ سے لیا گیا ہے اور فَعَلْنَ سے ممیز کرنے کیلئے الف بڑھایا.

Marfat.com

گیا ہے. متکلم/متکلمہ جب اپنے ساتھ حکم میں سامعین کو بھی شامل کرتا ہے تو اس صیغہ کا استعمال کرتا ہے؛ جسے متکلم مع الغیر کا صیغہ کہتے ہیں. انگریزی کے First person: کا اطلاق انھیں دوصیغوں (فَعَلْتُ، فَعَلْنَا) پر ہوتا ہے.

ملاحظہ: Note

فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے؛ اس پر کوئی بیرونی عامل اثر انداز نہیں ہوتا کہ اس کے آخری حرف کا زبر بدل سکے. البتہ اندرونی حالات کی وجہ سے تغیر وتبدل رونما ہوتا رہتا ہے؛ جیسے اگر فَعَلْنَا کے لام کو ساکن نہ کرتے تو پھر فَعَلَ صیغہ واحد مذکر غائب ہوتا اور نَا ضمیر منصوب (مفعول) ہوتی. اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے غور کیجیے کہ اور کہاں کہاں ضمیر سے پہلے فتحہ نہیں. علاوہ ازیں فعل کا کلمہ اگر ہفت اقسام میں سے ناقص سے تعلق رکھتا ہو (لام کلمہ حرفِ علت ہو) تو بھی تبدیلی آئیگی؛ جیسے: دَعَا، مَحَا، رَمٰی، سَعٰی.

فعل ماضی مجہول

فِعْلٌ مَاضٍ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ

Past Indefinite (passive voice)

فُعِلَ	فُعِلَا	فُعِلُوْا
فُعِلَتْ	فُعِلَتَا	فُعِلْنَ
فُعِلْتَ	فُعِلْتُمَا	فُعِلْتُمْ
فُعِلْتِ	فُعِلْتُمَا	فُعِلْتُنَّ
فُعِلْتُ	فُعِلْنَا	

فعل معروف کی نسبت اپنے فاعل سے ہوتی ہے جبکہ فعل مجہول کی نسبت مفعول سے ہوتی ہے؛ وہ یوں کہ فعل مجہول اس وقت لاتے ہیں جب فاعل کو پسِ منظر میں رکھنا مقصود ہو اور توجہ کا مرکز مفعول ہی ٹھہرے؛ ایسے میں فاعل کی جگہ مفعول لے لیتا ہے جسے اب نائب فاعل کہیں گے؛ اور ایسے فعل کو: فِعْلٌ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ (ایسا فعل جسکے فاعل کو کوئی نام نہیں دیا گیا) کہتے ہیں.

Marfat.com

فعل مجہول صرف ان افعال سے آتا ہے جو متعدی آتے ہیں؛ کیونکہ فعل مجہول نے اپنی نسبت مفعول سے رکھنی ہوتی ہے اور فعل لازم میں مفعول ہوتا نہیں؛ بناء بریں فعل لازم کا نہ فعل مجہول بنتا ہے نہ اسمِ مفعول؛ کیونکہ فعل مجہول اور اسمِ مفعول حکم میں ایک جیسے ہیں. جیسا کہ اسمِ مفعول فعل مجہول کی جگہ لے لیتا ہے اور اسمِ فاعل فعل معروف کا کام کرتا ہے. پس جن ابواب کا خاصہ لزوم ہے ان کا نہ فعل مجہول آئے گا نہ اسمِ مفعول؛ لہٰذا: شَرُفَ نہ شُرِفَ ہوگا نہ اس سے مَشْرُوْفٌ بنے گا؛ اِنْقَلَبَ سے نہ تو اُنْقُلِبَ بنے گا نہ ہی مُنْقَلَبٌ آئے گا.

فعل مجہول کی حرکات:

ثلاثی مجرد کے ماضی مجہول کا فا کلمہ مضموم ہوتا ہے؛ مگر کسی عارضہ کی وجہ سے ضمہ کسرے میں بھی بدلا ہوتا ہے؛ جیسے: قِيْلَ ، بِيْعَ ، خِيْفَ، جائیءَ؛ قرآن کریم میں یہ ایسا ہے؛ اگر عام لکھائی ہو تو ہم اسے جِیْءَ لکھیں گے؛ جیسا کہ قِيْلَ کا ألف یا سے لکھا جاتا ہے. کبھی ایک طرح کے فعل کے صیغوں میں تفاوت آجاتا ہے؛ جیسے: قُلْنَ کا پہلا صیغہ قِيْلَ ہے مگر قُلْنَ (جسکی اصل قُوِلْنَ ہے) میں واو حذف ہوگئی تو قُلْنَ رہ گیا.

بعض مجہول قواعد کی مار کھانے کے بعد اپنے معروف جیسے ہو جاتے ہیں؛ جیسے: بِعْنَ اور اس کے اخوات معروف و مجہول میں یکساں ہیں کہ؛ بِعْنَ بِعْتَ بِعْتُمَا بِعْتُمْ بِعْتِ بِعْتُمَا بِعْتُنَّ بِعْتُ بِعْنَا مجہول کے لئے بھی ہیں اور معروف کے لئے بھی. ماضی مجہول بھی ماضی معروف کی طرح مبنی برفتحہ ہوتا ہے.

ماضی مجہول ثلاثی ہو یا رباعی اس کے شروع میں همزة وصلی اور تا زائدہ نہ ہو تو اس کا پہلا مضموم اور آخری سے پہلا مکسور ہوتا ہے؛ جیسے: قُتِلَ، دُمْدِمَ، أُخْرِجَ. اگر شروع میں تا زائدہ ہو تو پہلے دونوں مضموم اور آخری سے پہلا مکسور ہوگا؛ جیسے: تُعُلِّمَ ، تُقُبِّلَ ، تُضُوْرِبَ. اگر شروع میں همزة وصلی ہو تو پہلا اور تیسرا مضموم ہوتا ہے اور آخری سے پہلا مکسور ہوتا ہے؛ جیسے: اُسْتُنْصِرَ، اُكْتُسِبَ.

مجہول و معروف میں معنوی فرق:

فَعَلَ جب ماضی معروف تھا تو اس کا معنٰی تھا؛ اس نے کیا. اب جب یہ فُعِلَ ہو کر مجہول کہلایا تو معنٰی ہوا؛ وہ کیا گیا. مزید وضاحت کیلئے اس جملہ کو لیجیے: فَعَلَ زَيْدٌ مَعْرُوْفاً (زید نے

Marfat.com

نیکی کی) فُعِلَ مَعْرُوْف (نیکی کی گئی) فعل معروف میں فاعل موجود تھا؛ مگر مجہول میں فاعل کی گنجائش نہیں. یہاں کے مفعول کو نائب فاعل کہتے ہیں اور مجہول لاتے ہی اس وقت ہیں جب فاعل کے ذکر کی ضرورت نہ رہے؛ جیسے: افلا ینظرون الی الابل کیف خُلِقَتْ. والی السماء کیف رُفِعَتْ. والی الجبال کیف نُصِبَتْ. والی الأرض کیف سُطِحَتْ.

ماضی معروف و مجہول کا موازنہ کیجیے:

مجہول	معروف
فعل نائب فاعل وُجِدَ الْقَلَمُ. (قلم پایا گیا)	فعل فاعل مفعول وَجَدَ الطَّالِبُ الْقَلَمَ. (طالب نے قلم پالیا)
فعل نائب فاعل حال خُلِقَ الْاِنْسَانُ هَلُوْعاً. (پیدا کیا گیا انسان حالتِ حرص میں)	فعل فاعل مفعول بہ خَلَقَ اللّٰهُ الْاِنْسَانَ. (پیدا کیا اللہ نے انسان کو)

ملاحظة:

بعض افعال صرف ماضی مجہول استعمال ہوتے ہیں؛ جیسے: زُکِمَ، زُهِیَ، أُغْرِیَ، أُغْرِمَ. ان کے بعد جو اسمِ مرفوع ہوتا ہے وہ نائب فاعل نہیں بلکہ فاعل ہوتا ہے مگر یہ کہ کلام شبہِ جملہ ہو؛ جیسے: أُغْرِمَ بِالشَّیْءِ.

اب تک ہم نے جس فعل سے بحث کی وہ مثبت ہے؛ اگر منفی بنانا ہو تو شروع میں مَا لگاتے ہیں؛ جیسے: مَا فَعَلَ (اُس نے نہیں کیا) اگر ایک ساتھ دو فعل ماضی منفی ہوں تو پھر مَا کے بجائے لَا لگاتے ہیں؛ جیسے: فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰی (پس نہ تصدیق کی اور نہ ہی صلوۃ ادا کی) مَا اور لَا سے فعل ماضی میں کوئی لفظی تبدیلی نہیں آتی؛ یہ بدستور مبنی بر فتحہ رہتا ہے.

فعل ماضی کی اقسام

مثبت و منفی کے علاوہ زمانہ اور معنی کے لحاظ سے ماضی کی تقسیم ایک اور طرح بھی ہے؛ وہ یوں کہ اب تک جس فعل ماضی سے بحث کی گئی ہے وہ ماضی مطلق ہے؛ لیکن اگر فعل ماضی پر قَدْ

Marfat.com

داخل ہو تو ماضی قریب ہے؛ جیسے: قَدْ ضَرَبْنَا (تحقیق ہم نے مارا ہے)

اگر کَانَ ہو تو ماضی بعید ہے؛ جیسے: کَانُوْا فَعَلُوْا (انھوں نے کیا تھا) اس میں ماضی مطلق کے صیغے کی طرح کَانَ کی بھی تصریف ہوگی؛ جیسے: کَانَ ضَرَبَ، کَانَا ضَرَبَا، کَانُوْا ضَرَبُوْا.

اگر کَانَ کے ساتھ فعل مضارع ہو تو ماضی استمراری بنتی ہے؛ جیسے: کَانَ یَعْمَلُ (وہ کیا کرتا تھا) کَانَا یَعْمَلَانِ (وہ دونوں مرد کیا کرتے تھے) کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (وہ سب مرد یا بشمول عورتیں کرتے تھے یا کیا کرتے) علی ھٰذا القیاس.

اگر ماضی مطلق سے پہلے لَعَلَّمَا ہو تو ماضی احتمالی ہے؛ جیسے: لَعَلَّمَا ذَھَبَتْ (ہوسکتا ہے وہ چلی گئی ہو) لَعَلَّمَا ذَھَبَتَا (شاید وہ دونوں چلی گئی ہوں) لَعَلَّمَا ذَھَبْنَ (امید ہے کہ وہ سب جا چکی ہونگی) اگر لَیْتَمَا ہو تو ماضی تمنائی ہے؛ جیسے: لَیْتَمَا رَجَعْتَ (کاش! تو واپس آیا ہوتا) لَیْتَمَا رَجَعْتُمَا (کاش! تم دونوں پلٹے ہوتے) لَیْتَمَا رَجَعْتُمْ (کاش! تم سب مرد و عورت واپس آئے ہوتے) بعض افعال غیر متصرفہ ہوتے ہیں جن کا مضارع اور دیگر کلمات نہیں آتے؛ جیسے: عَسٰی.

ملاحظات:

۱۔ اَلْفِعْلُ قَبْلَ الْفَاعِلِ یُبْنٰی لِلْمَعْلُوْمِ ؛ وَقَبْلَ نَائِبِ الْفَاعِلِ یُبْنٰی لِلْمَجْھُوْلِ.
(فعل اگر اپنے فاعل سے پہلے ہو تو اس کی بناء معروف پر ہوتی ہے؛ اور اگر نائب فاعل سے پہلے ہو تو بناء مجہول پر ہوتی ہے.)

۲۔ اِذَا بُنِیَ الْفِعْلُ الْمَاضِیْ لِلْمَجْھُوْلِ ضُمَّ أَوَّلُهٗ؛ وَکُسِرَمَا قَبْلَ آخِرِهٖ.

۲۔ جب فعل کی بناء ماضی مجہول ہو تو اول مضموم اور آخر کا ماقبل مکسور ہوتا ہے.

۳۔ اِذَا کَانَ نَائِبُ الْفَاعِلِ مُؤَنَّثًا حَقِیْقِیًّا یُطَابِقُهُ الْفِعْلُ.

۳۔ جب نائب فاعل مؤنث حقیقی ہو تو صیغۂ فعل اس کے مطابق ہوتا ہے.

۴۔ قَدْ یَظْھَرُ نَائِبُ الْفَاعِلِ وَقَدْ یُقَدَّرُ.

۴۔ نائب فاعل کبھی لفظوں میں ہوتا ہے تو کبھی مقدر ہوتا ہے اور یہی قواعد فاعل کے بھی ہیں.

۵۔ اَلضَّمِیْرُ الْمُنْفَصِلُ یَجِبُ اِفْرَادُهٗ فِی النُّطْقِ وَ فِی الْکِتَابَةِ؛ وَالضَّمِیْرُ الْمُتَّصِلُ لَا یَصِحُّ اِفْرَادُهٗ نُطْقًا وَ کِتَابَةً.

Marfat.com

۵۔ ضمیرِ منفصل کا قراءۃً وکتابۃً جدا ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ خود ایک مستقل کلمہ ہے۔ جبکہ ضمیرِ متصل کا افراد نہ نطقاً درست ہے نہ کتابۃً (کیونکہ یہ جزوِ کلمہ ہے)

٦۔ اِلاسْمُ الْمَرْفُوْعُ الَّذِیْ دَلَّ عَلٰی مَنْ فَعَلَ الْفِعْلَ یُسَمّٰی فَاعِلاً.

٦۔ ایسا اسمِ مرفوع جو کام کرنے والے کی ذات پر دلالت کرے اسے فاعل کہتے ہیں.

۷۔ مَنْ وَقَعَ عَلَیْهِ الْفِعْلُ یُسَمّٰی مَفْعُوْلاً بِهٖ.

۷۔ جس پر فعل واقع ہو اسے مفعول بہ کہتے ہیں.

ماضی کب مبنی بر فتحہ نہیں رہتا ہے؟

۸۔ جب اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک ہو؛ جیسے: ضَرَبْتَ، یا واو ہو؛ جیسے: فَعَلُوْا.

۹۔ بعض مواقع پر فعل ماضی مستقبل کے معنٰی میں ہوتا ہے؛ جیسے اِذا کے بعد؛ مثلاً: اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ. اگر قرینہ بتلائے تو شرط و جزاء میں بھی زمانۂ استقبال کے لئے ہے؛ جیسے: اِنْ تُکْرِمْنِیْ أَکْرَمْتُکَ. مگر دیکھیے قرینہ بتلا رہا ہے کہ: اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهٗ ... میں زمانۂ ماضی ہی مراد ہے.

فعل مضارع (معروف)

Aorist Tense (Active Voice)

یَفْعَلُ	یَفْعَلَانِ	یَفْعَلُوْنَ
تَفْعَلُ	تَفْعَلَانِ	یَفْعَلْنَ
تَفْعَلُ	تَفْعَلَانِ	تَفْعَلُوْنَ
تَفْعَلِیْنَ	تَفْعَلَانِ	تَفْعَلْنَ
أَفْعَلُ	نَفْعَلُ	

مضارع کے بارے جو سب سے پہلی بات کی جاتی ہے وہ یہ کہ اس کے شروع میں أتین میں سے کوئی حرف ہوتا ہے؛ جنھیں حروفِ مضارع کہتے ہیں اور یہی مضارع کی پہچان ہیں.

مضارع کا معنٰی مشابہت ہے کہ یہ لفظاً و معنًی اسم سے مشابہ ہے؛ جس طرح لفظاً یَضْرِبُ ضَارِبٌ سے اور یَسْتَخْرِجُ مُسْتَخْرِجٌ سے مشابہ ہے؛ معنًی بھی مشترک ہیں کہ

Marfat.com

مضارع اور اسمِ فاعل دونوں حال واستقبال کے لئے ہیں. اسی مشابہت کی وجہ سے اسے اسم کی طرح معرب قرار دیا گیا ہے؛ حالانکہ فعل مبنی الاصل ہے.

مضارع اگر نون تاکید اور نون جمع مؤنث سے خالی ہو تو اس کے اعراب کی تین حالتیں ہیں؛ رفع؛ جیسے: هُوَ يَفْعَلُ، نصب؛ جیسے: لَنْ أَضْرِبَ ، جزم؛ جیسے: لَمْ نَعْمَلْ.

أَتَيْنٌ میں سے کون کس صیغے کے شروع میں آئے گا؛ ان کی تقسیم یوں ہے:

۱۔ اَلْهَمْزَةُ تَأْتِيْ فِيْ بِدَايَةِ الْمُضَارِعِ لِلْمُتَكَلِّمِ الْمُفْرَدِ وَ الْمُفْرَدَةِ.

۱۔ همزة واحد متکلم کے صیغے کے لئے ہے.

۲۔ اَلتَّاءُ تَاتِيْ فِي الْمُضَارِعِ إِذَا كَانَ لِلْمُخَاطَبِ (لِلْحَاضِرِ) أَوْ لِلْغَائِبَةِ وَالْغَائِبَتَيْنِ.

۲۔ تا حاضر یا غائبہ اور غائبتین کے لئے ہے.

۳۔ اَلْيَاءُ تَأْتِيْ فِيْ بِدَايَةِ الْمُضَارِعِ إِذَا كَانَ الْمُضَارِعُ لِلْغَائِبِ أَوْ لِجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ الْغَائِبَاتِ.

۳۔ یا مذکر غائب اور جمع مؤنث غائب کے صیغوں کے لئے ہے.

۴۔ اَلنُّوْنُ تَأْتِيْ فِيْ صِيْغَةِ الْمُتَكَلِّمِ مَعَ الْغَيْرِ.

۴۔ نون متکلم/متکلمہ مع الغیر (جمع متکلم) کے صیغے کے لئے ہے.

۵۔ قَدْ يُرْفَعُ الْمُضَارِعُ بِثُبُوْتِ النُّوْنِ فَيَكُوْنُ الضَّمِيْرُ الْمُتَّصِلُ الَّذِيْ قَبْلَ النُّوْنِ فَاعِلاً.

۵۔ فعل مضارع کا رفع ثبوتِ نون سے ہے اور نون سے پہلے جو ضمیر متصل ہے وہ فاعل ہے

۶۔ قَدْ يَكُوْنُ هٰذَا الضَّمِيْرُ:

أَلِفَ الاِثْنَيْنِ مِثْلَ: يَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ.

أَوْ وَاوَ الْجَمَاعَةِ ؛ مِثْلَ: يَفْعَلُوْنَ، تَفْعَلُوْنَ.

أَوْيَاءَ الْمُخَاطَبَةِ ؛ مِثْلَ: تَفْعَلِيْنَ.

۶۔ کبھی یہ ضمیر: الف تثنیہ ہوتی ہے؛ جیسے: یفعلان، تفعلان. کبھی واو جمع؛ جیسے یفعلون، تفعلون. اور کبھی مخاطبہ کی یا؛ جیسے: تفعلین.

(مضارع کے انھیں پانچ صیغوں کو افعالِ خمسہ کہتے ہیں؛ ان کے ساتھ نون اعرابی

Marfat.com

جونصب اور جزم کی حالت میں ساقط ہو جاتا ہے؛ جیسے: لَنْ یَفْعَلا، لَمْ تَفْعَلِیْ. اس کے علاوہ بھی مضارع کے آخر میں ایک نون آتا ہے جسے نون ضمیر کہتے ہیں؛ جو جمع مؤنث کے دو صیغوں کے آخر میں آتا ہے جو کبھی نہیں گرتا؛ جیسے: لَنْ یَفْعَلْنَ، لَمْ یَفْعَلْنَ؛ لَنْ تَفْعَلْنَ، لَمْ تَفْعَلْنَ)

مضارع پر سوف اور سین کا استعمال:

مضارع مثبت پر سین لگایا جائے تو یہ مضارع کو زمانۂ مستقبل کے ساتھ معین کر دیتا ہے اور زمانے میں وسعت بھی مراد ہوتی ہے؛ اسی وجہ سے اسے حرفِ تنفیس کہتے ہیں؛ جیسے: وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا أَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ. مگر سوف کی مدت زیادہ طویل ہوتی ہے.

سِیْنْ اور سَوْفَ دونوں غیر عامل ہیں؛ کیونکہ انھیں جزوِ فعل ہی مان لیا گیا ہے. یہ دونوں فعل کے تکرار و تاکید کا فائدہ دیتے ہیں اور لفظی یا معنوی قرینے کو سامنے رکھ کر وعدہ یا وعید کا تعین کیا جاتا ہے؛ جیسے: أُولٰئِکَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ. میں وعدہ ہے. یعنی انھیں لامحالہ رحمت حاصل ہے اور رہے گی. جبکہ: فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ. میں وعید ہے جس کا حصول ثابت ہے.

مضارع میں زمانے کا تعین:

مضارع میں عموماً حال یا استقبال مراد ہوتا ہے؛ لیکن اگر قرینے سے ثابت ہو جائے تو ماضی کے لئے بھی ہے؛ جیسے: وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ. جیسا کہ ثابت ہے کہ رفع القواعد زمانۂ نزولِ قرآن سے پہلے واقع ہو چکا ہے.

أتین (حروفِ مضارع) کی حرکت کا تعین:

اگر آپ مضارع کا فعل ایسی ماضی سے لا رہے ہیں جس کے چار حروف ہیں تو حرفِ مضارع پیش سے آئیگا؛ جیسے: دَبْدَبَ یُدَبْدِبُ؛ أَکْرَمَ یُکْرِمُ. اگر ماضی کے چار سے کم یا زیادہ حرف ہوں تب مضارع معروف کا حرفِ مضارع زبر سے آئے گا؛ جیسے: نَصَرَ یَنْصُرُ؛ اِسْتَنْصَرَ یَسْتَنْصِرُ.

حرفِ مضارع کے علاوہ مضارع کے باقی حروف کی حرکت کا تعین یوں ہے کہ: صیغہ واحد مذکر غائب اور اس کے اخوات مضارع معروف سے ہوں تو عموماً آخری سے پہلا مکسور ہوگا بشرطیکہ ماضی ثلاثی مجرد نہ ہو؛ جیسے: عَلَّمَ یُعَلِّمُ؛ مگر دیکھیے: تَعَلَّمَ یَتَعَلَّمُ میں مفتوح ہے. باقی ماندہ یا تو ساکن ہوتے ہیں یا پھر مفتوح. جبکہ اعتبار انھیں کا ہے جو تصریف کے اصل قواعد ہیں.

Marfat.com

اعرابِ مضارع: Case Signs of Orist

مضارع اگر نون تاکید اور جمع مؤنث کے نون سے خالی ہو تو اعراب کی تین اقسام ہیں: رفع، نصب، جزم۔

کیفیاتِ اعراب:

اعرابی کیفیت کے اعتبار سے مضارع کے چار احوال ہیں:

۱۔ رفع میں ضمہ، نصب میں فتحہ اور جزم میں سکون؛ اگر فعل صحیح ہو تو یہ اعراب ہے: یَفْعَلُ، تَفْعَلُ، أَفْعَلُ، نَفْعَلُ کا. یہ کلمات تو چار ہیں مگر صیغے پانچ ہیں.

۲۔ رفع ثبوتِ نون سے اور نصب و جزم حذف کر کے. یہ اعراب ہے افعالِ خمسہ: یَفْعَلَانِ، یَفْعَلُوْنَ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلُوْنَ، تَفْعَلِیْنَ. کا. یہ صحیح و معتل سب کو عام ہے.

۳۔ رفع تقدیری ضمہ سے، نصب لفظی فتحہ سے اور جزم لام کلمہ کے حذف سے؛ ایسا اعراب ناقص یائی اور واوی کے ان صیغوں کا ہے جو ان چار کلمات سے آتے ہیں: یَرْمِیْ، تَرْمِیْ، أَرْمِیْ، نَرْمِیْ . یَدْعُوْ ، تَدْعُوْ ، أَدْعُوْ، نَدْعُوْ. (کلمات سے مراد اس وزن پر آنے والے کسی بھی مادہ (مصدر) کے صیغے ہیں)

۴۔ رفع بتقدیرِ ضمہ، نصب بتقدیرِ فتحہ اور جزم لام کلمہ کے حذف سے؛ جو کہ اعراب ہے ناقص الفی کے ان صیغوں کا: یَسْعٰی، تَسْعٰی، أَسْعٰی، نَسْعٰی. (ترمی، تدعو، تسعٰی کے مذکر و مؤنث دونوں لیجیے) جبکہ جمع مؤنث کے دو صیغوں: یَرْمِیْنَ، تَرْمِیْنَ. پر کسی اعراب کا اثر ظاہر نہیں ہوتا. جب مضارع ناصب و جازم سے خالی ہوتا ہے تو اس وقت اسے ایک معنوی عامل رفع دیتا ہے؛ کیونکہ اصلاً عربی کلمے کا آخر ساکن ہوتا ہے.

اعراب کے چند قواعد:

اَلْإِعْرَابُ ھُوَ تَغَیُّرُ أَوَاخِرِ الْکَلِمَاتِ.

اعراب کلمات کے آخر میں تبدیلی کا نام ہے.

۱۔ لِلْأَسْمَاءِ ھِیَ: اَلْفَتْحَةُ وَالْکَسْرَةُ وَالضَّمَّةُ.

۱۔ اسماء کیلئے زبر، زیر اور پیش ہے.

Marfat.com

۲۔ لِلْأَفْعَالِ هِيَ: اَلْفَتْحَةُ وَالضَّمَّةُ وَالسُّكُوْنُ.

۲۔ افعال کے لئے زبر، پیش اور سکون ہے۔

اَلْفَتْحَةُ لِلنَّصَبِ، وَالْكَسْرَةُ لِلْجَرِّ، وَالضَّمَّةُ لِلرَّفْعِ، وَالسُّكُوْنُ لِلْجَزْمِ.

زبر نصب کے لئے، زیر جر کے لئے، پیش رفع کے لئے اور سکون جزم کے لئے ہے۔

نواصبِ مضارع: Subjuncter of Aorist

أَنْ، لَنْ، كَيْ، إِذَنْ اور أَنْ مقدرہ؛ یہ پانچ کلمات مضارع کے ناصب ہیں؛ جیسے: أُرِيْدُ أَنْ تُحْسِنَ إِلَيَّ. أَنَا لَنْ أَضْرِبَكَ. أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ. إِذَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ.

أَنْ مقدرہ کے مشہور مواقع مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حَتّٰی کے بعد؛ جیسے: حَتّٰی يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ.

۲۔ لَامِ كَيْ کے بعد؛ جیسے: لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ.

۳۔ لَامِ جحد کے بعد؛ جیسے: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ.

۴۔ ایسی فَا سببیہ اور واو معیّۃ کے بعد جو: امر، نہی، استفہام، نفی، تمنی اور عرض کے جواب میں آئے؛ جیسے:

ا۔ امر؛ أَسْلِمْ فَتَسْلَمَ. اور: وَ تَسْلَمَ.

ب۔ نہی؛ لَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ. وَتُعَذَّبَ.

ج۔ استفہام؛ هَلْ تَتَعَلَّمُ فَتَنْجُوَ. وَتَنْجُوَ.

د۔ نفی؛ مَا تَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ. وَنُكْرِمَكَ.

ھ۔ تمنی؛ لَيْتَ لِيْ مَالاً فَأُنْفِقَهُ. وَأُنْفِقَهُ.

و۔ عرض؛ أَ لَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا. وَ تُصِيْبَ خَيْرًا.

۵۔ ایسے أَوْ کے بعد جو إِلٰی أَنْ، حَتّٰی أَنْ یا إِلَّا أَنْ کے معنی میں ہو؛ جیسے: اِسْتَمِعْ نُصْحَ الطَّبِيْبِ أَوْ يَتِمَّ شِفَاؤُكَ. أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلاً.

۶۔ واوِ عطف کے بعد؛ بشرطیکہ معطوف علیہ اسم صریح ہو؛ جیسے: أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَ تَخْرُجَ.

۷۔ واو صرف کے بعد؛ (واوِ صرف وہ ہوتی ہے جو معطوف کو معطوف علیہ کے حکم میں

Marfat.com

داخل ہونے سے روک دیتی ہے؛ جو کہ واوِ معیت ہی ہے) جیسے: لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَّ تَأْتِيَ مِثْلَهُ. یہاں لَا تَأْتِيَ مِثْلَهُ سمجھنا غلط ہوگا۔

بعض نے بعض مواقع میں ثُمَّ کے بعد بھی أَنْ کو مقدرہ مانا ہے۔

ملاحظہ: عِلْمٌ سے بننے والے فعل کے بعد جو أَنْ آتا ہے یہ نصب نہیں دیتا؛ کیونکہ اس کی اصل أَنَّ ہے؛ جیسے: عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضٰى. جبکہ ظَنَّ والے فعل کے بعد اختیار ہے؛ کیونکہ بعض نے اسے مصدریہ مانا ہے جو نصب دیتا ہے اور بعض نے أَنَّ سے مخففہ گردانا ہے۔ واو عطف اور لام كَيْ کے بعد أَنْ کو ظاہر کرنا بھی جائز ہے؛ لیکن اگر لام كَيْ کے بعد لا نافیہ ہو تو أَنْ ظاہرہ کو فاصل ٹھہرانا واجب ہے؛ جیسے: لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتٰبِ. (الحدید)

نصبی اور جزمی حالت میں افعالِ خمسہ کا نون اعرابی حذف ہو جاتا ہے۔

مضارع منفی:

مضارع کی نفی لَمْ، لَمَّا اور لَنْ کے علاوہ لَا اور مَا سے کی جاتی ہے؛ یہ دونوں غیر عاملہ ہیں؛ جیسے: لَا أَجِدُ، مَا يَكُوْنُ. لیکن ان کا فاصل ہونا عامل کے عمل کو مانع نہیں؛ جیسے: لِئَلَّا يَعْلَمَ. بسا اوقات مضارع ہوتا ہی ساکن ہے جیسے ناقص کے بعض صیغوں میں ثقل کی وجہ سے رفع حذف ہو جاتا ہے؛ جیسے: لَا تَمْشِيْ. ایسے میں لَا نہی آخر سے حرفِ علت گرا کر اپنی شناخت کراتا ہے؛ جیسے: لَا تَمْشِ.

نوٹ: مبتدی کو چاہیے کہ وہ نفی اور نہی کا فرق ملحوظ رکھے۔ نفی اثبات کی اور نہی امر کی ضد ہے۔ لا نافیہ کے بعد مضارع مرفوع اور ناہیہ کے بعد مجزوم ہوتا ہے؛ جیسے: لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ. وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً.

مضارع کے جازمہ: Apocopater of Aorist

لَمْ، لَمَّا، لام امر، لا نہی ایک فعل کو؛ اور کلماتِ مجاز: اِنْ، اِذْ مَا، أَيْنَ، مَنْ، مَا، أَيٌّ مَهْمَا، مَتٰى، أَيَّانَ، حَيْثُمَا، أَنّٰى، كَيْفَمَا شرط و جزاء کے دونوں فعلوں کو؛ اور اگر دونوں میں سے کوئی محذوف ہو تو ایک کو بھی؛ اور اِنْ مقدرہ (جو فعل کے بعد پانچ مواقع: امر، نہی، استفہام، تمنی اور عرض میں مقدر ہوتا ہے؛ اور بعض مواقع میں نفی کے بعد بھی تقدیری ہوتا ہے) ایک فعل کو جزم دیتا ہے؛ بشرطیکہ فعلِ اول کو ثانی کا سبب مانا جائے:

Marfat.com

امثلہ: لَمْ یَضْرِبْ، لَمَّا یَضْرِبْ، لِیَضْرِبْ؛ لَا تَضْرِبْ.

کلماتِ مجاز: اِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ، مَهْمَا تَزْرَعْ تَحْصِدْ، اِذْ مَا تَتَعَلَّمْ تَتَقَدَّمْ، حَيْثُمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ، أَيْنَمَا تَذْهَبْ تَنْجَحْ، مَتٰى تَنْظُرْ أَنْظُرْ، مَا تَتَعَلَّمْ فِي الصِّغَرِ يَنْفَعُكَ فِي الْكِبَرِ، مَنْ يَطْلُبْ يَجِدْ، أَيًّا تَفْعَلْ أَفْعَلْ، أَيَّ مَنْزِلٍ تَسْكُنْ أَسْكُنْ، أَنّٰى يَذْهَبْ يُكْرَمْ، كَيْفَمَا تُعَامِلْ أُعَامِلْ. اِنْ مقدرہ: امر کے بعد؛ اِعْمَلْ تَكْسِبْ، نہی کے بعد؛ لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرٌ لَكَ، استفہام کے بعد؛ هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ، تمنی کے بعد؛ لَيْتَكَ عِنْدِيْ أَخْدِمْكَ، عرض کے بعد؛ أَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا. بعض مواقع میں نفی کے بعد بھی؛ جیسے: لَا تَفْعَلْ شَرًّا يَكُنْ خَيْرٌ لَكَ.

مذکورہ بالا مثالوں میں فعلِ اول فعلِ ثانی کے لئے سبب ہے؛ اگر سبب قائم نہ ہوتو اس طرح کا جملہ لانا درست نہیں؛ جیسا کہ: لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ. میں سبب قائم نہیں ہے۔

ملاحظہ: أَنْ اور اِنْ کا فرق ملحوظ رہے کہ دونوں کے احوال مشابہ ہیں؛ أَنْ کی طرح اِنْ بھی ظاہرہ بھی ہوتا ہے اور مقدرہ بھی ہوتا ہے. أَنْ مضارع کو نصب دیتا ہے جبکہ اِنْ جزم دیتا ہے. أَنْ مصدریہ بھی ہوتا ہے جبکہ اِنْ شرطیہ ہوتا ہے؛ اِنْ شرطیہ ماضی پر آئے معنٰی پھر بھی مستقبل کے ہوں گے؛ کیونکہ یہ ہے ہی مستقبل کے لئے؛ جیسے: اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ.

لَمْ اور لَمَّا میں فرق:

۱۔ لَمْ علاماتِ مضارع میں سے ہے جو صرف مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اسے ماضی منفی میں بدل دیتا ہے. جبکہ لَمَّا مضارع کے علاوہ جملہ اسمیہ اور فعل ماضی پر بھی داخل ہوتا ہے. لَمَّا تین معنوں میں آتا ہے:

ا۔ اِلَّا کی طرح حرفِ استثناء کے طور پر؛ جیسے: اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ.

ب۔ حِيْنَ کی طرح ظرفِ زماں کے طور پر؛ جیسے: فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا.

ج۔ لَمْ کی طرح جب مضارع پر داخل ہوتا ہے تو نفی کے معنٰی دیتا ہے، اسے جزم دیتا ہے اور ماضی میں بدل دیتا ہے؛ جیسے: وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ.

۲۔ لَمْ کا استمرار دائمی ہے؛ جیسے: لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ. اور: وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا. جبکہ لَمَّا کا استمرار صرف زمانۂ حال تک محدود ہے؛ یعنی ابھی توقع نہیں اٹھی؛ جیسے: سَافَرَ

Marfat.com

لَمَّا یَعُدْ . اور: بَلْ لَمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ. یعنی ابھی تک؛ جبکہ لَمْ میں ایسا نہیں ہے.

۳۔ لَمْ کے استمرار میں انقطاع کا امکان ہے؛ مگر لَمَّا میں نہیں؛ جیسے: لَمْ یَتَزَوَّجْ زَیْدٌ کا مطلب ہے کہ ایک زمانہ تک تو زید نے نکاح نہیں کیا تھا مگر ممکن ہے بعد میں بیاہ رچالیا ہو. چنانچہ آپ لَمْ یَجْلِسْ زَیْدٌ ثُمَّ جَلَسَ تو کہہ سکتے ہیں مگر لَمَّا یَجْلِسْ زَیْدٌ ثُمَّ جَلَسَ نہیں کہہ سکتے کہ تناقض لازم آئے گا.

۴۔ لَمْ پر حرفِ شرط لگا سکتے ہیں؛ جیسے: اِنْ لَمْ تُذَاکِرْ فَسَتُعَاقَبُ. مگر اِنْ لَمَّا جائز نہیں.

۵۔ اگر دلالت موجود ہو تو لَمَّا کے بعد فعل کا حذف بھی جائز ہے؛ جیسے: کُنْتُ مُتْعِبًا فَنِمْتُ مُبَکِّرًا وَطَلَعَ الْفَجْرُ وَلَمَّا؛ أَیْ: لَمَّا أَصْحُ. جبکہ لَمْ کے بعد صرف ضرورتِ شعری میں فعل کا حذف جائز ہوتا ہے.

اوپر بھی یہ بیان ہو چکا ہے کہ لَمْ کی طرح لَمَّا بھی فعل مضارع کو ماضی منفی میں بدل دیتا ہے؛ دونوں میں فرق یہ ہے کہ لَمَّا زمانۂ ماقبل میں دوام اور مابعد میں توقع کی صلاحیت رکھتا ہے؛ جبکہ لَمْ میں ایسا نہیں؛ جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہے.

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کلماتِ مجاز

Fegurative Words

(شرط وجزاء پر داخل ہونے والے الفاظ)

بادی النظر میں تو یہ بات عجیب لگتی ہے کہ علمِ صرف میں کلماتِ مجاز آئیں، مگر صحیح یہی ہے کہ انھیں نحو کے بجائے صرف میں لایا جائے؛ کیونکہ انہیں فعل مضارع سے ایک خاص تعلق ہے.

کلماتِ مجاز میں سے بعض حرف ہیں تو بعض اسم ہیں. یہ سب مبنی ہیں سوائے أَیٌّ کے. یہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں؛ پہلا جملہ دوسرے کے لئے سبب بنتا ہے.جس کی وجہ سے پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں.شرط کی صدارت اِنْ کو حاصل ہے؛ یعنی شرط کے لئے اِنْ ہے. بعدہٗ؛مَنْ ذووا العقول کیلئے ہے اور مَا غیرِ ذوی العقول کے لئے ہے. اِذْ مَا کا مفہوم اِنْ کی طرح ہے. مَهْمَا بھی غیر ذووا العقول کے لئے ہے.

مَتٰی اور أَیَّانَ زمانہ کے لئے ہیں. أَیْنَ ، أَنّٰی ، حَیْثُمَا مکان کے لئے ہیں. کَیْفَمَا کیفیتِ حالت بیان کرتا ہے.

أَیٌّ ان میں سے ہر ایک کی جگہ لے سکتا ہے. أَیٌّ کا استعمال سات معنوں میں ہے:

۱۔ شرطیہ؛ جیسے: أَیَّ کِتَابٍ قَرَأْتَهٗ یُفِدْکَ.

۲۔ استفہامیہ؛ جیسے: فَأَیَّ آیٰتِ اللّٰهِ تُنْکِرُوْنَ؟

۳۔ اسمِ موصول؛ جیسے: أَیُّهُمْ أَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا.

۴۔ تعجبیہ؛ جیسے: أَیُّ طَالِبٍ زَیْدٌ!

۵۔ منادیٰ معرف باللام کے حرفِ نداء کے ساتھ؛ جیسے: یٰأَیُّهَا الْاِنْسَانُ !

۶۔ وصفیت پر دلالت کرنے والے اسم کے طور پر؛ جیسے: أَنْتَ قَائِدٌ أَیُّ قَائِدٍ.

۷۔ اسمِ مخصوص کے طور پر؛ جیسے: نَحْنُ أَیُّهَا الطَّلَبَةُ رِجَالُ الْمُسْتَقْبَلِ.

أَیٌّ کے ساتھ کبھی مَا زائدہ ہوتا ہے؛ جیسے: أَیَّمَا الْأَجَلَیْنِ قَضَیْتُ. اکثر مضاف آتا ہے مگر کبھی بغیر اضافت کے بھی ہوتا ہے؛ جیسے: أَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی. ایسے میں اس کے ساتھ تنوینِ عوض ہوتی ہے. یہ مرفوع، منصوب، مجرور اور تابع ہر طرح آتا ہے؛ مگر شرطیہ صرف مرفوع و منصوب آتا ہے:

Marfat.com

مرفوع: جب مبتدا ہو تو مرفوع ہوتا ہے؛ جیسے: أَيُّ رَجُلٍ يَحْتَرِمُكَ فَهُوَ مُهَذَّبٌ.

منصوب: مفعول ہو تو منصوب ہوتا ہے اس کا مفعول ہونا دو طرح ہے: ایک یہ کہ ظرف ہو اور مفعول فیہ مقدم بنے؛ جیسے: أَيَّ وَقْتٍ تُسَافِرُ أُسَافِرُ. دوسرا یہ کہ مصدر کی طرف مضاف ہو کر مفعول مطلق مقدم بنے؛ جیسے: أَيَّ مُدَافَعَةٍ تُدَافِعُ عَنْ وَطَنِكَ تُحْمَدُ.

أَيٌّ کے استعمال کی جو سات صورتیں بیان ہوئی ہیں ان میں سے شرطیہ صرف کلمۂ مجاز ہے؛ کیونکہ باقی صورتوں میں وہ شرائط موجود نہیں جن کی وجہ سے کوئی کلمہ کلمۂ مجاز ٹھہرتا ہے؛ لہٰذا کلماتِ مجاز ہمیشہ اور ہر حال میں کلماتِ مجاز نہیں ٹھہرتے؛ ان کے بہت سے پہلو ہیں۔ مَا ہی کو لیجیے؛ شرط کے علاوہ بھی یہ نو طرح استعمال ہوتا ہے؛ جیسے:

۱۔ معرفہ تامہ؛ جیسے: إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ.

۲۔ موصولہ؛ جیسے: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ.

۳۔ موصوفہ؛ جیسے: قَرَأْتُ مَا مَحْبُوْبًا إِلَيْكَ.

۴۔ تعجّبیّہ؛ جیسے: مَا أَجْمَلَ الْقَمَرَ!

۵۔ استفہامیہ: جیسے: مَا تَعْمَلُ؟ ایسے میں عموماً اس کے ساتھ ذَا آتا ہے؛ جیسے: مَا ذَا أَرَادَ اللّٰهُ؟

۶۔ لَيْسَ کی طرح حرفِ نفی: جیسے: مَا هٰذَا بَشَرًا.

۷۔ نافیہ؛ جیسے: مَا ضَرَبْتُ.

۸۔ مصدریہ؛ جیسے: مَا دُمْتُ حَيًّا.

۹۔ زائدہ؛ جیسے: طَالَمَا، قَلَّمَا، كَثُرَمَا، شَدَّمَا، إِنَّمَا، أَنَّمَا، كَأَنَّمَا، لٰكِنَّمَا، لَعَلَّمَا، لَيْتَمَا، رُبَّمَا، كَمَا، حَيْثُمَا، مَا بَيْنَ، أَمَّا، إِمَّا، أَيَّامَا، أَيْنَمَا، مَتٰى مَا، غَيْرَمَا، مِنْ قَبْلُ مَا، لَا سِيَّمَا، لَوْمَا، بِمَا، عَمَّا، مِمَّا، شَتَّانَ مَا، كَثِيْرًا مَا، قَلِيْلًا مَا، بَيْنَمَا وَغَيْرُهُمْ.

نوٹ: إِذْ مَا، مَهْمَا کے سوا دیگر اداۃِ شرط کا مَا زائدہ ہے۔

اعراب کے لحاظ سے بھی ان کی کئی حیثیتیں ہوتی ہیں؛ مَنْ ہی کو لیجیے؛ جیسے:

۱۔ مَنْ مُسَافِرٌ؟ میں مَنْ مبتداء ہونے کی وجہ سے محلِ رفع میں ہے۔

۲۔ مَنْ أَنْتَ؟ میں خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

۳۔ لِمَنِ الْكِتَابُ؟ میں مجرور ہے۔

۴۔ مَنْ تُقَابِلْ فِيْ بَيْتِيْ فَهُوَ صَدِيْقٌ. میں مفعول بہ ہے۔

Marfat.com

سوائے اِذْمَا اور مَہْمَا کے اداۃِ شرط کے بعد مَا زائدہ ہوتا ہے؛ جیسے: حَیْثُمَا، أَیْنَمَا؛ جبکہ: اداۃِ شرط کے بعد اگر لَمْ ہو تو عمل اداۃِ شرط کرے گا نہ کہ لَمْ ؛البتہ لَمْ معنیٰ دے گا؛ جیسے: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا میں مضارع اِنْ کی وجہ سے مجزوم ہے نہ کہ لَمْ کی وجہ سے.

اداۃِ شرط کے بعد اگر کوئی اسم ہے تو اس کا تعلق فعل محذوف سے ہوگا نہ کہ فعل مذکور سے؛ کیونکہ فعل مذکور کا کام صرف فعل محذوف کی تفسیر بیان کرنا ہے؛ اعراب میں فعل مذکور کا کوئی محل نہیں. اگر یہ اسم اعرابًا منصوب ہے تو مفعول بہ ہے ورنہ فاعل ہے؛ جیسے:

لَا تَجْزَعِیْ اِنْ مُنْفِسٌ أَهْلَكْتُهُ

فَاِذَا هَلَكْتُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ فَاجْزَعِیْ

(اگر کوئی مجھ سے قتل ہو جائے تو اس پہ مت رونا ہاں اگر میں مارا جاؤں تو پھر ضرور رونا)

جبکہ کوفیوں کا مذہب اس کے برعکس ہے؛ وہ اسے فعل محذوف کی بجائے فعل مذکور کا معمول بناتے ہیں. جبکہ ہم جو قاعدہ بیان کرر ہے ہیں اس کے مطابق اس کی تقدیر: اِنْ أَهْلَكْتُ مُنْفِسًا؛ یا: اِنْ هَلَكَ مُنْفِسٌ ہے.

ضروری نہیں کہ شرط و جزاء دونوں ایک ہی فعل میں ہوں؛ دونوں لفظی ماضی بھی ہو سکتے ہیں؛ جیسے: مَنْ صَدَقَ فِیْ عَمَلِهٖ أَحَبَّهُ النَّاسُ. دونوں مضارع بھی ہو سکتے ہیں؛ جیسے: مَنْ یَعْمَلِ الْخَیْرَ یُحْمَدْ. پہلا ماضی اور دوسرا مضارع ہو سکتا ہے؛ جیسے: مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ أَعْمَالَهُمْ. اس کے الٹ بھی ہوتا ہے؛ مگر کم ہی.

شرط و جزاء کا اعراب:

۱۔ اگر دونوں مضارع ہوں؛ جیسے: اِنْ تُكْرِمْنِیْ أُكْرِمْكَ. تو دونوں کو لفظًا جزم دینا واجب ہے.

۲۔ اگر دونوں ماضی ہوں؛ جیسے: اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ. تو لفظًا کوئی عمل نہیں ہوگا کیونکہ ماضی مبنیات میں سے ہے؛ جزم تقدیری ہوگی؛ ماضی معنیً مستقبل ہوگا.

۳۔ اگر صرف جزاء ماضی ہو تو شرط کو مجزوم کرنا واجب ہے؛ جیسے: اِنْ تَضْرِبْنِیْ ضَرَبْتُكَ.

۴۔ اگر محض شرط ماضی ہے تو جزاء کو جزم کے علاوہ رفع دینا بھی جائز ہے؛ جیسے: اِنْ جِئْتَنِیْ أُكْرِمْكَ یا: أُكْرِمُكَ. جس کی تقدیر: فَأَنَا أُكْرِمُكَ ہے. جب فا کو مقدر اور مبتدا کو محذوف مانا تو یوں یہ جملہ مستانفہ ہوا.

Marfat.com

۵۔ فعلِ شرط پر اگر ایک اور فعل مضارع کا عطف اور حرفِ عطف واو یا فا ہو تو فعل معطوف کو منصوب یا مجزوم لانا دونوں طرح درست ہے؛ جزم اس لئے کہ معطوف معطوف علیہ کے تابع ہوتا ہے؛ جبکہ نصب کی وجہ أَنْ مقدرہ ہے؛ جیسے: اِنْ تَحْلِفْ وَ تَكْذِبْ تَأْثَمْ ؛ یا: وَ تَكْذِبَ تَأْثَمْ. مَنْ يَعْمَلْ فَيُتْقِنْ يَرْبَحْ ؛ یا: فَيُتْقِنَ يَرْبَحْ.

۶۔ اگر واو یا فا ہی کے ساتھ فعل مضارع کا یہ عطف شرط کی بجائے جوابِ شرط پر ہو تو جزم ونصب کے علاوہ رفع بھی جائز ہے؛ جیسے: مَنْ يَأْكُلْ كَثِيْرًا يَمْرَضْ وَ يَتَخَمْ. رفع کی وجہ استئناف ہے کہ وَ يَتَخَمُ کو الگ سے ایک مستقل جملہ مان لیا گیا ہے جو کسی کا معمول نہیں کہ جملہ مستأنفہ کا کوئی عامل نہیں ہوتا.

شرط کی شرائط:

شرط میں مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ معنیٰ ماضی نہ ہو؛ لہٰذا: مَنْ سَافَرَ أَمْسِ أُسَافِرُ مَعَهُ. غلط ہے. ہاں اگر لفظاً ماضی مگر معنیٰ مستقبل ہو تب درست ہے؛ جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ عَادَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ؛ یعنی: مَنْ يَحُجَّ يَعُدْ.

۲۔ لَيْسَ ، عَسٰى اور افعالِ شروع کی طرح فعل جامد نہ ہو.

۳۔ حرفِ تنفیس (سین اور سَوْفَ) اور قَدْ کا دخول مضارع پر نہ ہوا ہو.

۴۔ لَمْ اور لَا کے علاوہ کسی اور سے نفی نہ بنی ہو.

۵۔ فعل غیر طلبی ہو. (امر ونہی نہ ہو)

شرط اگر فعل لازم یا ایسا متعدی ہو جس کا مفعول مذکور ہو تو ایسی صورت میں کلمۂ مجاز مبتدأ ہوتا ہے؛ جبکہ فعلِ شرط اور جواب دونوں خبر بنتے ہیں. فعلِ شرط اگر متعدی ہو اور اس کا مفعول مذکور نہ ہو تو کلمۂ مجاز مفعول بہ کی جگہ پر ہے؛ جیسے: مَنْ تُقَابِلْ فِي بَيْتِي فَهُوَ صَدِيْقٌ. میں مَنْ محلاً مفعول بہ ہے.

جوابِ شرط میں فا کا وقوع:

جواب اگر شرط بننے کی اہلیت سے محروم ہو تو اس میں ربط کے لئے فا لانا ضروری ہے؛ اور جہاں وجوباً فا آتا ہے اس کے بعد مضارع مجزوم نہیں ہوتا ہے؛ مندرجہ ذیل مواقع فا کے

Marfat.com

وجوب کے ہیں:

۱۔ جب جوابِ شرط جملہ اسمیہ ہو؛ جیسے: مَنْ سَعٰی فِی الْخَیْرِ فَسَعْیُهٗ مَشْکُوْرًا.

۲۔ جب جوابِ شرط معنی فعل ماضی ہو؛ جیسے: اِنْ کَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ.

۳۔ جب جوابِ شرط فعل طلبی ہو؛ جیسے: مَنْ یُنَاصِرِ الْحَقَّ فَاتَّبِعُوْهُ.

۴۔ جب جوابِ شرط میں فا کا دخول فعل جامد پر ہوا ہو؛ جیسے: مَنْ یُرِدِ الْخَیْرَ فَعَسَی اللّٰهُ اَنْ یُوَفِّقَهٗ.

۵۔ جب جوابِ شرط کے فعل پر قَدْ لگا ہو؛ جیسے: اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ.

۶۔ جب جوابِ شرط میں حرفِ تنفیس (سین، سَوْفَ) ہو؛ جیسے: مَنْ یَعْمَلِ الشَّرَّ فَسَوْفَ یَنْدَمُ وَ مَنْ یَعْمَلِ الْخَیْرَ فَسَیُحْمَدُ.

۷۔ جب جوابِ شرط کی ما سے نفی کی گئی ہو؛ جیسے: مَنْ یَصْدُقْ فَمَا یَنْدَمُ.

۸۔ جب جوابِ شرط میں حرفِ لَنْ ہو؛ جیسے: وَمَنْ یَکْذِبْ فَلَنْ یَنْجَحَ.

۹۔ جب جوابِ شرط میں کَاَنَّمَا ہو؛ جیسے: مَنْ یَنَمْ کَثِیْرًا فَکَاَنَّمَا خَسِرَ نِصْفَ عُمْرِهٖ.

۱۰۔ جب جوابِ شرط میں رُبَّمَا ہو؛ جیسے: مَنْ یَجْتَنِبِ الْمُوْبِقَاتِ فَرُبَّمَا یَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ.

۱۱۔ شرط میں تکرار کی وجہ سے جب ایک اور شرطیہ اداۃ ہو؛ جیسے: مَنْ یَنْصَحْ فَاِنْ کَانَ صَادِقًا فَیُقْبَلُ نُصْحُهٗ.

اگر جواب جملہ اسمیہ ہو تو فا کی جگہ کبھی اِذَا فجائیہ بھی ہوتا ہے؛ مگر یہ صرف اِنْ کے ساتھ دیکھا گیا ہے؛ ارشادِ باری ہے: وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ. جبکہ بعض نے دیگر کلماتِ شرط کے ساتھ بھی جائز قرار دیا ہے۔

فا ندرۃً کبھی حذف بھی ہوتا ہے؛ جیسا کہ حدیثِ لقطہ میں ہے: فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا، وَ اِلَّا اسْتَمْتِعْ بِهَا؛ اَیْ: فَاسْتَمْتِعْ بِهَا.

اگر جزاء بغیر قَدْ کے صرف لفظی ماضی ہو تو فا جائز نہیں؛ جیسے: وَ مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ آمِنًا.

اگر جواب میں لَمْ ہو تو بھی فا جائز نہیں؛ جیسے: مَنْ یَکْسُلْ لَمْ یَنْجَحْ.

اگر جواب میں مضارع پر لَا ہو تو فا کا لانا یا نہ لانا دونوں طرح درست ہے؛ جیسے: اِنْ تَشْتِمْنِیْ لَا اَضْرِبُکَ. یا: فَلَا اَضْرِبُکَ.

جواب میں مضارع مثبت ہو اور اس میں شرط بننے کی اہلیت بھی ہو تو پھر بھی فا کا لانا یا نہ لانا دونوں جائز ہیں؛ جیسے: اِنْ تَضْرِبْنِیْ اَضْرِبُکَ. یا: فَاَضْرِبُکَ.

Marfat.com

ہفت اقسام

سبعة اقسام من الفعل

فعل کی بحث کو آگے بڑھانے کے لئے ہفت اقسام کا ذکر نا گزیر ہے.
صرفی لوگ فعل کے حروف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسے سات اقسام میں بانٹتے ہیں؛ تا کہ حذف و تبدیل اور ادغام جیسے قواعد سے بحث کر سکیں؛ تقسیم ملاحظہ ہو:

۱۔ يَكُونُ الْفِعْلُ صَحِيحًا اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْ بِنَائِهٖ حَرْفُ عِلَّةٍ ؛ نَحْوُ: ضَرَبَ، بَعْثَرَ.
ترجمہ: فعل کے حروفِ اصلیہ میں سے اگر کوئی حرفِ علت (واو، الف، یا) نہ ہو تو اسے فعلِ صحیح کہتے ہیں؛ جیسے: نَصَرَ، دَمْدَمَ. (بعض نے حروفِ علت کے ساتھ ہمزہ اور تضعیف کو بھی شامل کیا ہے)

۲۔ وَ يَكُونُ الْفِعْلُ مُضَاعَفًا اِذَا اجْتَمَعَ حَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ (أَيْ: حَرْفَانِ مُتَمَاثِلَانِ) فِيْ بِنَائِهٖ ؛ نَحْوُ: مَدَّ، زَلْزَلَ.
ترجمہ: جب ایک ہی جنس سے دو متماثل حرف فعل کی بناء میں موجود ہوں تو فعل مضاعف ہے؛ جیسے: مَدَدَ، زَلْزَلَ.

۳۔ وَ يَكُونُ الْفِعْلُ مَهْمُوْزًا اِذَا كَانَ فِيْ بِنَائِهٖ حَرْفُ الْهَمْزَةِ؛ نَحْوُ: أَمَرَ.
ترجمہ: اگر بنائے فعل میں کہیں هَمْزَة ہو تو فعل مہموز ہے؛ جیسے: قَرَءَ. (اگر پہلا حرف ہمزہ ہو تو مہموز الفاء، دوسرا ہو تو مہموز العین اور تیسرا ہو تو مہموز اللام ہے باعتبار ثلاثی مجرد کے)

۴۔ وَ يَكُونُ الْفِعْلُ مُعْتَلًّا اِذَا كَانَ فِيْ بِنَائِهٖ حَرْفٌ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ؛ نَحْوُ: وَعَدَ.
ترجمہ: اگر فعل کی بناء میں کوئی حرفِ علت ہو تو ایسے فعل کو معتل کہتے ہیں؛ جیسے: رَمٰی.
باعتبار حروف فعل کی یہی چار اقسام ہیں؛ باقی انھیں کی شاخیں ہیں: یہ ایک پرانی غلطی چلی آ رہی ہے کہ معتل کی تین ذیلی انواع کو بھی اصل میں شامل کر کے سات گنوائی جاتی ہیں؛ اور وہ تین یہ ہیں:

ا۔ اِذَا كَانَ فِيْ أَوَّلِ بِنَاءِ الْفِعْلِ حَرْفُ عِلَّةٍ فَهُوَ مِثَالٌ. معتل الفاء کو مثال کہتے ہیں؛ جیسے: وَهَبَ.

Marfat.com

ب۔ وَ اِذَا كَانَ فِيْ وَسَطِ بِنَائِهٖ حَرْفُ عِلَّةٍ فَهُوَ أَجْوَفُ. معتل العین کو اجوف کہتے ہیں؛ جیسے: قَالَ.

ج۔ وَ اِذَا كَانَ حَرْفُ الْعِلَّةِ فِيْ آخِرِ بِنَاءِ الْفِعْلِ فَهُوَ نَاقِصٌ. معتل لام کو ناقص کہتے ہیں؛ جیسے: دَعَا.

وَ اِذَا اجْتَمَعَ حَرْفَانِ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فَهُوَ لَفِيْفٌ (مَفْرُوْقًا كَانَ أَوْ مَقْرُوْنًا) وَ هٰذَا مَا يُسَمّٰى بِالْأَقْسَامِ السَّبْعَةِ مِنَ الْفِعْلِ. اگر کلمۂ فعل میں دو حرفِ علت ہوں تو اسے لفیف کہتے ہیں؛ اگر جدا جدا ہوں تو لفیف مفروق؛ جیسے: وَلِيَ ؛ ورنہ مقرون ہے.

اگر آپ ان تمام اقسام کا جائزہ لیں تو یہ سات نہیں بلکہ تیرہ ہیں: صحیح، مضاعف، مہموز، مہموز الفاء، مہموز العین، مہموز اللام، معتل، مثال، اجوف، ناقص، لفیف، لفیف مفروق اور لفیف مقرون ہیں.

نوٹ: نحویوں کے ہاں چونکہ صحیح کی تعریف کچھ اور ہے؛ اس لئے مؤلف نے ہفت اقسام کو عام کلمہ کی بجائے فعل کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے؛ ورنہ ان کا اطلاق فعل کی طرح اسم پر بھی ہوتا ہے.

صحیح و معتل کے ماضی و مضارع کا موازنہ:

یہاں صحیح و معتل کے کچھ ماضی و مضارع کا موازنہ پیش کیا جا رہا ہے تا کہ طلاب نظر کر سکیں کہ کس میں کہاں کیا تبدیلی واقع ہوئی ہے.

ماضی	مضارع	ماضی	مضارع
فَعَلَ	يَفْعَلُ	وَعَدَ	يَعِدُ
فَعَلَا	يَفْعَلَانِ	وَعَدَا	يَعِدَانِ
فَعَلُوْا	يَفْعَلُوْنَ	وَعَدُوْا	يَعِدُوْنَ
فَعَلَتْ	تَفْعَلُ	وَعَدَتْ	تَعِدُ
فَعَلَتَا	تَفْعَلَانِ	وَعَدَتَا	تَعِدَانِ
فَعَلْنَ	يَفْعَلْنَ	وَعَدْنَ	يَعِدْنَ
فَعَلْتَ	تَفْعَلُ	وَعَدْتَّ	تَعِدُ
فَعَلْتُمَا	تَفْعَلَانِ	وَعَدْتُّمَا	تَعِدَانِ

Marfat.com

فَعَلْتُمْ	تَفْعَلُوْنَ	وَعَدْتُّمْ	تَعِدُوْنَ
فَعَلْتِ	تَفْعَلِيْنَ	وَعَدْتِّ	تَعِدِيْنَ
فَعَلْتُمَا	تَفْعَلَانِ	وَعَدْتُّمَا	تَعِدَانِ
فَعَلْتُنَّ	تَفْعَلْنَ	وَعَدْتُّنَّ	تَعِدْنَ
فَعَلْتُ	أَفْعَلُ	وَعَدْتُّ	أَعِدُ
فَعَلْنَا	نَفْعَلُ	وَعَدْنَا	نَعِدُ

ماضی	مضارع	ماضی	مضارع
بَاعَ	يَبِيْعُ	دَعَا	يَدْعُوْ
بَاعَا	يَبِيْعَانِ	دَعَوَا	يَدْعُوَانِ
بَاعُوْا	يَبِيْعُوْنَ	دَعَوْا	يَدْعُوْنَ
بَاعَتْ	تَبِيْعُ	دَعَتْ	تَدْعُوْ
بَاعَتَا	تَبِيْعَانِ	دَعَتَا	تَدْعُوَانِ
بِعْنَ	يَبِعْنَ	دَعَوْنَ	يَدْعُوْنَ
بِعْتَ	تَبِيْعُ	دَعَوْتَ	تَدْعُوْ
بِعْتُمَا	تَبِيْعَانِ	دَعَوْتُمَا	تَدْعُوَانِ
بِعْتُمْ	تَبِيْعُوْنَ	دَعَوْتُمْ	تَدْعُوْنَ
بِعْتِ	تَبِيْعِيْنَ	دَعَوْتِ	تَدْعِيْنَ
بِعْتُمَا	تَبِيْعَانِ	دَعَوْتُمَا	تَدْعُوَانِ
بِعْتُنَّ	تَبِعْنَ	دَعَوْتُنَّ	تَدْعُوْنَ
بِعْتُ	أَبِيْعُ	دَعَوْتُ	أَدْعُوْ
بِعْنَا	نَبِيْعُ	دَعَوْنَا	نَدْعُوْ

Marfat.com

ماضی	مضارع
رَمٰی	یَرْمِیْ
رَمَیَا	یَرْمِیَانِ
رَمَوْا	یَرْمُوْنَ
رَمَتْ	تَرْمِیْ
رَمَتَا	تَرْمِیَانِ
رَمَیْنَ	یَرْمِیْنَ
رَمَیْتَ	تَرْمِیْ
رَمَیْتُمَا	تَرْمِیَانِ
رَمَیْتُمْ	تَرْمُوْنَ
رَمَیْتِ	تَرْمِیْنَ
رَمَیْتُمَا	تَرْمِیَانِ
رَمَیْتُنَّ	تَرْمِیْنَ
رَمَیْتُ	أَرْمِیْ
رَمَیْنَا	نَرْمِیْ

معتل کو صحیح پر قیاس کرنے سے فرق سمجھ آجاتا ہے. حروفِ علت کم ہی اپنی اصل پر قائم رہتے ہیں؛ اس لئے معتل اپنی اصل پر قائم نہیں رہتا؛ نتیجۃً اس کی تمیز مشکل ہو جاتی ہے.

Marfat.com

مضارع مجہول

Aorist Tense Passive Voice

اَلفِعلُ قَبلَ الفَاعِلِ يُبْنٰى لِلْمَعْلُوْمِ وَ قَبلَ نَائِبِ الفَاعِلِ يُبْنٰى لِلْمَجْهُوْلِ.

فعل اگر فاعل سے پہلے آئے تو اس کی بناء معروف ہے؛ اور اگر نائب فاعل سے پہلے ہوتو مجہول ہے؛ جسے فعل مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں.

اِذَا بُنِیَ الفِعلُ المُضَارِعُ لِلْمَجْهُوْلِ ضُمَّ أَوَّلُهٗ (أی: حرف المضارع) وَ فُتِحَ قَبْلَ آخِرِهٖ (أی: کلمة العین).

جب فعل کی بناء مجہول پر ہوتی ہے تو اس کے پہلے کو ضمہ اور آخری سے پہلے کو فتحہ دیتے ہیں.

تصریف:

يُوْعَدُ: وہ ایک مرد وعدہ دیا جاتا ہے (صیغہ واحد مذکر غائب (غیر مخاطب))

يُوْعَدَانِ: وہ دو مرد وعدہ دیے جاتے ہیں (صیغہ تثنیہ مذکر غائب)

يُوْعَدُوْنَ: وہ سب مرد وعدہ دیے جاتے ہیں (صیغہ جمع مذکر غائب)

تُوْعَدُ: وہ ایک عورت وعدہ دی جاتی ہے (صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ)

تُوْعَدَانِ: وہ دو عورتیں وعدہ دی جاتی ہیں (صیغہ تثنیہ مؤنث غائبتان)

يُوْعَدْنَ: وہ سب عورتیں وعدہ دی جاتی ہیں (صیغہ جمع مؤنث غائبات)

تُوْعَدُ: تو ایک مرد وعدہ دیا جاتا ہے (صیغہ واحد مذکر حاضر (مخاطب))

تُوْعَدَانِ: تم دو مرد وعدہ دیے جاتے ہو (صیغہ تثنیہ مذکر حاضر (فعل مضارع مجہول))

تُوْعَدُوْنَ: آپ سب مرد وعدہ دیے جاتے ہیں (صیغہ جمع مذکر حاضر)

تُوْعَدِيْنَ: تو ایک عورت وعدہ دی جاتی ہے (صیغہ واحدہ مخاطبہ)

تُوْعَدَانِ: تم دو عورتیں وعدہ دی جاتی ہو (صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر)

تُوْعَدْنَ: آپ سب عورتیں وعدہ دی جاتی ہیں (صیغہ جمع مؤنث حاضر)

أُوْعَدُ: میں وعدہ دیا جاتا ہوں یا دی جاتی ہوں (صیغہ واحد متکلم)

نُوْعَدُ: ہم وعدہ دیے جاتے ہیں (جمع متکلم (متکلم مع الغیر))

Marfat.com

یہ گردان واوی کی ہے؛ جس سے اندازہ ہو رہا ہے کہ یَعِدُ کو جب حرکت موافق ملی تو اس کا حذف شدہ واو لوٹ آیا. سلاستِ لسان کے لئے لغت میں جو تبدیلیاں اہلِ لغت کے ہاں رائج ہیں انھیں ملحوظ رکھ کر قواعد بیان کیے جاتے ہیں؛ نہ کہ لغت ان کے تابع ہے.

فعل امر

حاضر و غائب اور معروف و مجہول Imperative Mood

فعل امر کا ہر صیغہ اپنے مضارع کے متعلقہ صیغے سے بنتا ہے؛ حاضر کے چھ صیغوں کو امر حاضر اور غائب کے چھ صیغ کے ساتھ لفظی یکسانیت کی وجہ سے متکلم کا الحاق کر کے ان آٹھ صیغوں کو امر غائب سے تعبیر کیا جاتا ہے.

امر مجہول میں حاضر و غائب کے صیغے لفظاً ایک جیسے ہی ہیں.

Direct Method اپناتے ہوئے مضارع اور امر کے صیغوں کو آمنے سامنے Parallel دیا گیا ہے کہ سیکھنے والا تبدیلی کو خود ہی سمجھ لے:

مضارع معروف	امر حاضر معروف
تَفْعَلُ	اِفْعَلْ
تَفْعَلَانِ	اِفْعَلَا
تَفْعَلُوْنَ	اِفْعَلُوْا
تَفْعَلِیْنَ	اِفْعَلِیْ
تَفْعَلَانِ	اِفْعَلَا
تَفْعَلْنَ	اِفْعَلْنَ

حل: سب سے پہلے حرفِ مضارع حذف کیا؛ جب شروع میں ساکن واقع ہوا تو مجبوراً ہمزہ وصلی لائے اور اسے کسرہ دیا اور آخری حرف کو ساکن کیا؛ یوں تَفْعَلُ اِفْعَلْ ہو کر امر بنا. تثنیہ و جمع کا نون اعرابی حذف ہوا تو یہ اِفْعَلَا، اِفْعَلُوْا ہو گئے. افعلوا کے آخر میں آنے والا ألف واو الجمع کی دلالت کے لئے ہے. اِفْعَلْنَ کا نون اعرابی نہیں؛ بلکہ جمع کی ضمیر ہے. جس کا باقی رہنا ضروری ہے؛ ورنہ اس کا واحد مذکر حاضر کے صیغے اِفْعَلْ سے التباس لازم آئے گا.

Marfat.com

همزۃ وصلی کے بعد ضمہ ہو تو همزۃ کو بھی مطابقت کے پیش نظر پیش دیں گے؛ جیسے: اُنْصُرْ. اور یہ جو اُلف کے نیچے اوپر همزۃ ہوتا ہے یہ قطعی کے لئے ہے نہ کہ وصلی کے لئے؛ تاکہ فرق رہے.

کبھی همزۃ نہیں بھی چاہیے ہوتا ہے؛ جیسے: عُدْ. اور کبھی تخفیفاً همزۃ گرا دیتے ہیں؛ جیسے: اِسْئَلْ سے سَلْ. تَبِیْعُ کا امر بِعْ ہے. تَتُوْبُ سے تُبْ آتا ہے. جن کلمات کے آخر میں حرفِ علت ہوتا ہے حاضر و غائب دونوں امر میں حرفِ علت حذف ہو جاتا ہے؛ جیسے: اُدْعُ، لِیَدْعُ.

بسا اوقات امر حاضر میں صرف ایک ہی حرف رہ جاتا ہے؛ جیسے: قِ جو تَقِیُ سے ہے.

امر غائب معروف

مضارع	امر
یَفْعَلُ	لِیَفْعَلْ
یَفْعَلَانِ	لِیَفْعَلَا
یَفْعَلُوْنَ	لِیَفْعَلُوْا
تَفْعَلُ	لِتَفْعَلْ
تَفْعَلَانِ	لِتَفْعَلَا
یَفْعَلْنَ	لِیَفْعَلْنَ
أَفْعَلُ	لِأَفْعَلْ
نَفْعَلُ	لِنَفْعَلْ

امر غائب گویا مضارع ہی ہے جس کے شروع میں لامِ امر بطور سابقہ کے ہے؛ جو عمل میں لَمْ کی طرح ہے؛ جو مضارع کو جزم دیتا ہے.

Marfat.com

فعل امر غائب وحاضر مجہول

Imperative Passive Verb

لِیُفْعَلْ، لِیُفْعَلَا ، لِیُفْعَلُوْا، لِتُفْعَلْ، لِتُفْعَلَا ، لِیُفْعَلْنَ، لِتُفْعَلْ، لِتُفْعَلَا، لِتُفْعَلُوْا، لِتُفْعَلِی، لِتُفْعَلَا،لِتُفْعَلْنَ، لِأُفْعَلْ، لِنُفْعَلْ.

امر مجہول مضارع مجہول سے بنتا ہے؛اس کے حاضر وغائب کے صیغے یکساں ہیں.

امر کا تعارف باعتبارِ علمِ معانی:

امر کا شمار انشاءِ طلبی میں کیا جاتا ہے؛ یعنی جملۂ امر انشائیہ ہوتا ہے؛ نہ کہ خبریہ؛ اور اس میں طلب پائی جاتی ہے.صیغۂ امر اس ہستی کی طرف سے صادر ہوتا ہے جسے مامور پر برتری حاصل ہوتی ہے اور وہ مامور سے کسی فعل کی طلب کرتا ہے؛ جسے امرِ حقیقی کہتے ہیں.

امر کے لئے چار صیغے ہیں:

۱۔ فعل امر؛ جیسے:قُمْ فَأَنْذِرْ.

۲۔ لامِ امر والا مضارع؛ جیسے:وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ.

۳۔ فعلِ امر کا اسم؛ جیسے: عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ. (یہاں علیٰ حرف نہیں بلکہ اسم ہے)

۴۔ ایسا مصدر جو فعل امر کی نیابت کر رہا ہو؛ جیسے:وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا.

کبھی امر کے صیغے اپنے اصلی اور حقیقی معنیٰ (طلب) سے ہٹ کر ارشاد، دعاء، التماس، تمنی، تخییر، تسویہ، تعجیز، تہدید اور اباحت کے لئے آتے ہیں؛ جس کا اندازہ اس کے سیاق وسباق سے ہوتا ہے؛ جیسے:وَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ.

سیاق وسباق سے واضح ہے کہ یہ صیغہ ایجاب والزام اور تکلیف کے لئے نہیں بلکہ اباحت کے لئے ہے.

Marfat.com

فعل کے ساتھ نون تاکید

Energetic Verb

نون تاکید فعل کے آخر میں لاحق ہوتا ہے. اگر مضارع پر داخل ہو تو اسے مبنی بر فتحہ بنا دیتا ہے؛ حالانکہ یہ معرب تھا؛ اور اسے مستقبل کے لئے خاص کر دیتا ہے؛ حالانکہ حال کا بھی احتمال تھا۔

اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مشددہ: جسے ثقیلہ کہتے ہیں؛ جیسے: وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَا آذَیْتُمُوْنَا. تاکید کے لئے اصلاً یہی ہے اور بلاغت بھی کمال کی ہے.

۲۔ خفیفہ؛ جیسے: لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَةِ. جس کی اصل لَنَسْفَعَنْ ہے؛ اور یہ (جواب حالت تنوین میں ہے) تنوین بالفتحہ کی طرح وقفاً الف سے بدل جاتا ہے.

فعل امر چونکہ ہوتا ہی مستقبل کے لئے ہے؛ لہٰذا اس کی تاکید غیر مشروط طور پر جائز … اور یہ بھی مبنی بر فتحہ ہو جاتا ہے؛ جیسے: اِفْعَلَنَّ اور اِفْعَلَنْ. جبکہ مضارع کی تاکید کبھی واجب کبھی … اور کبھی ممنوع ہوتی ہے؛ جس کی تفصیل یوں ہے:

وجوبِ تاکید: اگر مضارع میں چار شروط موجود ہوں: مستقبل ہو؛ مثبت ہو؛ جوابِ قسم ہو؛ جوابِ قسم بھی ایسا کہ لام فاصل کے ساتھ ہو؛ جیسے: وَ تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ. تو تاکید واجب ہے.

امتناعِ تاکید: اگر ان چار میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو توکید (تاکید) ممتنع ہے.

جوازِ تاکید: درج ذیل صورتوں میں لام نہ پائے جانے کے باوجود تاکید جائز ہے:

ا) جب اِنْ اور فعل شرط کے درمیان مَا زائدہ ہو؛ جیسے: اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا

ب۔ جب فعل سے پہلے کوئی ایسا کلمہ یا حرف ہو جو طلب (نہی، دعاء، استفہام، تمنی، امر، تحضیض) کے معنی دے؛ جیسے: لَا تَھْمِلَنَّ وَاجِبَکَ، لَا یُرِیَنَّکَ اللّٰہُ مَکْرُوْھًا، ھَلْ تَضُنَّنَّ؟ لَیْتَکَ تَنْصَحَنَّ نَفْسَکَ، وَلْتَعْمَلَنَّ الْخَیْرَ، ھَلَّا تَزُوْرَنَّ وَالِدَکَ وَ ھُوَ مَا…

ج۔ ایسا مضارع جو ایسے مَا زائدہ کے بعد ہو جو رُبَّ سے خالی ہو؛ اور اس مَا کے بعد لَمْ بھی نہ ہو؛ تو توکید جائز ہے؛ جیسے: یَرْبَحُ التَّاجِرُ اِذَا مَا یُخْلِصَنَّ.

Marfat.com

اگر مَا سے پہلے رُبَّ یا بعد میں لَمْ ہوتو تاکید کا پایا جانا نوادر میں سے ہے؛ کیونکہ لَمْ کی طرح رُبَّ بھی مضارع کو ماضی بنادیتا ہے؛ جبکہ ماضی، اسم فاعل اور فعل تعجب کا مؤکد ہونا شاذّ ہے؛ یا پھر ضرورتِ شعری کے تحت ہے جسے سند نہیں بنایا جاسکتا۔

د۔ لَا نافیہ، مَنْ اور مَهْمَا شرطیہ کے بعد مضارع کی تاکید جائز ہے؛ جیسے: وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً.

نون تاکید ثقیلہ کی حرکت: اگر نون تاکید مشددہ سے پہلے اَلِف نہ ہوتو یہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے؛ جیسے: اِضْرِبَنَّ. اگر پہلے اَلِف ہوتو مکسور ہوتا ہے؛ جیسے: اِضْرِبَانِّ، اِضْرِبْنَانِّ.

نون تاکید ثقیلہ کا ماقبل: نون ثقیلہ مضارع و امر کے تمام صیغوں میں آتا ہے؛ کبھی لام زائدہ بھی فعل کے شروع میں لے آتے ہیں؛ جیسے: لَيَفْعَلَنَّ.

نون تاکید کا ماقبل اصلاً تو مفتوح ہوتا ہے؛ مگر صیغوں کو ایک دوسرے سے تمیز دینے کے لئے جمع مذکر میں اس کے ماقبل کو پیش دیتے ہیں تاکہ یہ پیش واو محذوفہ پر دلیل بن سکے؛ جیسے: يَفْعَلُنَّ، تَفْعَلُنَّ، اِضْرِبُنَّ، لِيَفْعَلُنَّ. مخاطبہ میں ماقبل مکسور ہوتا ہے تاکہ یا محذوفہ کا پتہ دے؛ جیسے: لَتَفْعَلِنَّ، اِفْعَلِنَّ.

تثنیة کی خبر اس کا اَلِف دیتا ہے؛ جیسے: يَفْعَلَانِّ، تَفْعَلَانِّ، اِفْعَلَانِّ، لِيَفْعَلَانِّ، لِتَفْعَلَانِّ.

جمع مؤنث میں تین نون کے اجتماع کو ناپسند کرتے ہوئے نون ثقیلہ سے پہلے اَلِف کا اضافہ کیا گیا ہے؛ جیسے: يَفْعَلْنَانِّ، تَفْعَلْنَانِّ، اِفْعَلْنَانِّ، لِيَفْعَلْنَانِّ.

نون تاکید خفیفہ کا ماقبل: خفیفہ کے ماقبل کے احکام بھی ثقیلہ جیسے ہیں؛ مگر یہ مضارع و امر دونوں کے تثنیہ و جمع مؤنث کے صیغوں میں نہیں آتا؛ کیونکہ اس سے اجتماع ساکنین علی غیرِ حدہٖ لازم آتا ہے؛ جو کہ ممنوع ہے۔ (غیرِ حدہٖ کے معنی غیر جائز ہے) اگر نون کو متحرک کیا جائے تو تخفیف سے محروم ہو جائیگا۔

Marfat.com

فعل نہی

Prohibitive Imperative

نہی امر کی ضد ہے. اگر کسی کام کے کرنے کو کہا جائے تو امر کہلاتا ہے؛ اگر روکا جائے تو نہی ہے.

نہی کا نفی سے لفظی اشتباہ ہے؛ کہ دونوں میں لا استعمال ہوتا ہے. اگرچہ مضارع کی نفی ماضی کی طرح مَا سے بھی ہوتی ہے؛ جیسا کہ ماضی میں لَا کی بھی گنجائش ہے. نہی کو نفی سے جو چیز ممیّز کرتی ہے وہ اس کا اعراب ہے؛ لَا نافیہ غیر عامل ہے مضارع کو جزم نہیں دیتا؛ جبکہ لَا ناہیہ لَمْ کی طرح جازمہ ہے. نہی اگر امر کی ضد ہے تو نفی اثبات کی ضد ہے. نفی واثبات کا تعلق خبر سے ہے جبکہ امر و نہی کا انشاء سے ہے.

نہی کا صرف ایک صیغہ (انداز) ہے اور وہ ہے لَا ناہیہ والا مضارع؛ جس کے ساتھ نون تاکید لگانا بھی جائز ہے. صیغۂ نہی اپنے اصلی معنٰی کے علاوہ: دعاء، التماس، تمنی، ارشاد، توبیخ، تیئیس، تہدید اور تحقیر کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے؛ جس کا پتہ سیاق وقرائن سے چلتا ہے.

اجوف واوی سے فعل نہی معروف کی تصریف:

لَا يَخَفْ	لَا يَخَافَا	لَا يَخَافُوْا
لَا تَخَفْ	لَا تَخَافَا	لَا يَخَفْنَ
لَا تَخَفْ	لَا تَخَافَا	لَا تَخَافُوْا
لَا تَخَافِيْ	لَا تَخَافَا	لَا تَخَفْنَ
لَا أَخَفْ	لَا نَخَفْ	

لَا يَخَفْ کی اصل لَا يَخَافْ ہے؛ جس کا ألف التقاءِ ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے.

Marfat.com

اسمِ فاعل

Active participle Noun or Present Paticiple

گردان: فَاعِلٌ فَاعِلَانِ فَاعِلُوْنَ

فَاعِلَةٌ فَاعِلَتَانِ فَاعِلَاتٌ

اسمِ فاعل کا فعل سے اس لئے اشتقاق کیا جاتا ہے کہ یہ فعل انجام دینے والے کا پتہ دے؛ یا جس سے فعل وابستہ ہے اس کی خبر دے. گویا اسمِ فاعل بھی فاعل کی طرح اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے فعل صادر ہو؛ یہی وجہ ہے کہ توجہ نہ کرنے والے فاعل اور اسمِ فاعل کے فرق سے نا آشنا ہیں.

اسمِ فاعل ایک اسم ہے؛ جس طرح اور اسماء منصبِ فاعل پر فائز ہو جاتے ہیں اسی طرح اسمِ فاعل بھی کبھی فاعل ہوتا ہے؛ اور یوں دونوں چیزیں (فاعل اور اسمِ فاعل) ایک ہی لفظ میں جمع ہو جاتی ہیں؛ جیسے: جَاءَ نِي نَاصِرٌ وَ ذَهَبَ ذَاهِبٌ. اور: فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ.

ساخت: يَأْتِيْ الاِسْمُ الْفَاعِلُ مِنَ الثُّلاَثِيِ الْمُجَرَّدِ عَلٰى وَزْنِ: فَاعِلٌ

اسمِ فاعل ثلاثی مجرد کے فعل سے فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: ضَارِبٌ.

ثلاثی مجرد کے علاوہ یہ مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے؛ وہ یوں کہ حرفِ مضارع کو ہٹا کر اس کی جگہ میم مضمومہ لگائی جائے اور آخر کا ماقبل مکسور کر دیا جائے؛ جیسے: مُکْرِمٌ، مُتَقَدِّمٌ، مُدَحْرِجٌ.

فعل ثلاثی ہو یا غیر ثلاثی اسمِ فاعل کو اپنے فعل سے مشابہت تامہ حاصل ہوتی ہے.

اسمِ فاعل مذکر کے تین صیغے ہیں: واحد کیلئے: طَالِبٌ. تثنیہ کیلئے: طَالِبَان. جمع کیلئے: طَالِبُوْنَ. البتہ بعض اسماء کی کئی کئی جمعیں ہوتی ہیں؛ جیسے: طَلَبَةٌ، طُلَبَاءُ اور طُلَّابٌ طَالِبٌ کی جموع ہیں.

اسمِ فاعل مؤنث کے بھی اسی ترتیب سے تین صیغے ہیں: طَالِبَةٌ، طَالِبَتَانِ، طَالِبَاتٌ. صیغوں کا باقی فرق ضمائر کے استعمال سے کیا جاتا ہے.

ملاحظہ: قیاس تو یہی کہتا ہے کہ فعل مجرد ہو یا مزید فیہ؛ اسمِ فاعل اپنے فعل سے آنا چاہیے؛ مگر بعض

Marfat.com

الفاظ قیاس سے ہٹ کر آتے ہیں؛ جیسے: أَمْحَلَ الْبَلَدَ فَهُوَ مَاحِلٌ. أَمْلَحَ فَهُوَ مَالِحٌ. أَيْفَعَ فَهُوَ يَافِعٌ. أَعْشَبَ الْمَكَانَ فَهُوَ عَاشِبٌ. أَوْرَسَ فَهُوَ وَارِسٌ. أَوْدَقَ فَهُوَ وَادِقٌ. اگر قیاس کے مطابق آتے تو یوں آتے: مُمْحِلٌ، مُمْلِحٌ، مُوْفِعٌ، مُعْشِبٌ، مُوْرِسٌ، مُوْدِقٌ. جبکہ مُسْهَبٌ ، مُحْصَنٌ مکسور العین کی بجائے ۔مفعول کی طرح مفتوح العین آتے ہیں.

فَعَلَ يَفْعُلُ سے اسمِ فاعل فَعِيلٌ آتا ہے (جو صفتِ مشبہ اور اسمِ مبالغہ کا وزن بھی ہے) جیسے: جَرِيحٌ؛ اور اسمِ مفعول کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے. فَعُولٌ بھی اسمِ فاعل کا وزن ہے؛ جیسے: بَتُولٌ؛ اور اسمِ مفعول بھی ہے؛ جیسے: رَسُولٌ.

احکام: اسمِ فاعل چند شرائط کے ساتھ اپنے فعل معروف کی جگہ استعمال ہوسکتا ہے؛ جیسے: صَدَقَ الْغُلَامُ؛ فَالْغُلَامُ صَادِقٌ. اِنْقَطَعَ الْغُصْنُ؛ فَالْغُصْنُ مُنْقَطِعٌ. فعل اگر لازم ہو تو یہ بھی اپنے فعل کی طرح صرف فاعل پر اکتفاء کرتا ہے. فعل اگر متعدی ہو تو یہ بھی متعدی ہوتا ہے.

شرائطِ عمل:

اسمِ فاعل اگر معرف باللام نہ ہو تو اسے اپنے فعل والا عمل کرنے کے لئے دو شرطیں پوری کرنی ہوتی ہیں:

۱۔ حال یا استقبال کے لئے ہو.

۲۔ مبتدأ، ذوالحال، موصوف، استفہام، نفی، نداء؛ میں سے کسی پر اعتماد ہو؛ یعنی ان میں سے کوئی ایک اسمِ فاعل سے پہلے آئے؛ جیسے:

ا۔ مبتدأ؛ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ.

ب۔ ذوالحال؛ جیسے: جَاءَنِيْ زَيْدٌ ضَارِبًا أَبُوْهُ عَمْرًا.

ج۔ موصوف؛ جیسے: عِنْدِيْ رَجُلٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا.

د۔ استفہام؛ جیسے: أَ قَائِمٌ زَيْدٌ؟

ہ۔ نفی؛ جیسے: لَسْتُ بِقَارِئٍ.

و۔ نداء؛ جیسے: يَا طَالِعًا جَبَلًا!

اگر غیر معرف بـاللام کو ماضی کے لئے لانا ہو تو اسے مفعول کی طرف مضاف کرـ

Marfat.com

ہیں؛اور ایسا ظرف لاتے ہیں جو ماضی پر دلالت کرے؛ جیسے: زَیْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو أَمْسِ.
جبکہ معرف باللام کے لئے کوئی شرط نہیں؛نہ ہی زمانے کی قید ہے؛جیسے: جَاءَنِی الضَّارِبُ زَیْدًا؛ سے کوئی سا بھی زمانہ مراد لیا جا سکتا ہے؛اس کا لام تعریف بمعنیٰ اَلَّذِیْ ہوتا ہے.

اسمِ فاعل اور مصدر کے عمل کا موازنہ:

ا۔ اسمِ فاعل صرف مفعول کی طرف مضاف ہو سکتا ہے؛ جبکہ مصدر فاعل و مفعول دونوں کی طرف مضاف ہو سکتا ہے.

۲۔ اسمِ فاعل معرف باللام کا معمول مقدم بھی ہو سکتا ہے؛ جبکہ مصدر کا معمول اس پر مقدم نہیں ہوتا.

۳۔ اسمِ فاعل مذکورہ اجزاءِ کلام میں سے کسی پر معتمد ہوتا ہے؛ جبکہ مصدر کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے.

۴۔ اسمِ فاعل کا اَلْ موصول و تعریف دونوں کا فائدہ دیتا ہے؛ جبکہ مصدر کا صرف تعریف کا فائدہ دیتا ہے.

ملاحظہ:

ا۔ جب حال بیان کرنا ہو تو فعل مضارع سے نہیں بلکہ اسمِ فاعل سے بیان کرتے ہیں؛ جیسے: أَنَا مُدَرِّسٌ. یہاں أنا مضارع کے لئے نہیں بلکہ مبتدأ کے لئے ہے.

۲۔ اسمِ فاعل عددِ صفاتی کے لئے بھی آتا ہے؛ جیسے: ثَانِیْ، عَاشِرٌ، حَادِیْ عَشَرَ.

Marfat.com

صفت مشبہ بالفعل

Descriptive Adjective

تصریف:	حَسَنٌ	حَسَنَانِ	حَسَنُونَ
	حَسَنَةٌ	حَسَنَتَانِ	حَسَنَاتٌ

تعریف:

اسے مشبہ اس لئے کہتے ہیں کہ اسے اسمِ فاعل اور اسمِ تفضیل سے مشابہت حاصل ہے۔
اسمِ تفضیل سے تو محض لفظی؛ مگر اسمِ فاعل سے لفظی، معنوی اور عملی ہر طرح سے بھرپور مشابہت و مماثلت حاصل ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اسمِ فاعل مقید بزماں ہونے کی وجہ سے حدوث وفنا پر دلالت کرتا ہے؛ جبکہ صفتِ مشبہ ثبوت ودوام پر دلالت کرتی ہے؛ جیسے: قَادِرٌ وہ ہے جو اپنی زندگی کے اچھے لمحات میں کچھ کرنے کی قدرت رکھتا ہو؛ جبکہ قَدِیْرٌ وہ ہے جس کی قدرت دائمی ہے؛ جسے اگر ذاتِ باری تعالیٰ کی صفت کے لئے لایا جائے تو لامتناہی دوام مقصود ہوگا؛ یعنی اللہ کی ذات ہمیشہ سے قادر ہے اور ہمیشہ قادر رہے گی۔

صفتِ مشبہ کو اسمِ فاعل کی طرح اپنے فعل سے بھی بعض اوزان میں لفظی مماثلت حاصل ہو جاتی ہے اور بعض شروط کے ساتھ عمل میں بھی مماثل ہوتا ہے۔

صفتِ مشبہ ایک اسمِ مشتق ہے جو اپنے موصوف کی حالت اطلاقًا بیان کرتی ہے؛ اطلاقًا اس لئے کہ یہ اسمِ فاعل کی طرح مقید بزماں نہیں۔

اشتقاق: صفتِ مشبہ کا اشتقاق اس کے فعل ثلاثی سے سماعًا ہوتا ہے؛ جس کے بہت سے اوزان ہیں؛ جن میں سے مشہور یہ ہیں:

فَعْلٌ = صَعْبٌ؛ فَعَلٌ = حَسَنٌ؛ فِعْلٌ = صِفْرٌ؛ فُعُلٌ = جُنُبٌ؛
فُعْلٌ = حُرٌّ؛ فَاعِلٌ = صَالِحٌ؛ فَعِيْلٌ = شَرِيْفٌ؛ فَعُوْلٌ = غَيُوْرٌ؛
فَعَالٌ = جَبَانٌ؛ فَعُلٌ = نَدُسٌ؛ فَعِلٌ = خَشِنٌ؛ فُعَالٌ = شُجَاعٌ؛
فَعْلَانٌ = رَيَّانٌ؛ فُعُّوْلٌ = قُدُّوْسٌ؛ فَيْعِلٌ = سَيِّدٌ جس کی اصل سَيْوِدٌ ہے۔

جب فعل کی دلالت رنگ، عیب اور حلیے پر ہو تو صفت مشبہ قیاسًا أَفْعَلُ کے وزن پر

Marfat.com

آتی ہے؛ جیسے: أَسْوَدُ، أَعْرَجُ، أَبْلَجُ؛ جن کی مؤنث: سَوْدَاءُ، عَرْجَاءُ، بَلْجَاءُ؛ ہے.

غیر ثلاثی سے صفت مشبہ صرف فعل لازم سے آتی ہے اور اس کا وزن اسمِ فاعل والا ہوتا ہے؛ جیسے: مُطْمَئِنٌّ، مُسْتَقِيمٌ. اگر ثبوت ودوام پر دلالت ہو تو صفت مشبہ ہے؛ جیسے: جَبَلٌ مُرْتَفِعٌ؛ ورنہ اسمِ فاعل ہے.

احکام:

۱۔ صفت مشبہ میں زمانے کی قید نہیں؛ اس لئے یہ ثبوت ودوام پر دلالت کرتی ہے. جبکہ اسمِ فاعل محدود زمانہ میں فعل کے وقوع وحدوث یا قیام پر دلالت کے لئے ہے.

۲۔ صفت مشبہ معرف باللام اور غیر معرف باللام دونوں طرح آتی ہے اور اس کا معمول بھی دونوں طرح آتا ہے.

۳۔ یہ اپنے فعل والا عمل کرتی ہے؛ مگر اس شرط کے ساتھ کہ یہ: مبتدأ، ذوالحال، موصوف، استفہام یا حرفِ نفی میں سے کسی پر اعتماد کر رہی ہو.

۴۔ یہ عموماً فعل لازم ہی سے آتی ہے؛ لہٰذا ہونا تو اس کے معمول کو فاعل کی طرح صرف مرفوع چاہیے تھا؛ مگر یہ مرفوع، منصوب اور مجرور تینوں طرح ہے؛ جیسے:

أ۔ بر بناءِ فاعلیت مرفوع؛ جیسے: اَلرَّجُلُ حَسَنٌ وَجْهُهُ.

ب۔ بر بناءِ شبہِ مفعول بہ منصوب؛ جیسے: اَلرَّجُلُ الْحَسَنُ الْوَجْهَ؛ اس صورت میں معمول بھی معرفہ ہوتا ہے. اگر معمول نکرہ ہو تو نصب کی وجہ تمیز ہے؛ جیسے: أَيُّهَا الْكَرِيمُ نَسَبًا!

ج۔ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے لفظاً مجرور؛ جیسے: اَلْفِيلُ ضَخِمُ الْجُثَّةِ؛ مگر بر بناءِ فاعلیت محلاً مرفوع ہے.

۵۔ اگر مذکورہ بالا اجزاءِ کلام پر اعتماد نہ ہو تو دیگر صفات کی طرح اس کی حیثیت صرف ایک تابع کی سی ہے؛ جو عمل سے عاری ہے.

۶۔ اگر اس کا معمول مرفوع ہو تو اسے کسی ضمیرِ مستتر کی ضرورت نہیں ہوتی؛ اس کا معمول ہی اس کا فاعل؛ اور صفت کا صیغہ واحد ہوتا ہے.

Marfat.com

اگر معمول منصوب یا مجرور ہو تو صفتِ مشبہ میں ایک ضمیر مستتر ہوتی ہے جو اس کا فاعل بنتی ہے؛ یہ ضمیر واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں موصوف کے مطابق ہوتی ہے.

۷۔ صفتِ مشبہ کا استعمال ہر صورت میں جائز ہے؛ سوائے ان دو صورتوں کے: اَلْحَسَنُ وَجْهِهٖ، اَلْحَسَنُ وَجْهٍ. کیونکہ ان دو صورتوں میں معرف باللام مضاف ہو رہا ہے اور یہ خلافِ قاعدہ ہے.

۸۔ صفتِ مشبہ کا معمول اس پر مقدم نہیں ہوتا.

اسمِ مفعول

Passive Participle Noun Or Past Participle

تصریف: مَفْعُوْلٌ مَفْعُوْلَانِ مَفْعُوْلُوْنَ
مَفْعُوْلَةٌ مَفْعُوْلَتَانِ مَفْعُوْلَاتٌ

تعریف: اسمِ مفعول کا اشتقاق فعل متعدی سے اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے؛ یوں معنوی اعتبار سے اسے فعل مجہول سے مکمل مشابہت حاصل ہے (نہ کہ مفعول بہ سے) مبتدی کو چاہیے کہ غور کرے کہ مفعول کیا ہے اور اسمِ مفعول کیا ہے.

اشتقاق و ساخت: فعل اگر ثلاثی مجرد ہو تو یہ مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے؛ لفظی جیسے: مَضْرُوْبٌ، مَاخُوْذٌ؛ تقدیری جیسے: مَقُوْلٌ، مَرْمِیٌّ.

ثلاثی مجرد کے علاوہ یہ حرفِ مضارع کو میم مضمومہ سے بدل کر آخر کے ماقبل کو فتحہ دینے سے آتا ہے؛ جیسے: یُجَرِّدُ سے مُجَرَّدٌ، یَسْتَخْرِجُ سے مُسْتَخْرَجٌ.

اسمِ فاعل کی طرح اسمِ مفعول کے بھی بعض الفاظ خلافِ قیاس ہیں؛ جیسے: أَحَبَّ سے مَحْبُوْبٌ، أَجَنَّ سے مَجْنُوْنٌ، أَحَمَّ سے مَحْمُوْمٌ، أَزْكَمَ سے مَزْكُوْمٌ، أَسَلَّ سے مَسْلُوْلٌ. انہیں اصلاً یوں ہونا چاہیے تھا: مُحَبٌّ، مُجَنٌّ، مُحَمٌّ، مُزْكَمٌ، مُسَلٌّ.

دو وزن: فَعِيْلٌ اور فَعُوْلٌ میں اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول دونوں کا اشتراک ہے؛ جیسے: سَمِيْعٌ اسمِ فاعل ہے تو جَرِيْحٌ اسمِ مفعول ہے. اسی طرح: بَتُوْلٌ اسمِ فاعل ہے؛ مگر رَسُوْلٌ اسمِ مفعول ہے.

Marfat.com

غیر ثلاثی مجرد کا اسمِ مفعول، مصدر میمی، اسمِ مکاں اور اسمِ زماں ایک ہی وزن پر ہوتا ہے؛ صرف معنوی قرائن سے فرق سمجھا جاتا ہے.

اسمِ مفعول چونکہ فعل مجہول کی طرح ہے اس لئے اس کا اشتقاق صرف فعل متعدی سے ہوتا ہے. لیکن اگر اسمِ مفعول کا نائب فاعل ظرف، جار و مجرور یا مصدر ہو تو فعل لازم سے بھی لایا جاتا ہے؛ جیسے: أَ مُنطَلَقٌ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ؟ (کیا اسے جمعہ کے روز روانہ کیا جاتا ہے؟) أَ مُنقَلَبٌ عَلَى الْأَرْضِ ؟ (کیا اسے زمین پر پلٹایا جاتا ہے) مَا مُحْتَفَلٌ اِحْتِفَالٌ عَظِيمٌ (یہ کوئی اتنی بڑی پارٹی بھی نہیں)

اسمِ فاعل کی طرح اس کے بھی چھ صیغے ہیں؛ مزید فرق دکھانے کے لئے ضمائر کا استعمال کیا جاتا ہے؛ جیسے: أَنْتَ مَعْرُوفٌ. هِيَ مُطَلَّقَةٌ.

احکام: اسمِ مفعول اپنے فعل مجہول والا عمل کرتا ہے؛ جس طرح فعل مجہول اپنے نائب فعل کو مرفوع کرتا ہے اسی طرح اسمِ مفعول بھی اپنے معمول کو رفع دیتا ہے؛ جس کے عمل کی شرائط وہی ہیں جو اسمِ فاعل کی ہیں. اگر معرف باللام ہو تو عمل غیر مشروط ہے؛ جیسے: جَاءَ الْمَضْرُوبُ أَبُوهُ. اگر غیر معرف باللام ہو تو حال یا استقبال کے معنیٰ میں ہونا چاہیے؛ اور نفی، استفہام، مبتدأ، موصوف، حال یا نداء میں سے کسی پر اعتماد ہونا چاہیے؛ جیسے:

۱۔ مَا مَضْرُوبٌ غُلَامُهُ. اس کا غلام پٹا ہوا نہیں ہے (نفی)

۲۔ أَ مَضْرُوبٌ زَيْدٌ ؟ کیا زید مضروب ہے؟ (استفہام)

۳۔ زَيْدٌ مَضْرُوبٌ غُلَامُهُ. زید کا غلام مضروب ہے (مبتدأ)

۴۔ جَاءَ رَجُلٌ مَضْرُوبٌ غُلَامُهُ. ایسا مرد آیا جس کا غلام مضروب ہے (موصوف)

۵۔ جَاءَنِي زَيْدٌ مَضْرُوبًا غُلَامُهُ. میرے پاس زید اس حال میں آیا کہ اس کا غلام مضروب ہے (حال)

۶۔ يَا مَحْمُودًا فِعْلُهُ! اے وہ جس کا فعل محمود ہے! (نداء)

اسمِ مفعول کبھی اپنے نائب فاعل کی طرف مضاف بھی ہوتا ہے؛ جیسے: زَيْدٌ مَضْرُوبُ

Marfat.com

الْعَبْدِ. (زید مضروب العبد ہے)

کبھی اس کا نائب فاعل تشبّہ بمفعول کی وجہ سے منصوب بھی ہوتا ہے؛ جیسے:

زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ الْعَبْدَ.

(زید ہی وہ شخص ہے جس کا غلام مضروب ہے)

اسمِ مبالغہ

Exaggerative Adjective

اسمِ مبالغہ اسمِ صفت ہی ہے؛ جو اپنے موصوف میں صفت کی کثرت پر دلالت کرتی ہے اس کے تمام اوزان سماعی ہیں؛ جو عموماً مصدر میں تضعیف، حرفِ علت یا دونوں کے اضافے سے وجود پاتے ہیں؛ ان کی تعداد اٹھارہ سے بھی زائد ہے؛ جن کا تعارف یوں ہے:

۱۔	فَعَّالٌ	=	عَلَّامٌ، غَفَّارٌ، نَصَّارٌ.
۲۔	فَعَّالَةٌ	=	عَلَّامَةٌ، فَهَّامَةٌ.
۳۔	فِعِّيْلٌ	=	صِدِّيْقٌ.
۴۔	مِفْعَلٌ	=	مِجْزَمٌ، مِحْرَبٌ.
۵۔	مِفْعَالٌ	=	مِقْدَامٌ، مِكْسَالٌ.
۶۔	فُعُلٌ	=	غُفُلٌ.
۷۔	فُعَّلٌ	=	قُلَّبٌ.
۸۔	فُعُّوْلٌ	=	قُدُّوْسٌ.
۹۔	مِفْعِيْلٌ	=	مِسْكِيْنٌ، مِعْطِيْرٌ.
۱۰۔	فُعَلَةٌ	=	ضُحَكَةٌ، ضُجَعَةٌ.
۱۱۔	فَعِلٌ	=	حَذِرٌ، شَرِهٌ.
۱۲۔	فَاعُوْلٌ	=	فَارُوْقٌ.
۱۳۔	فُعَالٌ	=	عُجَابٌ.
۱۴۔	فَاعِلَةٌ	=	رَاوِيَةٌ.

Marfat.com

۱۵۔ فَعُولَةٌ = فَرُوقَةٌ.

۱۶۔ فُعَّالٌ = كُبَّارٌ.

۱۷۔ فَعِيلٌ = نَصِيرٌ، رَحِيمٌ، عَظِيمٌ.

۱۸۔ فَعُولٌ = صَبُورٌ.

۱۹۔ فَعُولٌ = ضَرُوبٌ، كَذُوبٌ، وَدُودٌ، غفورٌ، شَكُورٌ، قدُومٌ.

احکام:

۱۔ مبالغہ کا صیغہ صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے. جب کہ: أَدْرَكَ سے دَرَّاكٌ، أَعْطَى سے مِعْطَاءٌ، أَهَانَ سے مِهْوَانٌ، أَحْسَنَ سے مِحْسَانٌ، أَتْلَفَ سے مِتْلَافٌ، أَمْلَقَ سے مِمْلَاقٌ، أَخْلَفَ سے مِخْلَافٌ، أَسْمَعَ سے سَمِيْعٌ، أَنْذَرَ سے نَذِيْرٌ اور أَزْهَقَ سے زَهُوْقٌ شاذ ہیں.

۲۔ اسمِ مبالغہ کے بعض صیغے اسمِ فاعل، اسمِ صفت، اسمِ آلہ اور اسمِ مفعول جیسے ہیں؛ جیسے: فَاعِلَةٌ، فَعِيلٌ، مِفْعَلٌ، مِفْعَالٌ اور فَعُوْلٌ. ان میں تمیز صرف قرائن سے کی جاتی ہے.

۳۔ فَعَّالٌ کا وزن صنعت وحرفت کے لئے ہے؛ جیسے: نَجَّارٌ، حَدَّادٌ، خَيَّاطٌ؛ اس وزن کے بعض الفاظ اسمِ جامد سے آتے ہیں؛ جیسے: بَقْلَةٌ سے بَقَّالٌ، جَمَلٌ سے جَمَّالٌ.

۴۔ فَعَّالَةٌ کا صیغہ ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے نہیں بولا جاتا ہے.

۵۔ مبالغہ کے بعض صیغوں میں جو تا آتا ہے یہ تذکیر وتانیث کے فرق کے لئے نہیں؛ بلکہ یہ والی تا مبالغہ ہی کا فائدہ دیتی ہے؛ جیسے: رَاوِيَةٌ. یا پھر مبالغہ کی تاکید کا فائدہ دیتی ہے؛ جیسے: عَلَّامَةٌ، فَهَّامَةٌ.

۶۔ مِفْعَالٌ کا مؤنث بھی مِفْعَالٌ ہے؛ اس کے ساتھ تا نہیں آتی ہے؛ جیسے: اِمْرَأَةٌ مِكْسَالٌ.

۷۔ اگر فَعِيلٌ بمعنی فَاعِلٌ ہو تو تذکیر وتانیث میں فرق ہوتا ہے؛ خواہ موصوف معلوم ہو یا نہ ہو؛ جیسے: رَجُلٌ نَصِيرٌ، اِمْرَأَةٌ نَصِيرَةٌ، جَاءَ نَصِيرٌ وَنَصِيرَةٌ.

۸۔ اگر فَعِيلٌ بمعنی مَفْعُولٌ ہو اور موصوف معرفہ ہو تو مذکر ومؤنث میں کوئی فرق نہیں؛ جیسے: زَيْدٌ قَتِيلٌ، أَتَتِ الْمَرْأَةُ جَرِيْحًا. لیکن غیر معرفہ ہونے کی صورت میں فرق ہوگا؛ جیسے: جَاءَ حَبِيبٌ وَحَبِيبَةٌ.

Marfat.com

۹۔ اگر فَعُوْلٌ بمعنٰی فَاعِلٌ ہو اور موصوف عَلَم ہو تو مذکر و مونث برابر ہیں؛ جیسے: یَحْیٰ الْبَتُوْلُ وَفَاطِمَۃُ الْبَتُوْلُ. مگر غیر معرفہ ہونے کی صورت میں تمیز ہوگی؛ جیسے: جَاءَ بَتُوْلٌ وَ بَتُوْلَۃٌ. اگر مفعول کے معنٰی میں ہو تو تذکیر و تانیث میں فرق روا رکھا جائیگا؛ خواہ موصوف معرفہ ہو یا غیر معرفہ؛ جیسے: ھٰذَا رَسُوْلٌ وَ تِلْکَ رَسُوْلَۃٌ. جَاءَ رَسُوْلٌ وَرَسُوْلَۃٌ.

اسمِ ظرف

Adverb

اسمِ مکاں اور اسمِ زماں

Noun of Place and Time

تصریف: مَفْعَلٌ مَفْعَلَانِ مَفَاعِلُ

اسمِ ظرف بھی دو طرح ہے؛ قیاسی اور غیر قیاسی:

ا۔ قیاسی:

ا۔ اسمِ مکاں: اگر کوئی کلمہ ایسی جگہ پر دلالت کرتا ہے جہاں فعل کا وقوع تکرار کے ساتھ ہوتا ہے تو ایسے کلمہ کو اسمِ مکاں یا ظرفِ مکاں کہتے ہیں؛ جیسے: مَجْلِسٌ، مَنْزِلٌ.

ب۔ اسمِ زماں: اگر لفظ ایسے وقت کی خبر دے جس میں فعل واقع ہوا ہے یا ہوتا ہے یا ہوگا؛ تو اسے اسمِ زماں یا ظرفِ زماں کہتے ہیں؛ جیسے: مَغْرِبٌ.

اس بات کا اندازہ قرینے سے لگایا جاتا ہے کہ آیا ایک لفظ صرف ایک معنٰی میں استعمال ہوتا ہے یا زماں و مکاں دونوں کے لئے آتا ہے؛ جیسے: مَسْجِدٌ سے مراد ہمیشہ مکان ہی ہوتا ہے وقت کے لئے نہیں آتا. بہر حال جو وزن اسمِ مکاں کے لئے ہے وہی زماں کے لئے ہے.

اشتقاق: ظرف نہ صرف ثلاثی مجرد بلکہ غیر ثلاثی مجرد سے بھی آتا ہے. ثلاثی مجرد سے اس کے دو وزن ہیں: مَفْعَلٌ اور مَفْعِلٌ. اگر مضارع کا عین کلمہ مضموم یا مفتوح ہو تو وزن مَفْعَلٌ (مفتوح

Marfat.com

العین) ہوگا؛ جیسے: مَطْبَخٌ، مَذْبَحٌ. اگر مضارع مکسور العین ہو تو وزن مَفْعِلٌ (مکسور العین) ہوگا؛ جیسے: مَجْلِسٌ. جب کہ: مَسْجِدٌ، مَشْرِقٌ، مَغْرِبٌ، مَطْلِعٌ، مَجْزِرٌ، مَرْفِقٌ، مَسْكِنٌ اور مَسْقِطٌ کے الفاظ نے اس قاعدے سے شذوذ کیا ہے؛ کہ باوجود مضارع مضموم العین ہونے کے یہ مکسور العین آئے ہیں۔

مثال کا ظرف ہمیشہ مَفْعِلٌ کے وزن پر ہوتا ہے؛ جیسے: مَوْعِدٌ، مَوْجِلٌ. ناقص کا ہمیشہ مَفْعَلٌ کے وزن پر ہوتا ہے؛ جیسے: مَطْوٰی، مَرْمٰی.

غیر ثلاثی کا اسمِ ظرف مصدرِ میمی جیسا ہوتا ہے؛ جیسے: أَخْدَعَ سے مُخْدَعٌ، أَدْخَلَ سے مُدْخَلٌ.

ملاحظة: مَفْعَلَةٌ کا صیغہ کسی چیز کے گڑھ (کسی چیز کے کسی جگہ کثیر مقدار یا تعداد میں پائے جانے پر دلالت) کے لئے ہے؛ جس کا ثلاثی و غیر ثلاثی سے قیاس کیا جاتا ہے (بقولِ بعض غیر قیاسی ہے جس کے کئی اوزان ہیں) جیسے: إِبِلٌ سے مَأْبَلَةٌ، أَفَاعِیْ سے مَفْعَاةٌ، سِبَاعٌ سے مَسْبَعَةٌ. اگر مزید فیہ ہو تو زیادت حذف ہو جاتی ہے۔

۲۔ غیر قیاسی:

ظرف غیر قیاسی کا کوئی ضابطہ اور قاعدہ نہیں؛ سماع پر منحصر ہے. ان میں سے بعض تو ہمیشہ ظرف ہوتے ہیں؛ جیسے: صُبْحًا یا صَبَاحًا اور أَمَامَ؛ بعض کبھی حرف؛ کبھی محض اسم اور کبھی ظرف ہوتے ہیں؛ جیسے: جَیْرِ؛ یہ عموماً حرف ہوتا ہے جو نَعَمْ کی طرح جواب کے لئے ہے؛ یہ کبھی اسم بمعنی حَقًّا اور کبھی ظرف بمعنی أَبَدًا ہوتا ہے. اور بعض ظروف ہونے کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے اداۃ (جزوِ کلام) کے طور پر بھی پہچانے جاتے ہیں؛ جیسے: تَارَةً ظرف ہونے کے ساتھ ساتھ مفعول فیہ بھی ہوتا ہے؛ جیسے: هُوَ يَذْهَبُ اِلٰى هٰذَا تَارَةً وَ اِلٰى ذَاكَ تَارَةً أُخْرٰى (وہ کبھی ادھر جاتا ہے اور کبھی ادھر جاتا ہے)

چند مشہور ظرفِ زماں: صُبْحًا، غَدٌ، غُدْوَةٌ، غَدَاةٌ، عَوْضُ، وَقْتٌ، شَهْرٌ، أَمَدًا، مُدَّةً، مَرَّةً، مَتٰى، بَعْدُ، بَيْنَ.

بعض ظرفِ مکاں: شَمَالٌ، أَيْنَ، تَحْتَ، بَيْنَ، غَلْوَةً، تِلْقَاءَ، تُجَاهُ. ان میں سے بعض مبنی

Marfat.com

ہیں تو بعض منصرف ہیں.

نوٹ: اردو میں بعض لوگ اسمِ ظرف کے ساتھ بعض جگہ خانہ لگا دیتے ہیں؛ جیسے: **مذبح خانہ**؛ یہ خلافِ قاعدہ ہے کہ مذبح خود اپنی ذات میں خانہ ہے.

اسمِ آلہ

Noun of Instrument

گردان:

مِفْعَلٌ مِفْعَلَانِ مِفْعَلَةٌ مِفْعَلَتَانِ مَفَاعِلُ

مِفْعَالٌ مِفْعَالَانِ مَفَاعِيْلُ

تعریف: اسمِ آلہ اوزار و ہتھیار پر دلالت کے لئے ہے. اس کی دو قسمیں ہیں؛ مشتق و جامد:

ا۔ **مشتق:** اسمِ آلہ مشتق کا اشتقاق ثلاثی مجرد متعدی سے ہوتا ہے. جب کہ مِصْفَاةٌ، مِرْقَاةٌ اور مِزْمَارٌ شاذ ہیں؛ کیونکہ یہ فعل لازم صَفَا، رَقِیَ، زَمَرَ سے ماخوذ ہیں.

اسمِ آلہ کے تین اوزان ہیں؛ جن میں سے ہر ایک کا پہلا حرف میم مکسور ہوتا ہے؛ جیسے.

ا۔ مِفْعَلٌ = مِبْرَدٌ، مِخْيَطٌ، مِنْجَلٌ .

۲۔ مِفْعَالٌ = مِفْتَاحٌ، مِضْرَابٌ، مِيْزَانٌ.

۳۔ مِفْعَلَةٌ = مِكْنَسَةٌ، مِرْوَحَةٌ .

معتل لام صرف مِفْعَلَةٌ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: مِطْوَاةٌ، مِشْوَاةٌ، مِصْفَاةٌ.

اگر کسی اور وزن پر ہو تو نادر ہے؛ جیسے: مِقْلٰی جو مِفْعَلٌ کے وزن پر ہے. جبکہ: مُنْخُلٌ، مُدْهُنٌ، مُكْحُلَةٌ، مُدُقٌّ، مَنَارَةٌ اور مُشْطٌ شاذ ہیں؛ جو اسماءِ جامدہ کی طرح چیزوں کے نام کے لئے ہیں؛ جن میں فعل سے اشتقاق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے.

۲۔ **جامد:** اسمِ آلہ غیر مشتق کے اوزان لاتعداد ہیں؛ جن کا کوئی ضابطہ نہیں؛ جیسے: قَدُوْمٌ، سِكِّيْنٌ، فَأْسٌ.

Marfat.com

أَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ / اسمِ تفضیل

Superlative Degree of Adjective

تصریف:

مذکر: أَفْعَلُ أَفْعَلان أَفْعَلُوْنَ أَفَاعِلُ

مؤنث: فُعْلٰی فُعْلَیَان فُعْلَیَاتٌ فُعَلٌ

تعریف: افعل التفضیل کا صیغہ ایسا اسمِ صفت ہے جو اپنے موصوف کی اس کے غیر پر فوقیت و برتری کو بیان کرتا ہے؛ جیسے: زَیْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو. اسے یہ نام صفتِ مشبہ کے صیغے أَفْعَلُ سے تمیز دینے کے لئے دیا گیا ہے۔

اشتقاق وبناوٹ: اسمِ تفضیل کا مذکر کا صیغہ أَفْعَلُ اور مؤنث کا فُعْلٰی کے وزن پر آتا ہے. کسی فعل سے اسمِ تفضیل کے اشتقاق کے لئے اس میں چھ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ ثلاثی مجرد ہو؛ رباعی وغیرہ سے نہیں بنتا.

۲۔ متعلقہ فعل سے صفت کا صیغہ أَفْعَلُ کے وزن پر نہ آتا ہو؛ لہٰذا رنگ، عیب اور حلیہ پر دلالت کرنے والے افعال سے نہیں آتا؛ کیونکہ ان کی صفت أَفْعَلُ کے وزن پر ہوتی ہے. ہاں اگر صفت أَفْعَلُ کے وزن پر نہ ہو تو افعل التفضیل کو أَفْعَلُ کے وزن پر لانے میں حرج نہیں؛ جیسے: هٰذَا أَقْبَحُ مِنْ ذَاکَ وَأَشْنَعُ مِنْهُ. کیونکہ ان کا وصف قَبِیْحٌ اور شَنِیْعٌ ہے.

۳۔ متصرف تام ہو؛ چنانچہ بَئِسَ سے أَبْأَسُ اور کَانَ سے أَکْوَنُ نہیں آتا ہے.

۴۔ ایسا منفی نہ ہو کہ نفی لازم ہو؛ جیسے: مَا عَاجَ بِالدَّوَاءِ. اور عارضی نفی بھی نہ ہو؛ جیسے: مَا عَلِمَ زَیْدٌ (اسمِ تفضیل ہمیشہ مثبت معنی میں آتا ہے)

۵۔ فعل میں مفاضلت کی صلاحیت پائی جاتی ہو؛ چنانچہ فَنِیَ سے أَفْنٰی اور مَاتَ سے أَمْوَتُ نہیں آئیگا.

۶۔ فعل معروف ہو؛ جبکہ أَحْمَدُ، أَعْطٰی، أَخْصَرُ؛ جیسے الفاظ شاذ ہیں؛ کیونکہ یہ فعل مجہول حُمِدَ، أُعْطِیَ، اُخْتُصِرَ سے ماخوذ ہیں؛ جیسے: حَاتَمُ أَعْطٰی مِنْ عَمْرٍو

Marfat.com

وَ ھٰذَا السِّفْرُ أَخْصَرُ مِنْ ذَاکَ (حاتم عمرو سے زیادہ سخی ہے؛ اور یہ کتاب اس سے زیادہ مختصر ہے) اسی طرح: أَعْذَرُ بمعنٰی مَعْذُوْرٌ، أَلْوَمُ بمعنٰی مَلُوْمٌ، أَشْغَلُ بمعنٰی مَشْغُوْلٌ اور أَشْھَرُ بمعنٰی مَشْھُوْرٌ ہے؛ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اسمِ تفضیل کبھی فاعل کی بجائے مفعول کی صفت ہوتا ہے.

أفعل التفضیل کبھی غیر فعل سے ہوتا ہے؛ جیسے: مَا بِالْبَادِیَةِ أَنْوَأُ مِنْهُ. جس میں أَنْوَأُ بمعنٰی أَعْلَمُ بِالْأَنْوَاءِ ہے؛ یعنی دیہاتیوں میں اس سے بڑھ کر گٹھلیوں کی خبر کسی کو نہیں ہے. جبکہ خَیْرٌ اور شَرٌّ جن کی اصل أَخْیَرُ اور أَشَرُّ ہے شاذ ہیں؛ کثرتِ استعمال کی وجہ سے ان کا ہمزہ ساقط ہوگیا ہے؛ اور کبھی اپنی اصل پر أَخْیَرُ اور أَشَرُّ ہی بولے جاتے ہیں. ان کے علاوہ اور بھی ایسے کلمات ہیں؛ مگر یہ سب شاذ ہیں.

اگر کسی ایسے فعل سے اسمِ تفضیل بیان کرنا مقصود ہو جس سے اسے بنانا روا نہیں تو آپ اس کے مناسبِ حال کسی دوسرے فعل سے اسمِ تفضیل لائیں اور اس کے ساتھ ممتنع کا مصدر جوڑ دیں؛ اور بربناءِ تمیز اسے نصب دیں؛ جیسے: عَبْدُکَ أَسْوَدُ وَ عَبْدِیْ أَشَدُّ سَوَادًا (تیرا غلام کالا ہے مگر میرا غلام اس سے بھی بڑھ کر کالا ہے) خط کشیدہ کو آپ أَسْوَدُ نہیں کر سکتے: لہٰذا أَشَدُّ کا کلمہ لانا پڑا. اسی کو ایک اور پیرائے میں لیجیے کہ جس فعل سے اسمِ تفضیل لانا جائز نہ ہو تو أَکْثَرُ، أَشَدُّ اور أَقْوٰی جیسے کلمات کے بعد مطلوبہ فعل کا مصدر نصبی حالت میں لائیں؛ جیسے: ھٰذَا أَشَدُّ اِحْمِرَارًا مِنَ الدَّمِ (یہ خون سے بھی زیادہ سرخ ہے) ھُوَ أَشَدُّ مِنْهُ اسْتِخْرَاجًا وَ بَیَاضًا وَ عَمًی (خروج، سفیدی اور اندھے پن میں وہ اس سے بڑھ کر ہے) ءَ أَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ بَنٰھَا (پیدائش تمہاری مشکل تھی یا آسمان کی جو اس ہستی نے بنایا).

اسمِ تفضیل اور اسمِ مبالغہ کا فرق: اسمِ مبالغہ میں زیادتی فی نفسہٖ ہوتی ہے؛ جبکہ اسمِ تفضیل میں دوسرے کی نسبت سے اور مقابلہ وموازنہ کی جہت سے ہوتی ہے؛ جیسے: ھُوَ عَلَّامَةٌ وَ ھُوَ أَعْلَمُ مِنْ زَیْدٍ. محض عَلَّامَةٌ کہنے سے اسے زید پر فضیلت حاصل نہیں ہوئی؛ مگر جب أَعْلَمُ لائے تو پتہ چلا کہ وہ زید سے بھی بڑھ کر عالم ہے.

۷۔ اسمِ تفضیل فاعل ومفعول دونوں کو عام ہے؛ جیسے: أَحَبُّ اِلٰی أَبِیْنَا مِنَّا. میں أَحَبُّ بمعنٰی محبوب ہے.

Marfat.com

دیگر احکام:

اسمِ تفضیل تین طرح آتا ہے: (۱) معرف باللام (۲) مِنْ کے ساتھ (۳) مضاف ہوکر۔ بیک وقت صرف ایک شکل میں ہی لایا جاسکتا ہے؛ دو یا تین صورتیں جمع نہیں کی جاسکتیں:

۱۔ معرف باللام: اس صورت میں یہ معرفہ بن جاتا ہے اور جنس وعدد میں اپنے موصوف کے مطابق ہوتا ہے؛ جیسے: زَيْدٌ الْأَفْضَلُ، زَيْدَانِ الْأَفْضَلَانِ، زَيْدُوْنَ الْأَفْضَلُوْنَ، هِنْدُ الْفُضْلٰى، هِنْدَانِ الْفُضْلَيَانِ، هِنْدَاتُ الْفُضْلَيَاتُ.

۲۔ مِنْ جارہ کے ساتھ: اس صورت میں یہ ہمیشہ نکرہ مفرد مذکر ہوتا ہے؛ جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، اَلزَيْدَانِ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو؛ اس صورت میں اسمِ تفضیل سے پہلے عموماً ایک ضمیر فاصل لاتے ہیں؛ جیسے: زَيْدٌهُوَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو.

۳۔ بحالتِ اضافت: اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ مضاف الیہ معرفہ ہو؛ ایسے میں اس کی اپنے موصوف کے ساتھ مطابقت اور عدمِ مطابقت برابر ہیں؛ جیسے: زَيْدُوْنَ أَفْضَلُوا النَّاسِ، زَيْدُوْنَ أَفْضَلُ النَّاسِ، هِنْدُ أَفْضَلُ النِّسَاءِ، هِنْدُ فُضْلَى النِّسَاءِ؛ مگر ترجیح عدمِ مطابقت کو حاصل ہے۔

دوسرے یہ کہ مضاف الیہ نکرہ ہو؛ ایسے میں اسمِ تفضیل مفرد مذکر ہوتا ہے؛ جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ رَجُلٍ، زَيْدَانِ أَفْضَلُ رَجُلَيْنِ، زَيْدُوْنَ أَفْضَلُ رِجَالٍ، هِنْدُ أَفْضَلُ امْرَأَةٍ، هِنْدَانِ أَفْضَلُ امْرَأَتَيْنِ، هِنْدَاتُ أَفْضَلُ نِسْوَةٍ.

اسمِ تفضیل مفعول بہ نہیں ہوتا؛ اپنے اندر ضمیر مستتر کو ہمیشہ رفع دیتا ہے؛ مگر اَلْكُحْلُ والے مسئلے میں اسمِ ظاہر کو رفع دیتا ہے۔

مسئلۂ الکحل:

اگر جملے میں نفی، استفہام یا نہی کے بعد اسمِ جنس موصوف ہو اور اسمِ تفضیل کے بعد ایسا اسمِ ظاہر مرفوع ہو جو اپنے ماقبل اور مابعد دونوں کی بہتات بیان کر رہا ہو تو اس کا رافع اسمِ تفضیل ہے۔ یا یوں سمجھیے کہ: اسمِ تفضیل اپنے فعل والے عمل کی صلاحیت رکھتا ہے؛ اگر اس کے بعد واقع ہونے والے اسمِ ظاہر کے آگے پیچھے دو ضمیریں ہوں تو پہلی ضمیر کا مرجع تو موصوف ہوتا ہے؛ جبکہ دوسری کا مرجع یہی اسمِ ظاہر ہوتا ہے؛ اور اس اسمِ ظاہر کا رافع اسمِ تفضیل ہوتا ہے؛ جیسے:

Marfat.com

۱۔ نفی کی مثال: مَا رَأَیْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِیْ عَیْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِیْ عَیْنِ زَیْدٍ (میں نے ایسا کوئی مرد نہیں دیکھا جس کی آنکھ کا سرمہ زید کی آنکھ کے سرمے سے بڑھ کر خوبصورت ہو) یہاں عَیْنِهِ کا مرجع رَجُلًا اور مِنْهُ کا الکحل کا اسمِ ظاہر ہے۔

۲۔ استفہام کی مثال: هَلْ رَأَیْتَ رَجُلًا أَحْسَنَ فِیْ عَیْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِیْ عَیْنِ زَیْدٍ.

ابنِ حاجب نے کافیہ میں بغیر ضمیر کے: مَا رَأَیْتُ رَجُلاً أَحْسَنَ فِیْ عَیْنِهِ الْكُحْلُ مِنْ عَیْنِ زَیْدٍ. اور لفظ عین کو مقدم کر کے: مَا رَأَیْتُ كَعَیْنِ زَیْدٍ أَحْسَنَ فِیْهَا الْكُحْلُ. کو بھی جائز کہا ہے۔

۳۔ نہی کی مثال: لَا یَكُنْ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَیْهِ الْخَیْرُ مِنْهُ إِلَیْكَ. (خیر کو چاہنے والا تجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہونا چاہیے)۔ (مسئلہ الکحل یہاں تمام ہوا؛ آگے دیگر قواعد ہیں)۔

اگر اسمِ تفضیل سے اس کے فعل متعدی کا فائدہ لینا ہو اور دلالت حب و بغض جیسے معنیٰ پر ہو تو اسے متعدی بـاللام بناتے ہیں؛ بشرطیکہ اس کا ماقبل معنوی فاعل اور مابعد معنوی مفعول ہو؛ جیسے: اَلْمُخْلِصُ أَحَبُّ لِلْوَطَنِ مِنَ الْمُنَافِقِ (مخلص منافق سے بڑھ کر وطن کو چاہنے والا ہوتا ہے) مگر جب ماقبل معنوی مفعول بہ ہو اور مابعد معنوی فاعل ہو تو اِلٰی کے ساتھ متعدی بناتے ہیں؛ جیسے: اَلنَّجَاحُ أَحَبُّ إِلَى التِّلْمِیْذِ مِنْ جَائِزَةٍ مَادِّیَّةٍ. (شاگرد کو کامیابی مادی انعام سے بڑھ کر عزیز ہے)۔

تمیز مجرور تب ہوتی ہے جب اس میں معنوی عامل بننے کی اہلیت نہ ہو؛ جیسے: زَیْدٌ أَفْضَلُ رَجُلٍ؛ کیونکہ اسے: فَضُلَ رَجُلٌ نہیں کہہ سکتے مگر معلوم رہے کہ جب اضافت تمیز کے بجائے کسی اور کی طرف ہو تو پھر تمیز منصوب ہوگی؛ جیسے: زَیْدٌ أَفْضَلُ النَّاسِ رَجُلاً. مگر: أَنْتَ أَحْسَنُ خُلُقًا مِنْ زَیْدٍ؛ کو چونکہ حَسُنَ خُلُقُكَ بھی کہہ سکتے ہیں اس لئے یہ منصوب ہے؛ کیونکہ خُلُقًا میں معنوی فاعل بننے کی صلاحیت موجود ہے۔

اگر قرینہ موجود ہو تو مفضل علیہ محذوف ہوتا ہے؛ جیسے: اَللّٰهُ أَكْبَرُ کے بعد مِنْ كُلِّ شَیْءٍ محذوف ہے۔

أُصَیْغِرٌ اور أُحَیْلٰی حالتِ تصغیر میں اسمِ تفضیل ہی کے صیغے ہیں: أَصْغَرُ میں بدوں

Marfat.com

تصغیر تو تنوین ممنوع تھی؛ مگر حالتِ تصغیر میں ہوگی.

اسمِ صفت کے بعد جِدًّا اور غَایَةٌ جیسے الفاظ لانے سے مبالغہ اور تفضیل جیسے معنی حاصل ہوتے ہیں؛ جیسے: جَیِّدٌ جِدًّا ، أَنْتِ شَهِیَّةٌ لِلْغَایَةِ.

وَ لَا سِیَّمَا ایسا اسم ہے جو اپنے مابعد کی ماقبل پر حکماً تفضیل کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: أُحِبُّ الْفَاکِهَةَ وَ لَا سِیَّمَا الْبُرْتُقَالَ (مجھے پھل پسند ہیں؛ خاص طور پر مالٹا) أَیْ: إِنَّ حُبِّیْ لِلْبُرْتُقَالِ یُفَضَّلُ حُبِّیْ لِغَیْرِهٖ مِنَ الْفَاکِهَةِ.

اسمِ تصغیر

Diminutive Noun

تصریف:

فُعَیْلٌ فُعَیْعِلٌ فُعَیْعِیْلٌ

ہر وہ اسم جس کی تصغیر نہیں ہوئی اسمِ مکبّر ہے؛ اس طرح اسمِ مصغّر اسمِ مکبّر سے بنتا ہے.

تعریف: تصغیر سے مراد تقلیل پر دلالت کے لئے اسم کے دوسرے حرف کے بعد یائے لین کا اضافہ کرنا ہے. اس طرح اردو میں جسے کتابچہ کہتے ہیں عربی میں اسے کُتَیِّبٌ کہتے ہیں.

احکام: تصغیر کے لئے کلمہ کے پہلے حرف کو ضمہ؛ دوسرے کو فتحہ دے کر اس کے بعد یا ساکن لاتے ہیں؛ جیسے: عَبْدٌ سے عُبَیْدٌ، رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ.

رباعی اور اس سے اوپر کے اسماء کی تصغیر: (دُرَیْهِمٌ ، بُلَیْبِلٌ)

اگر کسی اسم میں چار یا اس سے زائد حروف ہوں تو یا تصغیر کے بعد والے حرف کو کسرہ دیتے ہیں؛ جیسے: دِرْهَمٌ سے دُرَیْهِمٌ ، بُلْبُلٌ سے بُلَیْبِلٌ.

اگر کسی اسم میں علامتِ تانیث، الف نون زائدتان ہوں یا افعال کے وزن پر جمع ہو تو ان کے احکام مندرجہ ذیل ہیں:

تانیث کی علامت والے کی تصغیر: ثُمَیْرَةٌ ، بُشَیْرٰی، سُمَیْرَاءُ.

اگر کلمہ کے آخر میں علامت تانیث کی ہو تو یہ علامت قائم رہتی ہے اور ماقبل کی حرکت

Marfat.com

بھی وہی رہتی ہے جو تصغیر سے پہلے تھی؛ جیسے: ثَمَرَةٌ سے ثُمَیرَةٌ ، بُشرٰی سے بُشَیرٰی ، سَمْرَاءُ سے سُمَیرَاءُ.

الف نون زائدتان والے کی تصغیر: سُکَیرَانُ.

تصغیر سے الف ونون زائدتان متاثر نہیں ہوتے؛ جیسے: سَکْرَانُ سے سُکَیرَانُ.

أفعالٌ کے وزن پر آنے والے اسماءِ جمع کی تصغیر: أُصَیحَابٌ، أُوَیقَاتٌ.

افعال کے وزن پر اسماءِ جمع کا الف جمع مؤنث والے الف کی طرح تصغیر کے بعد بھی الف ہی رہتا ہے؛ جیسے: أَصْحَابٌ سے أُصَیحَابٌ ، أَوْقَاتٌ سے أُوَیقَاتٌ.

ملاحظة: اسمِ ثلاثی کے مؤنث معنوی کی تا مقدرہ حالتِ تصغیر میں وجوباً ظاہر ہوجاتی ہے؛ جیسے: شَمْسٌ سے شُمَیسَةٌ ، أَرْضٌ سے أُرَیضَةٌ، أُذْنٌ سے أُذَینَةٌ. مگر اس شرط کے ساتھ کہ کہیں التباس پیدا نہ ہو؛ بناء بریں شَجَرٌ کی تصغیر شُجَیرٌ بغیر تا کے ہوگی؛ تا کہ شَجَرَةٌ کی تصغیر سے امتیاز کیا جاسکے. اسی طرح ایسا خَمْسٌ جس سے مراد معدود مؤنث ہو کی تصغیر خُمَیسَةٌ نہیں بلکہ خُمَیسٌ ہوگی؛ تا کہ اس خَمْسَةٌ سے التباس پیدا نہ ہو جو معدود مذکر کے لئے ہے.

حرفِ علت والے اسم کی تصغیر:

بُوَیبٌ، نُیَیبٌ، مُیَیسِرٌ، مُوَیزِینٌ، عُیَیدٌ، سُوَیرٌ، بُیَیتٌ، عُوَیجٌ، خُوَیلِدٌ، ضُوَیرِبٌ، عُصَیٌّ، دُلَیٌّ، عُجَیزٌ، کُتَیِّبٌ، جُدَیِّلٌ، أُدَیوِرٌ، کُرَیِّمٌ، جُمَیِّلٌ، عُصَیفِیرٌ، سُلَیطِینٌ، أُحَیلٰی.

ا۔ وہ مبدلہ حرفِ علت جو یا تصغیر سے پہلے آ رہا ہو؛ اسے اس کی اصل پر لوٹا دیتے ہیں؛ جیسے: بَابٌ سے بُوَیبٌ؛ کہ اس کا ألف واو سے بدلا ہوا ہے؛ اس دلیل پر کہ اس کی جمع أَبْوَابٌ ہے. نَابٌ سے نُیَیبٌ؛ جس کا الف یا سے مقلوب ہے؛ بدلیلِ آنکہ اس کی جمع أَنْیَابٌ ہے؛ اور جمع مکسر میں اشیاء اپنی اصل کی طرف لوٹائی جاتی ہیں. اسی قاعدے کی بناء پر مُوسِرٌ کی تصغیر مُیَیسِرٌ اور مِیزَانٌ کی مُوَیزِینٌ ہے. جبکہ عِیدٌ سے عُیَیدٌ شاذ ہے؛ کیونکہ عِیدٌ کی یا واو سے مبدلہ ہے.

اگر واو اور یا غیر مقلوبہ ہوں تو کوئی تبدیلی نہیں آئے گی؛ جیسے: سُورٌ سے سُوَیرٌ اور

Marfat.com

بِنْتٌ سے بُنَيْتٌ.

اگر الف کی اصل معلوم نہ ہو؛ جیسے: عَاجٌ تو چونکہ تصغیر میں اس کا ماقبل مضموم ہوگا؛ لہٰذا پیش کی رعایت کرتے ہوئے واو کو یا پر ترجیح دی جائے گی؛ جیسے: عُوَيْجٌ.

۲۔ اگر اسمِ مصغر کا دوسرا حرف الف زائدہ ہو (زائدہ سے مراد مصدر میں نہ ہونا ہے) تو یہ الف بالاتفاق واو سے بدل جائے گا؛ جیسے: خَالِدٌ سے خُوَيْلِدٌ، ضَارِبٌ سے ضُوَيْرِبٌ.

۳۔ اگر تیسرا حرف الف یا واو ہو تو یا سے بدل کر اس میں یا تصغیر کا ادغام ہوگا؛ جیسے: عَصَا سے عُصَيٌّ، دَلْوٌ سے دُلَيٌّ، عَجُوزٌ سے عُجَيِّزٌ اور کِتَابٌ سے کُتَيِّبٌ.

اگر مفرد یا جمع مکسر میں سوائے لام کلمہ کے واو متحرکہ ہو تو قلب وبقاء دونوں جائز ہیں؛ جیسے: جَدْوَلٌ سے جُدَيِّلٌ یا جُدَيْوِلٌ اور أَدْوُرٌ سے أُدَيِّرٌ یا أُدَيْوِرٌ.

۴۔ اگر تیسرا حرف یا ہو تو اس میں یا تصغیر کا ادغام ہوگا؛ چنانچہ: مَرْيَمٌ کو مُرَيِّمٌ، کَرِيْمٌ کو کُرَيِّمٌ اور جَمِيْلٌ کو جُمَيِّلٌ کریں گے.

۵۔ اگر چوتھا حرف واو یا الف ہو تو یا سے بدل جائے گا؛ کیونکہ ان کا ماقبل مکسور ہو چکا ہے؛ اور قاعدہ یہی ہے کہ رباعی وخماسی میں یا تصغیر کا مابعد مکسور ہوگا؛ جیسے: عُصْفُوْرٌ سے عُصَيْفِيْرٌ، سُلْطَانٌ سے سُلَيْطِيْنٌ.

جبکہ ناقص (جو عموماً الف مقصورہ ہوتا ہے) کا اسمِ تفضیل تصغیر میں بھی فعل تعجب کی طرح فتحہ پر قائم رہے گا؛ جیسے:

ا۔ فعل تعجب کی تصغیر: مَا أُحَيْلَاهُ (یہ تو تھوڑا میٹھا بھی ہے!) ہے.

ب۔ اسمِ تفضیل کی تصغیر: أُحَيْلٰى مِنَ الْعَسَلِ (شہد سے بھی تھوڑا زیادہ میٹھا ہے.) ہے.

محذوف منہ کی تصغیر: محذوف منہ ایسا اسم ہے جس کا کوئی حرف گر چکا ہو.

۱۔ اگر حروفِ اصلیہ میں سے دو باقی ہوں تو محذوف لوٹایا جائے گا؛ جیسے: أَبٌ سے أُبَيٌّ، أَخٌ سے أُخَيٌّ اور دَمٌ سے دُمَيٌّ.

۲۔ اگر محذوف کے عوض کوئی حرف بڑھایا گیا ہو تو عوض ہٹایا جائے گا اور محذوف لوٹایا جائے گا؛ جیسے: اِبْنٌ سے بُنَيٌّ، اِسْمٌ سے سُمَيٌّ.

۳۔ اگر عوض تا تانیث ہو؛ جیسے: زِنَةٌ اور عِدَةٌ (جو کہ وَزَنَ اور وَعَدَ کے مصدر ہیں) تو

Marfat.com

محذوف لوٹایا جائے گا اور عوض بھی باقی رہے گا؛ جیسے: وُزَيْنَةٌ ، وُعَيْدَةٌ. جب کہ أُخْتٌ اور بِنْتٌ میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی؛ بس ان کی تا مربوط ہو جائے گی؛ جیسے: أُخَيَّةٌ ، بُنَيَّةٌ.

مثنّٰی، جمع سالم اور جمع قلت کی تصغیر: مُؤَيْمِنَانِ، مُؤَيْمِنُوْنَ، مُؤَيْمِنَتَانِ، مُؤَيْمِنَاتٌ، أُرَيْغِفَةٌ.

ہر مثنّٰی اور جمع سالم کی تصغیر اس کے لفظ پر ہوگی؛ یا تصغیر کے سوا کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی؛ لہٰذا: مُؤْمِنَانِ کی مُؤَيْمِنَانِ، مُؤْمِنَتَانِ کی مُؤَيْمِنَتَانِ، مُؤْمِنُوْنَ کی مُؤَيْمِنُوْنَ اور مُؤْمِنَاتٌ کی تصغیر مُؤَيْمِنَاتٌ ہے۔

یہی حکم جمع قلت مکسر کا ہے؛ جیسے: أَرْغِفَةٌ سے أُرَيْغِفَةٌ.

جمع کثرت کی تصغیر: غُلَيِّمُوْنَ ، شُوَيْعِرُوْنَ ، جُوَيْرِيَاتٌ، دُرَيْهِمَاتٌ.

جمع کثرت کی تصغیر اس کے واحد کے ذریعے ہوتی ہے؛ جس کے احکام ہیں:

۱۔ اگر جمع مذکر عاقل کی تصغیر مقصود ہو تو اس کا واحد لا کر اس کی تصغیر کے بعد آخر میں واو نون جمع کا لے آتے ہیں؛ جس طرح: غِلْمَانٌ کا واحد غُلَامٌ ہے تو اس کی تصغیر غُلَيِّمٌ ہوئی؛ جو بعدہٗ جمع بن کر غُلَيِّمُوْنَ ہو جائے گا؛ اسی طرح: شُعَرَاءُ بذریعہ شَاعِرٌ شُوَيْعِرُوْنَ ہوگا۔

۲۔ اگر جمع کثرت مؤنث یا مذکر غیر عاقل ہو تو بذریعہ واحد تصغیر کر کے بعدہٗ جمع کے لئے الف تا لگاتے ہیں؛ جیسے: جَوَارٍ کے واحد جَارِيَةٌ کی تصغیر جُوَيْرِيَةٌ اور جمع جُوَيْرِيَاتٌ اور دَرَاهِمُ کی بذریعہ دِرْهَمٌ دُرَيْهِمَاتٌ ہوئی۔

ملاحظات:

۱۔ مندرجہ ذیل کلمات کی تصغیر شروط کے باوجود خلافِ قیاس ہے:

بَحْرٌ = أُبَيْحِرٌ، مَغْرِبٌ = مُغَيْرِبَانٌ، عِشَاءٌ = عُشَيَّانٌ،
إِنْسَانٌ = أُنَيْسِيَانٌ، رَجُلٌ = رُوَيْجِلٌ، أَصِيْلٌ = أُصَيْلَالٌ،
عَشِيَّةٌ = عُشَيْشِيَّةٌ، صِبْيَةٌ = أُصَيْبِيَةٌ، غِلْمَةٌ = أُغَيْلِمَةٌ.

اسی طرح: قُوَيْسٌ، دُرَيْعٌ، حُرَيْبٌ، نُعَيْلٌ، عُرَيْسٌ اور ذُوَيْدٌ خلافِ قیاس ہیں؛ اگر قیاس پر ہوتے تو تا لوٹائی جاتی۔

۲۔ اگر اسمِ مصغر بننے والا اسم مرکب اضافی ہو تو تصغیر صرف صدر کلمہ کی ہوگی اور عجز کو اس

Marfat.com

کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا؛ جیسے: عَبْدُاللّٰہِ سے عُبَیْدُ اللّٰہِ.

مرکب مزجی کی تصغیر کا بھی یہی قاعدہ ہے؛ چنانچہ: مَعْدِیْ کَرِبُ سے مُعَیْدِیْ کَرِبُ، حَضْرَ مَوْتُ سے حُضَیْرَ مَوْتُ، نَفْطَوَیْهِ سے نُفَیْطَوَیْهِ اور خَمْسَةَ عَشَرَ سے خُمَیْسَةَ عَشَرَ ہوگی.

جبکہ تَأَبَّطَ شَرًّا کی طرح کے مرکب اسنادی کی تصغیر ہی نہیں.

۳۔ اسمِ تصغیر صرف تقلیل کا ہی نہیں بلکہ پیار و حقارت کا فائدہ بھی دیتا ہے؛ ایسے میں اس کا صیغہ فَعُّوْلٌ ہوتا ہے. جب کسی اسمِ معرفہ کو اس وزن پر لاتے ہیں تو زمانہ حال میں اسے پیارا ٹھہرانا مقصود ہوتا ہے؛ جیسے: فَاطِمَةُ سے فَطُّوْمٌ، عَبْدُ الْقَادِرِ سے قَدُّوْرٌ اور عَبْدُ اللّٰہِ سے عَبُّوْدٌ.

۴۔ تصغیر میں علاماتِ تانیث، یا نسب، مضاف و مرکب کے بجز، تثنیہ و جمع کی علامات اور ألف نون زائدتان پر آنچ نہیں آتی؛ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے.

فعل تعجب/ فعلا التعجب

Exclamatory Phrases

مَا أَفْعَلَهُ! أَفْعِلْ بِهِ! مَا أَجْمَلَ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ! مَا أَجْمَلَ الْمَنْظَرَ! مَا أَقْبَحَ الْكَسْلَ! مَا أَحْسَنَ الْكَرَمَ.

کسی چیز کی عظمت کو ظاہر کرنا ہو تو اس کے لئے فعل تعجب کے صیغہ کا استعمال موزوں اور بہت مناسب ہے. کیونکہ فعل تعجب کے صیغہ کو اچھائی یا برائی بیان کرنے میں کمال کی بلاغت حاصل ہے. فعل تعجب کا اصلی صیغہ: مَا أَفْعَلَهُ! ہے؛ جیسے: مَا أَحْسَنَ زَیْدًا! جس کا مفہوم ہے: زید کتنا خوبصورت ہے! جس کا لفظی معنٰی ہے: کسی چیز نے تو زید کو خوبصورت بنایا ہے! فعل تعجب کے مَا کو تعجبیہ کہہ سکتے ہیں جو اسمِ نکرہ تامہ ہے لہٰذا یہ محتاجِ صفت نہیں؛ یہ شَیْءٌ کے معنٰی میں ہوتا ہے؛ جیسے: مَا أَجْمَلَ الْقَمَرَ! (چاند کتنا خوبصورت ہے) اس مثال کی ترکیب میں ہم کہیں گے کہ: مَا مبتدا ہے جو محلاً مرفوع ہے اور مابعد خبر ہے؛ جس میں أَجْمَلَ فعل ماضی ہے اور اس میں ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے؛ اَلْقَمَرَ مفعول بہ ہے جسے متعجب منہ کہتے ہیں. فعل تعجب غیر متصرف

Marfat.com

ہے؛ جس کا نہ صرف یہ کہ مضارع نہیں بنتا بلکہ ماضی کے بھی تثنیہ و جمع وغیرہ نہیں آتے. مَا أَفْعَلَ کے بعد واقع ہونے والے اسم کو عرب ہمیشہ منصوب لاتے ہیں.

فعل تعجب کو وسعت دے کر فصاحت و بلاغت کے لئے ایک اور صیغہ: أَفْعِلْ بِهٖ! اپنایا جاتا ہے؛ جیسے: أَقْبِحْ بِالْكَسَلِ! جو: مَا أَقْبَحَ الْكَسَلَ! کا مترادف ہے؛ دونوں میں مفہوم و معنیٰ کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں؛ یعنی: سستی کتنی بھدی چیز ہے! أَقْبِحْ اصلاً فعل ماضی ہے جو یہاں امر کے صیغے سے آیا ہے جس میں ضمیر نہیں؛ یہ جامد غیر متصرف ہے (جس کی گردان نہیں چلتی) اور تقدیری فتحہ پر مبنی ہے؛ کیونکہ فعل امر فتحہ کو مانع ہے؛ چنانچہ متعجب منہ اس پر تقدم نہیں حاصل کرسکتا. بِالْكَسَلِ میں با زائدہ ہے جس کا ہونا واجب ہے؛ کیونکہ اس کے بغیر اَلْكَسَلِ بر بنائے فاعلیت مرفوع ہوجائے گا؛ جبکہ فعل امر کے بعد کوئی اسم مرفوع نہیں ہوا کرتا. یوں با کی موجودگی میں اَلْكَسَلِ لفظاً مجرور مگر تقدیراً مرفوع ہے.

اگر یکے بعد دیگرے دو فعل تعجب کے ہوں؛ جیسے: أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ! تو دوسرے کے بعد متعجب منہ تخفیفاً محذوف ہوتا ہے؛ لہٰذا کلام کی اصل یوں ہوئی: أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ بِهِمْ!

فعل تعجب کی شرائط اور انداز اسمِ تفضیل والا ہے؛ جس طرح غیر ثلاثی اور لون و عیب والے ابواب سے أَشَدُّ وغیرہ کے ساتھ مصدر لگانے سے اسمِ تفضیل کا مفہوم اداء کیا جاتا ہے؛ اسی طرح أَشَدَّ اور أَشْدِدْ کے ساتھ مطلوبہ فعل کا مصدر لگا کر فعل تعجب بناتے ہیں؛ جیسے: مَا أَشَدَّ بَيَاضًا! کتنا سفید ہے! أَشْدِدْ بِإِكْرَامِهٖ! اس کا اکرام کتنا لازم ہے! أَعْظِمْ بِحُمْرَتِهٖ! اس کی سرخی کے کیا کہنا!

مبتدیان توجہ دیں کہ فعل تعجب کے أَشَدَّ کے دال پر زبر جبکہ اسمِ تفضیل میں پیش ہے.

تعجب کے اظہار کے انداز اور بھی ہیں؛ مثلاً: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا شَاءَ اللّٰهُ! حَاشَ لِلّٰهِ! اور ھمزۃ استفہام بھی اپنے حقیقی معنیٰ سے نکل کر کبھی بلاغی طور پر تعجب کے معنیٰ دیتا ہے؛ جیسے: أَلَمْ تَرَ إِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ! (کیا آپ نے اپنے رب کی قدرت نہیں دیکھی کہ کیسے سائے کو دراز کردیا) تعجب کی اس صورت کو غیر صریحی کہتے ہیں.

ظاہر ہے فعل تعجب متعدی ہے اور اس کے ماضی و امر کے صیغے بابِ افعال سے ہیں؛

Marfat.com

جبکہ خود أَفْعَلَ اور أَفْعِلْ تعجب کے صیغتان جامد غیر متصرف ہیں.

کچھ غیر قیاسی عبارات بھی تعجب سے تعبیر کی جاتی ہیں؛ جیسے: یَا لَکَ! عرب کہتے ہیں: یَا لَکَ مِنْ رَجُلٍ! اور: یَا لَکَ رَجُلاً. اس میں یا ندائیہ ہے جسے تعجب کے لئے لایا گیا ہے؛ جس کا منادٰی عَجَبًا محذوف ہے. لَکَ جار و مجرور متعلق بالمنادٰی ہیں اور رَجُلاً تمیز ہے.
اسی طرح: سُبْحَانَ اللّٰہِ! تنزیہ کے علاوہ تعجب کے لئے بھی ہے. وَا جو کہ اسمِ فعل مضارع ہے یہ بھی کلمۂ تعجب ہے؛ جس کے معنی ہیں: أَعْجَبُ! یہ ایسے فقرات وکلمات ہیں جن کا استعمال بطور تعجب خلافِ قیاس ہے.

صرفِ صغیر

صرفِ صغیر کا مطلب ہے ہر باب سے ماضی، مضارع، اسمِ فاعل وغیرھم کے پہلے صیغے کی نشاندہی کرنا؛ تاکہ اسے بنیاد بنا کر باقی صیغے لائے جاسکیں اور پوری پوری گردان لانے سے پہلو تہی کی جاسکے.

گردان صرفِ صغیر:

ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا فَهُوَ ضَارِبٌ؛ وَضُرِبَ يُضْرَبُ ضَرْباً فَذَاکَ مَضْرُوْبٌ؛ اَلْأَمْرُ مِنْهُ: اِضْرِبْ؛ وَ النَّهْيُ عَنْهُ: لَا تَضْرِبْ؛ اَلظَّرْفُ مِنْهُ: مَضْرِبٌ؛ وَالْآلَةُ مِنْهُ: مِضْرَبٌ وَ مِضْرَبَةٌ وَ مِضْرَابٌ وَتَثْنِيَتُهُمَا (ظرف وآلہ دونوں کا تثنیہ) مَضْرِبَانِ وَ مِضْرَبَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا: مَضَارِبُ وَ مَضَارِيْبُ؛ أَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ مِنْهُ: أَضْرَبُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ: ضُرْبٰى وَتَثْنِيَتُهُمَا: أَضْرَبَانِ وَ ضُرْبَيَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا: أَضْرَبُوْنَ وَأَضَارِبُ وَضُرَبٌ وَضُرْبَيَاتٌ؛ وَ فِعْلَا التَّعَجُّبِ مِنْهُ: مَا أَضْرَبَهُ وَأَضْرِبْ بِهٖ. وَالصِّفَةُ: ضَرِيْبٌ.

تفصیل صرفِ صغیر:

۱۔ فعل ماضی معروف: ضَرَبَ ؛ بفتح العین.
۲۔ فعل مضارع معروف: يَضْرِبُ ؛ بکسر العین.

Marfat.com

۳۔ اسمِ مصدر: ضَرْبًا ؛ مجزوم العین۔

۴۔ ماضی مجہول: ضُرِبَ ؛ مضموم الفاو مکسور العین۔

۵۔ مضارع مجہول: یُضْرَبُ؛ مضموم بحرفِ مضارع ومفتوح العین۔

۶۔ مصدر: ضَرْباً ؛ جو مصدر فعل معروف کا وہی مصدر فعل مجہول کا۔

۷۔ اسمِ فاعل: ضَارِبٌ؛ جسے یہاں فَھُوَ کے کلمہ سے ذکر کیا گیا ہے۔اسمِ فاعل اپنے فعل معروف کی نیابت کرتا ہے؛ اسی لئے صرفِ صغیر میں اس کا ذکر فعل معروف کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

۸۔ اسمِ مفعول: مَضْرُوْبٌ؛ جسے یہاں فَذَاکَ کے کلمہ سے ذکر کیا گیا ہے۔اسمِ مفعول فعل مجہول کی نیابت کرتا ہے؛ اسی لئے اس کا ذکر فعل مجہول کے ساتھ کیا گیا ہے۔

۹۔ امر: اِضْرِبْ ؛ ھمزۃ وصلی ہے۔

۱۰۔ نہی: لَا تَضْرِبْ؛ بسکون اللام۔

۱۱۔ اسمِ ظرف: مَضْرِبٌ؛ اس کا میم مفتوح اور مکسور العین ہوتا ہے؛ اور اس کا عین کلمہ را ہے۔

۱۲۔ اسمِ آلہ: مِضْرَبٌ ، مِضْرَبَۃٌ ، مِضْرَابٌ ؛ یہ تینوں صیغے واحد کے ہیں جو مکسور المیم اور مفتوح العین ہیں۔

۱۳۔ وَ تَثْنِیَتُھُمَا (یعنی ظرف وآلہ دونوں کی تثنیہ) مَضْرِبَانِ (بفتح المیم وبکسر العین للظرف) مِضْرَبَانِ (بکسر المیم وبفتح العین للآلۃ)

۱۴۔ وَ الْجَمْعُ مِنْھُمَا (ظرف وآلہ دونوں کی) مَضَارِبُ وَ مَضَارِیْبُ (بفتح المیم وکسر العین) کہ جمع میں اسمِ آلہ بھی مفتوح المیم اور مکسور العین (را) ہے۔جمع کے اس وزن میں تنوین نہیں آتی کہ اس کا تعلق منع صرف سے ہے؛ اور یہ دونوں وزن ہر دو کے لئے ہیں۔

اسمِ آلہ کے بعض کلمات فِعَالٌ اور فَاعَلٌ کے وزن پر ہیں؛ جیسے: نِطَاقٌ، خِیَاطٌ، خَاتَمٌ ، قَالَبٌ، عَالَمٌ. جبکہ اور بہت سے اسماءِ آلہ غیر مشتق ہیں جنہیں اپنے فعل سے دور کا بھی لفظی لگاؤ نہیں؛ محض سماعی ہیں؛ جیسے: قَدُوْمٌ ، سِکِّیْنٌ ، فَأْسٌ؛ اور بعض لفظی تعلق رکھتے ہوئے بھی غیر مشتق ہیں؛ جیسے: مُدْھُنٌ (کولھو) مُدُقٌّ (منگلی)۔

Marfat.com

غیر ثلاثی مجرد سے اسمِ آلہ کا معنیٰ لینے کے لئے مصدر سے پہلے مَا بِہٖ لاتے ہیں؛ جیسے: مَا بِہِ الاِجْتِنَابُ.

۱۵۔ اسمِ تفضیل: أَضْرَبُ؛ (اس کا ھمزۃ قطعی ہے) جس کا مؤنث: ضُرْبٰی ہے.

۱۶۔ وَتَثْنِیَتُھُمَا: مذکر کی تثنیہ؛ أَضْرَبَان. مؤنث کی: ضُرْبَیَان.

۱۷۔ وَالْجَمْعُ مِنْھُمَا: مذکر کی جمع؛ أَضْرَبُوْنَ، أَضَارِبُ، اور مؤنث کی؛ ضُرْبَیَاتٌ، ضُرَبٌ ہے.

۱۸۔ وَفِعْلُ التَّعَجُّبِ مِنْہُ: مَا أَضْرَبَہٗ اور أَضْرِبْ بِہٖ ہے. جبکہ صفتِ مشبہ کو صرفِ صغیر میں شاید ہی کسی نے ذکر کیا ہو.

یاد رہے کہ اسمِ تفضیل ثلاثی مجرد اور فعل تعجب بابِ افعال کے علاوہ باقی ابواب سے نہیں آتے؛ ان میں بھی یہ قید ہے کہ رنگ وعیب اور حلیہ کے لئے نہ ہوں؛ اگر ثلاثی کے اس طرح کے ابواب یا مزید فیہ سے فعل تعجب لانا ہو تو اسمِ تفضیل کی طرح مَا أَشَدَّ کے بعد مطلوبہ فعل کا مصدر لاتے ہیں؛ مثلاً: اِسْتَخْرَجَ مزید فیہ ہے تو تعجب کا مفہوم لینے کے لئے اسے مَا أَشَدَّ اسْتِخْرَاجًا! کر دیا جائے گا. اگر دوسرے صیغے سے لانا ہو تو أَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِہٖ! بنے گا.

ابواب کی صرفِ صغیر: ثلاثی مجرد کی طرح دیگر ابواب کو جاننے کے لئے ان کی بھی صرفِ صغیر بنانی چاہیے؛ تاکہ ابواب کی پہچان ہو سکے؛ مثلاً: عَلِمَ أَعْلَمَ اِسْتَعْلَمَ اِنْعَلَمَ عَلَّمَ .... اس طرح ہر باب سے نہ صرف فعل ماضی کا پہلا صیغہ بلکہ مضارع وامر وغیرھما میں سے ہر ایک کا پہلا لا کر ایک فہرست تیار کر لی جائے تو مفید رہے.

ملاحظۃ: مزید فیہ تو وہ ہوگا جس کا مجرد ہوگا؛ اگر کسی باب کا مجرد سے تعلق نہیں تو وہ مزید فیہ نہیں کہلائے گا. یہ الگ بات ہے کہ ثلاثی کی طرح رباعی کے بھی مزید فیہ ہیں؛ جیسے: تَسَرْبَلَ، اِبْرَنْشَقَ، اِقْشَعَرَّ. جبکہ بعض ابواب کو کسی تکنیکی وجہ سے ملحق کہتے ہیں؛ جیسے: جَلْبَبَ ملحق برباعی مجرد ہے؛ اور تَجَلْبَبَ ملحق برباعی مزید فیہ ہے.

Marfat.com

حصہ نحو

Marfat.com

علمِ نحو
Syntax

تعریف: اجزاءِ کلام کو ترتیب دینے؛ ان کا باہمی ربط جاننے اور اعراب کے قواعد وضوابط سے بحث کرنے کا نام علمِ نحو ہے۔

موضوع: نحو کا موضوع کلمہ ہے؛ جبکہ لفظ کلمہ کا اطلاق اجزاءِ کلام (اسم، فعل، حرف) میں سے ہر ایک پر ہوتا ہے۔

غرض وغایت: فہمِ کلام اور ابلاغِ معانی اس علم کے فوائد میں سے ہیں۔ اس علم کے جاننے سے نہ صرف کلام میں نکھار پیدا ہوتا ہے بلکہ فصاحت وبلاغت کا رنگ بھی بھرنے لگتا ہے۔

تعارف: علمِ نحو نے اپنی اہمیت کے پیشِ نظر ہر سطح کی درسگاہ میں جگہ بنالی ہے؛ اپنے قواعد و ضوابط کی تعیین وتفصیل میں بہت سے دیگر علوم پر سبقت حاصل کرلی ہے۔ اس کی طرح ڈالنے والے ابوالاسود الدوَلی؛ علل واسباب بیان کرنے والے ابنِ اسحاق الحضرمی؛ اور قواعد وضوابط کو ترتیب دینے والے ہارون بن موسیٰ ہیں۔

اس فن میں سب سے پہلی تصنیف عیسیٰ بن عمر کی ہے؛ مگر بوجہ تبویب کے کتاب السیبویہ نے وہ مقام پایا ہے کہ علماءِ نحو اسے الکتاب کے اختصار سے یاد کرتے ہیں۔

علماءِ نحو کے دو گروہ یا مذہب ہیں: ایک بصری؛ دوسرے ان کے شاگرد کوفی۔ بصری سماع کو ترجیح دیتے ہیں اور صرف مجبوری میں قیاس سے کام لیتے ہیں اور روایت ودرایت دونوں اعتبار سے انھیں کوفیوں پر فوقیت حاصل ہے۔

علماءِ نحو میں سے عمرو بن عثمان السیبویہ، علی بن حمزہ الکسائی، یحیی بن زیاد الفراء اور عثمان بن عمر الحاجب کا نام سرِفہرست ہے۔

اس فن کی امہات الکتب میں سے: الکتاب للسیبویه، شرح ابن عقیل، الانصاف للأنباری، مغنی اللبیب عن کتب الأعاریب لجمال الدین الأنصاری، المفصّل فی صناعة الاعراب للزمخشری اور النحو الوافی للأستاذ عباس حسن ہیں۔

Marfat.com

کلمہ (The Word)

(اسم، فعل، حرف)

کلمہ کلام کو کہتے ہیں؛ اگر منہ سے ایک لفظ ہی نکلے تو یہ بھی کلام ہے. اس اعتبار سے کلمہ کا مترادف لفظ ہے؛ لفظ کا لغوی معنٰی پھینکنا ہے؛ منہ جن آوازوں کو باہر پھینکتا ہے ان کی اکائی کو لفظ کہتے ہیں. کلمہ یا لفظ کی تین اقسام ہیں: اسم، فعل، حرف.

۱۔اسم: جس کی اصل سِـمُوٌ ہے؛ کسی بھی چیز کے نام کو اسم کہتے ہیں. اسم اپنے معنٰی پر دلالت کے لئے زمانے یا کسی معاون کا محتاج نہیں؛ جیسے: کِتَابٌ، ضَرْبٌ.

کلام کا محور جسے مسند الیہ کہتے ہیں کوئی نہ کوئی اسم ہی ہوتا ہے؛ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ (زید آیا) ضُرِبَ زَیْدٌ (زید پیٹا گیا) زَیْدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہے) ان تینوں جملوں میں بات زید سے منسوب ہے؛ اسم اپنی اسی محوریت کی وجہ سے مسند الیہ بننے کی اہلیت رکھتا ہے. مسند الیہ کے لئے اِخبار عنہ یا محکوم علیہ جیسے فقرے بھی بولے جاتے ہیں.

۲۔فعل: کلمہ کی دوسری قسم فعل ہے؛ جس کے معنٰی کا کسی نہ کسی زمانہ سے ربط ضروری ہے؛ جیسے: ضَرَبَ کا ماضی سے، یَضْرِبُ اور اِضْرِبْ کا حال واستقبال سے ہے. فعل یا تو کسی اسم سے صادر ہوتا ہے؛ جیسے: سَجَدَ خَالِدٌ. یا کسی اسم پر واقع ہوتا ہے؛ جیسے: نُصِرَ جُنْدٌ. معلوم ہوا کہ فاعل یا نائب فاعل کے بغیر کوئی فعل وجود نہیں پاتا ہے. بناء بریں فعل پر کسی دوسرے جزوِ کلام کا تکیہ (اسناد) نہیں ہو سکتا؛ بلکہ فعل تو خود سہارے کا محتاج ہے اور اسی کا نام اسناد ہے. لہٰذا فعل صرف مسند بنتا ہے مسند الیہ نہیں بن سکتا ہے. اخبار بہ اور محکوم بہ مسند ہی کے مترادف ہیں.

۳۔حرف: کلمہ کی تیسری قسم ہے؛ جس کے معنٰی کنارے کے ہیں. کلام میں سرگرم تو اسم اور فعل ہی رہتے ہیں؛ حرف تو کنارے کنارے ہی رہتا ہے. یہ اجزاءِ کلام کو ایک دوسرے سے ملاتا ہے اور یوں اپنے معنٰی بنالیتا ہے؛ ورنہ اکیلے رہتے ہوئے اس کی کوئی معنوی حیثیت نہیں رہتی؛ لہٰذا نہ یہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ بنتا ہے.

واضح رہے کہ اس حرف سے مراد اِلٰی، فِیْ، مِنْ جیسا حرفِ معانی ہے؛ نہ کہ ب ت ث ج جیسا حرفِ مبانی (تہجی) ہے.

Marfat.com

جملہ

The Sentence

جملہ کو کلام اور مرکب مفید بھی کہتے ہیں؛ جس میں مسند اور مسند الیہ کا پایا جانا ضروری ہے. جب ایک سے زائد کلمات جمع ہوتے ہیں تو یہ جملے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں. ہر زبان میں جملے کی اپنی ایک ترکیب ہوتی ہے؛ اگر یہ ترکیب وترتیب مکمل ہو تو اسے جملہ، کلام یا مرکب مفید کہتے ہیں جو اپنے سامع کو معنوی فائدہ دیتا ہے.

مسند الیہ اور مسند: جملہ جو کہ مرکب تام ہوتا ہے (جسے مرکب مفید بھی کہتے ہیں) اس کا کم از کم دو چیزوں پر مشتمل ہونا ضروری ہے؛ ایک مسند الیہ اور دوسرے مسند. کون مسند الیہ ہے اور کون مسند؛ اس کا تعین معنی سے ہوتا ہے نہ کہ تقدیم وتاخیر سے؛ جیسے: لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ. میں عَذَابٌ عَظِيمٌ مسند الیہ ہے جو کہ مبتدأ ہے؛ اور لَهُمْ مسند ہے جو کہ خبر ہے. مبتدأ اور خبر جملہ اسمیہ میں ہوتے ہیں. اگر جملہ فعلیہ ہو تو مسند الیہ کو فاعل اور مسند کو فعل کہتے ہیں؛ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ. میں ضَرَبَ مسند ہے جو کہ فعل ہے اور زَيْدٌ مسند الیہ ہے جو کہ فاعل ہے. اسی طرح: اِضْرِبْ. ایک مکمل جملہ ہے؛ اس میں أَنْتَ ضمیر ہے جو کہ فاعل ہے اور مسند الیہ ہے.

نامکمل ترکیب کو مرکب ناقص کہتے ہیں جسے اسے بحث میں لانا مجھے پسند نہیں؛ اس کی اقسام اپنے اپنے مواقع میں ملیں گی.

خبر وانشاء: جملہ بنیادی طور پر دو قسم پر ہے؛

۱: خبر ۲: انشاء

۱۔ خبر: اگر کلام کی تصدیق وتکذیب ممکن ہو تو جملہ خبریہ ہے؛ جیسے: ذَهَبَ خَالِدٌ.

۲۔ انشاء: اگر کلام کی تصدیق یا تکذیب ممکن نہ ہو تو جملہ انشائیہ ہے؛ جیسے: اِذْهَبْ. انشاء کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ **طلبی:** امر، نہی، استفہام، تمنی اور نداء انشاءِ طلبی ہیں.

ب۔ **غیر طلبی:** اس کی مشہور اقسام: تعجب، مدح وذم، قسم، افعالِ رجاء، عقود (بیع و شراء) کے صیغے ہیں. خبر وانشاء کی تفصیل آپ کو اگلے صفحات میں مل جائیگی.

Marfat.com

اجزاءِ جملہ

Parts of Speach

(۱) اسم (Noun)

علاماتِ اسم Signs of Noun

کوئی کلمہ اسم ہے، فعل ہے یا حرف ہے؛ ان کی پہچان کے لئے علماءِ نحو نے علامات گنوائی ہیں.

اسم کی گیارہ علامات ہیں؛ جن میں سے ایک وقت میں کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے؛ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ لام تعریف داخل ہوا ہو؛ جیسے: اَلْبَیْتُ (بَیْتٌ پر لام زائدہ ہے؛ یہ جزوِ کلمہ نہیں)

۲۔ حرفِ جر داخل ہوا ہو؛ جیسے: بِخَبَرٍ (خبر کے ساتھ با حرفِ جارّہ ہے)

۳۔ تنوین ملحق ہو؛ جیسے: زُهْدٌ (پیش کے بعد محض پڑھنے کی حد تک نون ساکن ہے؛ وہ بھی تب جب بعدہٗ کوئی کلمہ بولا جائے)

۴۔ ایسا کلمہ جو مسند الیہ ہو وہ اسم ہے؛ جیسے: اَحْمَدُ ذَاهِبٌ (أَحْمَدُ مسند الیہ ہے)

۵۔ مضاف ہو؛ جیسے: کِتَابُ اللّٰہِ. (کِتَابُ مضاف ہے لہٰذا اسم ہے)

۶۔ مصغر ہو؛ جیسے: عُبَیْدٌ (یہ عَبْدٌ کی تصغیر ہے)

۷۔ منسوب ہو؛ جیسے: أَهْلِيٌّ (أَهْلٌ کے ساتھ یا مشددہ کا الحاق نسبت کے لئے ہے)

۸۔ مثنّٰی ہو؛ جیسے: طَالِبَانِ (طَالِبٌ کے ساتھ الف نون تثنیہ کا ہے)

۹۔ مجموع ہو؛ جیسے: طُلَّابٌ (جو کہ طالب کی جمع ہے؛ جبکہ طُلَبَاءُ؛ طَلَبَةٌ؛ طَالِبُوْنَ بھی اسی کی جموع ہیں)

۱۰۔ موصوف ہو؛ جیسے: طَالِبٌ مُجْتَهِدٌ (طالب موصوف ہے لہٰذا اسم ہے)

۱۱۔ تا مدورہ ملحق ہو؛ جو عموماً تانیث کی ہوتی ہے؛ جیسے: کَرِیْمَةٌ.

Marfat.com

اسم کی اقسام Kinds of noun

قبل اس کے کہ اسم کے اعراب سے بحث کی جائے؛ ضروری ہے کہ اس کی عمومی اقسام کو جانا جائے؛ تا کہ اعراب کو سمجھنے کی راہ ہموار ہو جائے۔

اسم ایسا جزوِ کلام ہے جسے اعراب واضافت جیسے حالات کا سامنا کرنا ہوتا ہے؛ ابتدائی طور پر ایک طرح سے اس کی دو قسمیں ہیں: جامد و مشتق:

ا۔ **اسمِ مشتق:** ایسا اسم جس کا کسی دوسرے اسم سے اشتقاق ہوا ہو؛ جیسا کہ: اسمِ فاعل، اسمِ مفعول، اسم ظرف زمان و مکان، اسمِ آلہ، اسمِ صفتِ مشبہ اور اسمِ تفضیل اپنے مصدر سے مشتق ہیں۔

۲۔ **اسمِ جامد:** جو مشتق نہیں وہ اسمِ جامد ہے؛ جس کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ وہ جس سے دیگر اسماء وافعال مشتق ہوں؛ جیسا کہ اسمِ مصدر۔

ب۔ وہ جس سے کوئی اسم و فعل مشتق نہ ہو؛ جیسے: أَرْضٌ۔

اساسی طور پر پھر اسم کی دو قسمیں ہیں: سماعی و قیاسی:

ا۔ **سماعی:** وہ اسماء جو سن کر معلوم ہوں؛ قیاس نہ کیے جا سکیں؛ لہٰذا تمام اسماءِ جامدہ سماعی ہیں۔

۲۔ **قیاسی:** جملہ اسماءِ مشتق قیاسی ہیں کہ اپنے وزن پر قیاس کیے جا سکتے ہیں۔

اسم کی دیگر اقسام:

ا۔ **اسمِ موصوف:** ایسا اسم جس کے بارے کچھ کہا جائے؛ اس کی دو قسمیں ہیں: مذکر و مؤنث

ا۔ مذکر: اسم مذکر محتاجِ علامت نہیں کہ کوئی علامت اس کے مذکر ہونے پر دلالت کرے۔

ب۔ مؤنث: اس کی تین علامتیں ہیں:

ا۔ آخر میں تا مربوطہ ہو؛ جیسے: نِعْمَةٌ۔

۲۔ الف مقصورہ ہو؛ جیسے: عُذْرٰی، فُضْلٰی۔

۳۔ الف ممدودہ ہو؛ جیسے: سَوْدَاءُ، بَيْدَاءُ. تقریباً ہر وہ اسم جسے ان تین میں

Marfat.com

سے بطور حرفِ زائد کوئی علامت لاحق ہے وہ اسمِ مؤنث ہے. یعنی یہ چیزیں حروف اصلیہ سے زائد ہوں. جبکہ اسماءِ ذکور اگرچہ علامتِ تانیث پر ختم ہوں مذکر ہی رہتے ہیں؛ جیسے: نَخْلَةٌ ، أَرْطٰی، خَضْرَاءُ مذکر ہیں.

اسمِ مؤنث دو قسم پر ہے: لفظی ومعنوی

ا۔ مؤنث لفظی: وہ جس میں ظاہری علامت موجود ہو؛ جیسا کہ اوپر دی گئی مثالوں میں پائی گئی ہے.

ب۔ مؤنث معنوی: یہ وہ اسم ہے جو دلالت تو مؤنث پر کرتا ہے مگر تانیثی علامت سے خالی ہوتا ہے. اس کے اسماء چار طرح ہیں:

ا۔ اعلامِ اناث: وہ جو عورتوں کے نام ہیں؛ جیسے: مریم، زینب.

۲۔ ایسے نام جو مؤنث کے لئے خاص ہیں؛ جیسے: أُخْتٌ ، أُمٌّ.

۳۔ ممالک، شہر اور قبیلوں کے نام مؤنث ہیں؛ جیسے: بَاكِسْتَانُ، كَرَاتْشِي، قُرَيْشٌ.

۴۔ وہ اعضاء جو جوڑہ جوڑہ ہیں مؤنث معنوی ہیں؛ جیسے: عَيْنٌ ، رِجْلٌ.

اس قاعدے کو اغلبیت ضرور حاصل ہے مگر قطعیت نہیں؛ جیسا کہ: صُدْغٌ ، مِرفَقٌ ، حَاجِبٌ، خَدٌّ اور لَحْیٌ (جبڑا، نہ کہ لِحْيَةٌ) مذکر ہیں.

مؤنث معنوی کے بہت سے اسماء ان قواعد کو قبول نہیں کرتے. ان میں سے چند یہ ہیں:

أُذُنٌ، أَرْضٌ؛ أَرْنَبٌ، أَصْبُعٌ، أَفْعٰی، بِئْرٌ، جَحِيْمٌ، جَهَنَّمُ، حَرْبٌ، دَارٌ، ذِرَاعٌ، رِجْلٌ، رَحِمٌ، رَحًی، رِيْحٌ، سَقَرُ، سِنٌّ، سَاقٌ، شَمْسٌ، شِمَالٌ، ضَبُعٌ، عَرُوْضٌ، عَصًا، عَقِبٌ، عَيْنٌ، فَأْسٌ، فَخِذٌ، فُلْكٌ، قَدَمٌ، قَوْسٌ، كَأْسٌ، كَتِفٌ، كَرِشٌ، كَفٌّ، نَارٌ، نَعْلٌ، نَابٌ، وَرِكٌ، يَدٌ، يَمِيْنٌ.

بعض اسماء میں تذکیر وتانیث دونوں روا ہیں؛ جن میں سے مشہور یہ ہیں: اِبْطٌ، اِزَارٌ، حَالٌ، حَانُوْتٌ، خَمْرٌ، دِرْعٌ، دَلْوٌ، رُوْحٌ، زُقَاقٌ، سَبِيْلٌ، سُرًی، سَرَاوِيلُ، سِلَاحٌ، سِكِّيْنٌ، سِلْمٌ، سُلَّمٌ، سَمَاءٌ، سُوْقٌ، صَاعٌ، ضُحًی، طِرْسٌ، طَرِيْقٌ، عَجُزٌ، عَضُدٌ، عُقَابٌ، عَقْرَبٌ، عُنُقٌ، عَنْكَبُوْتٌ، فِرْدَوْسٌ، فَرَسٌ، فِهْرٌ، قِدْرٌ، قَفًا، قَمِيْصٌ، كَبِدٌ، لِسَانٌ، مِسْكٌ، مِلْحٌ، مَنْجَنِيْقٌ، مُوْسٰی، نَفْسٌ، وَرَاءَ.

علاوہ ازیں حروفِ ہجائیہ میں بھی تذکیر وتانیث دونوں ہیں.

Marfat.com

۲۔اسمِ صفت: اسے نعت بھی کہتے ہیں. یہ اپنے منعوت کی اچھائی برائی یا کسی دوسرے وصف کی نشاندہی کے لئے ہے. یہ پانچ اقسام پر ہے: ا۔اسمِ فاعل ۲۔اسمِ مفعول ۳۔صفت مشبہ ۴۔اسمِ تفضیل ۵۔اسمِ مبالغہ.

۳۔اسمِ مفرد اور اسمِ مرکب: اسمِ مفرد وہ ہے جو صرف ایک جزء پر مشتمل ہو؛ جیسے: أَحْمَدُ. اسم مرکب: یہ جزئین پر مشتمل ہوتا ہے؛ جیسے: عَبْدُ اللّٰہِ ، سِیْبَوَیْہِ، بَعْلَبَکَّ، ذَرَّ حَیًّا.

اسمِ مرکب عموماً مرکب ناقص ہوتا ہے؛ اور مرکب دو قسم پر ہے: مرکب تام، مرکب ناقص

ا۔مرکب تام: اسے مرکب اسنادی بھی کہتے ہیں. اس کا ایک جزء مسند الیہ اور دوسرا مسند ہوتا ہے ؛جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ. زید مسند الیہ ہے کہ بات اسی کی ہو رہی ہے، اسی پر بات کا انحصار ہے، اسی کو مبتدأ کہتے ہیں؛ قائم مسند ہے کہ زید کے سہارے پر قائم ہے اور اسی کی خبر دے رہا ہے؛ بناء بریں اسے کہتے ہی خبر ہیں. اس کے باقی نام مرکب مفید، جملہ اور کلام ہیں.

ب۔مرکب ناقص: اسے مرکب غیر مفید بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ یہ ناکافی کلام (Phrase) ہوتا ہے. اس کی دو قسمیں ہیں: تقییدی اور غیر تقییدی۔

ا۔تقییدی: ایسا مرکب ناقص جس کا دوسرا جزء پہلے جزء سے مقید ہو؛ اس کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔مرکب اضافی: وہ جس کا پہلا جزء مضاف اور دوسرا مضاف الیہ ہو؛ جیسے: عبداللّٰہ (عبد مضاف اللّٰہ مضاف الیہ)

ب۔مرکب توصیفی: جس کا پہلا جزء موصوف اور دوسرا صفت ہو؛ جیسے: رَجُلٌ فَاضِلٌ (رجل موصوف فاضل صفت)

۲۔غیر تقییدی: ایسا مرکب ناقص جس کا دوسرا جزء پہلے کی قید سے آزاد ہو؛ اس کی تین اقسام ہیں۔

ا۔مرکب عددی: اسے مرکب بنائی بھی کہتے ہیں. یہ دو ایسے عددوں کا مجموعہ ہوتا ہے جن کے درمیان سے واو عاطفہ تخفیفاً محذوف ہوتی ہے؛ یہ أَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک کے نو عدد ہیں؛ جن کی اصل أَحَدٌ وَ عَشَرَ ... ہے.

ب۔مرکب صوتی: اس کا جزءِ ثانی اسمِ صوت ہوتا ہے؛ جیسے: سِیْبَوَیْہِ ،خَالَوَیْہِ.

Marfat.com

ج۔ مرکب مزجی: اسے مرکب منع صرف بھی کہتے ہیں؛ ایسا مرکب جس کا دوسرا حصہ نہ تو کسی حرف کو متضمن ہو اور نہ ہی اسم صوت ہو؛ جیسے: بَعْلَبَکّ، حَضْرَ مَوْتُ، تَأَبَّطَ شَرًّا، ذَرَّحَیًّا. مرکب مزجی کا پہلا جز و فعل و فاعل ہو تو اسے بھی مرکب اسنادی کہتے ہیں؛ جیسے: ذَرَّحَیًّا میں ذَرَّ فعل فاعل ہے. جبکہ مرکب اسنادی مرکب ناقص نہیں تام ہوتا ہے؛ یوں مرکب مزجی ہر دو کو عام ہوا.

۴۔ اسمِ منسوب یا اسمِ نسبت: کسی اسم کے آخر میں یا مشددہ کا الحاق اس غرض سے کیا جائے کہ مطلوبہ چیز کو اس سے منسوب کر دیا جائے تو اسے اسمِ منسوب کہیں گے. اس کا قاعدہ یہ ہے کہ یا نسبت کا ماقبل مکسور کر دیا جائے؛ جیسے: رَجُلٌ لُبْنَانِیٌّ.

جس اسم سے نسبت قائم کی جا رہی ہے وہ اگر ثلاثی مکسور العین ہو تو اسے مفتوح العین کر دیا جائے گا؛ جیسے: فَخِذٌ سے فَخَذِیٌّ، مَلِکٌ سے مَلَکِیٌّ.

اگر منسوب الیہ رباعی مکسور العین ہے تو افصح یہی ہے کہ اسے مکسور العین ہی رہنے دیا جائے؛ جیسے: مَشْرِقٌ سے مَشْرِقِیٌّ، مَغْرِبٌ سے مَغْرِبِیٌّ، یَثْرِبٌ سے یَثْرِبِیٌّ.

اگر منسوب الیہ کے آخر میں تا تانیث ہو تو نسبت میں حذف کر دی جائے گی؛ جیسے: نَاصِرَۃٌ سے نَاصِرِیٌّ.

اسمِ مقصور کی طرف نسبت کا قاعدہ:

۱۔ الف مقصورہ اگر تیسرا حرف ہو تو نسبت میں واو سے بدل جائے گا؛ جیسے: عَصَا سے عَصَوِیٌّ، فَتًی سے فَتَوِیٌّ.

۲۔ الف مقصورہ اگر ایسے کلمہ کا چوتھا حرف ہے جس کا دوسرا حرف ساکن ہو؛ الف مقصورہ اگر حروفِ اصلیہ میں سے ہے تو غالب یہی ہے کہ واو سے بدل جائے گا؛ جیسے: مَرْمٰی سے مَرْمَوِیٌّ؛ اور حذف بھی جائز ہے؛ جیسے: مَرْمِیٌّ. الف مقصورہ اگر زائدہ ہے جیسے تانیث کا؛ یا ویسے ہی ملحق ہے؛ چاہیں تو حذف کر دیں چاہے واو سے بدل دیں؛ جیسے: حُبْلٰی سے حُبْلِیٌّ یا حُبْلَوِیٌّ؛ ذُفْرٰی سے ذُفْرِیٌّ یا ذُفْرَوِیٌّ. مگر جب تانیث کے الف مقصورہ کو واو سے بدلتے ہیں تو اکثر اس سے پہلے الف بڑھا دیتے ہیں؛ جیسے: طُوبَاوِیٌّ، دُنْیَاوِیٌّ.

Marfat.com

۳۔ چار حرفی اسم کا اگر دوسرا متحرک ہو تو ایسے میں الف مقصورہ کا حذف واجب ہے؛ جیسے: بَرَدٰی سے بَرَدِیٌّ. اگر چار سے زائد حرفی ہو تو بھی حذف ہی ہے؛ جیسے: مُصْطَفٰی سے مُصْطَفِیٌّ؛ جبکہ بعض نے واو سے بدلنا بھی جائز قرار دیا ہے؛ جیسے: مُصْطَفَوِیٌّ.

تانیث کے الف ممدودہ والے کی طرف نسبت:

۱۔ مؤنث کے الف ممدودہ کا ہمزہ نسبت میں واو سے بدل جائے گا؛ جیسے: صَفْرَاءُ سے صَفْرَاوِیٌّ.

۲۔ الف ممدودہ اگر حرفِ اصلی ہو تو اثبات واجب ہے؛ جیسے: قُرَّاءٌ سے قُرَّائِیٌّ، اِبْتِدَاءٌ سے اِبْتِدَائِیٌّ.

۳۔ اگر اصلی نہ ہو تو اثبات وابدال دونوں روا ہیں؛ جیسے: رِدَاءٌ سے رِدَائِیٌّ یا رِدَاوِیٌّ، سَمَاءٌ سے سَمَائِیٌّ، یا سَمَاوِیٌّ. جبکہ شَاءٌ سے صرف شَاوِیٌّ ہی سننے میں آیا ہے۔

اسمِ منقوص کی نسبت کا قاعدہ:

۱۔ اسمِ منقوص کی یا اگر تیسرا حرف ہو تو واو سے بدل جائے گی اور ماقبل مفتوح ہو جائے گا؛ جیسے: عَمٍ (اندھا؛ جس کی اصل: عَمِیٌ ہے) سے عَمَوِیٌّ.

۲۔ یا اگر چوتھا یا اس سے اوپر کا حرف ہو تو حذف جائز ہے؛ جیسے: قَاضٍ سے قَاضِیٌّ، مَاضٍ سے مَاضِیٌّ. ابدال بھی درست ہے؛ مگر ایسے میں ماقبل کو مفتوح کرنا ہوگا؛ جیسے: قَاضَوِیٌّ، مَاضَوِیٌّ.

۳۔ جب یا پانچواں یا چھٹا ہو تو حذف واجب ہے؛ جیسے: مُعْتَدِیْ سے مُعْتَدِیٌّ، مُسْتَعْلِیْ سے مُسْتَعْلِیٌّ.

فَعِیْلٌ کے وزن والے کی نسبت کا قاعدہ:

۱۔ آخری حرف اگر حرفِ صحیح ہو تو کوئی تبدیلی نہیں؛ جیسے: مَسِیْحٌ سے مَسِیْحِیٌّ، حَدِیْدٌ سے حَدِیْدِیٌّ.

۲۔ فعیل کے وزن پر اسمِ منقوص ہو تو ایک یا حذف کر کے دوسری کو واو سے بدل دیں گے؛ جیسے: غَنِیٌّ سے غَنَوِیٌّ، عَلِیٌّ سے عَلَوِیٌّ.

Marfat.com

فَعِيْلَةٌ کے وزن والے کی نسبت:

۱۔ منسوب الیہ اگر فعیلۃ کے وزن پر ہو اور یہ نہ تو مضاعف ہو اور نہ ہی معتل تو یا کو حذف کر کے ماقبل کو فتحہ دیں گے؛ جیسے: مَدِيْنَةٌ سے مَدَنِيٌّ، فَرِيْضَةٌ سے فَرَضِيٌّ. جبکہ بعض میں یا کا اثبات شاذ ہے؛ جیسے: طَبِيْعِيٌّ.

۲۔ مضاعف یا معتل العین ہو تو کچھ حذف نہیں ہو گا؛ جیسے: طَوِيْلَةٌ سے طَوِيْلِيٌّ، عَزِيْزَةٌ سے عَزِيْزِيٌّ.

فُعَيْلٌ اور فُعَيْلَةٌ کے وزن والے اسم کی نسبت:

جو قواعد فَعِيْلٌ اور فَعِيْلَةٌ کے ہیں وہی فُعَيْلٌ اور فُعَيْلَةٌ کے ہیں؛ جیسے: عُقَيْلٌ سے عُقَيْلِيٌّ، قُصَيٌّ سے قُصَوِيٌّ، قُلَيْلَةٌ سے قُلَيْلِيٌّ، أُمَيْمَةٌ سے أُمَيْمِيٌّ.

واو پر ختم ہونے والے کی نسبت:

واو اگر چوتھی یا اس سے اوپر کی جگہ ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو حذف ہو گی؛ جیسے: قَلَنْسُوَةٌ سے قَلَنْسِيٌّ، تَرْقُوَةٌ سے تَرْقِيٌّ؛ بصورتِ دیگر واو ثابت رہے گی؛ جیسے: عَدُوٌّ سے عَدُوِّيٌّ، دَلْوٌ سے دَلْوِيٌّ.

یا مشددہ پر ختم ہونے والے کی نسبت کا قاعدہ:

۱۔ یا مشددہ اگر آخری حرف ہو اور اس سے پہلے دو سے زیادہ حرف ہوں تو نسبت میں یا کا حذف واجب ہے؛ جیسے: شَافِعِيٌّ سے شَافِعِيٌّ، اِسْكَنْدَرِيَّةٌ سے اِسْكَنْدَرِيٌّ.

۲۔ یا مشددہ سے پہلے اگر صرف ایک حرف ہو تو فکّ ادغام کر کے تیسرے کو واو سے بدلنا واجب ہے؛ جیسے: حَيٌّ سے حَيَوِيٌّ.

۳۔ دوسرا حرف اگر واو سے یا کیا گیا ہو تو اسے پھر سے واو کر دیا جائے گا؛ جیسے: طَيٌّ سے طَوَوِيٌّ (طیّ کی اصل طَوْيٌ ہے)

محذوف منہ کی نسبت:

۱۔ جس اسم کا کوئی حرف حذف ہو گیا ہو اور اس کے حروفِ اصلیہ میں سے صرف دو حرف بچے ہوں تو محذوف لوٹایا جائے گا؛ جیسے: أَبٌ سے أَبَوِيٌّ، أَخٌ سے أَخَوِيٌّ.

Marfat.com

۲۔ أُخْتٌ، بِنْتٌ کی تا حذف نہیں کی جاتی؛ جیسے:أُخْتِيٌّ، بِنْتِيٌّ؛ بعض کے ہاں حذف بھی ہے؛ جیسے:أُخْوِيٌّ، بِنْوِيٌّ.

۳۔ اِبْنَةٌ میں اِبْنِيٌّ اور بَنَوِيٌّ دونوں ہیں.

۴۔ یَدٍ اور دَمٍ جیسے الفاظ میں محذوف کا لوٹایا جانا ہی افصح ہے؛ اگر تو لوٹایا جانے والا یا ہے تو واو ہو جائے گا؛ جیسے: یَدَوِيٌّ، دَمَوِيٌّ؛ جبکہ یَدِيٌّ اور دَمِيٌّ بھی جائز ہے.

۵۔ محذوف کا عوض ہمزہ وصلی ہو تو حذف کر کے محذوف لوٹایا جائے گا؛ جیسے: اِبْنٌ سے بَنَوِيٌّ ، اِسْمٌ سے سَمَوِيٌّ؛ جبکہ اِبْنِيٌّ، اِسْمِيٌّ بھی درست ہے.

۶۔ محذوف کے بدلے تا تانیث (عوض کی) ہو تو تا عوض حذف کر کے محذوف لوٹایا جائے گا؛ جیسے: سَنَةٌ سے سَنَوِيٌّ ، لُغَةٌ سے لُغَوِيٌّ، زِنَةٌ سے وَزَنِيٌّ، صِلَةٌ سے وَصْلِيٌّ، صِفَةٌ سے وَصْفِيٌّ.

مثنی اور جمع والے کی نسبت:

۱۔ اسم منسوب تثنیہ و جمع والے سے نہیں مفرد (واحد) سے بنتا ہے؛ لہٰذا تثنیہ اور جمع کے کلمات کو ان کے واحد کی طرف لوٹا کر پھر نسبت ہوگی؛ جیسے:مُسْلِمَانِ اور مُسْلِمُوْنَ کے واحد مُسْلِمٌ سے مُسْلِمِيٌّ؛ نسبت کے بعد یہ تثنیہ اور جمع بنا لیے جائیں گے؛ جیسے: مُسْلِمِيَّانِ، مُسْلِمِيُّوْنَ.

۲۔ جو اسماء باعتبار قواعد تثنیہ اور جمع سے ملحق ہیں؛ جیسے: اِثْنَانِ اور عِشْرُوْنَ؛ یہ نسبت میں بھی انھیں سے ملحق ہیں؛ جیسے: اِثْنَانِ سے اِثْنِيٌّ یا ثَنَوِيٌّ، عِشْرُوْنَ سے عِشْرِيٌّ، أَرْبَعِيْنَ سے أَرْبَعِيٌّ.

۳۔ ایسی جمع جس کا مفرد نہیں اپنے لفظ پر ہی منسوب ہوگی؛ جیسے:أَبَابِيْلُ سے أَبَابِيْلِيٌّ، عَبَادِيْدُ سے عَبَادِيْدِيٌّ. ہر وہ لفظ جس کا واحد نہیں وہ اسی نہج پر ہے؛ جیسے: مَخَاطِرُ سے مَخَاطِرِيٌّ؛ جو خَطَرٌ کی جمع ہے. مَنَاجِذُ سے مَنَاجِذِيٌّ؛ جو خُلْدٌ بمعنی چھچھوندر کی جمع ہے. نِسَاءٌ سے نِسَائِيٌّ ؛جو اِمْرَأَةٌ کی جمع ہے.

۴۔ جمع مکسر میں بھی عمل لفظ پر ہی ہے؛ جیسے:مَلَائِكَةٌ سے مَلَائِكِيٌّ، مُلُوْكٌ سے

Marfat.com

مُلُوكِيٌّ، كَنَائِسُ سے كَنَائِسِيٌّ (یہ اسماء اپنے واحد کی طرف نہیں لوٹائے جائیں گے)

۵۔ علم مکسر اور ہر وہ اسم جو اس نہج پر ہے؛ اس کی بھی نسبت اس کے لفظ پر ہے؛ جیسا ہے ویسا ہی رہے گا؛ جیسے: أَنْبَارٌ سے أَنْبَارِيٌّ ، أَنْصَارٌ سے أَنْصَارِيٌّ، أَهْوَازٌ سے أَهْوَازِيٌّ.

۶۔ ترکیب مزجی والے علم کا عُجز حذف کر کے صدر سے نسبت ہوگی؛ جیسے: بَعْلَبَكّ سے بَعْلِيٌّ، مَعْدِيكَرِب سے مَعْدَوِيٌّ. جبکہ رمّہ (پورے لفظ) پر بھی جائز ہے؛ جیسے: بَعْلَبَكِّيٌّ ، مَعْدِيكَرِبِيٌّ.

۷۔ مرکب اضافی والوں میں سے بعض کی نسبت صدر کی طرف ہے؛ جیسے: أُمْرُئِي الْقَيْسِ سے أُمْرُئِيٌّ، دَيْرُ الْقَمَرِ سے دَيْرَانِيٌّ. بعض کی عجز کی طرف بھی ہے؛ جیسے: عَبْدُ الْأَشْهَلِ سے أَشْهَلِيٌّ، أَبُوْ بَكْرٍ سے بَكْرِيٌّ، عَبْدُ مُنَافٍ سے مُنَافِيٌّ.

۸۔ مرکباتِ اضافیہ کی نسبت مرکب مزجی کی طرح رمہ (پورے اسم) پر ہے؛ جیسے: عَيْنُ اِبِلٍ سے عَيْنُ اِبِلِيٌّ، وَادِيْ آشٍ سے وَادِي آشِيٌّ، عَيْنُ حُوْرٍ سے عَيْنُ حُوْرِيٌّ.

۹۔ مرکب اسنادی (مرکب تام) میں نسبت صدر پر ہے؛ جیسے: تَـأَبَّـطَ شَـرًّا سے تَأَبَّطِيٌّ، ذَرَّ حَبًّا سے ذَرِّيٌّ.

مندرجہ ذیل کی نسبت خلافِ قاعدہ ہے:

أَنَافِيٌّ: أَنْفٌ كَبِيْرٌ کی طرف نسبت ہے.

ثَقَفِيٌّ: ثَقِيفٌ ... أُمَوِيٌّ: أُمَيَّةٌ کی طرف.

جُمَّانِيٌّ: جُمَّةٌ عَظِيْمَةٌ (بڑے بالوں والے) کی طرف .

بَدَوِيٌّ: بَادِيَةٌ کی طرف. — حَرُوْرِيٌّ: حَرُوْرَاءُ ...

بَحْرَانِيٌّ : اَلْبَحْرَيْنِ ... — حِرْمِيٌّ : حَرَمَيْنِ كَرِيْمَيْنِ ...

تِهَامِيٌّ / تِهَامٍ : تِهَامَةٌ ... — حَضْرَمِيٌّ : حَضَرَ مَوْتُ ...

تَيْمَلِيٌّ : تَيْمُ اللَّاتِ ... — دُهْرِيٌّ : دَهْرٌ ...

Marfat.com

دَیْرَانِیٌّ: دَیْرٌ کی طرف نسبت ہے۔ رُوحَانِیٌّ : رُوحٌ ...
رَبَّانِیٌّ : رَبٌّ ... رقَبَانِیٌّ : رَقَبَةٌ عَظِیمَةٌ ...
رُدَیْنِیٌّ : رُدَیْنَةٌ ... رَازِیٌّ : اَلرَّیُّ ...
سَهْلِیٌّ : سَهْلٌ ... شَعْرَانِیٌّ : شَعْرٌ کَبِیرٌ ...
صَدْرَانِیٌّ : صَدْرٌ کَبِیرٌ ... طَائِیٌّ : طَیٌّ ...
عَبْدِیٌّ : بَنُو عُبَیْدَةٍ ... عَبْقَسِیٌّ : عَبْدُ قَیْسٍ ...
عَبْشَمِیٌّ : عَبْدُ شَمْسٍ ... عَبْدَرِیٌّ : عَبْدُ الدَّارِ ...
عَبْدَلِیٌّ : عَبْدُاللهِ ... قُرَشِیٌّ : قُرَیْشٌ ...
لَحْیَانِیٌّ : لِحْیَةٌ عَظِیمَةٌ ... مَرْوَزِیٌّ : مَرْوُ الشَّاهِجَانِ ...
مُرقَسِیٌّ : اُمْرُؤُ الْقَیْسِ ... نَصْرَانِیٌّ : نَاصِرَةٌ ...
یَمَانٍ: اَلْیُمْنُ ..

۵۔ اسماءِ ستہ مکبرہ: أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، ذُوْ، فُوْ: چھ ایسے اسماء جو حالتِ تصغیر سے باہر ہوں؛ یہ اپنی اصل پر نہیں ہیں؛ بلکہ أَبٌ کی اصل أَبَوٌ، أَخٌ کی أَخَوٌ، حَمٌ کی حَمَوٌ، هَنٌ کی هَنَوٌ؛ جبکہ ذُوْ اپنی اصل پر ہے اور اس کی جمع ذَوُوْنَ ہے جو ہمیشہ مضاف آتا ہے؛ اور یوں یہ بغیر نون کے ہمیشہ ذَوُوْا نظر آتا ہے کہ اضافت نون جمع کو مانع ہے؛ ذُوْ کی تثنیہ ذَوَانِ ہے؛ مؤنث ذَاتَ ہے جس کی جمع ذَوَاتَ ہے۔ ذُوْ صرف اسمِ جنس ظاہر غیر صفت کی طرف مضاف ہوتا ہے، اسمِ فاعل، اسمِ مفعول، جملہ یا ضمیر کی طرف اس کی اضافت غیر جائز ہے۔ اس ذُوْ کا معنیٰ صاحب اور والا کا ہے۔ جبکہ وہ ذُوْ جو اسمِ موصول ہے وہ اور ہے؛ جو کہ لغتِ طیء کے موافق بمعنیٰ اَلَّذِیْ ہے۔ دونوں میں یہ فرق ہے کہ ذُوْ بمعنیٰ اَلَّذِیْ مبنی، مفرد اور مذکر استعمال ہوتا ہے؛ جبکہ ذُوْ مکبرہ معرب ہوتا ہے، صفت بھی بنتا ہے، اس کی تذکیر و تانیث و جمع بنتی ہے اور ہمیشہ مضاف آتا ہے۔

فُوْ، فَا، فِیْ جس کی اصل فَمٌ ہے؛ اس کی میم کہیں کہیں حذف کر دیتے ہیں اور حسب اعراب اس کے عوض حرفِ مدہ لے آتے ہیں؛ جس کا قاعدہ اعراب کی بحث میں آئے گا۔

Marfat.com

هَنٌ کو اکثر نحاۃ نے اسماءِ مکبرہ میں ذکر نہیں کیا؛ وہ اسے بغیر واو حرکات سے اعراب دیتے ہیں؛ جیسے: هَنُکِ، هَنَکِ، هَنِکِ. هَنٌ یا هَنوٌ کا معنٰی: چیز یا شے اور کنایۃً شرمگاہ کے ہیں.

۶۔ **مبتدأ و خبر**: مبتدأ بہر حال اسم بنتا ہے (جو عموماً معرفہ یا نکرہ مخصوصہ ہوتا ہے) جبکہ خبر اسم کے علاوہ فعل بھی ہوتا ہے؛ مبتدأ کا تعین معنٰی دیکھ کر کیا جاتا ہے نہ کہ تقدیم و تاخیر سے؛ بلکہ بعض مواقع میں تو خبر کو مقدم کرنا واجب ہوتا ہے. بہر حال جملہ اسمیہ میں جو مسند الیہ (جس پر بات کا انحصار ہے) ہے وہ مبتدأ ہے اور جو اس کے علاوہ ہے یعنی مسند وہ خبر ہے.

۷۔ واحد، تثنیہ، جمع:

ا۔ واحد: واحد وہ ہے جو فرد پر دلالت کرے؛ بعض کے واحد و جمع میں اشتباہ و التباس پایا جاتا ہے؛ اس لئے نہ صرف جمع بلکہ واحد کی پہچان بھی ضروری ہے؛ بالخصوص جن کی جمع مِنْ غَیْرِ لَفْظِہٖ ہو؛ جس طرح نِسَاءٌ اور نِسْوَۃٌ کا واحد اِمْرَأَۃٌ؛ ذُوْ کی جمع ذَوُوْنَ اور أُلُوْا بھی ہے. کبھی ایک ہی کلمہ واحد بھی ہوتا ہے اور جمع بھی ہے؛ جیسے فُلْکٌ بمعنی کشتی واحد بھی ہے اور جمع بھی ہے.

ب۔ تثنیہ: اس کا معنٰی دو بنانا ہے. جو کلمہ دو کے لئے وضع کیا جائے اسے مثنّٰی کہتے ہیں. یہ بغیر عطف و معطوف کے دو ایسے اسموں کی نیابت کرتا ہے جن کا وزن اور حروف ایک ہوں؛ مثلاً: هُوَ ذَاهِبٌ وَهُوَ ذَاهِبٌ کی بجائے ہم اسے: هُمَا ذَاهِبَانِ بولیں گے. کسی اسم کا تثنیہ بنانے کے لئے رفعی حالت میں ألف اور نصبی و جری میں یا لین کے بعد نون مکسورہ لاتے ہیں؛ جیسے: جَاءَ الرَّجُلانِ، رَأَیْتُ الرَّجُلَیْنِ، مَرَرْتُ بِالرَّجُلَیْنِ. علم اضافی میں عموماً صرف پہلے جزء کی ہی تثنیہ کرتے ہیں؛ جیسے: عَبْدَا الْمَلِکِ. جبکہ مزجی و اسنادی میں بغیر کسی تبدیلی کے ان کی طرف ذَوَانِ اور ذَوَاتَانِ کو مضاف کرتے ہیں؛ جیسے: ذَوَا مَعْدِیْکَرِبَ، ذَوَاتَا بَعْلَبَکَّ.

مندرجہ ذیل کی تثنیہ نہیں لاتے:

بَعْضٌ، أَجْمَعُ، جَمْعَاءُ، کُلٌّ، أَحَدٌ، دَیَّارٌ، اسماءِ عدد اور مِنْ والے اسم تفضیل کی

Marfat.com

تثنیہ نہیں بناتے.

اسم منقوص کی تثنیہ: اسم منقوص کی یـا محذوف ہوتو اسے بحال کر دیا جاتا ہے؛ جیسے: رَامٍ سے رَامِیَانِ، دَاعٍ سے دَاعِیَانِ.

اسم مقصور کی تثنیہ: الف مقصورہ کسی اور حرف سے بنا ہو اور تیسرا حرف ہو تو اپنی اصل پر لوٹایا جائے گا؛ جیسے: رَجَا سے رَجَوَانِ، فَتًی سے فَتَیَانِ. اگر چوتھا یا اس سے اوپر کا ہو تو یا سے بدلیں گے؛ جیسے: ذِکْرَیَان. جبکہ قَهْقَرَانِ اور خَوْزَلَانِ شاذ ہیں. اگر قیاس پر ہوتے تو قَهْقَرَیَانِ، خَوْزَلَیَانِ آتے.

اسم ممدودہ کی تثنیہ: ہمزہ اگر تانیث کا ہو؛ جیسے: خَضْرَاءُ تو واو سے بدل جائے گا؛ جیسے: خَضْرَوَانِ.

بشرطیکہ الف سے پہلے واو نہ ہو؛ جیسے: عَشْوَاءُ؛ ایسے میں تحسینِ لفظی کی رعایت میں عَشْوَاوَانِ کے بجائے عَشْوَاءَ انِ ہی رہنے دیں گے.

ھمزہ اگر اصلی ہو تو اثبات واجب ہے؛ چنانچہ: لَأْلَاءٌ کو لَأْلَاءَ انِ اور قَرَّاءٌ کو قَرَّاءَ انِ بولیں گے.

تانیث اور اصلی کے علاوہ کوئی اور ہمزہ ہو تو مذکورہ دونوں صورتیں جائز ہیں؛ جیسے: سَمَاءٌ سے سَمَاءَ انِ یا سَمَاوَانِ.

محذوف اللام کی تثنیہ: کسی اسم کا لام کلمہ گر چکا ہو اور عوض بھی نہ ہو تو محذوف کو بحال کیا جائے گا؛ جیسے: أَبَوَانِ، أَخَوَانِ، حَمَوَانِ، غَدَوَانِ. مگر فَمٌ اور یَدٌ کو فَمَانِ، یَدَانِ ہی کہیں گے. جس کا عوض ہو اس میں بغیر کسی تبدیلی کے ألف نون لگائیں گے؛ جیسے: سَنَةٌ سے سَنَتَانِ، اِبْنٌ سے اِبْنَانِ، اِسْمٌ سے اِسْمَانِ.

ج- جمع کا کلمہ وضعی ہو یا طبعی یہ دو سے زائد پر دلالت کے لئے ہے؛ وضعی ہو تو اس کی دو قسمیں ہیں:

جمع سالم، جمع مکسر. بعد ازاں سالم مذکر و مؤنث میں اور مکسر قلت و کثرت میں منقسم ہیں؛ جبکہ منتہی الجموع بھی جمع قلت کا حصہ ہے. علاوہ ازیں اسم جمع، شبہِ جمع اور اسم جنس بھی جمع سے متعلق ہیں.

جمع سالم: یہ وہ جمع ہے جس میں حروفِ کلمہ میں کوئی خارجی حرف فاصلہ نہیں پیدا کرتا؛

Marfat.com

اگر اضافہ ہوتا ہے تو آخر میں. یہ دو قسم ہے:

۱۔ جمع مذکر سالم: حالتِ رفع میں واو مدہ اور نون مفتوحہ؛ جیسے: مُسْلِمُوْنَ اور نصب و جرّ میں یا مدہ اور نون مفتوحہ مُلحق ہوتے ہیں؛ جیسے: مُسْلِمِیْنَ.

اس طرح کی جموع اسماءِ موصوفہ میں سے صرف عَلَم شخصی کی ہی بنائی جاتی ہیں؛ واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث اسماءِ موصوفہ ہی کے احوال ہیں.

جمع مذکر سالم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ تا تانیث نہ ہو اور نہ ہی مرکب اسم ہو؛ بلکہ اسمِ مفرد ہو.

لہٰذا طَلْحَةٌ جیسے مذکر اعلام کی جمع بھی اس طرز پر نہیں آتی؛ بلکہ جمع مؤنث سالم کی طرز پر آتی ہے. مَعْدِیْ كَرِبَ، عَبْدُالْمَلِكِ اور تَأَبَّطَ شَرًّا جیسے مرکب اسماء و اعلام بھی جمع مذکر کے قاعدے میں شامل نہیں؛ بلکہ انھیں ان کی حالت پر قائم رکھتے ہوئے ذَوُوْنَ کو ان کی طرف مضاف کرتے ہیں؛ جیسے: ذَوُوْا مَعْدِیْ كَرِبَ ، ذَوُوْا تَأَبَّطَ شَرًّا. جس کا معنیٰ ہے: ان ناموں والے.

بعض میں یہ شرائط نہیں ہوتیں پھر بھی اس جمع میں شامل ہیں؛ جیسے: أَرَضُوْنَ، عَالِمُوْنَ، عِلِّیُّوْنَ، أَهْلُوْنَ، بَنُوْنَ، سِنُوْنَ. اسی طرح ہر وہ ثلاثی جس کا لام کلمہ حذف کر کے عوض کی تا تانیث لگائی گئی ہو اور مکسر نہ ہو؛ جیسے: عِضَةٌ سے عِضُوْنَ، ثُبَةٌ سے ثُبُوْنَ اور مِائَةٌ سے مِئُوْنَ.

۲۔ جمع مؤنث سالم: وہ جس کے آخر سے تا مربوطہ ہٹا کر ألف اور تا مبسوطہ لگائی گئی ہو؛ جیسے: شَجَرَاتٌ.

جمع کے اس زمرے میں ایسے موصوفات آتے ہیں جو:

۱۔ ہر وہ اسم جو تا تانیث پر ختم ہوتا ہو؛ جیسے: جَنَّاتٌ. مگر اِمْرَأَةٌ، شَاةٌ، قِلَّةٌ، أَمَةٌ، أُمَّةٌ، مِلَّةٌ اور شَفَةٌ نہیں.

۲۔ ہر طرح کے مؤنث اعلام؛ جیسے: مَرْیَمُ سے مَرْیَمَاتٌ.

۳۔ جب اسم مصدر تین حروف سے تجاوز کر جائے؛ جیسے: تَعْرِیْفَاتٌ، اِمْتِیَازَاتٌ.

۴۔ تانیث کے ألف پر ختم ہونے والے اسماء؛ جو مقصورہ و ممدودہ دونوں کو شامل ہے؛ جیسے صَحْرَاوَاتٌ، حُمَّیَاتٌ (واحدہ حُمّٰی).

Marfat.com

اس جمع میں اَلف ممدودہ ومقصورہ والے کے وہی احکام ہیں جو تثنیہ کے ہیں. جبکہ باقی کاانحصار سماع پر ہے؛ جیسے: سَمَاوَاتٌ، أَرْضَاتٌ، سِجِلَّاتٌ، حَمَّامَاتٌ، سُرَادِقَاتٌ، شِمَالَاتٌ، أُمَّهَاتٌ.

موصوف اَعجمی ہوتو کبھی تو اسی کی طرز پر جمع بناتے ہیں؛ جیسے: تِلِغرَافَاتٌ؛ اور کبھی جمع مکسر پر بناتے ہیں؛ جیسے: أَسَاكِلُ، قَنَاصِلُ، بَطَارِكَةٌ، كَرَادِلَةٌ.

نوٹ:

اگر ثلاثی صحیح العین ہو؛ تو جس کا مفرد فَعْلٌ یا فَعْلَةٌ کے وزن پر ہو تو اس کی جمع مؤنث سالم میں اس کے عین کلمہ کو فتحہ دیناواجب ہے؛ جیسے: تَمْرَةٌ سے تَمَرَاتٌ، رَحْمَةٌ سے رَحَمَاتٌ.

اگر وزن فِعْلَةٌ یا فُعْلَةٌ ہوتو اتباع (پہلے والے کی حرکت کا اتباع)، فتحہ یا سکون تینوں جائز ہیں؛ جیسے: كِسْرَةٌ سے كِسِرَاتٌ، كِسَرَاتٌ یا كِسْرَاتٌ. حُجْرَةٌ سے حُجُرَاتٌ، حُجَرَاتٌ یا حُجْرَاتٌ.

اگر اَجوف ہوتو عَین کلمہ کا سکون ہر حال میں واجب ہے؛ جیسے: جَوْزَةٌ سے جَوْزَاتٌ، بِيْعَةٌ سے بِيْعَاتٌ، بِيْئَةٌ سے بِيْئَاتٌ.

اگر ناقص ہوتو اس کا حکم بھی صحیح العین جیسا ہے؛ جیسے: رَمْيَةٌ سے رَمَيَاتٌ، رُقْوَةٌ سے رُقُوَاتٌ، رُقَوَاتٌ اور رُقْوَاتٌ؛ بشرطیکہ مکسور الفا (ف) واوی اللام نہ ہو؛ اگر ہوا تو صرف فتحہ اور تسکین کی دو صورتیں جائز ہیں؛ جبکہ اتباع منع ہے؛ اور جِرِوَاتٌ شذوذ پر ہے. مضموم الفا یائی اللام کا بھی یہی حکم ہے.

مدغم کی صورت میں فکّ ادغام نہیں؛ جیسے: ضَمَّةٌ سے ضَمَّاتٌ، عِزَّةٌ سے عِزَّاتٌ.

جمع مکسر:

جمع کی اس حالت میں مفرد کی بناء میں اکھاڑ پچھاڑ کا عمل اپنایا جاتا ہے؛ جس سے حروفِ اصلیہ میں کمی بیشی اور خارجی حرف کا فاصل بننا اس کی شکست وریخت کا باعث بنتے ہیں؛ اسی لیے اسے مکسر (توڑی گئی) کا نام دیا گیا ہے؛ تکسیر تین طرح ہے:

پہلی: حرکات کی تبدیلی سے؛ جیسے: أَسَدٌ سے أُسُدٌ. دوسری: کسی ایک حرف کو حذف کرکے؛ جیسے: رَسُوْلٌ سے رُسُلٌ. تیسری: کسی حرف کے اضافے سے؛ جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ.

Marfat.com

جمع قلت وکثرت: جمع مکسر کی دونوع ہیں؛ قلت وکثرت

جمع قلت: اس کی دلالت تین سے دس تک کی تعداد کے لیے ہے اور اس کے چار اوزان ہیں:

۱-أَفْعَالٌ: جیسے ظُفْرٌ سے أَظْفَارٌ .۲-اَفْعُلٌ : جیسے: نَفْسٌ سے أَنْفُسٌ. ۳- أَفْعِلَةٌ: جیسے: رَغِيفٌ سے أَرْغِفَةٌ. ۴- فِعْلَةٌ: جیسے: فَتًى سے فِتْيَةٌ.

جمع منتہی الجموع: أَفْعَالٌ اور أَفْعُلٌ کی پھر جمع بناتے ہیں؛ جس سے یہ جمع کثرت کا درجہ پا لیتے ہیں؛ جیسے: أَفْعَالٌ سے أَفَاعِيلُ؛ مثلاً: أَظَافِرُ سے أَظَافِيرُ. أَفْعُلٌ سے أَفَاعِلُ؛ مثلاً: أَضْلُعٌ سے أَضَالِعُ. جمع منتہی الجموع کے اوزان ہیں؛ أَفَاعِلُ اور أَفَاعِيلُ کو صیغہ منتہی الجموع کہتے ہیں؛ اسے جمع اقصیٰ کے نام سے بھی پہچانا جاتا ہے اور ان کا شمار منع صرف میں ہوتا ہے. ہر وہ اسم صیغہ منتہی الجموع ہے جس کے جمع کے الف کے بعد دو متحرک حرف ہوں؛ جیسے: مَسَاجِدُ، مَنَابِرُ؛ مضاعف ہوگا تو الف کے بعد شدّ ہوگی؛ جیسے: دَوَابُّ؛ یا الف کے بعد ایسے تین حرف ہوں جن کا درمیان والا یا مدّہ ہو؛ جیسے: قَنَادِيلُ، مَصَابِيحُ.

جمع منتہی الجموع کی مزید جمع نہیں بنتی مگر جمع سالم کی طرز پر؛ جیسے: ضَوَارِبَاتٌ، أَكَابِرُونَ.

ملاحظة:

جب جمع قلت پر الْ استغراقی (ایسا لام جس کی جگہ كُلٌّ بولا جا سکے) آئے؛ جیسے: أَيُّهَا الشُّيُوخُ ! لَا تَكُونُوا كَالْفِتْيَةِ. میں اَلْفِتْيَةُ کا لام. یا ایسے کلمہ کی طرف مضاف ہو جو کثرت پر دلالت کرتا ہو؛ جیسے: اِحْفَظُوا أَنْفُسَكُمْ؛ تب تو جمع قلت بھی کثرت پر دلالت کرنے لگتی ہے.

جمع کثرت: اس کی دلالت تین سے لامحدود تک ہوتی ہے. بقول سعد التفتازانی: ''جمع قلت تین سے دس تک؛ جبکہ جمع کثرت تین سے لامتناہی تک ہے. دونوں میں فرق باعتبار نہایت کے ہے.''

جمع سالم کی دونوں قسموں کے بارے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جمع قلت ہیں؛ یہ قول بھی ہے کہ ان میں قلت وکثرت کا کوئی اعتبار نہیں؛ یہ جمعِ محض ہیں جو قلت وکثرت دونوں کو عام ہیں اور دونوں کے لئے کارآمد ہیں.

Marfat.com

ملاحظہ: ہر وہ جمع جس کا ایک ہی وزن ہو وہ قلت و کثرت دونوں کو شامل ہے؛ جیسے: أَرْجُلٌ، أَعْنَاقٌ، أَفْئِدَةٌ.

جمع کثرت کے اوزان: اس کے بہت سے اوزان ہیں مگر قیاس صرف دس ہی کیے جاتے ہیں؛ اور وہ یہ ہیں:

فُعَلٌ، فِعَلٌ، فَعَالِلُ، فَوَاعِلُ، فَعَائِلُ، أَفَاعِلُ، أَفَاعِيلُ، فَعَالِيلُ، مَفَاعِلُ اور مَفَاعِيلُ. تفصیل یوں ہے:

۱۔ فُعَلٌ: یہ فُعْلَةٌ کی جمع ہے؛ جیسے: غُلْبَةٌ سے غُلَبٌ، صُوْرَةٌ سے صُوَرٌ، صُرَّةٌ سے صُرَرٌ.

۲۔ فِعَلٌ: اس کا واحد فِعْلَةٌ ہے؛ جیسے: قِطْعَةٌ سے قِطَعٌ؛ اور کبھی فُعَلٌ؛ جیسے: لِحْيَةٌ سے لُحًى، حِلْيَةٌ سے حُلًى.

۳۔ فَعَالِلُ: یہ جمع ہے ہر طرح کے رباعی مجرد کی؛ جیسے: بُلْبُلٌ سے بَلَابِلُ، جِنْدِسٌ سے جَنَادِسُ؛ اور خماسی مجرد اور اس کے مزید فیہ کی؛ جیسے: سَفَرْجَلٌ سے سَفَارِجُ، خَنْدَرِيْسٌ سے خَدَارِسُ.

۴۔ فَوَاعِلُ: ہر اس ثلاثی کے لئے جس کے فا کے بعد الف یا واو بڑھائی گئی ہو؛ جیسے: جَوْهَرٌ سے جَوَاهِرُ، خَاتَمٌ سے خَوَاتِمُ.

۵۔ فَعَائِلُ: ایسے مؤنث کے لئے جس کا تیسرا حرف مدّہ ہو؛ جیسے: صَحِيْفَةٌ سے صَحَائِفُ، رِسَالَةٌ، رَسَائِلُ.

۶۔ أَفَاعِلُ: أَفْعَلٌ، إِفْعَلٌ اور أُفْعُلٌ کے لئے؛ جیسے: أَجْدَلُ سے أَجَادِلُ، إِصْبَعٌ سے أَصَابِعُ، أُنْمُلَةٌ سے أَنَامِلُ.

۷۔ أَفَاعِيلُ: برائے أُفْعُوْلٌ یا أُفْعُوْلَةٌ؛ جیسے: أُرْجُوْزَةٌ سے أَرَاجِيْزُ، أُسْلُوْبٌ سے أَسَالِيْبُ.

۸۔ فَعَالِيْلُ: ہر اس رباعی کیلئے جس کے آخری سے پہلے حرفِ مدہ بڑھایا گیا ہو؛ جیسے: قِرْطَاسٌ سے قَرَاطِيْسُ، عُصْفُوْرٌ سے عَصَافِيْرُ.

۹۔ مَفَاعِلُ: برائے مِفْعَلٌ، مِفْعَلَةٌ؛ جیسے: مِبْضَعٌ سے مَبَاضِعُ، مِكْنَسَةٌ

Marfat.com

مَکَانِسُ.

۱۰۔ مَفَاعِیلُ: برائے مِفْعَالٌ، مِفْعِیلٌ، مَفْعُولٌ؛ جیسے: مِفْتَاحٌ سے مَفَاتِیحُ، مِسْکِینٌ مَسَاکِینُ، مَقْدُورٌ مَقَادِیرُ.

اسم جمع، شبہ جمع، اسم جنس اور جمع الجمع :

ا۔اسم جمع: ایسا اسم جو جمع نہ ہوتے ہوئے جمع کے معنٰی دے اور لفظی اعتبار سے اس کا مفرد بھی نہ ہو؛ جیسے: خَیْلٌ، اِبِلٌ، جَمْعٌ، قَوْمٌ، جَیْشٌ.

ب۔ شبہ جمع: یہ جمع کے معنٰی کو تو متضمّن ہوتا ہے مگر اس کے واحد کے آخر میں تا تانیث لا کر دونوں میں فرق روا رکھا جاتا ہے؛ جیسے: وَرَقٌ شبہ جمع ہے تو ورقة اس کا واحد ہے؛ اسی طرح: ثَمَرٌ سے ثَمَرَةٌ.

کبھی یہ فرق یا نسبت لگا کر کیا جاتا ہے؛ جیسے: رُومٌ کا واحد رُومِیٌّ، مَجُوسٌ کا مَجُوسِیٌّ، أَنْصَارٌ کا أَنْصَارِیٌّ. تا والے غیر ذوی العقول کے لئے؛ جبکہ یا والے ذوی العقول کے لئے ہیں.

دیگر مفردات کی طرح اسمِ جمع اور شبہِ جمع کے بھی جمع آتے ہیں اور ان کے قواعد بھی وہی ہیں جو دیگر مفردات کے ہیں؛ جیسے: قوم أقوام جو کہ ثوب سے أثواب جیسا ہے. رُفْقَةٌ سے رُفَقٌ جو غُرْفَةٌ سے غُرَفٌ جیسا ہے. نَجْمٌ سے أَنْجُمٌ نَفْسٌ سے أَنْفُسٌ کی طرح ہے. رُومٌ سے أَرْوَامٌ جو نُورٌ سے أَنْوَارٌ جیسا ہے.

ج۔اسم جنس: بعض اسماء تا کے ساتھ واحد پر اور بغیر تا کے جمع کے بجائے جنس پر دلالت کے لئے ہیں اور اس کے برعکس بھی؛ جیسے: شَجَرَةٌ شَجَرٌ، کَمْأٌ کَمْأَةٌ، تَمْرَةٌ تَمْرٌ، جَبْأٌ جَبْأَةٌ.

د۔ جمع الجمع: کبھی جمع کی بھی جمع بنائی جاتی ہے؛ جیسے: أَکْلُبٌ سے أَکَالِبُ، أَنْعُمٌ أَنَاعِمُ، حُمُرٌ حُمُرَاتٌ، بُیُوتٌ بُیُوتَاتٌ.

جمع کے قواعد میں ذیل میں مذکور باتوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے:

۱۔ کبھی واحد و جمع میں کوئی لفظی ربط و تعلق نہیں ہوتا؛ جیسے: اِمْرَأَةٌ کا اپنی جمعان نِسَاءٌ اور نِسْوَةٌ سے نہیں.

۲۔ کبھی تعلق تو ہوتا ہے مگر برائے نام؛ جیسے: أُمٌّ أُمَّهَاتٌ، فَمٌ أَفْوَاهٌ، مَاءٌ مِیَاهٌ میں.

Marfat.com

۳۔ کبھی واحد و جمع میں کوئی لفظی فرق نہیں ہوتا؛ محض اعتباری فرق ہوتا ہے؛ جیسے فُلْکٌ.

۴۔ اسماءِ غیر عاقلہ کی جمع اسماءِ تانیث جیسی ہے؛ جیسے: مَرْفُوْعٌ سے مَرْفُوْعَاتٌ، مَعْدُوْدٌ سے مَعْدُوْدَاتٌ؛ جس کی وجہ ان کے موصوف کا لحاظ ہے؛ جیسے: فِیْ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ.

۸۔ اسم منقوص:

ایسا اسم معرب جس کا آخری یا ہو؛ جیسے: اَلْقَاضِیْ؛ اور اس یا کا ماقبل مکسور ہو.

۹۔ اسم مقصور:

ایسا اسم معرب جس کا آخری ایسا لازم الف ہو جس کے بعد همزة نہیں ہوتا؛ اور یہ الف تیسرا، چوتھا یا اس سے اوپر کا حرف ہوتا ہے؛ جیسے: فَتٰی، ذِکْرٰی، قَهْقَرٰی.

۱۰۔ اسم ممدود:

ایسا اسم معرب جو همزة پر ختم ہو اور اس همزة سے پہلے الف زائدہ ہو؛ جیسے: بَیْضَاءُ، شُعَرَاءُ.

۱۱۔ اسم صحیح:

وہ جس کے آخر میں حرفِ علت نہ ہو؛ جیسے: زَیْدٌ. اور یہ تعریف علم نحو کی رو سے ہے؛ جبکہ علم صرف میں صحیح اسے کہتے ہیں جس کے حروفِ اصلیہ میں سے کوئی علت نہ ہو؛ اور کلمہ مہموز و مضاعف بھی نہ ہو؛ جیسے: رَجُلٌ.

۱۲۔ جاری مُجْرٰی صحیح:

وہ جس کے آخر میں ایسا واو یا یا ہو۔ جس کا ماقبل ساکن ہو؛ جیسے: دَلْوٌ، ظَبْیٌ.

۱۳۔ اسم معرفہ و نکرہ:

أ۔ معرفہ: ایسا اسم جو ایک معیّن چیز کے لئے بولا جائے؛ اسم ضمیر، اسم علم، اسم مبہم (اسم اشارہ اور اسم موصول) اسم معرف باللام؛ اور وہ جو ان میں سے کسی ایک کی طرف لفظاً و معنًی دونوں طرح مضاف ہو؛ اور اسم منادیٰ اسم معرفہ کی اقسام ہیں.

ب۔ نکرہ: جو کسی معین چیز کے لئے نہ ہو؛ جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ.

۱۴۔ اسم عدد: ایسا اسم جو افراد کی تعداد گنوائے؛ جیسے: خَمْسَةُ کُتُبٍ؛ اسم عدد کو ممیّز بھی

Marfat.com

کہتے ہیں اور گنے جانے والے اسم کو اسمِ معدود اور تمیز کہتے ہیں. اسمِ عدد چار طرح ہے: ا۔ مفرد: جو ایک کلمہ پر مشتمل ہو؛ جیسے: ثَلٰثَةٌ، مِائَةٌ، أَلْفٌ. ۲۔ عقود: دہائیاں؛ جیسے: عَشَرَةٌ، عِشْرُوْنَ، ثَلٰثُوْنَ. ۳۔ مرکب: جیسے: أَحَدَ عَشَرَ. ۴۔ عطف: جیسے: ثَلاثٌ وَعِشْرُوْنَ.

اسمِ عدد ذاتی اور اسمِ عدد صفاتی: اسمِ عدد محض گنتی کے لئے ہو؛ جیسے: وَاحِدٌ، اِثْنَانِ، ثَلٰثَةٌ؛ تو اسمِ عدد ذاتی ہے؛ اور اگر ترتیب کے لئے ہو؛ جیسے: أَوَّلٌ، ثَانٍ، ثَالِثٌ؛ تو صفاتی ہے.

عدد و رقم: گنتی لفظوں میں ہو؛ جیسے: ثَمَانِيَةٌ تو عدد ہے اور اگر ہندسوں میں ہو؛ جیسے: ۸ تو رقم ہے.

کسور: یہ کسر کی جمع ہے؛ عدد کسی کل کے جزء پر دلالت کرے؛ جیسے: نِصْفٌ، ثُلُثٌ، رُبُعٌ تو اسم کسر کہلاتا ہے؛ جو عموماً فُعْلٌ یا فُعُلٌ کے وزن پر ہوتا ہے.

اکائی دہائی سینکڑہ ہزار کو عربی میں: آحَادٌ عَشَرَاتٌ مِئَاتٌ أُلُوْفٌ کہتے ہیں.

۱۵۔ اسمِ فعل: بعض اسماء فعل والے معنٰی دیتے ہیں؛ انھیں اسماءِ افعال کہتے ہیں؛ جیسے: رُوَيْدَ، هَيْهَاتَ، أُفٍّ، نَزَالِ، مَهْ، صَهْ. اسمِ فعل معنٰی تو فعل والے دیتا ہے مگر اس میں فعل والی علامات نہیں پائی جاتیں. یہ حدوث و زمان، فاعل کے اظہار و اضمار اور تعدی ولزوم میں فعل کے مشابہ ہے؛ ماضی، مضارع اور امر تینوں پر دلالت کے لئے ہے.

اس کے بعض الفاظ بالکل انوکھے اور جدا ہوتے ہیں؛ جن کی پہلے سے زبان میں کوئی مثال نہیں ہوتی؛ جسے مرتجل کہتے ہیں؛ جیسے: أُفٍّ؛ جبکہ بعض مصدر، ظرف اور جارّ ومجرور سے منقول ہوتے ہیں؛ جیسے: بَلْهَ، أَمَامَکَ، عَلَيْکَ.

اسمِ فعل کے خواص:

۱۔ تمام اسماءِ افعال سماعی ہیں ماسوا ان کے جو فَعَالِ کے وزن پر ہیں؛ اس طرح کا اسم فعل ہر طرح کے ثلاثی تام التصرف کے فعل سے آتا ہے؛ جیسے: حَذَارِ، دَرَاکِ؛ بمعنٰی: اِحْذَرْ، أَدْرِکْ.

۲۔ واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر ومؤنث سب کے لئے ایک ہی لفظ استعمال ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ضمیر بھی نہیں ملتی؛ الا یہ کہ جہاں کاف خطاب کا ہو؛ جیسے: عَلَيْکَ

Marfat.com

نَفْسَکَ، وَعَلَیْکُمْ أَنْفُسَکُمْ.

۳۔ یہ جامد غیر متصرف ہے؛ یہ عمل بھی صرف اسی صورت میں کرتا ہے جب مذکور ہو؛ ایسا نہیں کہ محذوف ہو اور عمل باقی ہو۔

۴۔ اس کا مفعول مقدم نہیں ہوتا ہے؛ لٰہذا آپ: دُوْنَکَ الْکِتَابَ تو کہہ سکتے ہیں؛ مگر: اَلْکِتَابَ دُوْنَکَ نہیں کہہ سکتے. جبکہ: کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ میں مفعول متقدم نہیں بلکہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔

۵۔ یہ فعل کی تاکید بھی کرتا ہے؛ جیسے: اُسْکُتْ صَہْ؛ مگر یہ خود مؤکد بالفعل نہیں ہوتا کہ: صَہْ اُسْکُتْ کہہ سکیں؛ یعنی کوئی فعل اس کی تاکید نہیں کرتا۔

۶۔ اسمِ فعل امر کے جواب میں فعل مضارع بِـا لْفَـا ہو تو نصب جائز نہیں؛ لٰہذا: صَہْ فَأُحَدِّثَکَ نہیں کہیں گے؛ الا یہ کہ مصدر سے مشتق ہو؛ جیسے: دَرَاکِ، نَزَالِ.

۷۔ اسمِ فعل اگر طلب پر دلالت کر رہا ہو اور اس کے جواب میں فعل مضارع ہو تو جزم جائز ہے؛ بشرطیکہ فا نہ ملی ہو۔

۸۔ اسمِ فعل اگر منون ہو تو نکرہ شاملہ ہے؛ اور اگر غیر منوّن ہو تو معرفہ خاصہ ہے. پھر ایک وہ ہے جس میں تنکیر واجب ہے؛ جیسے: وَاھًـــا؛ تو دوسرا وہ ہے جس میں تعریف واجب ہے؛ جیسے: حَـــذَارِ؛ کوئی وہ ہے جس میں دونوں صورتیں روا ہیں؛ جیسے: صَہْ اور صَہٍ، أُفٍّ اور أُفِّ.

۹۔ اگر کسی کے آخر میں اہلِ عرب سے تنوین سننے میں آئی ہے تو تنوین کا ترک جائز نہیں؛ جیسے: وَاھًـــا، وَاہٍ؛ اور اگر تنوین مسموع و منقول نہ ہو تو منون کرنا جائز نہیں؛ اور جو دونوں طرح سنے گئے ہیں وہ دونوں طرح جائز ہیں۔

۱۶۔ **اسمِ صوت**: یہ دو قسم پر ہے: ایک: سنی جانے والی مختلف آوازوں کو بیان کرنے کے لئے؛ جیسے: پتھر کے گرنے کی آواز کو طَقْ، تلوار کے وار کے لئے قَبْ، میت پر چیخنے چلانے کو وَاوِیْہْ، کوے کی آواز کو غَاقِ اور ہنسنے والے کی آواز کو طِیْخ کا نام دیتے ہیں. دوسرے: غیر ذوی العقول یا چھوٹے انسانی بچے کو مخاطب کرنے کے لئے؛ جیسے: خچر کو ڈانٹنے کے لئے عَدَسْ، گھوڑے کو ڈانٹنے کے لئے ھَلَا اور بچے کو ڈانٹنے

Marfat.com

کے لئے کَخْ؛ کاف کے لئے تینوں حرکات ہیں.

اسماءِ صوت جامد الفاظ ہیں جن میں ضمیر نہیں؛ نہ تو یہ فعل ہیں کیونکہ حدث و زمان پر دلالت نہیں کرتے؛ اور نہ ہی حروف ہیں کہ یہ اپنے معنٰی کے لئے خود ہی کافی ہیں؛ بایں ہمہ کثرتِ استعمال کی وجہ سے بعض کے افعال و مصادر مشتق کر لیے گئے ہیں؛ جیسے: طَقْطَقَ الْحَجَرُ، جَأْجَأْتِ الْإِبِلُ؛ سَأْسَأْتُ گدھے کے لئے، حَاحَأْتُ بھیڑوں کے لئے، عَاعَيْتُ بکریوں کے لئے؛ جیسا کہ شعراء کے کلام میں اَلْجَأْجَأَةُ، اَلسَّأْسَأَةُ، اَلْعَيْعَاءُ موجود ہے.

تمام اسماءِ صوت مبنی ہیں؛ کیونکہ یہ اسماءِ افعال کے مشابہ ہیں؛ بعض کو اسم معرب کی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے عربوں نے انھیں معرب بھی کیا ہے؛ جیسے: رَأَيْتُ غَاقًا، أَيْ: غُرَابًا.

۱۷۔ اسمِ کنایہ: یہ اسماء یا تو مبہم عدد کے لئے بولے جاتے ہیں؛ جیسے: کَمْ، کَذَا؛ یا مبہم بات کے لئے کہ فلاں نے یوں یوں کہا؛ جیسے: کَيْتَ، ذَيْتَ.

۱۸۔ اسمِ ظرف: اس کی دو قسمیں ہیں: قیاسی و سماعی؛ قیاسی کی بحث حصہ صرف میں آ چکی ہے؛ اور سماعی بہت ہیں؛ جیسے: يَوْمٌ، لَيْلٌ، نَهَارٌ، سَاعَةٌ، عِنْدَ کا تعلق زماں سے ہے؛ اور اسماءِ ستہ: أَمَامٌ، وَرَاءَ، يَمِيْنٌ، يَسَارٌ، تَحْتَ، فَوْقَ؛ یعنی قیاسی کی طرح یہ بھی دو قسم ہیں؛ زمان و مکاں.

۱۹۔ اسماءِ شبہِ فعل: اسم فاعل، اسم مفعول، اسم صفت، اسم تفضیل اور اسم مصدر اسماءِ شبہِ فعل ہیں؛ کیونکہ یہ اپنے فعل کے معنٰی دیتے ہیں. یہی وجہ ہے کہ انگریزی والے اسم فاعل اور اسم مفعول کو بھی (verbal Noun) کہتے ہیں۔

۲۰۔ اسماءِ شرط: وہ کلمات جو اِنْ شرطیہ کے معنٰی میں مستعمل ہیں؛ انھیں کلماتِ مجاز بھی کہتے ہیں؛ جیسے: مَنْ، مَا .....

۲۱۔ اسمِ ممیِّز: ایسے کلمات جو گنتی، وزن، ماپ اور مساحت کے لئے استعمال ہوتے ہیں انھیں اسم ممیز؛ گنی، تولی اور ماپی جانے والی اشیاء کے اسماء کو تمیز یا ممیَّز کہتے ہیں.

۲۲۔ اسمِ تامّ: بعض شرائط کے ساتھ اسم ممیَّز ہی کو اسم تامّ کہتے ہیں: اسم تام ممنوع الاضافت ہوتا ہے؛ کہ اسے اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی؛ جیسے: طَابَ الْمَكَانُ

Marfat.com

هَوَاءً میں اَلْمَكَانُ ممنوع الاضافت ہے؛ یوں یہ اسم تام ہوا. یہ تمیز کا ناصب ہے؛ اسی طرح: هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا میں خاتم اسم تام ہے.

۲۳۔ اسم معرب: ایسا عجمی کلمہ جس کی تعریب کی گئی ہو؛ یعنی تھوڑی بہت تبدیلی کے بعد اسے عربی مان لیا گیا ہو؛ جیسے: اَلدُّكْتُوْرُ جس کی اصل Doctor بمعنی علامہ ہے، اسی طرح: Studio سے اِسْتُدِيُوْ.

۲۴۔ اسم مصدر صناعی: اس کی ساخت اسم منسوب مؤنث کی سی ہے؛ جیسے: اِنْسَانٌ سے اِنْسَانِيَّةٌ، كَيْفَ سے كَيْفِيَّةٌ، اِفَادَةٌ سے اِفَادِيَّةٌ، عِلْمٌ سے عِلْمِيَّةٌ. جس کا مقصد حروفِ اصلیہ کو مصدر کا رنگ دینا ہے؛ یا مصدر ہی کو اس سانچے میں ڈھال کر مصدری معنی کو تقویت دینا ہے؛ اور اس سے نئے معنی کا اتخاذ ہے. یہ اردو کے پسپائی؛ رنگائی جیسا ہے.

نوٹ: اگر کسی کلمہ کا تعین باعتبار اسم فعل حرف مشکل ہو تو تعجب نہیں؛ کیونکہ بعض ایسے ہی ہیں.

۲۵۔ منصرف وغیر منصرف: اسم معرب دو قسم پر ہے: ایک وہ جس کے آخر کو کسرہ اور تنوین دینا کسی بھی حال میں منع نہیں؛ جیسے: رَجُلٌ؛ ایسے اسم کو منصرف کہتے ہیں. دوسرا وہ جسے ہمیشہ یا بعض صورتوں میں تنوین وکسرہ یا کوئی ایک منع ہے؛ جیسے: اِبْرَاهِيْمُ کے آخر میں کسی حال میں بھی کسرہ یا تنوین نہیں آتی ہے؛ جبکہ أَحْمَدُ کو نکرہ بنایا جائے تو منصرف ہوگا. اور اگر کسی غیر منصرف کو مضاف کیا جائے تو یہ کسرہ کو قبول کر لیتا ہے.

اندریں صورت جن کا آخر تنوین وکسرہ کو مانع ہے انھیں غیر منصرف کہتے ہیں.

۲۶۔ شبہ جمع: ایسا اسم جس کی جمع تا مدوّرہ کے حذف سے آئے؛ جیسے: وَرَقَةٌ سے وَرَقٌ، ثَمَرَةٌ سے ثَمَرٌ.

۲۷۔ اسم ظاہر اور اسم ضمیر: جو ضمیر نہیں وہ اسم ظاہر ہے؛ جبکہ ضمیر دو طرح ہے: بارز: جو لفظوں میں موجود ہو؛ مستتر: جو لفظوں کی بجائے صرف معنی ہو.

۲۸۔ اسم مخصوص: یہ ایک طرح کا اسم منصوب ہے جو اختصاص کے لئے ضمیر متکلم یا مخاطب کے بعد آتا ہے؛ جیسے: نَحْنُ الْجُنُوْدَ حُمَاةُ الْوَطَنِ. میں الجنود اسم مخصوص ہے. یہ اسم ظاہر ہوتا ہے؛ جس کا ناصب أَخُصُّ یا أَعْنِي کا فعل محذوف ہے. معرف

Marfat.com

باللام ہونا یا ال والے کی طرف مضاف ہونا اس کے لئے شرط ہے؛ جیسے: نَحْنُ الشُّبَّانَ أَمَلُ الْأُمَّةِ . اور نَحْنُ شُبَّانَ الْبِلَادِ أَمَلُ الْأُمَّةِ. اگر ان دونوں مثالوں سے اسمِ مخصوص کو حذف کر دیں؛ جیسے: نَحْنُ أَمَلُ الْأُمَّةِ. تو یہ ایک سادہ جملہ ہوگا؛ اور یوں یہ اس وضاحت و بیان سے محروم ہو جائے گا جو اسے اختصاص کی وجہ سے حاصل ہے۔ وضوح و بیان کے علاوہ فخر و تواضع اس کے اغراض میں سے ہیں۔

۲۹۔ اسمِ معرب اور اسمِ مبنی: باعتبار اعراب و بناء (اسم کا آخر حرکت کے تغیر کو قبول کرے گا یا نہیں) کے اسم دو قسم ہے:

ا۔ معرب: جس کا آخر حرکت کی تبدیلی یا دیگر اعرابی تغیرات کو قبول کرے؛ جیسے: زَيْدٌ کہ یہ کسی عامل کے تحت زَيْدٌ زَيْدًا زَيْدٍ تینوں طرح آتا ہے؛ اسم معرب کو اسم متمکن بھی کہتے ہیں کہ یہ اعراب کو جگہ دیتا ہے۔

ب۔ مبنی: ایسا اسم جس کا آخر اعراب کو قبول نہ کرے اور ہمیشہ ایک سا رہے؛ جیسے: هُوَ.

۳۰۔ مبنی الاصل: حروفِ معانی، فعل ماضی اور بغیر لام کے فعل امر کو مبنی الاصل کہتے ہیں؛ اور اگر کوئی ان سے مشابہت کی وجہ سے اعراب کو جگہ نہ دے تو اسے اسمِ غیر متمکن کہتے ہیں۔

Marfat.com

اسم معرب

Arabicised of Noun

ہر وہ اسم جو مبنی الاصل سے مشابہ نہ ہو اور کسی دوسرے کلمہ سے ملا کر بولا جائے (ترکیب بنائے) تو اسے اسم معرب کہتے ہیں؛ جیسے: قَامَ زَیْدٌ؛ میں زید. لیکن اگر زید اکیلا آئے تو مبنی بر سکون ہوگا؛ کہ اکثر نحاۃ کے نزدیک اعراب کے لئے ترکیب شرط ہے؛ لہٰذا زید اور اسی قبیل کے دیگر اسماء اسم معرب و ممکّن بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں.

معرب کا حکم:

اسم معرب کا آخر اپنے عامل کی مناسبت سے بدلتا رہتا ہے؛ اگر یہ تبدیلی ظاہری و حقیقی ہو تو اعراب لفظی ہے؛ جیسے: جَاءَنِی زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ. بصورتِ دیگر تقدیری ہے؛ جیسے: جَاءَنِیْ مُوْسٰی، رَأَیْتُ مُوْسٰی، مَرَرْتُ بِمُوْسٰی.

اعراب: فتحہ، ضمہ، کسرہ اور واو ألف یا اعرب کی غالب صورتیں ہیں؛ جن کی مدد سے معرب کا آخر تبدیل ہوتا ہے.

اسم کے اِعراب کی اقسام:

احوالِ اعراب تین قسموں میں بیان ہوتے ہیں: رفع، نصب، جرّ

۱۔ رَفْعٌ: یہ کبھی لفظی و تقدیری ضمہ سے؛ کبھی واو مدہ لفظی و تقدیری سے اور کبھی ألف سے تعبیر کیا جاتا ہے.

۲۔ نَصَبٌ: یہ لفظی و تقدیری فتحہ، کسرہ، ألف، یا لین، یا مدہ اور یا مدغم میں سے کسی ایک صورت میں ہوتا ہے.

۳۔ جَرٌّ: جر ذیل میں درج کسی ایک صورت میں ہوتی ہے:
لفظی و تقدیری کسرہ، لفظی فتحہ؛ یا مدّہ، یا لین یا یا مدغم.

عامل، معرب اور محلِ اعراب:

جس کلمہ یا حالت کی وجہ سے کسی کلمہ پر رفع، نصب، جر واقع ہوتا ہے اسے عامل؛ جس

Marfat.com

پر واقع ہوتا ہے اسے معرب (معمول) اور معرب کے آخری حرف کو محلِ اعرب کہتے ہیں؛ مثلاً:
ذَهَبَ الْأُسْتَاذُ میں ذَهَبَ عامل، الأستاذ معرب، ضمہ اعراب اور ذال محلِ اعراب ہے۔

اسم متمکن کی طرح فعل مضارع بھی معرب ہے؛ جو اسم اعراب قبول کرے وہ معرب ہے؛ اور افعال میں سے فعل مضارع معرب ہے۔

باعتبارِ اعراب اسم معرب کی تقسیم:

اعراب کے لئے اسم کو نو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ وہ جن کا رفع ضمہ سے، نصب فتحہ سے اور جر کسرہ سے ہوتی ہے؛ ایسے اسماء تین طرح کے ہیں:

ا۔ مفرد منصرف صحیح: مرکب نہ ہو، کسرہ وتنوین کو قبول کرے، آخری حرف حرفِ علت نہ ہو؛ جیسے: زَیْدٌ.

ب۔ جاری مُجرٰی صحیح: جو صحیح کی طرز پر ہو؛ جیسے: دَلْوٌ، ظَبْیٌ. اس کے آخر میں ایسا واو یا یا ہوتا ہے جس کا ماقبل ساکن ہوتا ہے۔

ج۔ جمع مکسر منصرف: جیسے: رِجَالٌ. ان تینوں کا اعراب یوں ہے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ. رَأَیْتُ زَیْدًا. مَرَرْتُ بِزَیْدٍ.

۲۔ ایسے اسماء جن کا رفع ضمہ سے اور نصب و جر کسرہ سے ہوتے ہیں؛ یہ اعراب ہے جمع مؤنث سالم کا:

رفعی حالت: أَنْتُنَّ مُسْلِمَاتٌ. نصبی حالت: أَكْرَمْتُ مُسْلِمَاتٍ. جری حالت: ذَهَبْتُ اِلٰی خَاشِعَاتٍ.

۳۔ وہ جن کا رفع ضمہ سے اور نصب و جر فتحہ سے آتا ہے؛ یہ اعراب ہے اسماءِ غیر منصرفہ کا؛ جیسے: جَاءَ نِیْ اِبْرَاهِیْمُ. رَأَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ. مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِیْمَ.

غیر منصرف کے اعراب کی تفصیل:

کچھ اسماءِ معرب ایسے ہیں جن کے آخر میں عموماً کسرہ اور تنوین نہیں آتے؛ ایسے اسماء کو غیر منصرف کہتے ہیں. کسی اسم کو غیر منصرف قرار دینے کے لیے اس میں منع صرف کے نو اسباب (عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، ألف ونون زائدتان، وزنِ فعل) میں سے

Marfat.com

دو یا ایک ایسے کا پایا جانا ضروری ہے جو دو کے قائم مقام ہو؛ ان نو کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ عدل: اس سے مراد کسی اسم کا اپنی اصل سے حقیقی یا تقدیری انحراف ہے؛ جیسے: ثُلٰثُ اور مَثْلَثُ حقیقت میں ثَلٰثَةٌ سے معدول ہیں مگر عُمَرُ کی کوئی اصل نہیں؛ پھر بھی اسے اندازاً عَامِرٌ سے معدول مانا گیا ہے؛ لہٰذا یہ تقدیری عدل ہے. عدل کے ساتھ دوسرا جمع ہونے والا سبب یا تو معرفہ ہوگا یا وصف ہوگا.

۲۔ وصف یا اسم صفت: أَسْوَدُ، أَبْيَضُ، أَصْفَرُ اور ان جیسے دوسرے اسماءِ صفت جن کی ساخت ہی رنگت کے وصف کو بیان کرنے کے لئے کی جاتی ہے. بخلاف أَرْبَعٌ کے کہ اس کا صفت ہونا اصل نہیں؛ لہٰذا یہ غیر منصرف نہیں ہے؛ جیسے: مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ.

۳۔ تانیث یا اسم مؤنث: جیسے: طَلْحَةُ، هِنْدُ، زَيْنَبُ، حُبْلٰی، صَفْرَاءُ. ان میں سے ألف مقصورہ و ممدودہ والی مؤنث تو بہر حال ممنوع الصرف ہے؛ کیونکہ تانیث کا ألف کسی حال میں بھی جدا نہیں ہوتا؛ لہٰذا یہ قائم مقام دو سبب کے ہے. جبکہ باقی ماندہ مؤنث ممنوع الصرف تب ٹھہرے گی جب اس کے ساتھ علمیت (اسم ذاتی) جمع ہوگا. زَيْنَبُ، سَقَرُ، مَاهُ، جَوْرُ جیسی مؤنث معنوی تو بہر حال وجوباً غیر منصرف ہے؛ البتہ غیر عجمی ثلاثی ساکن الاوسط؛ جیسے: هِنْدٌ کا انصراف بھی جائز ہے.

۴۔ معرفہ میں سے اسماءِ علم: جیسے: عُمَرُ، أَحْمَدُ، طَلْحَةُ، إِبْرَاهِيْمُ، عُثْمَانُ. اسماءِ اعلام ماسوا صفت کے کسی کے ساتھ بھی جمع ہو سکتے ہیں.

۵۔ عجمہ: غیر عربی ایسے اسماء جن کے حروف تین سے زائد ہوں؛ جیسے: إِبْرَاهِيْمُ، يُوْسُفُ، يَعْقُوْبُ.

اگر تین حرفی ہو تو درمیانہ ساکن نہ ہو؛ جیسے: شَتَرُ.

۶۔ جمع منتہی الجموع: ایسا اسم جمع جس کے ألف کے بعد دو یا ایک مشدد حرف واقع ہو؛ جیسے: مَدَارِسُ یا دَوَابُّ؛

اگر تین ہوں تو درمیانہ ساکن ہو؛ جیسے: مَفَاتِيْحُ. جمع منتہی الجموع بھی دو سبب کے قائم مقام ہے؛ کیونکہ اس کا بھی ألف لازمی اور ما لا ینفک ہے. یعنی لفظ کی ہیئت ہمیشہ ایک سی رہتی ہے؛ نہ الف ساقط ہو؛ نہ کسی اور وزن میں تبدیل ہو؛ کیونکہ اسے کسی اور جمع میں نہیں

Marfat.com

ڈھالا جاتا؛ جسے جمع الجمع کہتے ہیں.

۷۔ترکیب: ایسا علم جو دو لفظوں سے یوں مرکب ہو کہ اس پر اضافت و اسناد کا اطلاق نہ ہو سکے؛ جیسے: بَعْلَبَکّ . مَعْدِیْ کَرِبَ.

۸۔ **الف ونون زائدتین:** وہ اعلام وصفات جن کے آخر میں حروفِ زائدہ کے بطور الف نون ہو؛ جیسے: عُثْمَانُ، سَکْرَانُ. اگر کسی اسم صفت کی مؤنث فَعْلَانَۃٌ کے وزن پر ہو تو وہ منصرف ہے؛ جیسے: نَدْمَانٌ کی مؤنث نَدْمَانَۃٌ ہے.

۹۔ **وزنِ فعل:** اگر کسی اسم کا پہلا حرف أتیــن میں سے ہو اور وزن میں فعل مضارع کے برابر ہو تو غیر منصرف ہے؛ جیسے: أَحْـمَـدُ، یَشْکُرُ، تَغْلِبُ، نَرْجِسُ؛ مگر جس کی مؤنث ہو وہ منصرف ہے؛ جیسے: یَعْمَلٌ؛ کہ اس کی مؤنث یَعْمَلَۃٌ ہے.

ملاحظہ: جب علم علم نہ رہے بلکہ نکرہ ہو جائے تو غیر منصرف نہیں بلکہ منصرف ہوتا ہے: جیسے: جَاءَ نِیْ عُمَرُ وَ عُمَرٌ آخَرُ. میں دوسرا عمر نکرہ ہو کر منصرف ہو گیا؛ اسی طرح اگر غیر منصرف مضاف ہو جائے یا ال لگ جائے تو کسرہ کو قبول کرے گا؛ جیسے: مَرَرْتُ بِأَحْمَدِکُمْ. مَرَرْتُ بِالْأَحْمَدِ.

(۴۔) وہ اسماء جن کا اعراب حروفِ مدہ ہیں؛ اور وہ: أَخٌ، أَبٌ، هَنٌ، حَمٌ، فَمٌ، ذُوْ اسماءِ ستہ مکبرہ ہیں؛ جب یہ مضاف ہوتے ہیں تو ان کا رفع واو سے؛ نصب الف سے اور جر یا مدہ سے ہوتی ہے؛ جیسے: جَاءَ أَخُوْکَ، رَأَیْتُ أَبَاکَ، مَرَرْتُ بِحَمِیْکَ.

(۵۔) وہ جن کا رفع الف اور نصب وجر یا لین ہے؛ یہ اعراب ہے کِلَا، کِلْتَا کا؛ جب ان کا مضاف الیہ ضمیر ہو؛ جیسے: جَاءَ نِیْ کِلَاهُمَا، جَاءَ تْنِیْ کِلْتَاهُمَا؛ رَأَیْتُ کِلَیْهِمَا، رَأَیْتُ کِلْتَیْهِـمَـا؛ مَـرَرْتُ بِکِلَیْهِمَا، مَرَرْتُ بِکِلْتَیْهِمَا. اور اسم عدد اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ کا اور مذکر و مؤنث کے تثنیہ کا؛ مثلاً: رَجُلَانِ، اِمْرَأَتَانِ. کِلَا، کِلْتَا کا مضاف الیہ اسم ظاہر ہو تو اعراب تقدیری ہوگا؛ جیسے: مَرَرْتُ بِکِلَا الرَّجُلَیْنِ.

(۶۔) ایسے اسماء جن کا رفع واو مدہ اور نصب وجر یا مدہ سے ہے؛ یہ جمع مذکر سالم، عددی عقود (عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ) اور أُلُوْا ہیں:

رفع؛ جیسے: جَاءَ نِیْ صَائِمُوْنَ، ذَهَبَ أَرْبَعُوْنَ ...، نَحْنُ أُلُوْا قُوَّۃٍ.

نصب؛ جیسے: رَأَیْتُ زَاهِدِیْنَ، رَأَیْتُ عِشْرِیْنَ . . . ، رَأَیْتُ أُولِیْ بَأْسٍ.

Marfat.com

جر؛ جیسے: مَرَرْتُ بِطَالِبِیْنَ، مَرَرْتُ بِعِشْرِیْنَ رَجُلًا ، مَرَرْتُ بِأُولِی الْأَلْبَابِ.

(۷۔) وہ اسماء جن کا اعراب محض تقدیری ہوتا ہے؛ تینوں حالتوں میں قراءت و کتابت یکساں رہتی ہے. یہ اعراب ہے ألف مقصورہ والے اسماءِ مذکر اور ہر اس اسم کا جو یا ضمیرِ متکلم کی طرف مضاف ہو؛ ماسوا جمع مذکر سالم کے؛ جیسے: جَاءَ مُوْسٰی، ذَهَبَ غُلَامِیْ؛ رَأَیْتُ عِیْسٰی، قَرَأْتُ کِتَابِیْ؛ سِرْتُ بِالْعَصَا وَ مَرَرْتُ بِکَلْبِیْ.

نوٹ: ہر وہ ألف ألف مقصورہ ہے جس کے بعد ھمزۃ نہ ہو؛ خواہ وہ یا سے لکھا ہو؛ جیسے: موسی، خواہ ألف سے لکھا ہو؛ جیسے: العصا. عَصًا کے آخر میں جب تنوین آتی ہے تو التقاءِ ساکنین (عَصَا کا ألف بھی ساکن اور تنوین کا نون بھی ساکن) کی وجہ سے یہ صاد پر منتقل ہو جاتی ہے. حالتِ وصل میں ألف محض کتابۃً ہوتا ہے؛ جبکہ وقف میں قراءۃً بھی ہوتا ہے؛ کیونکہ تنوین کا نون ساکن ألف میں تبدیل ہو جاتا ہے.

(۸۔) وہ جس کا رفع و جر تقدیری؛ مگر نصب لفظی فتحہ سے؛ یہ اعراب ایسے اسمِ منقوص کا ہے جس کے آخر میں یا مدہ ہو اور معرف باللام ہو؛ جیسے: الداعی، القاضی، الرامی. اس کی یا رفع و جر میں تو ساکن مگر نصب میں مفتوح ہوتی ہے؛ جیسے: رَأَیْتُ الْقَاضِیَ. اگر اس طرح کا اسمِ منقوص معرف باللام نہ ہو تو چونکہ منون ہوتا ہے؛ لہٰذا رفعی و جری حالت میں اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یا ساقط ہو جاتی ہے؛ جیسے: قَاضٍ، رَامٍ، دَاعٍ؛ اور نصب کی حالت میں قَاضِیًا، دَاعِیًا، رَامِیًا؛ ہوتا ہے.

(۹۔) وہ اسم جو تینوں حالتوں میں یا مشددہ مفتوحہ سے ہوتے ہیں؛ یہ اعراب ہے اس جمع مذکر سالم کا جو یا ضمیرِ متکلم کی طرف مضاف ہو؛ جیسے: جَاءَ نِیْ مُسْلِمِیَّ (جس کی اصل مُسْلِمُوْیَ ہے) رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ. اس کے اعراب کی تعلیل یوں ہے: رفع تقدیری واو سے؛ اور نصب و جر لفظی یا سے ہے.

مُسْلِمِیْنَ کا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا؛ اس کی یا مدہ ضمیر کی یا میں مدغم ہو گئی ضمیرِ متکلم کی یا اصلاً مفتوح ہوتی ہے؛ جیسے: لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَ لِیَ دِیْنِ. میں لِیَ کی یا مفتوح ہے.

ماسوا چند کے تمام اسماء معرب ہیں. (جامع الدروس العربیۃ للغلاییني: ص: ۲۱۰)

Marfat.com

اسم مبنی یا اسم غیر متمکن

اسماءِ مبنیہ چند گنے چنے ایسے اسماء ہیں جن کا آخر کسی بھی عامل سے متاثر نہیں ہوتا؛ ایسے اسماء کو اسماءِ غیر متمکنہ کہتے ہیں. اسم کے بارے یہی کہا گیا ہے کہ: اَلْأَسْمَاءُ كُلُّهَا مُعْرَبَةٌ؛ اِلَّا قَلِيْلًا مِنْهَا.

اسم غیر متمکن کی تعریف:

ایسا اسم جو کسی وجہ سے مبنی الاصل کے مشابہ ہو؛ جبکہ مبنی الاصل تین ہیں: حروفِ معانی، فعل ماضی، امر حاضر معروف.

اسم غیر متمکن کی اقسام:

اس کی آٹھ اقسام ہیں:

۱۔ضمائر	۲۔اسمِ اشارہ	۳۔اسماءِ موصولہ	۴۔ اسماءِ افعال
۵۔اسم صوت	۶۔مرکبات	۷۔کنایات	۸۔بعض اسماءِ ظروف

(ا)۔ ضمائر (Pronouns)

ضمیر وہ کلمہ ہے جو کسی اسم کی جگہ لیتا ہے؛ ایسے کلمات کی کل تعداد ستّر (۷۰) ہے. جو کبھی بارز کی بجائے مستتر ہوتی ہے.

اسماءِ ضمائر دو طرح ہیں: متصل و منفصل؛ پھر چونکہ ان میں سے بعض مرفوع، بعض منصوب اور بعض مجرور کی جگہ واقع ہوتے ہیں اس لئے انھیں مندرجہ ذیل نام دیے گئے ہیں:

a۔ متصل

ا۔مرفوع متصل: یہ صیغہِ فعل کے ساتھ جڑی ہوتی ہے اس لئے اسے متصل اور فاعل کے لئے ہونے کی وجہ سے مرفوع کہلاتی ہے؛ اگر ہم فعل ماضی کو دیکھیں تو اس کے اکثر صیغوں کے ساتھ ایک متصل ضمیر ہوتی ہے؛ جیسے: ضَرَبْتَ میں تـا أَنْتَ کا مخفف ہے. جبکہ ہر عمومی فعل کے ساتھ ایک ضمیر ہوتی ہے؛ بارز نہیں تو مستتر ہوگی. علاوہ ازیں اسم فاعل، اسم مفعول، اسم صفت اور اسم تفضیل اگر اسم ظاہر کی طرف مسند نہ ہوں تو ان میں بھی ایک ضمیر مستتر ہوتی ہے.

Marfat.com

ب۔منصوب متصل: یہ صیغۂ فعل میں مرفوع متصل کے بعد برائے مفعول واقع ہوتی ہے؛ اس لئے منصوب کہلاتی ہے؛ جیسے: ضَرَبْتَنِيْ (تونے مجھے مارا) ضَرَبْتُکَ (میں نے تجھے مارا) گردان ملاحظہ فرمائیں: عَلَّمَهٗ عَلَّمَهُمَا عَلَّمَهُمْ عَلَّمَهَا عَلَّمَهُمَا عَلَّمَهُنَّ عَلَّمَکَ عَلَّمَکُمَا عَلَّمَکُمْ عَلَّمَکِ عَلَّمَکُمَا عَلَّمَکُنَّ عَلَّمَنِیْ عَلَّمَنَا.

ج۔مجرور متصل: یہ وہ ضمائر ہیں جو حروفِ جارہ کے بعد مجرور ہو کر یا مضاف الیہ واقع ہوں؛ جیسے: مِنِّیْ وَ مِنْکَ اور دِیْنِیْ وَ دِیْنُکُمْ.

b۔ منفصل

ا۔مرفوع منفصل: یہ وہ ہے جو محل رفع میں الگ سے ایک مستقل کلمہ واقع ہوتی ہے؛ جیسے: أَنَا ذَاهِبٌ. أَنْتَ أَخِیْ.

اس کے صیغہ ہیں: هُوَ هُمَا هُمْ هِیَ هُمَا هُنَّ أَنْتَ أَنْتُمَا أَنْتُمْ أَنْتِ أَنْتُمَا أَنْتُنَّ أَنَا نَحْنُ.

ب۔منصوب منفصل: یہ محلاً منصوب ہوتی ہے؛ مگر حصر کو بیان کرنے کے لئے اپنے عامل پر تقدم حاصل کر لیتی ہے؛ جیسے: اِیَّاکَ نَعْبُدُ. اگر نَعْبُدُکَ کہیں تو معنیٰ میں محصور ومحدود کا مفہوم پیدا نہیں ہوگا؛ اس کے کلمات ہیں: اِیَّاهُ اِیَّاهُمَا اِیَّاهُمْ اِیَّاهَا اِیَّاهُمَا اِیَّاهُنَّ اِیَّاکَ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُمْ اِیَّاکِ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُنَّ اِیَّایَ اِیَّانَا. یہاں تک یہ ستر کی تعداد پوری ہو چکی ہے۔

ضمائر میں ضمیر منفصل کا درجہ دوسرا ہے؛ یہ اس وقت آتی ہے جب متصل کا استعمال ممکن نہ ہو؛ جیسے: مَا ضَرَبَکَ اِلَّا أَنَا. میں أَنَا کی جگہ متصل نہیں لے سکتی ہے۔

ضمیرِ شان: جملہ کے شروع میں اگر ضمیر مذکر واقع ہو تو اسے ضمیر شان کہتے ہیں؛ جیسے: هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. اگر مؤنث ہو تو یہ ضمیر قصہ ہے؛ جیسے: اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ. ضمیر شان کا ترجمہ (شان یہ ہے) اور ضمیر قصہ کا (قصہ یہ ہے) کے الفاظ سے کرتے ہیں؛ یہ جملے کی تفسیر کے لئے آتی ہے۔

ضمیر فصل: اگر مبتدأ کی خبر معرفہ یا اسم تفضیل ہو تو دونوں کے درمیان ایک ضمیر آتی ہے جو مبتدأ کے مطابق وموافق ہوتی ہے؛ جیسے: زَیْدٌ هُوَ الْقَائِمُ. زَیْدٌ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو. یہ ضمیر چونکہ خبر کو صفت سے الگ کرتی ہے اس لئے علماءِ بصرہ اسے ضمیر فصل سے تعبیر کرتے ہیں.

Marfat.com

(۲)۔اسماءِ اشارہ (Demonstrative Pronouns)

ان کی فہرست یوں ہے: ذَا، هٰـذَا، ذَاکَ، هٰـذَاکَ، ذَائِکَ، ذٰلِکَ، کَذَا، هٰکَذَا، کَذَالِکَ، آلِکَ، ذَاءِ، ذَائِهٖ، ذَاؤُہٗ جبکہ ذَا کی تصغیر ذَیَّا ہے.

ذَانِ، ذَیْنِ، هٰذَانِ، هٰذَیْنِ، ذَانِکَ؛ جبکہ ذَانِ کی تصغیر ذَیَّانِ ہے.

تَـا، هَاتَا، تَاکَ، تِیْکَ، هَاتَاکَ، هَاتِیْکَ، تَالِکَ، تِلْکَ، تِی، تِهٗ، تِهٖ، تِهِیْ، ذِیْ، ذِهٖ، ذِهٗ، ذِهِیْ، ذَاتُ. اور تَا کی تصغیر تَیَّا شاذّ ہے.

تَانِ، تَیْنِ، هَاتَانِ، هَاتَیْنِ، تَانِکَ.

أُولَاءِ (اس کی تصغیر أُولَیَاءِ ہے) هٰؤُلَاءِ، أُولٰئِکَ، أُولٰی (اس کی تصغیر أُولَیَا ہے بغیر هَمْزَة کے) هَاُولَا، أُولَالِکَ.

هُنَاکَ، هُنَالِکَ اور اسی معنٰی میں ثَمَّ، ثَمَّةَ بھی اسماءِ اشارہ ہیں؛ جیسے: هُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّهٗ. فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ. یہ مبنی علی الفتح ہیں؛ ظرفیت کی وجہ سے محل نصب میں ہوتے ہیں.

اسمِ اشارہ مسمّٰی محسوس وغیر محسوس مشار الیہ کی نشاندہی کے لئے ہے؛ جن کی معنوی تقسیم یوں ہے:

ذَا اور اس کے اخوات واحد مذکر غائب کے لئے ہیں؛ ذَانِ اور اس کے اخوات ذَا کی تثنیہ ہیں. تَا اور اس کے اخوات مؤنث واحدہ قریبہ کے لئے ہیں؛ تَانِ اور اس کے اخوات تَا کی تثنیہ ہے.

أُولَاءِ اور اس کے اخوات؛ أُولٰـی اور اس کے بھی اخوات مذکر و مؤنث قریب کے لئے ہیں.

اسمِ اشارہ کے سابقہ والی ھا تنبیہ کی ھا ہے؛ نہ کہ ضمیر کی ھا ہے. اسی طرح لاحقہ کا کـاف حرفِ خطاب ہے نہ کہ اسمِ ضمیر؛ جو قریب و بعید کو عام ہے؛ اگر اس کے ساتھ لام بھی ہو تو بعید کے لئے مخصوص ہے.

اسمِ اشارہ اسمِ معرفہ کی اقسام میں سے ہے؛ اور اسمِ معرفہ مضاف نہیں ہوا کرتا؛ لہٰذا اس کا کـاف حرف ہے نہ کہ ضمیر؛ کیونکہ ضمیر ماننے سے اسمِ اشارہ کو کـاف کی طرف مضاف ماننا ہوگا؛ اسی طرح ھا بھی حرف ہے؛ اگر حرف نہ ہوتی تو کبھی بھی جدا نہ ہوتی. کبھی ھا اور اسمِ اشارہ

Marfat.com

کے درمیان مشار الیہ کی ضمیر فاصل آتی ہے؛ جیسے: هَا أَنَا ذَا. هَا نَحْنُ أُولَاءِ. هَا أَنَا ذِیْ. هَا نَحْنُ تَانِ. هَا هُمْ أُلَاءِ؛ مگر ایسے میں کاف نہیں آتا؛ اور نہ ہی اس ضمیر فصل کا کوئی اعرابی محل ہوتا ہے.

تین مواقع میں اسماءِ اشارہ کے ساتھ لام کا استعمال ممنوع ہے:

a۔ تثنیہ میں: ہٰذا ذَانِلِکَ غیر جائز ہے.

b۔ أُلَاءِ کے ساتھ: اندریں صورت أُولَئِلِکَ ممنوع ہے.

c۔ هَا کے ساتھ: بناء بریں صرف هٰذَاکَ، ذٰلِکَ آئے گا؛ هٰذَالِکَ نہ آئے گا.

ذَا کا اشتباہ:

یہ اسمِ اشارہ کے علاوہ اور طرح سے بھی ہے:

ا۔ ذُوْ جو کہ اسماءِ ستہ مکبرہ، (جنہیں بعض پانچ شمار کرتے ہوئے اسماءِ خمسہ سے تعبیر کرتے ہیں) کی نصبی و جری حالت میں آتا ہے.

ب۔ ذَا بمعنٰی اَلَّذِیْ اسماءِ موصول میں سے ہے؛ اگر مَنْ کے بعد ہو تو عاقل کے لئے ہے؛ اگر مَا کے بعد ہو تو غیر عاقل کے لئے ہے؛ جس کی کچھ شرائط ہیں (مگر کوفیوں کے ہاں کوئی شرط نہیں):

A۔ دونوں کے مابین کوئی فاصل نہ ہو اور ھا تنبیہ کے بغیر ہو؛ جیسے: مَا ذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ.

B۔ لغو نہ ہو؛ جیسا کہ: مَا ذَا صَنَعْتَ ؟ میں لغو ہے؛ جو: أَيَّ شَيْءٍ صَنَعْتَ ؟ کے معنٰی میں ہے.

لغو ہونے کی صورت میں یہ مَنْ، مَا کے ساتھ مل کر اسم واحد بن جاتا ہے اور مفعول مقدم ہوتا ہے؛ یا حسبِ موقع جو بھی ہو.

لغو نہ ہونے کی صورت میں مَنْ، مَا مبتدأ؛ ذَا اور مابعد دونوں مل کر خبر اور جملہ صلہ ہے.

C۔ اسے اشارہ کے لئے نہ استعمال کیا گیا ہو (جیسا کہ: مَنْ ذَا الرَّجُلُ؟ اور: مَا ذَا الْقَمَرُ؟ میں یہ نہ تو مرکب ہو کر لغو ہے؛ اور نہ ہی الرجل اور القمر صلہ ہونے کے لائق ہیں؛ بلکہ مشار الیہ ہیں.) اور مابعد صلہ ہونے کے لائق ہو؛ جیسے: مَنْ ذَا قَابَلْتَ؟ اور: مَا ذَا قَرَأْتَ؟ جس کی ترکیب: مَا مبتدأ؛ ذَا اسم موصول؛ قَرَأْتَ اس کا صلہ. موصول اپنے صلہ سے

Marfat.com

مل کر خبر مبتدأ؛ اور جملہ صلہ؛ ہے۔

D۔ کتابۃً منفرد ہو، کوئی دوسرا حرف اس سے نہ ملا ہو۔

جہاں ذَا سے پہلے کاف ہے وہ تشبیہ کا جارّہ ہے۔

ذَا کے علاوہ کوئی اسم اشارہ بطور اسمِ موصول مستعمل نہیں ہے۔

تِہِ کے ھا کو ضمیر پر قیاس کر کے اشباع نہ کیا جائے۔

مؤنث میں بھی کاف خطاب کا مفتوح ہوگا۔

ذَاتُ کی تا مبنی بر ضمہ ہے۔

بعض اسماءِ اشارہ کے ساتھ کافِ خطاب اور لامِ بُعد نہیں آتا؛ جیسا کہ تِہْ اور تِہِ کے ساتھ نہیں آتا ہے۔

(۳)۔ اسم موصول (Relative Pronoun)

ا۔ اَلَّذِیْ اَللَّذَانِ اَلَّذِیْنَ (جو کہ بعض قبائل کے ہاں اَللَّذُوْنَ ہے) اَلْأُلٰی اَلْأُلاءِ.

ب۔ اَلَّتِیْ اَللَّتَانِ اَللَّتَیْنِ اَللَّاتِیْ اَللَّاتِ اَللَّوَاتِیْ اَللَّاءِ اَللَّائِیْ اَللَّوَاتِیْ اَلْأُوْلٰی.

ج۔ مَا مَنْ أَیٌّ أَیَّۃٌ ذُوْ (بمعنی اَلَّذِیْ) لام موصولیہ جو اَلَّذِیْ اور اس کے فروع کے معنی میں ہو؛ اور اس کا صلہ اسمِ فاعل، اسمِ مفعول یا صفتِ مشبہ ہو؛ جیسے: جَاءَ نِیَ الضَّارِبُ زَیْدًا؛ جَاءَ نِیَ الْمَضْرُوْبُ غُلَامُہٗ؛ خَلَقَنِیَ السَّمِیْعُ دُعَاءً.

اسماءِ موصولہ چونکہ اسماءِ مبنیہ کے ذیل میں ذکر کیے جا رہے ہیں؛ اس لئے یہ بتلانا ضروری ہوا کہ أَیٌّ أَیَّۃٌ معرب ہیں؛ الا یہ کہ صدرِ صلہ محذوف ہو؛ جیسے: أَیُّھُمْ أَشَدُّ. جس کی اصل أَیُّھُمْ ھُوَ أَشَدُّ ہے۔

أَیٌّ أَیَّۃٌ کے سوا کوئی اسمِ موصول مضاف نہیں بنتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اَلَّذِیْنَ اور اَللَّتَیْنِ مبنی علی الیا ہیں؛ انھیں اَللَّذَانِ اَللَّذُوْنَ اور اَللَّتَانِ کی نصبی و جری حالت کہنے والوں کی رائے درست نہیں ہے۔

اسم موصول کی تعریف:

اسمِ موصول اپنے صلہ (جو کہ جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ، جارّ و مجرور سے شبہ جملہ، ظرفِ مکاں یا صفتِ صریحہ ہوتا ہے) کی وساطت سے اسمِ معین پر دلالت کرتا ہے۔

Marfat.com

شرائط جملہ صلہ:

۱۔ جملہ صلہ ایک ایسی ضمیر پر مشتمل ہونا چاہیے جو اسے اسم موصول اسمی سے مربوط کر دے؛ ضمیر کو نوع وعدد کے اعتبار سے موصول کے مطابق ہونا چاہیے؛ اس ضمیر کو ضمیر عائد کہتے ہیں. البتہ اسم موصول حرفی ضمیر عائد کا محتاج نہیں ہے۔

۲۔ جملۂ صلہ لفظی ومعنوی اعتبار سے خبریہ ہو؛ جیسے: قَابَلْتُ الَّذِیْ زَارَ أَبَاکَ .

۳۔ جملہ صلہ اپنے موصول سے جدا نہ ہو۔ اگر قسم یا جملہ معترضہ آڑے آئیں تو مضائقہ نہیں؛ جیسے: أُحِبُّ الَّذِیْ (وَاللّٰهِ) یُخْلِصُ فِیْ عَمَلِهٖ.

۴۔ مخاطب کے ہاں جملہ صلہ معین ومعہود ہونا چاہیے۔

۵۔ اگر جملہ صلہ ظرف یا جار ومجرور ہو تو ضروری ہے کہ افادیتِ معنٰی کے اعتبار سے تام ہو؛ جیسے: قَابَلْتُ مَنْ فِیْ بَیْتِکَ، قَرَأْتُ مَا تَحْتَ اللَّفْظِ.

جملہ صلہ کا حذف:

اگر لفظی یا معنوی دلیل موجود ہو تو جملہ صلہ حذف بھی کیا جا سکتا ہے؛ جیسے: أَسْتَرْزِقُ اللّٰهَ الَّذِیْ ... (یعنی: اَلَّذِیْ یَرْزُقُ عِبَادَهٗ) جس کے معنٰی ہوئے: میں اللہ سے اس کے لئے رزق طلب کرتا ہوں جو اس کے بندوں کو کھلاتا پلاتا ہے۔

اگر موصول اسمی معلوم ہو تو موصول اسمی کا حذف بھی جائز ہے؛ جیسے: وَ قُوْلُوْا آمَنَّا بِالَّذِیْ أُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ أُنْزِلَ اِلَیْکُمْ. جیسا کہ دوسرے أنزل سے پہلے بالّذی محذوف ہے۔

حذف العائد:

اگر ضمیر عائد محل نصب میں ہو؛ اور ہو بھی فعل تام یا صفت سے متصل تو اس کا حذف جائز ہے؛ جیسے: وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ؛ یعنی: تُسِرُّوْنَهٗ. اور: ذَاکَ الْکِتَابُ الَّذِیْ مُعْطِیْکَ؛ یعنی: مُعْطِیْکَهٗ.

مَنْ عموماً ذوالعقول اور مَا غیر ذوی العقول کے لئے ہے؛ مگر جب عاقل وغیر عاقل کا اختلاط ہو تب مَا آتا ہے؛ جیسے: یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ.

حقیقتِ شیء کی عدمِ معرفت اور شک میں بھی مَا لاتے ہیں؛ جیسے: لَمْ أَفْهَمْ عَنْ مَا یَتَحَدَّثُ. مَا کا استعمال فاعل کے فعل کی صفت کے بیان کے لئے بھی ہے؛ جیسے: فَانْکِحُوْا

Marfat.com

مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ.

مَـنْ بھی عام ہے؛ اختلاط کی صورت میں جب عاقل کو غلبہ حاصل ہوتا ہے تو مَـنْ لاتے ہیں؛ جیسے: أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ.

جن اسماءِ موصولہ کے شروع میں ال آتا ہے ان میں سے الّـذی الّـذُون الّذِین اور الّتی کے سوا سب کا لام دہرا ہے؛ البتہ قرآن کریم کا رسم الخط توقیفی (اللّٰـه کے حکم سے) ہے؛ لہٰذا قرآنی رسم الخط کا مصحفِ عثمانی کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

(۴)۔ اسماءِ افعال (Verbal Interjection)

یہ وہ کلمات ہیں جو ہوتے تو اسم ہیں مگر معنٰی اور عمل فعل والا کرتے ہیں. یہ سب کے سب سماعی ہیں؛ سوائے ان کے جو ثلاثی تام الصرف (جن سے ماضی، مضارع، امر اور دیگر صیغے آتے ہیں) اپنے مصدر سے فَعَالِ کے وزن پر قیاس کیے گئے ہیں؛ جیسے: حَذَارِ، دَرَاکِ بمعنٰی اِحْذَرْ ، أَدْرِکْ ہیں.

فَعَال کے وزن پر مصدر، صفتِ مؤنث اور عورتوں کے نام بھی ہیں.

اسمِ فعل اور زمانہ: اسماء الافعال ماضی، مضارع، امر تینوں کے لئے ہیں؛ جیسے: هَيْهَاتَ ، شَتَّانَ ماضی کے لئے ہیں؛ أُفٍّ مضارع اور صَهْ امر کے لئے ہے.

اسمِ فعل معنٰی تو فعل والا دیتا ہے مگر اس کی علامات قبول نہیں کرتا؛ یعنی حدوث وزمان اور فاعل کے اظہار واضمار میں فعل کے مشابہ ہوتا ہے؛ غالباً متعدی ولزوم میں بھی. غالباً اس لئے کہ باوجودیکہ آمِيْنَ بمعنٰی فعل متعدی اِسْتَجِبْ کے ہے؛ مگر یہ اپنے مفعول بہ کو قبول نہیں کرتا ہے. اسی طرح اِيْهِ فعل زِدْ کے معنٰی میں لازم ہے.

فعل پر تنوین نہیں آتی؛ جبکہ بعض اسماءِ افعال منوّن ہیں؛ جیسے: أُفٍّ.

اسمِ فعل دو طرح کے ہیں: ایک وہ جس کا استعمال شروع سے ہی بطور اسمِ فعل رہا ہے؛ جیسے: أُفٍّ؛ اسے مرتجل کہتے ہیں.

دوسرا وہ جو پہلے تو کسی اور طرح مستعمل رہا ہو مگر بعد میں اسے مصدر سے بطور اسم فعل مستعار لیا گیا ہو؛ جیسے: بَلْهَ. یا ظرف سے مستعار لیا ہو؛ جیسے: أَمَامَکَ. یا جار و مجرور سے؛ جیسے: عَلَيْکَ. اسے منقول کہتے ہیں.

Marfat.com

اسمِ فعل کے خواص:

۱۔اسمِ فعل کا صرف ایک ہی لفظ واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ جیسے: صَهْ يَا وَلَدُ ! ... يَا فَتَاةُ ! ... يَا وَلَدَانِ ! ... يَا فَتَيَاتُ !

اسمِ فعل کے ساتھ ضمیر نہیں ملاتے؛ مگر جن کے ساتھ خطاب کا کاف ہوتا ہے؛ اور یہ کاف اپنے مخاطب کے مطابق ہوتا ہے؛ جیسے: عَلَيْكَ نَفْسَكَ ! عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ !

۲۔ اسمِ فعل جامد غیر متصرف ہوتا ہے. اسے حذف کر کے اس کا عمل باقی رکھنا جائز نہیں؛ بلکہ صرف مذکور ہونے کی صورت میں ہی عمل کرتا ہے.

۳۔اس کا مفعول اس پر مقدم نہیں ہوتا کہ آپ کہنے لگیں: اَلْكِتَابَ دُوْنَكَ. بلکہ صرف: دُوْنَكَ الْكِتَابَ ہی کہہ سکتے ہیں.

جہاں تک قول اللہ تعالیٰ: كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ. کی بات ہے؛ تو اس کی تقدیر یوں ہے کہ یہاں ایک فعل محذوف ہے اور كِتٰبَ اللّٰهِ اسی فعل محذوف کا مفعول بہ ہے؛ نہ کہ یہ عَلَيْكُمْ کا مفعول بہ ہے.

۴۔اسے فعل کی تاکید کے لئے بھی لانا جائز ہے؛ جیسے: اُسْكُتْ صَهْ ؛ اس کے بر عکس: صَهْ اُسْكُتْ جائز نہیں.

۵۔ اسمِ فعل کے جواب میں اگر فَا کے بعد مضارع ہو تو اسے نصب نہیں دیتے؛ لہٰذا: صَهْ فَأُحَدِّثُكَ ! کو منصوب نہ کہیں؛ الا یہ کہ دَرَاكِ ، نَزَالِ کی طرح مصدر سے مشتق ہو.

۶۔ اسمِ فعل دالّ علی الطلب کے جواب میں مضارع پر فا نہ ہو تو اسے جزم دینا جائز ہے.

۷۔اسمِ فعل اگر منوّن ہو تو نکرہ شاملہ ہے؛ اگر بغیر تنوین ہو تو معرفہ خاصہ ہے.

پھر ان میں سے ایک وہ ہے جو صرف نکرہ ہی آتا ہے؛ جیسے: وَاهًا؛ دوسرا وہ جو صرف معرفہ ہے؛ جیسے: حَذَارِ؛ تیسرا وہ جو دونوں طرح ہے؛ جیسے: صَهْ اور صَهٍ، أُفٍّ اور أُفَّ.

۸۔ جو منوّن ہے وہ مسموع ہے؛ جس کی تنوین کا ترک جائز نہیں. اور جو غیر منون ہے اس میں تنوین جائز نہیں. اور جو دونوں طرح سنے گئے ہیں ان میں تنوین اور غیر تنویں دونوں صورتیں ہیں.

Marfat.com

اسماءِ افعال کی فہرست:

اسماءِ افعال کا احاطہ مشکل کام ہے؛ بیشتر یوں ہیں:

1۔ آمِینَ : مبنی علی الفتح اسم فعل امر بمعنٰی اِستَجِبْ ہے. صاحبان المعجم الوافی نے معانی القرآن للأخفش ص:۵۵۴ کے حوالے سے اس کے معنٰی فَلْیَکُنْ ذَاکَ اور کَوِّنَ اللّٰہُ ذَاکَ دیئے ہیں. اس کا فاعل أَنْتَ ہے جو وجوبا مستتر ہے.

2۔ آہِ : مبنی علی الکسر اسم فعل مضارع بمعنٰی أَتَوَجَّعُ (مجھے تکلیف ہے) ہے. یہ منوّن بھی آتا ہے؛ جیسے: آہٍ .

3۔ أَخْ: اسم فعل مضارع مبنی علی السکون بمعنٰی أَتَوَجَّعُ ہے؛ جس میں أَنَا ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے.

4۔ أُفِّ: اسم فعل مضارع مبنی علی الکسر بمعنٰی أَتَضَجَّرُ (میں ڈانٹتا ہوں) ہے. اس میں ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے؛ جس کی تقدیر أَنَا ہے. یہ منوّن بھی آتا ہے؛ قولِ باری تعالیٰ ہے: فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا .

5۔ اِلَیْکَ: اسم فعل امر؛ جس میں کاف خطاب کا ہے؛ یہ دو معنٰی میں آتا ہے: تَنَحَّ (دُور ہو یا راستہ چھوڑ) کے معنٰی میں؛ جیسے: اِلَیْکَ عَنِّیْ (مجھ سے دور ہو) خُذْ کے معنٰی میں؛ جیسے: اِلَیْکَ الْکِتَابَ (کتاب پکڑ)

6۔ أَوَّاہُ: اسم فعل مضارع مبنی علی السکون بمعنٰی أَتَوَجَّعُ اور أَتَضَجَّرُ ہے؛ اس کی دیگر قراءات: أَوَّہْ، أَوِہِ، أَوْہِ، أَوْہُ آہِ اور آہٍ ہیں.

7۔ اِیْہِ : اسم فعل امر مبنی علی الکسرہ بمعنٰی اِمْضِ فِی حَدِیْثِکَ (اپنی بات جاری رکھ) ہے؛ نہ کہ بمعنٰی حَدِّثْ کیونکہ یہ متعدّی نہیں ہے.

8۔ بَخٍ : اسم فعل مضارع مبنی علی الکسرہ بمعنٰی أَسْتَحْسِنُ. اس کی قراءات: بَخْ، بَخٍّ اور بَخٍ بالتنوین ہیں. اسے تکرار کے ساتھ بولتے ہیں؛ یعنی بَخٍّ بَخٍّ کہے جاتے ہیں.

9۔ بَدَارِ: اسم فعل امر مبنی علی الکسرہ بمعنٰی أَسْرِعْ ہے.

10۔ بَسْ: اسم فعل امر مبنی علی الکسرہ بمعنٰی اِکْتَفِ اور حَسْبُ (کافی ہے) ہے.

11۔ بَسْ: فارسی زبان سے حَسْبُ کے معنٰی میں اسم فعل ہے؛ مبنی علی السکون ہے.

Marfat.com

12- بُطْآنَ: أَبْطَأَ (دیر کردی) کے معنٰی میں اسمِ فعل ماضی مبنی علی الفتح ہے۔

13- بَلْهَ: مبنی علی الفتح؛ یہ مصدر اور اسم استفہام کے علاوہ اسم فعل امر بمعنٰی دَعْ (چھوڑ) ہے. اس کا مابعد منصوب ہوتا ہے.

14- تَعَالَ: اسم فعل امر مبنی علی الفتح بمعنٰی اُحْضُرْ ہے. (اگر اس کے آخر میں یا ہو؛ جیسے: تَعَالٰی تو یہ اسم نہیں فعل ہے؛ جیسے: تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) تَعَالَ کو اسم فعل کے بجائے فعل امر جامد مانا جائے تو زیادہ صحیح ہوگا؛ جو حرفِ علت کے حذف پر مبنی ہے. اس کے فعل ہونے کی دلیل اس کے باقی صیغے ہیں؛ جیسے: تَعَالَيَا تَعَالَوْا تَعَالَىْ تَعَالَيْنَ؛ جن میں متصلہ ضمائر ہیں. اس کے جامد ہونے کی دلیل ماضی کے بعض صیغے اور مضارع کا نہ بننا ہے. اس کا لام مفتوح ہوتا ہے خواہ صیغہ کچھ بھی رہا ہو. اہل حجاز کے ہاں تَعَالُوْا میں ضمہ اور تَعَالِىْ میں کسرہ ہے.

15 - تَيْدَ: اسم فعل امر مبنی علی الفتح بمعنٰی أَمْهِلْ؛ جس کا فاعل اس میں ضمیر مستتر ہے؛ جو کہ ہر اسم فعل میں ہوتی ہے. یہ اپنے مفعول بہ کو نصب دیتا ہے؛ جیسے: تَيْدَ خَالِدًا (خالد کو مہلت دے)

16 - حَذَارِ: اسم فعل امر مبنی علی الکسر بمعنٰی اِحْذِرْ؛ جیسے: حَذَارِ النِّفَاقَ (نفاق سے بچ)

17- حَسِّ: اسم فعل مضارع مبنی علی الکسر بمعنٰی أَتَأَلَّمُ (میں تکلیف میں ہوں) جلن وغیرہ کی کیفیت میں عرب حَسِّ بَسِّ کے الفاظ زبان پر لاتے ہیں؛ کبھی صرف حَسِّ حَسِّ کا تکرار کرتے سنائی دیتے ہیں.

18- حَيَّهَلْ: اسم فعل امر جو کہ حَيَّ اور هَلْ سے مرکب ہے؛ اسے رغبت وعجلت طلب کرنے کے لئے بولتے ہیں. اس کی قراءات حَيَّهَلا اور حَيَّهَلَكَ بھی ہیں. اس کے بعد با، اِلٰى، عَلٰى لاکر اسے متعدی بنالیا جاتا ہے؛ ابن مسعود رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کا قول ہے: اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّهَلْ بِعُمَرَ (صالحین میں عمر کو سرِ فہرست رکھو) بغیر هَلْ کے اکیلا حَيَّ بھی اسم فعل امر بمعنٰی، أَقْبِلْ یا أَعْجِلْ ہے؛ جیسے: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ.

19- دُوْنَكَ: اسم فعل امر مبنی علی الفتح بمعنٰی خُذْ. اس کا کاف لازم ہے؛ ورنہ یہ اسم

Marfat.com

فعل نہ ہوگا.اس کے معنیٰ اغراء اور لازم پکڑنے کے بھی ہیں؛ جیسے:دُونَکَ زَیْداً؛ بمعنیٰ اِلْزَمْهُ.

20۔ رُوَیْدَ: اسمِ فعل امر مبنی علی الفتح بمعنیٰ أَمْهِلْ؛ اس کے بعد اسمِ منصوب اس کا مفعول بہ ہوتا ہے؛ جیسے: رُوَیْدَ أَخَاکَ. اس پر کاف خطاب کا بھی داخل ہوسکتا ہے؛ جیسے: رُوَیْدَکَ عَمْرًا. اگر اس کے بعد کوئی اسم بجائے منصوب کے مجرور ہوتو وہ اس کا مضاف الیہ ہے؛ جیسے: رُوَیْدَ الْعَامِلِ. ایسے میں یہ اسمِ فعل کے بجائے فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے؛ کیونکہ اسمِ فعل مضاف نہیں ہوا کرتا. یہی صورت فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا. میں ہے.

اگر منوّن ہوتو مصدر ہے؛ جو اپنے مفعول بہ کو نصب دیتا ہے؛ جیسے:رُوَیْدًا الْعَامِلَ.

21۔ سَرْعَانَ: اسمِ فعل ماضی مبنی علی الفتح بمعنیٰ سَرُعَ (تیز ہوگیا) اس کے سین کے لئے تینوں حرکات ہیں.

22۔ شَتَّانَ: اسمِ فعل ماضی مبنی علی الفتح بمعنیٰ اِفْتَرَقَ (جدائی اختیار کرلی) یہ اپنے فاعل کو (جو کہ اسمِ ظاہر ہوتا ہے) رفع دیتا ہے؛ جیسے: شَتَّانَ فِعْلُ مُؤْمِنٍ وَ فِعْلُ کَافِرٍ (مومن اور کافر کے فعل میں فرق ہوتا ہے) کبھی فاعل سے پہلے ما زائدہ ہوتا ہے؛الأعشٰی کا شعر ہے۔

شَتَّانَ مَا یَوْمِیْ عَلٰی کُوْرِهَا
وَ یَوْمُ حَیَّانَ أَخِیْ جَابِرٍ

یہاں یَوْمِی شَتَّانَ کا فاعل ہے جس پر مَا زائدہ ہے؛ کبھی اس پر لامِ ابتداء داخل کردیا جاتا ہے.

23۔ صَهْ: اسمِ فعل امر مبنی علی السکون بمعنیٰ اُسْکُتْ. اس کا فاعل وجوباً اس میں مستتر ہوتا ہے؛ جس کی تقدیر أَنْتَ ہے؛ جیسے:

صَهْ یَا صَاحِ. (ایسا مت کہہ اے ہوشمند!) یعنی اس بات سے باز آ؛ کوئی دوسری بات کہہ. اگر منوّن ہو تو ہر طرح سے خاموشی مطلوب ہے؛ کیونکہ اب یہ نکرہ ہے.

24۔ عَلَیْکَ: اسمِ فعل امر بمعنیٰ اِلْزَمْ (لازم سمجھ) یہ اصلاً جارّ و مجرور سے منقول ہے؛ اس میں ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے. اس کا کاف مخاطب کی مناسبت سے بدلتا رہتا ہے؛ جیسے: عَلَیْکَ نَفْسَکَ! عَلَیْکُمْ أَنْفُسَکُمْ! کبھی اس کے اور اس کے مفعول کے

Marfat.com

درمیان با جارّہ زائدہ فاصل ہوتی ہے؛ جیسے: عَلَيْهِ بِالصَّبْرِ (اسے لازم ہے کہ صبر کرے)

25۔ عِنْدَکَ: اسمِ فعل امر؛ یہ ظرف سے منقول ہے خُذْ کے معنیٰ میں؛ جیسے: عِنْدَکَ الْكِتَابَ (کتاب پکڑ).

26۔ فَعَالِ: اسمِ فعل امر مبنی علی الکسر بمعنیٰ اِفْعَلْ. اس وزن پر آنے والے اسماء اسمِ فعل کے علاوہ اسمِ مصدر معرفہ، عورتوں کے نام یا بطور گالی اسمِ صفت مؤنث بھی آتے ہیں. جب یہ گالی کے معنیٰ میں ہو تو اس پر یا نداء کی داخل کرتے ہیں؛ جیسے: يَا سَرَاقِ (اے چورنی) فا کے زبر سے اس وزن پر آنے والا ہر اسم خواہ وہ مصدر ہو، علم ہو یا صفت ہو سب مبنی علی الکسر ہوتے ہیں.

اس وزن پر مؤنث کے لئے بطور گالی اور اسمِ فعل ہر اس فعل سے قیاس کیے جاتے ہیں جو ثلاثی تامّ ہو؛ جیسے: کَتَبَ سے کَتَابِ بمعنیٰ اُکْتُبْ. جن کا فعل ہی نہ ہو ان سے نہیں؛ جیسے: دَفْتَرٌ، حَجَرٌ سے نہیں. اور نہ ہی مزید فیہ سے؛ جیسے: بَعْثَرَ سے نہیں؛ نہ ہی غیر تامّ سے؛ جیسے: کَانَ ناقصہ اور دیگر افعال ناقصہ سے نہ آئے گا.

27۔ فَقَطْ: اسمِ فعل مضارع بمعنیٰ یَکْفِیْ؛ جیسے: أَخَذْتُ دِرْهَماً فَقَطْ (میں نے صرف ایک ہی درہم لیا جو مجھے کافی ہے) یا پھر یہ اسمِ فعل امر ہے بمعنیٰ اِنْتَهِ (بس کر) جیسے: خُذْ دِرْهَمًا فَقَطْ (ایک درہم لے اور بس کر)

یہ کبھی زمانۂ ماضی میں استغراق کے لئے حَسْبُ کے معنیٰ میں ہوتا ہے. اس میں فا زائدہ تزئین کے لئے ہے. اگر نکرہ کے بعد ہو تو صفت ہے؛ جیسے: حَضَرَ طَالِبٌ فَقَطْ (صرف ایک طالب حاضر ہوا بس) اگر معرفہ کے بعد ہو تو حال ہے؛ جیسے: حَضَرَ زَيْدٌ فَقَطْ (حال یہ تھا کہ بس زید ہی حاضر تھا) یہ ایجاب و نفی کے بعد واقع ہوتا ہے؛ جیسے: مَا قَرَأْتُ كِتَابًا فَقَطْ (میں نے ایک نہیں متعدد کتب پڑھیں ہیں) یہ ہمیشہ مبنی علی السکون ہوتا ہے. اگر قَطُّ کا طا مشدد مضموم ہو تو ظرفِ زماں ہے.

28۔ قَدْ: اس کا ایک استعمال بطور اسمِ فعل مضارع بمعنیٰ یَکْفِیْ ہے؛ ایسے میں اس کے بعد ایک منصوب اسم ہوتا ہے؛ جیسے: قَدْ زَيْدًا دِرْهَمٌ (زید کو تو ایک ہی درہم کافی ہے) یہ مبنی علی السکون ہے.

29۔ لَدَيْکَ، اسمِ فعل امر بمعنیٰ خُذْ؛ جیسے: لَدَيْکَ الْكِتَابَ. اس کے ساتھ

Marfat.com

کاف ضروری ہے ورنہ ظرف ہوگا۔

30۔ لَعًا: اسم فعل دعائیہ؛ کہتے ہیں: لَعًا لَهُ (اللہ اسے سلامت رکھے) اسی طرح: لا لَعًا لَهُ ؛ أَیْ : لَا سَلَّمَهُ اللّٰهُ وَ لَا أَقَامَهُ اللّٰهُ (اللہ اسے قائم ودائم نہ رکھے)

31۔ مَکَانَکَ: اسم فعل امر بمعنٰی اُثْبُتْ (جمارہ) مبنی علی الفتح۔ یہ ظرف سے منقول ہے۔ اس میں کاف لازمی ہے؛ ورنہ اسم فعل نہ ہوگا؛ کہتے ہیں: مَکَانَکَ یَا زَیْدُ (اپنی جگہ ڈٹا رہ زید) یہ کبھی ظرف ہوتا ہے اور منصوب ہوتا ہے؛ جیسے: اُقْعُدْ مَکَانَکَ (اپنی جگہ بیٹھ)

32۔ مَهْ: اسم فعل امر مبنی علی السکون بمعنٰی اِنْکَفِفْ (باز آ)

33۔ هَلُمَّ: اسم فعل امر مبنی علی الفتح بمعنٰی أَقْبِلْ (آگے آ) لغتِ حجاز میں یہ مذکر، مؤنث اور مفرد و غیرہ کے لئے ایک ہی صیغہ سے بولا جاتا ہے؛ جیسے: وَ الْقَائِلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَا ؛ (الأحزاب : ۱۸)

کبھی یہ متعدی بھی ہوتا ہے؛ جیسے: قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَ کُمْ؛ (الأنعام : ۱۵۰)

اس کے بارے یہ قول بھی ہے کہ یہ فعل ہے؛ جس پر ھا تنبیہ کی ہے؛ لُمَّ بمعنٰی ضُمَّ نَفْسَکَ۔ جس پر دلیل اس کی تصریف ہے؛ جیسے: هَلُمُّوْا هَلُمِّیْ هَلُمَّا۔

اگر اس سے نون نسوہ ملا ہو تو فک ادغام ہوتا ہے؛ جو کہ لغتِ نجد ہے۔

کبھی اس کے بعد جَـــرًّا کا لفظ بولا جاتا ہے؛ جو یا تو حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے؛ یا ایسا مصدر جو اپنے فعل کی نیابت کر رہا ہوتا ہے؛ جس کی تقدیر جُـرَّ جَرًّا ہے؛ جس کے معنٰی ہیں: لگے رہو (Carry on)۔

34۔ هَیًّا : اسم فعل امر بمعنٰی أَسْرِعْ ؛ جیسے: هَیًّا اِلَی الْعَمَلِ۔ اس میں تکرار بھی ہے کہ هَیًّا هَیًّا کہیں۔ حَیَّ اور هَیًّا جس طرح صوت میں مشابہ ہیں اسی طرح معنٰی اور عمل میں بھی ایک ہیں۔

35۔ هَیْتَ ُ: اسم فعل امر جو تَعَالَ یا هَلُمَّ کے معنٰی میں ہے؛ سورہ یوسف میں ہے؛ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَکَ۔ اس کا صیغہ ہر جگہ ایک ہی رہتا ہے۔ اس کے ھا کا کسرہ بھی سنا گیا ہے؛ تا پر بھی تینوں حرکات ہیں۔

36۔ هَیْهَاتَ ِ ُ: اسم فعل ماضی؛ فتحہ یا کسرہ یا ضمہ پر مبنی ہے؛ بمعنٰی بَعُدَ (دور ہوا)

Marfat.com

جیسے: هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ.

37۔ وَا: اسم فعل مضارع بمعنیٰ أَعْجَبُ (میں حیران ہوں)

38۔ وَاهَ: اسم فعل مضارع بمعنیٰ أَعْجَبُ أَوْ أَتَلَهَّفُ (مجھے تعجب ہے یا میں ترس کھاتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں) اس میں وَاهٍ وَاهًا اور بغیر تنوین کے الف کے ساتھ وَاهَا کی بولیاں بھی ہیں.

39۔ وَرَاءَ كَ: اسم فعل امر مبنی علی الفتح بمعنیٰ تَأَخَّرْ؛ جیسے: وَرَاءَ كَ يَا رَجُلُ (تو دیر کر اے مرد!) یہ ظرف سے منقول ہے؛ بغیر کاف اسم فعل نہ رہے گا.

40۔ وَشْكَانَ: اسم فعل ماضی مبنی علی الفتح بمعنیٰ سَرُعَ (جلدی میں پڑا) یہ سَرْعَانَ کی طرح ہے؛ اس کے وَاو پر ہر طرح کی حرکت روا ہے.

41۔ وَیْ: اسم فعل مضارع بمعنیٰ أَعْجَبُ؛ اس کے ساتھ عموماً كَأَنَّ مشددہ یا مخففہ لاحق ہوتا ہے؛ جیسے: يَقُوْلُوْنَ وَيْكَأَنَّ اللهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ. (القصص: 82) جبکہ وَيْلُمِّهٖ کے بارے دو قول ہیں؛ ایک یہ کہ اس کی اصل وَیْ لِأُمِّهٖ ہے؛ جس میں همزة تخفیفاً محذوف ہے. دوسرے یہ کہ یہ اصلاً وَيْلُ أُمِّهٖ ہے.

(۵)۔ اسماءِ صوت

اسم غیر متمکن کی پانچویں قسم اسم صوت ہے. مختلف آوازوں کو جو نام دیا جاتا ہے اسے اسم صوت کہتے ہیں؛ جیسے پتھر کے گرنے کی آواز کا نام طَقْ اور تلوار کی جھنکار کو قَبْ سے موسوم کیا گیا ہے. اہل عرب انھیں دو طرح استعمال کرتے ہیں:

ا۔ غیر عاقل حیوان یا کم سن انسان سے خطاب کے لئے استعمال ہونے والے اسماءِ صوت؛ جیسے: عَدَسْ کا استعمال خچر کو ڈانٹنے کے لئے ہے؛ هَلَا گھوڑے کو ڈانٹنے کے لئے اور كَخْ انسانی بچے کو ڈانٹنے کے لئے مستعمل ہے.

ب۔ سنائی دینے والی آوازوں کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہونے والے اسماءِ صوت؛ جیسے: غَاقِ کوے کی آواز کے لئے ہے؛ وَيْهٗ میت پر رونے کی آواز کے بیان کے لئے ہے.

اسماءِ صوت کا تعلق اسم جامد سے ہے؛ ان میں ضمیر نہیں. یہ افعال نہیں؛ کیونکہ یہ حدث و زمان پر دلالت نہیں کرتے. یہ حروف بھی نہیں؛ کیونکہ معنیٰ پر دلالت کے لئے یہ اکیلے ہی کافی ہیں؛

Marfat.com

جبکہ حرف اکیلا استعمال نہیں ہوتا. البتہ کثرتِ استعمال کے پیشِ نظر بعض اسماءِ صوت سے افعال ومصادر کا اشتقاق کرلیا گیا ہے؛ جیسے: طَقطَقَ الحَجَرُ. جَأجَأتِ الإبِلُ. سَأسَأتُ لِلحِمَارِ. حَأحَأتُ لِلضَّأنِ. عَاعَيتُ لِلمَاعِزِ. چنانچہ اَلْجَأجَأةُ ، السَّأسَأةُ اور اَلْعَيعَاءُ جیسے اسماءِ مصدر جن کی اصل اسماءِ صوت ہے شعراءِ عرب کے کلام میں ان کی امثلہ موجود ہیں.

جمیع اسماءِ اصوات مبنی ہیں؛ کیونکہ یہ اسماءِ افعال سے مشابہ ہیں. البتہ اسم معرب کی جگہ واقع ہونے والے بعض اسماءِ اصوات کو عرب نے معرب بھی بنایا ہے؛ جیسے: رَأيتُ غاقًا؛ أيْ: غُرَابًا. مشهور اسماءِ اصوات مندرجه ذيل هيں:

1۔ أهْ: اسمِ صوت مبنی علی السکون؛ تکلیف کے اظہار کے لئے ہے.

2۔ أهَا: قہقہہ کی آواز کا نام ہے.

3۔ أوْهْ: گھوڑے کو بلانے کی آواز؛ اس کی ایک لغت أوَّاهْ بھی ہے.

4۔ بُسْ: بھیڑ بکری کو بلانے کی آواز.

5۔ بُسْ بُسْ: اونٹوں کو ڈانٹنے کی آواز.

6۔ بُسْبُسْ: اسمِ صوت غیر عاقل مبنی علی السکون؛ بھیڑ، بکری، اونٹوں کو بلانے کے لئے.

7۔ تَشَا: گدھے کو پانی پینے پر آمادہ کرنے کے لئے؛ اور تُشُؤْ بھی ہے.

8۔ جِئْ: اونٹوں کو پینے کو کہنا.

9۔ جَاهْ: درندوں کو ڈانٹنے کے لئے.

10۔ حَأحَأْ: بھیڑ کو بلانے کے لئے.

11۔ حِئْ حِئْ: گدھے کو پانی پر بلانے کے لئے.

12۔ حَا: گدھے کو ڈانٹنے کے لئے.

13۔ حَوْبْ: اونٹوں کو ڈانٹ پلانے کے لئے.

14۔ سَأْ: گدھے کو ڈانٹنے یا پانی پر ہانکنے کے لئے.

15۔ شِيبْ: اونٹوں کو پانی پینے پر آمادہ کرنے کے لئے.

16۔ طَاقِ اور طَاخِ: چوٹ اور ضرب لگانے کی آواز کے لئے.

17۔ عَاعَا: بکریوں کو بلانے کے لئے.

Marfat.com

18- قَاشْ مَاشْ: کپڑا کٹنے کی آواز.

19- مَاءْ: مبنی علی السکون؛ ہرن کی آواز.

20- هَاْهَاْ: اونٹوں کوڈانٹنا.

21- هَاهَا: کتے کوڈانٹنایا اسے کسی کو بھگانے پر برانگیختہ کرنا.

22- هِجْ: کتے کوڈانٹنا.

23- هَهْ: یاد دلانا یا دھمکانا؛ اسی معنی میں هِيَهْ هِيَهْ بھی ہے.

(۶)۔ ظروفِ مبنیہ

ظروف کی ایک قسم تو قیاسی ہے؛ جیسے: مَطْلَعٌ، مَسْجِدٌ؛ یہ معرب ہیں. دوسری قسم سماعی ہے؛ جن میں سے بعض معرب ہیں اور بعض مبنی ہیں. بعض وہ ہیں جو ہر حال میں مبنی ہوتے ہیں؛ جبکہ بعض کا مبنی ہونا مشروط ہے؛ ان کی ایک عمومی شرط ان کے مضاف الیہ کا ایسا حذف ہے کہ معنیٰ منوی ہو لفظاً نہ ہو؛ یعنی لفظ کے بجائے صرف معنیٰ نیت میں ہوں. ان دو مثالوں کو لیں: لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ. اور: وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ. پہلی مثال میں قَبْلُ اور بَعْدُ کے بعد كُلِّ شَيْءٍ محذوف ہے مگر معنیٰ نیت میں ہیں؛ لہٰذا یہ مبنی ٹھہرے. جبکہ دوسری مثال میں قَبْلَ کے کلمتین کے بعد ان کا مضاف الیہ موجود ہے؛ لہٰذا مبنی نہیں؛ بلکہ معرب ہیں.

غایات: اس طرح کے مقطوع الاضافہ کو غایات میں سے شمار کرتے ہیں.

جب ظروفِ معربہ کسی جملے یا اِذْ کی طرف مضاف ہوں تو انھیں مبنی بر فتحہ بنانا جائز ہے؛ جیسے: اُذْكُرِ اللّٰهَ فِي حِيْنَ تَعْمَلُ. اور: حِيْنَئِذٍ. اسی طرح: مِثْلُ اور غَيْرُ کے بعد مَا، إِنْ یا أَنْ ہو تو ان کا بھی مبنی بر فتحہ ہونا جائز ہے؛ جیسے: مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ. غَيْرَ أَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ.

اسماء کا حکم تو یہی ہے کہ یہ اپنی اصل میں نکرہ کے لئے وضع کیے جاتے ہیں؛ جنہیں بعد میں معرفہ بنالیا جاتا ہے. جبکہ اَلْآنَ اپنی وضع میں ہی معرفہ ہے کہ بغیر ال آتا ہی نہیں.

بعض ظروف کے معرب اور مبنی ہونے کے اختلاف کی طرح بعض کا تو سرے سے ظرف ہونا ہی مختلف فیہ ہے؛ جیسے: كَيْفَ کہ اکثر کو اس میں ظرفیت والی کوئی بھی بات دکھائی نہیں دی ہے.

Marfat.com

غیر مشروط ظروف مبنیہ:

ا ـــ اِذْ: مبنی علی السکون؛ ظرفیت کی بناء پر محلاً منصوب ہوتا ہے. اس کا استعمال عموماً زمانۂ ماضی کے لئے ہے؛ مستقبل کے لئے کم ہی آتا ہے. یہ یا تو جملہ اسمیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے؛ جیسے: وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ. یا جملہ فعلیہ غیر شرطیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے؛ جو یا تو لفظاً و معنًی ماضی ہوتا ہے؛ جیسے: وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ. یا صرف معنًی؛ جیسے: وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ.

ایسا اکثر ہوتا ہے کہ کوئی اسمِ ظرف اِذْ کی طرف مضاف ہوتا ہے اور اِذْ جس جملے کی طرف مضاف ہوتا ہے وہ محذوف ہوتا ہے؛

بوجہ جملہ محذوفہ معلوم ہونے کے؛ جیسے: يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا. جس میں تنوین عوض کی ہے. جس کی تقدیر یوں ہے: يَوْمَئِذْ زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ تُحَدِّثُ.

اِذْ کبھی ظرف کی بجائے حرف غیر عامل ہوتا ہے اور لام تعلیل کے معنٰی میں ہوتا ہے؛ جیسے: وَ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ. اَیْ: لِاَنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ.

یہ کبھی بَيْنَا یا بَيْنَمَا کے بعد حرفِ زائدہ کے طور پر مفاجاۃ کے لئے ہوتا ہے اور اس کے فوراً بعد اس کا موجب آتا ہے؛ جیسے: بَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ اِذْ اَقْبَلَ مُسَافِرٌ (میرے بیٹھے بیٹھے ہی اچانک مسافر آ نکلا) ایک شعر ہے ؎

و بینما نحن فی أمنٍ و فی دعةٍ
اِذْ جَاءَ نَا مِن رسول الدهر ایعادُ

اگر زائدہ نہ ہوتا تو یہ جَاءَ نَا کے فعل کی طرف مضاف ہوتا؛ جب کہ یہی فعل بَيْنَ کا ناصب ہے؛ اس طرح تو مضاف الیہ کا مضاف کے ماقبل میں عمل کرنا ثابت ہو رہا ہوتا؛ جو کہ منع ہے؛ یوں اس کے زائدہ ہونے کی تعیین ہوگئی. ایک اور شعر ملاحظہ ہو ؎

اِسْتَقْدِرِ اللّٰهَ خَيْرًا وَارْضَيَنَّ بِهٖ
فَبَيْنَمَا الْعُسْرُ اِذْ دَارَتْ مَيَاسِيْرُ

۲ ـ اِذَا: مبنی علی السکون؛ ماضی پر بھی آئے تب بھی مستقبل کا فائدہ دیتا ہے؛ الا یہ کہ قرینہ موجود ہو؛ جیسے: وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا.

Marfat.com

اگر شرط کے معنیٰ میں ہوتو دو جملوں کا محتاج ہے مگر جزم نہیں دیتا؛ البتہ خافض ہے مگر مشروط طور پر؛ اور اپنے جواب کے ساتھ منصوب ہوتا ہے. جملۂ شرط اس کے فوراً بعد آتا ہے (جو عموماً ماضی اور کبھی مضارع ہوتا ہے) جو اس کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے محلاً مجرور ہوتا ہے؛ جبکہ یہ خود اپنے جواب کے ساتھ منصوب ہوتا ہے؛ جیسے: اِذَا جَاءَ کَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ. اگر اس کے فوراً بعد کوئی اسم یا ضمیر ہو تو وہ اپنے اس فعل کا فاعل، نائب فاعل یا مفعول بہ ہے جو وجوباً محذوف ہے؛ جیسے: اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ. جیسا کہ فعل مذکور فعل محذوف کی تفسیر میں ہے؛ اس کے بعد واقع ہونے والی ضمیر کا اعراب وہ ہے جو تاکید کا ہے؛ کیونکہ یہ فعل محذوف کے فاعل کی تاکید کے لئے ہے؛ جیسے: اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ.

اِذَا جب ظرفیہ ہو اور شرط کے معنیٰ کو متضمن نہ ہو تو یہ حِیْنَ کے معنیٰ میں محل نصب میں ہوتا ہے جو عموماً قسم کے بعد آتا ہے؛ جیسے: وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰی. یہ کبھی فجائیہ ہوتا ہے؛ جیسے: فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی. کبھی لَوْ کے معنیٰ میں ہوتا ہے.

۳۔ اَلْآنَ: ظرف زماں مبنی علی الفتح؛ یہ ایسے زمانے پر دلالت کے لئے ہے جس کا بعض حاضر ہو؛ جیسے: فَمَنْ یَسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا. یا ایسے زمانے کے لئے ہے جو پورا کا پورا حاضر ہو؛ جیسے: قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ؛ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک پر ہمیشہ حق جاری وساری رہتا. بعض نے اسے معرب منصوب علی الظرفیہ بھی کہا ہے.

۴۔ أَمْسِ: اگر یہ ظرف ہو تو مبنی علی الکسر ہوتا ہے اور مضاف نہیں ہوتا؛ جیسے: تَنَاوَلْتُ الْغَدَاءَ أَمْسِ بِالْفُنْدُقِ (کل دوپہر کا کھانا میں نے ہوٹل میں کھایا) اسی طرح جب یہ کل گزشتہ کے لئے اسم ہوتا ہے تب بھی مبنی علی الکسر ہوتا ہے اور اس پر ال داخل نہیں ہوتا ہے؛ نہ ہی مضاف و منوّن ہوتا ہے؛ جیسے: اِنَّ أَمْسِ کَانَ مَطَرًا. مگر جب یہ ایام گزشتہ میں سے کسی پر دلالت کر رہا ہو یا اس پر ال ہو یا منوّن یا مکسور یا مضاف ہو تو یہ معرب بالحرکات ہوتا ہے؛ جیسے: اِنَّ أَمْسًا لَا یَعُوْدُ. اَلْأَمْسُ أَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْیَوْمِ. مَا أَطْیَبَ أَمْسَنَا.

۵۔ أَنّٰی: ظرف مکاں مبنی علی السکون. یہ کبھی استفہام کے لئے آتا ہے اور کَیْفَ کے معنیٰ دیتا ہے؛ جیسے: أَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ؟ اور کبھی مِنْ أَیْنَ کے معنیٰ میں ہوتا ہے؛ جیسے: أَنّٰی لَکِ هٰذَا؟ ایسے میں یہ ظرفیت کی وجہ سے محلِّ نصب میں ہوتا ہے.

Marfat.com

اگر شرطیہ ہوتو مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہوتا ہے اور جازم ہوتا ہے؛ جیسے: أَنّٰی تَقْعُدْ أَقْعُدْ.

٦۔ أَیْنَ: ظرفِ مکاں مبنی علی الفتح؛ بر بناءِ ظرفیت محلاً منصوب ہوتا ہے؛ جیسے: أَیْنَ وَضَعْتَ الْکِتَابَ؟ حروفِ جارّہ میں سے مِنْ اور اِلٰی اس پر داخل ہوتے ہیں؛ جیسے: اِلٰی أَیْنَ تَذْهَبُ ؟ مِنْ أَیْنَ حَضَرْتَ ؟ یہ ایسا اسمِ شرط بھی ہے جو دو فعلوں کو جزم دیتا ہے؛ جیسے: أَیْنَ یَکْثُرْ مَاءُ الْأَنْهَارِ تَنْتَشِرْ زَرَاعَةُ الْفَاکِهَةِ.

٧۔ أَیْنَمَا: یہ بھی أَیْنَ ہی ہے جس کے ساتھ مَا زائدہ ہے؛ جیسے: فَأَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ .

٨۔ أَیَّانَ: ظرفِ زماں مبنی علی الفتح. یہ کبھی مَتٰی کے معنٰی میں استفہام کے لئے ہوتا ہے؛ جیسے: یَسْئَلُ أَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ. کبھی ایسا شرطیہ ہوتا ہے جو فعلین کو جزم دے؛ جیسے: أَیَّانَ نُؤْمِنْکَ تَأْمَنْ. (ہم جب بھی تمھیں پناہ دیں تم امن پاؤ گے)

٩۔ بَیْنَ: ظرف مبنی علی الفتح؛ اگر مکاں کی طرف مضاف ہوتو ظرفِ مکاں؛ ورنہ ظرفِ زماں ہے؛ جیسے: جَلَسْتُ بَیْنَ عَلِیٍّ وَ خَالِدٍ. حَضَرْتُ بَیْنَ الضُّحٰی وَالظُّهْرِ. اگر یہ مضاف الی الضمیر ہوتو تکرار واجب ہے؛ جیسے: جَلَسْتُ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ سَعِیْدٍ. یہ منصرف ہے. یہ کبھی ظرفیت سے خارج بھی ہوتا ہے؛ تب اس کا اعراب حسبِ موقع ہوتا ہے؛ جیسے: کُنَّا ثَلَاثَةً جِیْرَانٍ وَ کَانَ بَیْتِیْ بَیْنَ بَیْنٍ.

١٠۔ بَیْنَ بَیْنَ: ظرفِ مکاں مرکب؛ مبنی علی فتح الجزئین؛ محلِّ نصب میں حال ہوتا ہے. یہ معنٰی واو عطف کو متضمن ہوتا ہے؛ بالکل أَحَدَ عَشَرَ کی طرح. یہ بَیْنَ هٰؤُلَاءِ وَ بَیْنَ هٰؤُلَاءِ کے معنٰی میں ہوتا ہے.

اگر ظرفیت سے خروج کر جائے تو پہلا دوسرے کی طرف مضاف ہوگا؛ جیسے: کُنَّا ثَلَاثَةَ جِیْرَانٍ وَ کَانَ بَیْتِیْ بَیْنَ بَیْنٍ.

١١۔ بَیْنَا: ظرف مبنی علی الفتح؛ اس میں الف زائدہ ہے جس کے بارے تین آراء ہیں:

أ۔ زائدہ کافہ؛ مضاف الیہ کے عوض میں ہے.

ب۔ زائدہ غیر کافہ؛ جبکہ بَیْنَ مابعد کے جملے کی طرف مضاف ہوتا ہے.

Marfat.com

ج۔ الف زائدہ ہے اور بَیْنَ اس زمانے کی طرف مضاف ہے جو مضاف الی الجملہ ہے؛ اس کے بعد کا اسم مبتدا اور اس کے بعد خبر آتی ہے۔

۱۲۔ بَیْنَمَا: ظرف زماں مبنی علی الفتح؛ مَا زائدہ غیر کافہ ہے۔ مابعد جملہ محل جر میں مضاف الیہ ہوتا ہے۔

۱۳۔ ثَمَّ: اسم اشارہ کے ساتھ ساتھ مکان بعید کے لئے اسم ظرف مبنی علی الفتح ہے؛ محل نصب میں ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ کبھی تا مربوطہ آتی ہے؛ جیسے: ثَمَّةَ؛ ایسے میں میم مخففہ ہوتا ہے۔

۱۴۔ حَوْلَ: ظرف مبنی علی الفتح۔ یہ مکان کے لئے ہے یا زمان کے لئے اس کا تعین اس کا مابعد کرتا ہے؛ جیسے: سِرْتُ حَوْلَ الْبَیْتِ۔ اس میں حَوَالَ اور حَوَالَیْ کی قراءات بھی ہیں؛ جیسے: مَکَثْتُ فِی الْمَکْتَبَةِ حَوَالَیْ سَاعَةٍ۔ یہ مضاف ہوتا ہے۔

۱۵۔ حَیْثُ: ظرف مکاں اور نادر طور پر ظرف زماں بھی ہے۔ مبنی علی الضم؛ محل نصب میں ہوتا ہے بشرطیکہ اس سے پہلے مِنْ جارہ نہ ہو۔ کبھی مِنْ کے بغیر بھی محل جر میں ہوتا ہے۔ یہ اکثر جملہ اسمیہ یا فعلیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے؛ نادر طور پر مفرد کی طرف بھی۔ جملہ محذوفہ کی طرف اس کی اضافت نادر بات ہے؛ جیسے: اِذْهَبْ اِلٰی حَیْثُ؛ أَیْ: اِذْهَبْ اِلٰی حَیْثُ تُرِیْدُ۔ اس کے سوا کوئی اور ظرف مکاں جملے کی طرف مضاف نہیں ہوا کرتا۔

۱۶۔ صَبَاحَ مَسَاءَ: ظرف زماں مرکب؛ جس کے دونوں جزء أَحَدَ عَشَرَ کی طرح مبنی بر فتحہ اور محل نصب میں ہیں؛ جن کی اصل صَبَاحًا وَّ مَسَاءً ہے۔ واو عطف کو حذف کر کے تخفیفاً ترکیب کر لی گئی ہے؛ اگرچہ صَبَاحَ مَسَاءٍ بھی جائز ہے۔

اگر خارج از ظرفیت ہو تو پہلے کا دوسرے کی طرف مضاف ہونا ضروری ہے؛ جیسے: أَزُوْرُ أَخِیْ کُلَّ صَبَاحِ مَسَاءٍ۔

۱۷۔ قَطُّ: ظرف زماں مبنی علی الضم۔ ماضی منفی کے پورے زمانے کے استغراق کے لئے ہے؛ جیسے: مَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ قَطُّ۔ أَوْ: لَمْ أَفْعَلْ ذٰلِکَ قَطُّ۔ جبکہ: لَا أَفْعَلُ ذٰلِکَ قَطُّ؛ یا: لَنْ أَفْعَلَهٗ قَطُّ؛ غلط ہیں۔ یہاں قَطُّ کی بجائے أَبَدًا لائیں گے۔

۱۸۔ لَدٰی: لَدُنْ کی ایک لغت ہے۔ مبنی علی السکون؛ محل نصب میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

حاضر و مجسم کے لئے بطور ظرف مکاں مستعمل ہے. یہ مجرور نہیں آتا اور ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے؛ جیسے: وَ اَلْفَیَا سَیِّدَھَا لَدَی الْبَابِ. ظاہر کی بجائے جب ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس کا الف اپنی اصل کی طرف پلٹ کر پھر سے یا ہو جاتا ہے؛ جیسے: لَدَیْکَ کِتَابٌ. لَدَیْهِ مَالٌ (اس وقت جب مال موجود ہو؛ نہ کہ غیر حاضر) یہ صفت، صلہ، حال یا خبر بھی واقع ہوتا ہے. مگر لَدُنْ ایسا نہیں ہے.

۱۹ ۔ لَدُنْ: ظرف مبنی علی السکون؛ محلاً منصوب آتا ہے اور اس سے پہلے فعل مثبت متصرف ہوتا ہے. یہ ہمیشہ مضاف آتا ہے اور زمانی و مکانی غایت کی ابتداء بتلاتا ہے. قران کریم میں یہ جہاں بھی آیا ہے مِنْ کا مجرور آیا ہے؛ جیسے: لِیُنْذِرَ بَأْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ. یہ کبھی عِنْدَ کے معنٰی میں ہوتا ہے؛ جیسے: وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا. مگر لَدٰی ، لَدُنْ اور عِنْدَ میں بعض باتوں میں فرق ہے؛ مثلاً: لَدُنْ مبنی ہے تو عِنْدَ معرب ہے. لَدُنْ جملہ کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے جبکہ لَدٰی اور عِنْدَ صرف مفرد کی طرف مضاف ہوتے ہیں.

۲۰ ۔ مَتٰی: اسم ظرف زماں مبنی علی السکون؛ محل نصب میں ہوتا ہے. اس کا استعمال دو طرح ہے:

ا ۔ اسم استفہام کے طور پر؛ جیسے: مَتَی السَّفَرُ؟ مَتٰی تُسَافِرُ؟ مَتَی اسْتَلَمْتَهٗ؟ خلاف قیاس بعض عرب اس پر حَتّٰی یا اِلٰی لاتے ہیں؛ جیسے: حَتّٰی مَتٰی ؟ اِلٰی مَتٰی؟

ب ۔ ایسے اسم شرط کے طور پر جو دو فعلوں کو جزم دے؛ جن میں سے پہلا شرط اور دوسرا جواب شرط ہو؛ جیسے: مَتٰی تَخْرُجْ اَخْرُجْ.

اگر اس کے ساتھ مَا زائدہ ملحق ہو پھر بھی عمل کرتا ہے. یہ کبھی مِنْ ابتدائیہ اور فِیْ کے معنٰی میں حرف جر ہوتا ہے؛ جیسے: اَخْرَجَھَا مَتٰی کُمِّهٖ؛ اَیْ: مِنْ کُمِّهٖ. یا: وَضَعَھَا مَتٰی کُمِّهٖ ؛ اَیْ: فِیْ کُمِّهٖ. ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ وَسْطُ کے معنٰی میں بھی آتا ہے.

۲۱ ۔ مُذْ: ظرف زماں مبنی علی السکون. اس کے بعد کبھی مجرور اسم، کبھی مرفوع اور کبھی جملہ ہوتا ہے. اس کے بعد کبھی کوئی اسم منصوب ہو کر نہیں آتا ہے. اس کے حالات یوں ہیں:

ا ۔ اگر اس کے بعد مجرور آئے تو یہ حرف جر ہے؛ بشرطیکہ مجرور اسم ظاہر اور وقت متصرف معین، غیر مستقبل ہو مبہم نہ ہو. اگر زمانہ ماضی کا ہو تو یہ مِنْ ابتدائیہ کے معنٰی میں ہے؛ جیسے:

Marfat.com

مَا أَكَلْتُ مُذْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ. اگر زمانہ حاضر کا ہو تو یہ فِيْ کے معنٰی میں ہے؛ جیسے: مَا ذَهَبْتُ مُذْ يَوْمِنَا. اگر معدود ہو تو یہ بیک وقت مِنْ اور اِلٰى کے معنٰی میں ہوگا؛ جیسے: مَا رَأَيْتُهُ مُـذْ ثَلَاثَةِ أَشْهُـرٍ. یعنی عدم رؤیت کی مدت مذکورہ زمانہ کی ابتداء سے انتہاء تک ہے. یہ ضمیر، وقتِ مبہم اور مستقبل کو جرّ نہیں دیتا ہے؛ لہٰذا مُذْهُ، مُذْ سَحَرٍ، مُذْ غَدٍ درست نہیں ہے.

ب۔ اگر اس کے بعد مرفوع اسم آئے تو یہ مبتدأ ہے؛ جیسے: مَا شَرِبْتُ مُذْ يَوْمُ الْـجُـمُـعَةِ. مَا شَرِبْتُ مُذْ يَوْمَانِ. اور اسم مرفوع خبر ہوگا. ایسا بھی ممکن ہے کہ مُذْ خبر اور مابعد مبتدأ ہو. یہ بھی قول ہے کہ ظرف زماں ہے اور مابعد كَانَ تامہ محذوفہ کا فاعل ہے. اس صورت میں فعل فاعل مُذْ کے مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے محل جر میں ہوں گے.

ج۔ اگر اس کے بعد جملہ اسمیہ یا فعلیہ ہو تو یہ جملہ کی طرف مضاف ہے؛ یا پھر زَمَن محذوف کی طرف مضاف ہے اور زمن جملے کی طرف مضاف ہے. یہ قول بھی ہے کہ خبر محذوف (جس کی تقدیر زَمَنٌ ہے) کا مبتدأ ہے. اگر مُذْ کے بعد أَنَّ مفتوحہ اور اس کے معمولین ہوں تو یہ حرف جر ہے؛ یا ایسا اسم جو مبتدأ ہے اور مصدرِ مؤوّل محل رفع میں خبر ہے؛ یا پھر ظرف ہے اور مصدر محل جر میں مضاف الیہ ہے. جبکہ اِنَّ مکسورہ کے ساتھ یہ صرف اسم یا ظرف ہوتا ہے؛ جیسے: مَا رَأَيْتُهُ مُذْ اِنَّ وَالِدِيْ سَافَرَ.

۲۲۔ مُنْذُ: یہ اپنے معنٰی و عمل میں مُذْ کے مشابہ ہے؛ جو حرف جر، اسم اور ظرف ہوتا ہے. مُـذْ کے برعکس اس کے بعد والے اسم کو مرفوع کے بجائے مجرور بنانا ارجح ہے؛ جیسے: مَـا رَأَيْتُهُ مَنْذُ يَوْمَيْنِ. وَ مَا رَأَيْتُهُ مُذْ يَوْمَانِ. یہ مبنی بر ضمہ ہے.

۲۳۔ مَهْمَا: مبنی علی السکون. یہ اصلاً تو اسم شرط ہی ہے مگر کبھی فِيْ أَيِّ وَقْتٍ کے معنٰی میں فعل شرط کے لئے ظرف ہوتا ہے؛ حاتم کا شعر ہے.

وَ اِنَّكَ مَهْـمَـا تُعْطِ بَطْنَكَ سُؤْلَهُ
وَ فَـرْجَكَ نَـالَا مُنْتَهَى الذَّمِّ أَجْمَعَا

(جب کبھی بھی تم اپنے پیٹ اور شرم گاہ کو نوازتے ہو تو یہ دونوں کے دونوں انتہائی طور پر قابل مذمت ٹھہرتے ہیں)

یہ اپنے دیگر احوال میں مَنْ شرطیہ جیسا ہے مگر یہ غیر ذوی العقول کے لئے ہے جبکہ نادر

Marfat.com

طور پر یہ استفہام پر دلالت کے لئے بھی پایا جاتا ہے۔

۲۴۔ یَوْمَ یَوْمَ: ظرف زماں مرکب ہے؛ دونوں جزء مبنی برفتحہ ہیں؛ محل نصب میں ہوتا ہے۔ اگر خارج از ظرفیت ہو تو پہلے کا دوسرے کی طرف مضاف ہونا ضروری ہے؛ پھر تو جزوِ ثانی منوّن ہوگا؛ جیسے: زُرْتُهٗ یَوْمَ یَوْمٍ۔

مشروط ظروف مبنیہ

ایسے اسماءِ ظرف جن کا مبنی ہونا کسی سبب پر موقوف ہے؛ یا پھر ان کے اعراب وبناء میں اختیار ہے:

ا۔ أَسْفَلَ: ایسا ظرف مکاں ہے جس کا مضاف ہونا لازم ہے۔ یہ وصف اور وزنِ فعل کی وجہ سے اسماءِ منع صرف میں سے ہے۔

اس کے مبنی ہونے کی شرط ایسا مقطوع الاضافہ ہونا ہے جس کا مضاف الیہ لفظاً و معنًی نیت میں ہونا ہے؛ فرض کریں ہم نے: وَضَعْتُ الْحَدِیْدَ أَسْفَلَ الْبِنَاءِ. کہنا ہے؛ مگر یہ خیال کرتے ہوئے کہ سامع بھی باخبر ہے؛ البناء کو ترک کر دیتے ہیں اور: وَضَعْتُ الْحَدِیْدَ أَسْفَلُ. پر اکتفاء کر لیتے ہیں. تب اسفل منصوب نہیں؛ مبنی برضمہ ہوگا. مضاف الیہ ملفوظ ہونے یا محذوف غیر منوی ہونے کی صورت میں یہ معرب ہے۔

۲۔ أَمَامَ: ظرف مکاں مبہم ومنصرف ہے؛ یہ دو طرح سے مبنی علی الضم ہے:

(ا۔ اس کا مضاف الیہ محذوف ہو مگر لفظاً و معنًی دونوں طرح منوی ہو؛ گویا کہ لفظاً موجود ہے؛ جیسے: طَلَبْتُ مِنَ الطُّلَّابِ السَّهَرَ وَ سِرْتُ أَمَامُ (أَوْ مِنْ أَمَامُ) جس کا مطلب أَمَامَ الطُّلَّابِ یا مِنْ أَمَامِ الطُّلَّابِ ہے۔ اس حالت میں یہ معرفہ ہے۔

ب۔ مضاف الیہ صرف معنًی منوی ہو نہ کہ لفظاً؛ یعنی مضاف الیہ کا تعین نہ کیا گیا ہو؛ جیسے: دَخَلْتُ الْمَعْرَكَةَ وَ أَنَا أَمَامُ. یہاں أَمَامُ کے بعد اَلْجَیْشِ، اَلْجُنْدِ یا جو بھی مناسب حال ہے محذوف ہے۔

مضاف الیہ موجود ہو؛ جیسے: جَلَسْتُ أَمَامَ زَیْدٍ؛ یا لفظاً و معنًی کسی طرح بھی نیت میں نہ ہو؛ جیسے: جِئْتُ مِنْ أَمَامٍ. تو یہ معرب ہے اور منوّن بھی ہوگا کہ مانع نہ رہا. اور اس دوسری حالت میں یہ نکرہ بھی ہے. اس کا زیادہ تر استعمال مضاف کے طور پر ہے۔

Marfat.com

۳۔ بَعْدُ : ظرفِ زماں؛ بیشتر حالات میں مضاف ہوتا ہے؛ گویا کہ مضاف ہونا سے لازم ہے. یہ کسی ایک چیز کی دوسری چیز سے زمانی یا مکانی تاخیر کو بیان کرتا ہے؛ یہ تاخیر حسی ی ہوسکتی ہے؛ جیسے: جَلَسَ الطَّالِبُ بَعْدَ أَخِيْهِ؛ اور معنوی بھی ہوسکتی ہے؛ جیسے: سَيَجْعَلُ لّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا.

یہ صرف اس وقت مبنی بر ضمہ ہوتا ہے جب اس کا محذوف مضاف الیہ صرف معنًی منوی نہ کہ لفظاً؛ جیسے: لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ. اگر اس کا مضاف الیہ لفظاً و معنًی مقطوع تو نہ صرف منصوب بلکہ منوّن بھی ہوتا ہے؛ جیسے: فَمَا شَرِبُوْا بَعْدًا. ایسے میں یہ منصرف ہوا۔

۴۔ تَحْتَ: ظرفِ مکاں؛ ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے. اس کے اعراب کی ین حالتیں ہیں؛ جن میں سے ایک مبنی علی الضمہ ہے؛ اور وہ ہے اس کے مضاف الیہ کا یوں حذوف ہونا کہ لفظاً کی بجائے صرف معنًی منوی ہو؛ جیسے: حَلَّقَتِ الطَّائِرَةُ مِنْ تَحْتُ؛ أَيْ: مِنْ حْتِ السَّحَابِ أَوِ الْغُيُوْمِ (جہاز نے نیچے سے حلقہ بنایا۔ یعنی بادل یا بادلوں کے نیچے سے)

۵۔ حِيْنَ: ظرفِ زماں؛ فِيْ کے معنٰی کو متضمن ہے. یہ جملے کی طرف مضاف ہوتا ہے؛ ایسے میں اسے اعراب دینا یا مبنی علی الفتح بنانا دونوں جائز ہیں؛ جیسے: اُذْكُرِ اللّٰهَ فِيْ حِيْنَ نَعْمَلُ. اگر یہ مضاف نہ ہو تو مبہم، منصوب، منوّن ہوتا ہے؛ جیسے: مَكَثْتُ حِيْنًا فِي الْعِرَاقِ.

۶۔ حِيْنَمَا: حِيْنَ کے ساتھ مَا زائدہ ہے؛ یعنی اس میں اور حِيْنَ میں کوئی فرق نہیں ہے.

۷۔ خَلْفُ: ظرفِ مکاں. یہ محض اس وقت مبنی علی الضم ہوتا ہے جب مضاف الیہ محذوف ہو اور صرف معنًی منوی ہو؛ جیسے: صَلَّيْتُ خَلْفُ؛ أَيْ: خَلْفَ الْمُصَلِّيْنَ أَوِ الْحَاضِرِيْنَ. اگر ایسا نہ ہو تو یہ معرب ہے؛ جس پر حسبِ موقع کچھ بھی آسکتا ہے؛ تنوین بھی.

۸۔ دُوْنُ: ظرفِ مکاں؛ عموماً مضاف آتا ہے. تین میں سے ایک حالت؛ جب اس کا مضاف الیہ محذوف ہو اور لفظ کے بجائے صرف معنًی نیت میں ہو تو مبنی علی الضم ہوتا ہے؛ جیسے: جَلَسَ الْجُنْدِيُّ مِنْ دُوْنُ ؛ أَيْ: مِنْ دُوْنِ الْقَائِدِ أَوِ الرَّئِيْسِ.

اگر اس کا مضاف الیہ مبنی ہو تو ارجح یہ ہے کہ اسے مبنی بر فتحہ رکھا جائے؛ جیسے: وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ. (الجنّ : ۱۱)

Marfat.com

یہ کبھی ظرف کے بجائے غَیْرَ کے معنی میں مِنْ کا مجرور ہوتا ہے؛ جیسے: فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُوْنِہٖ. کبھی رَدِیْءٌ اور دَنِیْءٌ کے معنی میں اسم ہوتا ہے؛ جس کا اعراب حسبِ موقع ہوتا ہے؛ جیسے: ھُوَ رَجُلٌ دُوْنٌ.

۹۔ زَمَنَ: اسے زَمَانَ بھی پڑھتے لکھتے ہیں ظرفِ زماں؛ فِیْ کے معنی بھی ساتھ لیے ہوتا ہے. اگر یہ مفرد کے بجائے جملہ کی طرف مضاف ہو تو اعراب و بناء دونوں جائز ہیں. اگر مضاف نہ ہو تو ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے اور ناصب کبھی مذکور ہوتا ہے؛ جیسے: جِئْتُ زَمَنَ الْحَصَادِ. کبھی محذوف ہوتا ہے؛ جیسے: مَتٰی جِئْتَ ؟ کے جواب میں: زَمَنَ الْحَصَادِ؛ کہنا.

۱۰۔ سَاعَةَ: ظرفِ زماں؛ فِیْ کے معنی کو استطراداً (یعنی فِیْ کا لفظ موجود نہ ہو) متضمن ہو تو مبنی بر فتحہ ہے؛ جیسے: آتِیْکَ سَاعَةَ الْإِفْطَارِ. اگر دو میں سے ایک بھی شرط مفقود ہو تو یہ دیگر اسماء کی طرح معرب ہے؛ جملے میں اپنے موقع و محل کے مطابق اعراب قبول کرے گا؛ جیسے: ھٰذِہٖ سَاعَةُ الْمَغِیْبِ. یہ جملہ کی طرف مضاف ہو تو بناء و اعراب میں اختیار ہے؛ اگر جملہ فعلیہ ہو اور فعل مبنی ہو تو بناء بہتر ہے؛ اگر جملہ اسمیہ یا ایسا فعلیہ ہو جس کا فعل معرب ہے تو اعراب مناسب ہے.

۱۱۔ شَمَالُ: ظرفِ مکاں؛ اس کا حال أَمَامُ جیسا ہے. اگر محذوف مضاف الیہ صرف معنوی طور پر منوی ہو تو مبنی بر ضمہ ہے؛ جیسے: اِصْطَفَّ الْجُنُوْدُ وَوَقَفَ الضَّابِطُ شَمَالُ؛ أَیْ: شَمَالَ الْمُصْطَفِّیْنَ ؛ أَوِ الطَّابُوْرِ؛ أَوِ الْجُنُوْدِ (لشکروں نے صف بندی کی تو افسر شمالی جانب تھا؛ یعنی صف والوں، رجمنٹ یا لشکروں کے شمال میں)

۱۲۔ عَلُ: ظرفِ مکاں؛ اس کے لام پر شدّ نہیں ہے بلکہ مخففہ ہے. یہ معنی میں فَوْقَ کے مشابہ ہے. یہ ہمیشہ مقطوع الاضافہ ہوتا ہے. اگر مضاف الیہ معنًی منوی ہے (ایسے میں عَلُوٌّ معرفہ و معین ہے) تو یہ مبنی علی الضم ہے؛ جیسے: وَ أَتَیْتُ فَوْقَ بَنِیْ کُلَیْبٍ مِنْ عَلُ. اگر مضاف الیہ معنًی منوی نہ ہو تو نکرہ معرب ہے؛ جیسے: حَطَّهُ السَّیْلُ مِنْ عَلٍ ؛ یعنی کسی بھی چیز سے.

اس کے ساتھ کبھی ھا سکتہ آتی ہے؛ ایسے میں اسے مضاف نہ سمجھا جائے.

۱۳۔ عَوْضُ: ظرفِ زماں بمعنی أَبَدًا. مبنی علی الضم بشرطیکہ مضاف نہ ہو.

Marfat.com

۱۴ ۔ غَدَاةَ : ظرف زماں؛ یہ اعراب و بناء میں حِینَ جیسا ہے؛ اگر مضاف الیہ جملہ فعلیہ کا فعل مبنی ہو تو یہ بھی مبنی ہے۔

۱۵ ۔ فَوْقُ: ظرف مکاں؛ یہ حسی یا معنوی طور پر ایک چیز کی دوسری پر فوقیت و بلندی ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ یہ عموماً مضاف اور ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے؛ الا یہ کہ مضاف الیہ ایسا محذوف ہو جو معنیً منوی ہو نہ کہ لفظاً؛ جیسے: سَمِعْتُ صَوْتَ الطَّائِرَةِ وَ هِیَ فَوْقُ. بس اس ایک ہی صورت میں یہ مبنی برضمہ ہے؛ جس سے مراد ہے: فَوْقَ السَّحَابِ أَوِ الْغُیُوْمِ. باقی صورتوں میں معرب ہے؛ جیسے: لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ.

۱۶ ۔ قَبْلُ: ظرف زماں مبہم؛ اکثر اوقا فِی کے معنیٰ کو متضمن ہوتا ہے؛ جیسے: وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ. اسے چار طرح کی حالتیں پیش آتی ہیں جن میں سے ایک مبنی کی ہے؛ اور وہ ہے اس کے مضاف الیہ محذوف کا صرف معنیً منوی ہونا؛ جیسے: لِلّٰہِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ. ایسے میں یہ مبنی علی الضم ہے۔ کبھی قَبْلَ کے ساتھ مَا مصدریہ ہوتا ہے؛ جیسے: حَدَّثْتُهٗ قَبْلَمَا سَافَرْتُ ؛ أَیْ قَبْلَ سَفَرِیْ ؛ اور کبھی مَا کافہ ہوتا ہے؛ ایسی صورت میں قَبْلَمَا جملے کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ اس کی باقی تین حالتیں جو کہ معرب کی ہیں وہ یہ ہیں:

ا ۔ مضاف الیہ کا مذکور ہونا۔ ب ۔ مضاف الیہ کا ایسا محذوف ہونا کہ نص اس کے لفظاً منوی ہونے پر دلالت کر رہی ہو۔ ج : محذوف مضاف الیہ کا لفظاً و معنیً منوی نہ ہونا۔

۱۷ ۔ قُدَّامُ: ظرف مکاں؛ اگر مضاف الیہ محذوف ہو اور معنیً منوی ہو تو مبنی برضمہ ہے؛ جبکہ مندرجہ ذیل میں یہ معرب ہے: وَقَفْتُ قُدَّامَهٗ. وَقَفْتُ مِنْ قُدَّامٍ. دَخَلْتُ الْفَصْلَ وَ وَقَفْتُ مِنْ قُدَّامٍ.

۱۸ ۔ وَرَاءُ: ظرف مکاں۔ یہ صرف اس وقت مبنی علی الضم ہوتا ہے جب محذوف مضاف الیہ معنیً منوی ہو۔

۱۹ ۔ یَمِیْنُ: ظرف مکاں۔ أَمَامَ کی طرح اس کی چار حالتیں ہیں؛ جن میں سے ایک (جب اس کا مضاف الیہ محذوف ہو اور بغیر لفظ کے صرف معنیً منوی ہو؛ یعنی مضاف الیہ سے کوئی خاص لفظ مراد نہ ہو؛ جیسے: جَلَسْتُ یَمِیْنُ. یعنی اس چیز کے دائیں جو کہنے والے کی نیت میں

Marfat.com

ہے؛ جس پر کوئی لفظی دلالت نہیں ہے؛ سامع محض اپنی فراست سے اس تک رسائی پاتا ہے) میں یہ مبنی برضمہ ہے۔

۲۰۔ یَوْمَ: ظرف زماں بغیر لفظ کے فِیْ کے معنیٰ کو متضمن ہے؛ اسی کو اطراد کہتے ہیں کہ لفظ نہ ہو مگر معنیٰ دے؛ اس شرط کے ساتھ کہ فِیْ کے معنیٰ کو اطراداً متضمن ہو یہ مبنی برفتحہ ہے؛ جیسے: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ. اگر شرط مفقود ہو تو حسبِ موقع اعراب ہے؛ جیسے: یَوْمُ الْجُمُعَةِ مُشَمَّسٌ. وَإِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ جَمِیلٌ. وَکَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ جَمِیلاً. جبکہ ترجیح اس کو حاصل ہے کہ اگر جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہو اور فعل مضارع کا ہو؛ جیسے: هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِینَ صِدْقُهُمْ. یا جملہ اسمیہ ہو؛ جیسے: وَإِنَّ هٰذَا یَوْمُ التَّضْحِیَةِ فِیهِ وَاجِبٌ. تو اسے اعراب دیا جائے؛ اور اگر مبنی کی طرف مضاف ہو تو مبنی بنایا جائے؛ جیسے: مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. اگرچہ یہاں جرّ کی بھی گنجائش ہے۔

یوم، حِینَ، وقت، زمن، لحظة، بُرهة، ساعة اور ان کے دیگر اخوات دو وقتوں میں دوری کے لئے آئیں تو یوں کہتے ہیں: یَوْمَئِذٍ، سَاعَتَئِذٍ، حِینَئِذٍ. ایسے میں اگر یَوْمَ کو فتحہ دیں تو مبنی ہے اور اگر جرّ دیں تو معرب ہے۔

معرب اسماءِ ظرف

أَبَدًا، أَصْلًا، أَمَدًا، بَدَلَ، بُکْرَةً، تَارَةً، تُجَاهٌ، تِلْقَاءَ، جُهْدَ، حِذَاءَ، حِقْبَةً، حَوْلَ، خِلَالَ، سَحَرٌ، سَنَةٌ، شَهْرٌ، صُبْحًا، صَبَاحًا، صَدَدَکَ، ضَحْوَةً، ظَنًّا، عَامٌ، عَتَمَةٌ، عَشِیَّةً، غِبٌّ، غَدًا، غُدْوَةً، غَیْرَ شَکٍّ، فَرْسَخٌ، فَیْنَةً، قِبَالَةً، قُرَابَةٌ، کُلَّمَا، لَیْلَةٌ، مُدَّةً، مَرَّةً، مَعَ، وَسْطَ، وَقْتٌ۔ کے ظروف معرب ہیں۔

أَنّٰی، أَیْنَ، رَیْثَ، فِیْ، قَلِیْلًا، کَثِیْرًا، هُنَا، هُنَاکَ، هُنَالِکَ، کَمْ. اگرچہ ان کا ذکر اور ناموں سے کیا جاتا ہے مگر کسی نہ کسی طرح سے ان کا تعلق ظرفیت سے بھی ہے۔

نوٹ: ظرف زماں معرب ہو یا مبنی ہوتا منصوب ہے، خواہ مبہم ہو خواہ محدود ہو۔ ظاہر ہے مبنی ہو تو محلاً منصوب ہوگا (جامع الدروس العربیة للغلاییني: ۴۷)

Marfat.com

(۷)۔ اسماءِ کنایات (Indefinite Quantitatives)

یہ اسماء مبہم عدد یا مبہم کلام پر دلالت کے لئے استعمال ہوتے ہیں. کَمْ، کَذَا اور کَأَیِّنْ مبہم و پوشیدہ تعداد کے لئے ہیں؛ کَیْتَ اور ذَیْتَ مبہم بات کے لئے ہیں. ان کے احکام یوں ہیں:

1۔ کَمْ : مبنی علی السکون؛ عدد کے لئے کنایہ ہے؛ مبہم ہونے کی وجہ سے تمیز کا محتاج ہے. یہ ان میں سے ہے جو صدرِ کلام میں واقع ہوتے ہیں. یہ نہ صفت بنتا ہے نہ موصوف واقع ہوتا ہے. یہ دو طرح ہے:

ا۔ استفہامیہ: جیسے: کَمْ كِتَابًا قَرَأْتَ ؟ (تو نے تعداد میں کتنی کتابیں پڑھ لی ہیں؟)

کَمْ بول کر کسی بھی ایسے عدد کے بارے سوال ہو سکتا ہے جس کا جواب مطلوب ہو. کَمْ استفہامیہ کا جملہ انشائیہ ہوتا ہے جس کی تصدیق و تکذیب کی گنجائش نہیں. یہ کسی ایک زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں. اس کی تمیز معطوف علیہ نہیں بنتی؛ ہاں خبر یہ کی بنتی ہے. اس کے بدل پر ھمزۃ استفہام داخل ہوتا ہے؛ جیسے: کَمْ كِتَابًا قَرَأْتَ أَسَبْعَةً أَمْ تِسْعَةً ؟ یہ محتاج تمیز ہے جیسے كِتَابًا؛ جو مفرد منصوب ہوتی ہے؛ اگرچہ ظرف یا جارّ مجرور فاصل ٹھہریں؛ جو معلوم و مدلول ہونے پر حذف بھی ہو سکتی ہے؛ جیسے: کَمْ صُمْتَ ؟ جبکہ پورا جملہ: کَمْ يَوْمًا صُمْتَ؟ ہے. اس کی تمیز دو شرطوں پر مجرور بھی ہو سکتی ہے؛ ایک یہ کہ کَمْ پر حرفِ جر داخل ہو جائے؛ دوسرے یہ کہ کَمْ اور تمیز کے مابین کوئی فاصل نہ ہو؛ جیسے: بِكَمْ دِيْنَارٍ اشْتَرَيْتَ ؟ تمیز کا مجرور ہونا مِنْ مقدرہ کی وجہ سے ہے نہ کہ مضاف الیہ ہے. اگرچہ تمیز کو اس کی اصل کا اعتبار کرتے ہوئے منصوب بھی کر سکتے ہیں.

کَمْ کا محلِ اعراب:

اس کا اعراب حسبِ موقع ہوتا ہے؛ اگر یہ یوں مبتدأ ہو کہ اس کے بعد فعل لازم ہو؛ جیسے: کَمْ طَالِبًا ذَهَبَ؟ اگر متعدی ہو تو اس کا مفعول بھی ساتھ ہو؛ جیسے: کَمْ طَالِبًا حَدَّثَكَ؟ یا شبہ جملہ ہو؛ جیسے: کَمْ طَالِبًا فِي الْفَصْلِ؟ تو مرفوع ہے. جبکہ: کَمْ يَوْمًا أَقَمْتَ؟ میں مفعول فیہ ہے. کَمْ دَوْرَةً دَارَتْ سَفِينَةُ الْفَضَاءِ؟ میں مفعول مطلق ہے. کَمْ دِيْنَارًا كَانَ رَاتِبُكَ؟ میں كَانَ کی خبر منصوب ہے. کَمْ كِتَابًا قَرَأْتَ؟ میں مفعول بہ ہے.

Marfat.com

ب۔ خبریہ: جیسے: كَمْ كِتَابٍ قَرَأْتُ. (میں نے تو کتنی ہی کتابیں پڑھی ہیں). كَمْ خبریہ یا تو افتخار و تعظیم کے موقع پر تعدادِ کثیر کے لئے کنایہ ہوتا ہے؛ قرینہ موجود ہو تو قلت کے لئے بھی ہوتا ہے. یہ جواب کا طالب نہیں ہے. یہ خبریہ کلام کو متضمن ہوتا ہے؛ جس کی تصدیق و تکذیب کی جاسکتی ہے. یہ زمانۂ ماضی کے ساتھ مخصوص ہے. اس کی تمیز پر لَا سے عطف جائز ہے؛ جیسے: كَمْ تِلْمِيذٍ دَرَّسْتُ لَاتِلْمِيذٍ وَ لَا تِلْمِيذَيْنِ. اس کے بدل پر همزة نہیں لاتے. اس کی تمیز مفرد یا مجموع مجرور بالاضافہ یا اس مِنْ سے مجرور ہوتی ہے جو وجوباً محذوف ہے. اگر ضرورۃً شبہِ جملہ كَمْ اور تمیز کے مابین فاصل آئے پھر بھی تمیز مجرور ہے. اس کی تمیز کا نصب بھی جائز ہے؛ مبادا کہ استفہامیہ ہو. حرف جر سے مجرور بھی درست ہے. جبکہ قول فرزدق:

كَمْ عَمَّةٌ لَكَ يَا جَرِيْرُ وَ خَالَةٌ
فَدْعَاءَ قَدْ حَلَبَتْ عَلَيَّ عِشَارِيْ

میں كَمْ کو استفہامیہ تصوّر کرتے ہوئے تمیز کو منصوب روایت کیا گیا ہے؛ خبریہ گردانتے ہوئے مجرور مروی ہے. عَمَّةٌ مرفوع بھی مروی ہے؛ اس تقدیر پر کہ تمیز منصوب محذوف ہے؛ علاوہ ازیں یہ محل نصب میں ظرف بھی ہے. جس کا تعلق حَلَبَتْ سے ہے؛ یا اس کا مفعول مطلق ہے. عَمَّةٌ کا مبتدأ ہونا؛ لَكَ جار و مجرور کا محذوف سے متعلق ہو کر نعت بننا؛ اور قَدْ حَلَبَتْ کے جملے کا محل رفع میں مبتدأ کی خبر ہونا بھی ممکن ہے. فَدْعَاءُ صفت ہے خالة کی؛ کہ اصل کلام: عَمَّةٌ لَكَ فَدْعَاءُ وَ خَالَةٌ لَكَ فَدْعَاءُ ہے.

كَمْ خبریہ اور اس کے ممیّز کے مابین فصل جائز ہے اور بوجہ ممنوع الاضافہ ہونے کے رہے گا منصوب ہی؛ جیسے: كَمْ فِي الْفَصْلِ تِلْمِيْذًا! (کمرۂ جماعت میں تو کتنے ہی طلبہ ہیں!) اگر فاصل فعل متعدی ہو تو تمیز کو مِنْ سے مجرور کرنا واجب ہے؛ جیسے: كَمْ صَلَّيْتَ مِنْ فَرْضٍ؛ ورنہ التباس لازم آئے گا؛ جیسا کہ: كَمْ صَلَّيْتَ فَرْضًا! کہنے سے یہ شبہ ہوگا کہ فَرْضًا مفعول بہ ہے؛ حالانکہ مفعول بہ كَمْ ہے بمعہ اپنی اس تمیز کے.

كَمْ استفہامیہ و خبریہ کے اعراب کا خلاصہ:

ا۔ كَمْ کے بعد فعل ناقص ہو؛ خصوصاً استفہامیہ کے بعد تو یہ فعل ناقص کی خبر ہے.

ب۔ اس کے بعد ایسا فعل متعدی ہو جس کا کوئی اور مفعول مذکور نہیں تو یہ مفعول بہ ہے.

Marfat.com

ج۔ اگر مفعول ہے تو یہ مبتدأ ہے.

د۔ فعل نہ ہو یا لازم ہونے کی صورت میں بھی یہ مبتدأ ہے.

ہ۔ اگر اس کے بعد ظرفِ زماں یا مکاں ہو تو یہ مفعول فیہ ہے.

و۔ اگر مصدر ہو تو یہ مفعول مطلق ہے.

ز۔ اگر متعدی بمفعولین ہے تو یہ دوسرا مفعول بہ ہے.

2۔ کَذَا: مبنی علی السکون؛ جس میں کاف تشبیہ کا حرفِ جارہ اور ذَا اسمِ اشارہ ہے؛ جس پر کبھی ھا تنبیہ ہوتی ہے؛ جیسے: ھٰکَذَا. کبھی ھمزۃ استفہام ہوتا ہے؛ جیسے: أَ ھٰکَذَا عَرْشُکِ؟ جبکہ اسی کو کَذٰلِکَ کیا گیا ہے؛ ھا ہٹا کر آخر میں لام بعد اور کاف خطاب کا لگایا گیا ہے؛ جیسے: وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ. یہ مبہم عدد کے لئے بھی ہے؛ جو مفرد، مکرّر یا مکرر معطوف ہوتا ہے؛ جیسے: أَقَمْتُ بِمَکَانِ کَذَا. حَدَّثَنِیْ بِکَذَا کَذَا. حَدَّثَنِیْ بِکَذَا وَ کَذَا وَ نَاوَلَنِیْ کَذَا وَ کَذَا.

اگر کنایہ عدد سے متعلقہ ہو اور کَذَا صرف ایک بار ہو تو اس کی تمیز مفرد مجرور یا جمع مجرور ہوتی ہے؛ جیسے: قَبَضْتُ کَذَا دِیْنَارٍ؛ قَبَضْتُ کَذَا دَنَانِیْرَ. جبکہ مکرر اور مکرر و معطوف کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے؛ جیسے: قَبَضْتُ کَذَا کَذَا دِیْنَارًا. قَبَضْتُ کَذَا وَ کَذَا دِیْنَارًا.

3۔ کَأَیٍّ یا کَأَیِّنْ: مبنی علی السکون؛ یہ کَمْ کی طرح کنایاتِ عدد میں سے ہے. کاف تشبیہ اور أَیّ سے مرکب ہے. کَائِنْ اور کَیْئِنْ کی لغات بھی ہیں. اعراب میں کَمْ خبریہ جیسا ہے؛ اسے تمیز لازم ہے جو تقریباً مِنْ کا مجرور ہوتی ہے؛ جیسے: وَ کَأَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ کَثِیْرٌ. ابہام پر دلالت کرتا ہے اور تکثیر کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: وَ کَأَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا؛ اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاکُمْ. قول شاعر ہے.

وَ کَائِنْ تَرٰی مِنْ صَامِتٍ لَکَ مُعْجِبٍ
زِیَادَتُهٗ أَوْ نَقْصُهٗ فِی التَّکَلُّمِ

سیبویہ سے منقول ہے کہ یہ کَمْ خبریہ کی بجائے استفہامیہ کی طرح اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے؛ جیسے: کَأَیِّنْ رَجُلاً قَدْ رَأَیْتُ! اس کا استعمال عموماً مِنْ کے ساتھ ہی ہوتا ہے؛ جیسے: کَأَیِّنْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ رَأَیْتُ! اعراباً یا تو مفعول بہ ہوتا ہے؛ جیسے: کَأَیِّنْ مِنْ کُتُبٍ قَرَأْتُ! یا

Marfat.com

مفعول مطلق ہوتا ہے؛ جیسے: کَأَیِّنْ مِنْ مَرَّۃٍ لَقِیْتُکَ! یا ایسا مبتدا ہوتا ہے جس کی خبر جملہ فعلیہ ہوتا ہے؛ جیسے: کَأَیِّنْ مِنْ تِلْمِیْذٍ تفوَّق ...

4 ۔ کَیْتَ: مبنی علی الفتح؛ کسرہ وضمہ سے بھی پڑھتے ہیں. یہ قصہ کہانی، امر حدیث یا گزشتہ واقعہ کے لئے کنایہ ہے. مفرد مستعمل نہیں بلکہ عطف کے ساتھ تکرار لازم ہے؛ جیسے: قَالَ کَیْتَ وَ کَیْتَ. گویا کہ یہ کلمۂ واحدہ ہے جس کے دونوں جزء أَحَدَ عَشَرَ کی طرح مبنی ہیں. جملہ میں اس کا اعراب حسبِ موقع ہوتا ہے؛ محلاً مرفوع منصوب مجرور تینوں طرح ہوتا ہے.

5 ۔ ذَیْتَ ذَیْتَ: اس کا ایک یا دونوں جزء مکرر و معطوف دونوں حالتوں میں مبنی برفتحہ ہیں. یہ ایسے قول یا فعل سے کنایہ ہے جس کے ذکر کو خاطر میں نہ لایا جائے؛ جیسے: قَالَ ذَیْتَ ذَیْتَ ؛ وَ فَعَلَ ذَیْتَ وَ ذَیْتَ.

(۸)۔ مرکب ناقص غیر تقییدی (Indefinite Phrase)

مرکب غیر تقییدی وہ ہے جس کا دوسرا جزء پہلے کے ساتھ مقید نہ ہو؛ اس کی اقسام میں سے مرکب بنائی میں سے بیشتر کے جزئین، مرکب صوتی کے دونوں جزء اور مرکب منع صرف کا پہلا جزء مبنی ہیں؛ تفصیل یوں ہے:

ا۔ مرکب بنائی أَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَۃَ عَشَرَ تک ہے؛ اسے مرکب عددی بھی کہتے ہیں. اس کے دونوں جزء مبنی برفتحہ ہیں؛ مگر اِثْنَا عَشَرَ اور اِثْنَتَا عَشْرَۃَ کا صدر مثنّٰی کی طرح معرب ہے؛ جو ملحق بمثنّٰی ہے؛ رفع الف سے اور جرّ و نصب یا سے ہے. اس کا صدر عجز کی طرف کبھی بھی مضاف نہیں ہوتا. اِثْنَا عَشَرَ دو لفظوں اِثْنَانِ وَ عَشَرٌ سے مرکب ہے؛ بوجہ ترکیب نون محذوف ہے؛ یہ مذکر معدود کے لئے ہے؛ اسی لئے اس کے عجز سے تا ملحق نہیں جیسے: جَاءَ اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً. اس کی تمیز ہمیشہ مفرد مذکر منصوب ہوتی ہے. جبکہ اِثْنَتَا عَشَرَ اِثْنَتَانِ وَ عَشَرَۃٌ سے مرکب ہے. عَشَرَۃَ کا شین مفتوح ہے مگر کبھی تخفیفاً ساکن آجاتا ہے. اس کی تمیز ہمیشہ مفرد مؤنث منصوب آتی ہے؛ جیسے: جَاءَتِ اثْنَتَا عَشَرَۃَ فَتَاۃً. جبکہ قولہ تعالیٰ وَ قَطَّعْنٰھُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ أَسْبَاطاً؛ میں تمیز محذوف ہے؛ جس کی تقدیر فِرْقَۃً ہے؛ أَسْبَاطاً اثنتی عشرۃ سے بدل ہے.

Marfat.com

ب۔ مرکب صوتی: اس کا دوسرا جزء اسمِ صوت ہوتا ہے؛ جیسے: سِیْبَوَیْہِ کے ساتھ وَیْہِ. اس کا صدر مبنی بر فتحہ اور عجز مبنی بر کسرہ ہے. ایک اعتبار سے یہ بھی اعلام مرکبہ کی مزجی ترکیب ہے. بقول بعض اس میں منع صرف والا اعراب بھی جائز ہے بوجہ علَمیت و ترکیب کے.

ج۔ مرکب منع صرف یا مزجی: یہ نہ تو أَحَدَ عَشَرَ (جس کی اصل أَحَدٌ وَ عَشَرٌ ہے) کی طرح کسی حرف کو متضمن ہے اور نہ ہی اس کا عُجز اسمِ صوت ہے؛ جیسے: بَعْلَبَکَّ اور حَضْرَ مَوْتَ. اس کے اعراب میں کئی اقوال ہیں؛ مثلاً: مضاف ومضاف الیہ کی طرح پہلا جزء عامل کے مطابق مرفوع منصوب مجرور ہے اور دوسرا جزء غیر منصرف ہونے کی وجہ سے مرفوع یا منصوب ہوتا ہے. جبکہ افصح اسے جانا گیا ہے کہ پہلا مبنی بر فتحہ اور دوسرا غیر منصرف ہے.

بعض نے جملے کو بھی مبنیات میں شامل کیا ہے؛ جو محلاً مرفوع منصوب مجرور ہوتا ہے؛ جیسا کہ زَیْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ میں زَیْدٌ مبتدا اور أَبُوْهُ قَائِمٌ (جو کہ مبتدا و خبر سے جملہ ہے) اس کی خبر ہے. اسی طرح: کَانَ زَیْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ. میں زَیْدٌ کَانَ کا اسم اور أَبُوْهُ قَائِمٌ (أَبُوْهُ مبتدا اور اس کی خبر قَائِمٌ سے جملہ اسمیہ) کَانَ کی خبر ہے؛ جو محلاً منصوب ہے.

یَوْمَ وُلِدْتُّ میں جملہ فعلیہ ولدت مجرور ہے؛ کیونکہ یہ یوم کا مضاف الیہ ہے.

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اسمِ معنوی

اسم کی ایک تقسیم معنوی ہے؛ جس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

۱۔ معرفہ ونکرہ:(Proper and Common Noun) معنوی لحاظ سے کوئی بھی اسم یا تو معرفہ ہے یا نکرہ۔

(ا۔ معرفہ: ایسا اسم جو تعیینا بولیں نہ کہ عموما؛ جیسے: اَللّٰهُ نہ کہ اِلٰهٌ ؛ زَیْدٌ نہ کہ رَجُلٌ. یہ چھے قسم ہے:

1۔ ضمائر (Pronouns): ضمیر چونکہ معین چیز پر دلالت کیلئے ہے؛ اس لئے یہ معرفہ ہے؛ جیسے: هُوَ، أَنَا.

2۔ علَم: جانے پہچانے نام؛ جیسے کسی کا ذاتی نام، خطاب، لقب، تخلص، کنیت، عرف اسم معرفہ ہے۔

3۔ مبہمات (Abstract Noun): اسمِ اشارہ اور اسمِ موصول؛ جیسے: ذَا، اَلَّذِیْ اپنے تمام تر ابہام کے باوجود اسمِ معرفہ ہے؛ کیونکہ یہ بہرحال معین کے لئے ہے۔

4۔ معرف باللام: ال کا استعمال جہاں اور مقاصد کے لئے ہے وہیں اس کا ایک استعمال نکرہ کو معرفہ بنانے کے لئے بھی ہے؛ جیسے: اِلٰهٌ سے اَللّٰهُ ؛ رَجُلٌ سے اَلرَّجُلُ. ایسے میں اسے لام تعریف کہتے ہیں؛ جس کے لئے انگریزی میں The ہے۔

5۔ اگر نکرہ معرفہ کی مذکورہ چار اقسام میں سے کسی کی طرف مضاف ہو جائے پھر بھی معرفہ ہے؛ جیسے: بَیْتُ اللّٰهِ ؛ بَیْتُنَا؛ بَیْتُ زَیْدٍ ؛ اور فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ؛ میں رَبَّ مضاف ہے۔

6۔ معرف بالنداء؛ جیسے: یَا رَجُلُ.

ب۔ نکرہ: ایسا اسم جو غیر معین پر دلالت کرے؛ جیسے: وَلَدٌ ؛ طَیْرٌ.

۲۔ اسماءِ عدد (Numerical Noun):

ایسے اسماء جو گنتی کے لئے آتے ہیں اور چیزوں کی کمیت ظاہر کرتے ہیں؛ جن کی اصل صرف بارہ کلمات ہے: وَاحِدٌ سے عَشَرَةٌ کے دس اور دو مِائَةٌ وأَلْفٌ کے۔ جبکہ دیگر انھیں

Marfat.com

بارہ کا ہیر پھیر ہیں.

ہر اسمِ عدد کی ایک تمیز ہوتی ہے (جس کا ایک نام ممیّز بھی ہے؛ جبکہ عدد کو کَم کی طرح ممیّز کہتے ہیں) مگر واحد اور اثنان کی نہیں کہ یہ بطور صفت آتے ہیں.

اسماءِ عدد کی تمیز میں بڑا تنوع اور گونا گونی ہے؛ کسی کی تمیز منصوب تو کسی کی مجرور ہوتی ہے؛ بعض کی مفرد تو بعض کی جمع ہوتی ہے.

اسمِ عدد کی تمیز کے احکام و اعراب:

1۔ ثَلاثَةٌ ..... عَشَرَةٌ کی تمیز مجرور جمع ہوگی؛ جیسے: اِشْتَرَيْتُ خَمْسَةَ أَقْلَامٍ؛ جبکہ خود عدد اپنے ماقبل کا معمول ہوتا ہے. ان کا معدود اگر مذکر ہو تو عدد خلافِ قیاس مؤنث ہوگا؛ اور معدود مؤنث ہو تو عدد مذکر ہوگا؛ جیسے: أَكَلْتُ أَرْبَعَ تُفَّاحَاتٍ.

2۔ أَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةٌ وَ تِسْعِيْنَ تک کی تمیز منصوب مفرد ہوگی؛ جیسے: فِي الشَّهْرِ ثَلاثُوْنَ يَوْمًا. یہاں بھی عدد و معدود تذکیر و تانیث میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں گے؛ مگر أَحَدَ اور اِثْنَا معدود کے مطابق ہوں گے؛ جیسے: أَحَدَ عَشَرَ فَارِسًا؛ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا؛ اِحْدٰى وَأَرْبَعُوْنَ كَلِمَةً؛ اِثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا.

3۔ مِائَةٌ ، أَلْفٌ کی تمیز مجرور مفرد ہوگی؛ جیسے: بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ؛ ثَلاثَةُ آلافِ جُنْدِيٍّ.

عقود؛ جیسے: عِشْرُوْنَ ، ثَلاثُوْنَ ملحق بجمع مذکر سالم ہیں؛ اس لئے ان کا اعراب وہی ہے جو مُسْلِمُوْنَ، كَافِرُوْنَ کا ہے.

ممیّز ملحوظ کا حکم:

اگر ممیّز ملحوظ ہو؛ یعنی ممیّز لفظ کے بجائے محض ذہن میں ہو تو تمیز ہمیشہ منصوب ہوتی ہے؛ جیسے: اَلْفِيْلُ أَكْبَرُ مِنَ الْجَمَلِ جِسْمًا. یہاں یہ ملفوظ نہیں کہ کتنے کلو بڑا ہے.

۳۔ مُثَنّٰى: ایسا اسم جو ایک ہی طرح کی دو چیزوں پر دلالت کے لئے ہے اور دونوں پر ایک ہی طرح کا حکم نافذ ہے. اسمِ مثنی کی پہچان آخر میں ألف نون زائدتان ہیں. اس کا نون ہمیشہ مکسور اور ألف منصوب و مجرور ہونے پر یا لین میں تبدیل ہو جاتا ہے؛ حالتِ اضافت میں نون ساقط ہو جاتا ہے؛ جیسے: وَ رَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ.

Marfat.com

۴۔ مجموع: Plural مجموع وہ اسم ہے جو کسی چیز کی دو سے زائد اکائیوں پر دلالت کے لئے ہو؛ جس سے یہ تمام اکائیاں ایک ہی حکم کے تابع ہو جاتی ہیں. جمع کے لئے عموماً واحد میں تغیر لازم ہے؛ جسے جمع لفظی کہتے ہیں؛ جیسے: رَجُلٌ سے رِجَالٌ. مگر کبھی واحد اور جمع کا صیغہ لفظاً ایک ہی جیسا ہوتا ہے؛ جسے جمع تقدیری کہتے ہیں؛ جیسے: فُلْکٌ بروزن أُسْدٌ جمع ہے اور فُلْکٌ بروزن قُفْلٌ واحد ہے. جبکہ بعض اسماء جمع نہ ہوتے ہوئے بھی جمع کا معنی دیتے ہیں؛ جیسے: قَوْمٌ، طَائِفَةٌ؛ انھیں اسم الجمع کہتے ہیں.

تثنیہ کی طرح جمع مذکر سالم کا نون (جو کہ مفتوح ہوتا ہے) بھی اضافت میں حذف ہو جاتا ہے؛ جیسے: یَبْنِیُ اِسْرَاءِ یْلَ.

۵۔ مصدر: Noun Indefinite ایسا اسم جو حدوث (کسی کام کے وقوع پذیر ہونے) پر دلالت کرے اور اس سے صیغہ ہائے افعال وغیرہ کا اشتقاق ہو؛ جیسے: ضَرْبٌ، فِعْلٌ. ثلاثی مجرد کے مصادر کے کوئی قواعد نہیں؛ محض سماعت سے ان کی بنائیں احاطۂ علم میں آتی ہیں. ثلاثی مجرد کے علاوہ کے لئے اوزان ہیں؛ جن پر ان کے مصادر کو قیاس کیا جاتا ہے؛ مثلاً: اِفْعَالٌ، تَفْعِیلٌ، اِسْتِفْعَالٌ، اِنْفِعَالٌ، فَعْلَلَةٌ، اِفْعِلَالٌ وَغَیْرُهُمْ.

مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل والا عمل کرتا ہے؛ یعنی فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتا ہے؛ جیسے: أَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٌ. أَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٌ بَکْرًا. مصدر کی اس کے فاعل اور مفعول کی طرف اضافت درست ہے؛ جیسے: کَرِهْتُ ضَرْبَ خَالِدٍ زَیْدًا. کَرِهْتُ ضَرْبَ زَیْدٍ خَالِدٌ. ان دونوں جملوں میں فاعل خالد ہی ہے.

مصدر مفعول مطلق ہو تو پھر عامل مصدر نہیں بلکہ وہ فعل ہے جو اس سے پہلے واقع ہے؛ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا زَیْدًا. پس زَیْدًا کا ناصب ضَرَبْتُ ہے نہ کہ ضَرْبًا ہے. رہی مصدر کے اعراب کی بات تو یہ پہلے بھی اپنے ماقبل کا معمول تھا اب بھی ہے.

۶۔ اسمِ فاعل (نہ کہ فاعل) Active Participle: اپنے فعل سے ایسا اسم مشتق جو از روئے حدوثِ فعل اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے فعل سرزد ہو.

ساخت: فعل لازم ہو یا متعدی اسمِ فاعل دونوں سے بنتا ہے. (جبکہ اسمِ مفعول صرف متعدی سے بنتا ہے) ثلاثی مجرد سے اس کا وزن فَاعِلٌ ہے. ثلاثی مجرد کے علاوہ میں حرف

Marfat.com

مضارع کی جگہ میم مضموم لگا کر آخری سے پہلے کو کسرہ دیتے ہیں؛ جیسے: مُفْعِلٌ، مُسْتَفْعِلٌ.

حکم: اسم فاعل اپنے فعل معروف والا عمل کرتا ہے.

زمانے کا تعین: اسم فاعل اگر زمانۂ حال یا استقبال کا معنٰی دے رہا ہو تو یہ یا تو:

ا۔ مبتدأ کا سہارا لیتا ہے؛ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ. یا:

ب۔ ذوالحال ہوتا ہے؛ جیسے: جَاءَ نِيْ زَيْدٌ ضَارِبًا أَبُوْهُ عَمْرًا. یا:

ج۔ موصول ہوتا ہے؛ جیسے: مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ أَبُوْهُ عَمْرًا. یا:

د۔ موصوف ہوتا ہے؛ جیسے: عِنْدِيْ رَجُلٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا. یا:

ہ۔ مدخول بالھمزۃ ہوتا ہے؛ جیسے: أَ قَائِمٌ زَيْدٌ ؟ یا:

و۔ حرفِ نفی ہوتا ہے؛ جیسے: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ.

اگر زمانۂ ماضی کے معنٰی دے تو معنوی اضافت ضروری ہے؛ جیسے: زَيْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو أَمْسِ.

یہ احوال نکرہ کے ہیں؛ اگر معرف باللام ہو تو کوئی بھی زمانہ مراد لیا جا سکتا ہے؛ جیسے: زَيْدُنِ الضَّارِبُ أَبُوْهُ عَمْرًا نِ الْآنَ أَوْ غَدًا أَوْ أَمْسِ.

۷۔ اسم مفعول (نہ کہ مفعول) Passive participle یہ اپنے فعل متعدی سے ایسا اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر فعل واقع ہو.

ساخت: ثلاثی مجرد سے اس کا وزن لفظاً مَفْعُوْلٌ ہے؛ جیسے: مَضْرُوْبٌ؛ اور تقدیراً مَقُوْلٌ و مَرْمِيٌّ ہے.

ثلاثی مجرد کے علاوہ میں اس کا صیغہ اسم فاعل جیسا ہے؛ سوائے اس کے کہ آخری سے پہلے پر زبر ہوتا ہے؛ جیسے: مُخْرَجٌ، مُعَلَّمٌ.

حکم: یہ اپنے فعل مجہول والا عمل کرتا ہے؛ جس کی شرائط وہی ہیں جو اسم فاعل کی ہیں.

۸۔ صفت مشبہ (بالفعل) Descriptive Adjective: اپنے فعل لازم سے ایسا اسم مشتق جو اس ذات میں اس فعل کے معنٰی کا ثبوت پیش کرتا ہے جس ذات کے ساتھ اس فعل کی نسبت قائم ہے.

ساخت: اس کے صیغے قیاسی نہیں بلکہ سماعی ہیں؛ جیسے: حَسَنٌ، صَعْبٌ، ظَرِيْفٌ، عَالِمٌ.

Marfat.com

حکم: یہ مطلقاً اپنے فعل والا عمل کرتی ہے؛ جس کی شرائط وہی ہیں جو اسم فاعل کی ہیں؛ بجز موصول کے.

۹۔ اسم تفضیل:

Comparative and Superlative Degree of Adjective

یہ ایک ایسا اسم ہے جس کا اشتقاق اس کے فعل سے اس لئے کیا جاتا ہے کہ موصوف میں اس کے غیر کی نسبت معنوی برتری بیان کی جائے.

ساخت: اس کے مذکر صیغے کا وزن أَفْعَلُ اور مؤنث کا فُعْلٰی ہے؛ جو صرف اس ثلاثی مجرد سے آتا ہے جو رنگ اور عیب کے لئے نہ ہو؛ جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ النَّاسِ. (زید میں اور لوگوں کی نسبت زیادہ فضیلت ہے)

ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اور لون وعیب والوں سے لانا مطلوب ہو تو ثلاثی مجرد کے چند مخصوص الفاظ کو أَفْعَلُ کا وزن دے کر اس کے بعد اس باب کا مصدر لاتے ہیں جس کا بیان مقصود ہے؛ یہ مصدر بر بناءِ تمیز منصوب ہوتا ہے؛ جیسے: زَيْدٌ أَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا ؛ هُوَ أَقْوٰى حُمْرَةً ؛ خَالِدٌ أَقْبَحُ عَرَجًا.

قیاس یہ کہتا ہے کہ اسم تفضیل فاعل کے لئے ہے؛ مگر کبھی مفعول کے لئے بھی ہوتا ہے؛ جیسے: أَعْذَرُ کا معنی زیادہ معذور؛ أَشْغَلُ کا زیادہ مشغول اور أَشْهَرُ کا زیادہ مشہور ہے.

حکم: اس میں ایک مستتر ضمیر ہوتی ہے؛ جسے یہ اپنا معمول بناتا ہے؛ اگر فاعل مظہر ہو تو عامل نہیں ہے؛ مگر الکحل والی صورت میں ہے؛ جیسے: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ.

استعمال: اسم تفضیل تین طرح آتا ہے:

ا۔ مضاف ہو کر؛ جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ. اس صورت میں آپ اسے بہر حال واحد لا سکتے ہیں؛ اور موصوف کے مطابق واحد، تثنیہ یا جمع میں تبدیل بھی کر سکتے ہیں؛ جیسے: اَلزَّيْدَانِ أَفْضَلُ الْقَوْمِ اَلزَّيْدَانِ أَفْضَلَا الْقَوْمِ. اَلزَّيْدُوْنَ أَفْضَلُ الْقَوْمِ. اَلزَّيْدُوْنَ أَفْضَلُوا الْقَوْمِ. حصہ صرف میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے.

ب ــ معرف باللام بن کر؛ جیسے: زَيْدُنِ الْأَفْضَلُ. ایسے میں موصوف اور اسم تفضیل

Marfat.com

میں مطابقت ضروری ہے؛ جیسے: زَیْدُنِ الْأَفْضَلُ. اَلزَّیْدَانِ الْأَفْضَلَانِ. اَلزَّیْدُوْنَ الْأَفْضَلُوْنَ.

ج – مِنْ کے ساتھ؛ جیسے: زَیْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو. اس صورت میں اس کو مفرد و مذکر ہونا لازم ہے؛ خواہ موصوف کچھ بھی رہا ہو؛

جیسے: زَیْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو. هِنْدٌ أَفْضَلُ مِنْ زَیْنَبَ. اَلزَّیْدَانِ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو. اَلْهِنْدَانِ أَفْضَلُ مِنْ زَیْنَبَ. اَلزَّیْدُوْنَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو. اَلْهِنْدَاتُ أَفْضَلُ مِنْ زَیْنَبَ.

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

فعل اور احکام نحو

لغت کے علوم کو ایک دوسرے سے جدا کرنا ناممکنات میں سے ہے؛ اسی لئے میں نے صرف میں بھی نحو کو جگہ دی ہے. تاہم فعل سے متعلقہ بعض قواعد نحو کے ساتھ خاص ہیں جنھیں یہاں ذکر کیا جارہا ہے:

۱۔ فعل مضارع اور أنْ مقدرہ (ناصبہ)

أنْ ظاہرہ کی طرح أنْ مقدرہ بھی فعل مضارع کو نصب دیتا ہے جو ان مواقع میں مقدر (پوشیدہ) ہوتا ہے:

۱۔ حَتّٰی کے بعد؛ جیسے: أَسْلَمْتُ حَتّٰی أَدْخُلَ الْجَنَّةَ (میں اسلام لایا ہوں تا آنکہ میں داخل جنت ہو جاؤں)

۲۔ لامِ کَیْ کے بعد؛ جیسے: قَامَ زَیْدٌ لِیَذْهَبَ (زید اٹھا تا کہ جائے)

۳۔ لَامِ جحد کے بعد؛ جیسے: مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ (اللہ ایسا تو نہیں کہ انھیں عذاب کرے)

۴۔ ایسے فا کے بعد جو واقع ہو:

أ۔ امر کے جواب میں؛ جیسے: أَسْلِمْ فَتَسْلَمَ (اسلام لا؛ پس تو امان پائے گا)

ب۔ نہی کے جواب میں؛ جیسے: لَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ (معصیت کا ارتکاب مت کر ورنہ عذاب کیا جائے گا)

ج۔ استفہام کے جواب میں؛ جیسے: هَلْ تَتَعَلَّمُ فَتَنْجُوَ (کیا تو سیکھتا ہے کہ نجات پائے)

د۔ نفی کے جواب میں؛ جیسے: مَا تَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ (آپ ہمیں ملنے ہی نہیں آتے ورنہ ہم آپ کا اکرام کرتے)

ھ۔ تمنی کے جواب میں؛ جیسے: لَیْتَ لِیْ مَالًا فَأُنْفِقَهُ! (کاش! میرے لئے مال ہوتا کہ میں اسے خرچ کرتا)

و۔ عرض کے جواب میں؛ جیسے: أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا (آپ ہمارے ہاں کیوں نہیں ٹھہرتے کہ بھلائی پائیں)

Marfat.com

۵۔ مذکورہ فا کی جگہ واو بھی استعمال ہوتا ہے؛ چنانچہ ایسے واو کے بعد بھی تقدیرا أَنْ ہوگا؛ جیسے: أَسْلِمْ وَ تُسْلَمَ. لَاتَعْصِ و تُعَذَّبَ. هَلْ تَتَعلَّمُ وَ تَنْجُوَ. مَا تَزُوْرُنَا وَ نُكْرِمَكَ. لَيْتَ لِيْ مَالاً وَ أُنْفِقَهُ! أَلَا تَنْزِلُ بِنَا وَ تُصِيْبَ خَيْرًا.

٦۔ ایسے أَوْ کے بعد جو إِلٰى أَنْ یا إِلَّا أَنْ کے معنی میں ہو؛ جیسے: لَأَحْبِسَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ (میں ضرور بالضرور آپ کو اس وقت تک روکے رکھوں گا جب تک آپ مجھے میرا حق نہیں دے دیتے)

۷۔ اس واوِ عطف کے بعد جس کا معطوف علیہ اسم صریح ہو؛ جیسے: أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَ تَخْرُجَ (مجھے آپ کے قیام وخروج نے حیران کر دیا)

مندرجہ ذیل میں مقدرہ کی بجائے أَنْ کا ملفوظ ہونا بھی درست ہے:

(ا۔ لامِ کَیْ کے ساتھ؛ جیسے: أَسْلَمْتُ لِأَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ؛ اگر لامِ کَیْ لا نافیہ کے ساتھ متصل ہو؛ یعنی خود کَیْ فاصل نہ ہو؛ لِكَيْلَا تَأْسَوْا کی طرح؛ تو اظہار واجب ہے؛ جیسے: لِئَلَّا يَعْلَمَ؛ جس کی اصل: لِئَنْ لَّا يَعْلَمَ ہے.

ب۔ واو العطف کے ساتھ؛ جیسے: أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَ أَنْ تَخْرُجَ.

عِلْمٌ مصدر سے مشتق صیغوں کے بعد جو أَنْ آتا ہے اس کی اصل أَنَّ ہے؛ بناء بریں یہ مضارع کو ناصب نہیں؛ جیسے: عَلِمَ أَنْ سَيَكُوْنُ. جبکہ ظَنٌّ سے مشتق صیغوں کے بعد دونوں صورتیں جائز ہیں؛ عِلْمٌ کی طرح مثقلہ سے مخففہ مانیں یا ناصبہ جانیں.

۲۔ إِنْ شرطیہ مقدرہ (جازمہ)

طالب علمانہ سا سوال ہے کہ: تَعَلَّمْ تَنْجُ؛ لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ؛ هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ؛ لَيْتَكَ عِنْدِيْ أُخْدِمْكَ؛ أَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا؛ اور لَا تَفْعَلْ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا لَكَ. میں کون تَنْجُ، يَكُنْ، نُكْرِمْ، أُخْدِمْ، تُصِبْ اور يَكُنْ کو جزم دے رہا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: امر، نہی، استفہام، تمنی، عرض اور کبھی نفی کے بعد بھی إِنْ مع اپنے فعل شرط پوشیدہ ہوتا ہے؛ بشرطیکہ مقصود یہ ہو کہ پہلا فعل دوسرے کا سبب ہے۔ پھر تو کلام کی تقدیر یوں ٹھہری: تَعَلَّمْ إِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجُ.

Marfat.com

۳۔ لَمَّا اور فعل مضارع

لَمَّا کا جہاں اور بہت سا استعمال ہے وہیں یہ فعل مضارع پر داخل ہو کر لَمْ والا عمل کرتا ہے اور معنٰی دیتا ہے؛ جو فرق ہے وہ یہ کہ:

ا۔ لَمَّا کے بعد فعل کا حذف جائز ہے؛ جیسے: طَلَعَ الْفَجْرُ وَ لَمَّا (أَصْحُ) فجر ہو گئی مگر نہ ..... جبکہ لَمْ کے بعد صرف شعری ضرورت کے تحت ہی حذف جائز ہے۔

ب۔ لَمَّا زمانہ حال تک کی نفی کرتا ہے مابعد کی نہیں؛ جیسے: سَافَرَ وَ لَمَّا يَعُدْ. جبکہ لَمْ سے ہمیشہ ہمیشہ کی نفی بھی ممکن ہے؛ جیسے:

لَمْ يَلِدْ. نہ اب تک جنا ہے نہ آئندہ جنے گا۔

۴۔ فعل متعدی اور فعل لازم

Transitive and Intransitive Verb

فعل لازم کو مفعول کی ضرورت نہیں ہوتی؛ جیسے: قَامَ زَيْدٌ. فعل متعدی کو مفعول چاہیے ہوتا ہے؛ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا . جسے ذکر نہ کیا جائے تو بات ادھوری سی رہتی ہے؛ الا یہ کہ منوی (Under stood) ہو بعض ایک سے زائد مفعول چاہتے ہیں؛ جیسے: أَعْطَى زَيْدٌ عَمْرًا دِرْهَماً. متعدی بدو مفعول ہے. أَعْلَمَ، أَرٰى، أَنْبَأَ، أَخْبَرَ، نَبَّأَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ؛ تین مفعول کو متعدی ہیں؛ جیسے: أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلاً (اللہ نے زید کو پہچان کرادی کہ عمرو فاضل ہے)

جس کے دو مفعول ہوں اس کا پہلا یا دوسرا جسے چاہیں حذف کر سکتے ہیں؛ جبکہ تین والے کا دوسرا، تیسرا دونوں حذف کریں گے؛ یا پھر ایک بھی نہیں؛ جیسے: أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا. نہ کہ: أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًا؛ اور نہ ہی: أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا فَاضِلًا.

بعض افعال جامدہ ہیں؛ ان کی تصریف نہیں بعض ناقص التصرف ہیں. حسبِ موقع نشان دہی کر دی جائے گی۔

۵۔ افعالِ ناقصہ Defective Verb

(كَانَ صَارَ أَصْبَحَ أَضْحٰى أَمْسٰى ظَلَّ بَاتَ رَاحَ آضَ عَادَ غَدَا مَازَالَ

Marfat.com

مَابَرِحَ مَافَتِئَ مَاانْفَکَّ مَادَامَ لَیْسَ رَجَعَ)

ہمارے ہاں کی متداول کتب میں افعال ناقصہ سترہ ہیں؛ مگر عرب ممالک کے پروفیسر صاحبان رَجَعَ کو بھی فعل ناقص خیال کرتے ہیں.

انھیں افعال ناقصہ کہنے کی وجہ ان کا فاعل کے لئے ایسی صفت بیان کرنا ہے جو مصدر کے علاوہ ہے؛ جیسے: کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا؛ میں کَانَ اور قَائِمًا دو الگ الگ مصدر سے ہیں. جبکہ افعال تامہ ایسے نہیں؛ وہ اپنے فاعل کا اپنی مصدری صفت سے ربط پیدا کرتے ہیں؛ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ؛ میں ضَرَبَ اپنے فاعل زید کو ضَرْبٌ کی صفت سے مربوط کر رہا ہے. افعال ناقصہ انگریزی کے Helping Verb جیسے ہیں؛ جو کبھی فعل ناقص تو کبھی فعل تامّ ہوتے ہیں.

افعال ناقصہ اپنے معنٰی کا حکم واثر خبر پر مرتب کرنے کے لئے جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں؛ اس عمل کے بعد خبر مبتدأ فعل ناقص کی خبر ہے اور مبتدأ اس کا اسم ہے. اپنے اسی عمل کی وجہ سے یہ نواسخ کہلاتے ہیں.

یہ احکام میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں؛ اس لئے ہر ایک سے الگ الگ بحث ضروری ہے:

1۔ کَانَ: یہ تین طرح ہے: ناقصہ، تامہ، زائدہ۔

ا۔ ناقصہ: ایسے میں یہ فعل ماضی ناقص ہوتا ہے؛ ناقص کا مطلب اس کا حدوث کے معنٰی سے خالی ہونا ہے؛ یا اس وجہ سے کہ یہ مرفوع پر اکتفاء نہیں کرتا. یہ کبھی تو محض زمانۂ ماضی کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے؛ جیسے: کَانَ الطَّالِبُ مُجِدًّا. کبھی مضارع ہو کر مستقبل کے لئے ہوتا ہے؛ جیسے: سَیَکُوْنُ مُسْتَقْبَلُهٗ زَاهِرًا. اگر اسم الجلالہ کے ساتھ آئے تو استمرار ودوام کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا. یعنی اللہ ایسا ہے؛ ایسا تھا؛ ایسا ہی رہے گا.

کَانَ اور اس کے اخوات کے اسم کے لئے یہ شرط ہے کہ: اسماءِ شرط میں سے نہ ہو؛ کَمْ خبریہ نہ ہو؛ ادواتِ استفہام میں سے نہ ہو؛

ایسا مبتدأ نہ ہو جس کے ساتھ لامِ ابتداء ہو؛ کیونکہ یہ تو ہیں ہی جملے کی صدارت کے لئے. ضمیر شان بھی اگرچہ صدارت کرتی ہے مگر اسے استثناء حاصل ہے. خبر میں انشائیہ کلمہ کا نہ ہونا بھی شرائط میں سے ہے.

لفظ کَانَ تامۃ التصرف ہے؛ یعنی اس سے ماضی، مضارع، امر اور اسم فاعل کی تصریف

Marfat.com

ہوتی ہے. جبکہ مصدر میں اختلاف ہے؛ مگر صحیح یہی ہے کہ مصدر بھی آتا ہے. جو جو تصریف آئے گی عمل بھی کرے گی.

احوال خبر کَانَ : اس کی خبر مفرد بھی ہو سکتی ہے؛ جملہ بھی اور شبہ جملہ بھی:

1۔ مفرد؛ In a Single Word جیسے: كَانَ الطُّلَّابُ مُجِدِّيْنَ (طالب علم محنتی تھے)

2۔ جملہ: جملہ اسمیہ؛ جیسے: كَانَ الطَّالِبُ كِتَابُهُ نَظِيْفٌ. ایسے میں خبر میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو اسم کی طرف عود کرتی ہے؛ جس کا جنس و عدد میں اسم سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے. یہی بات جملہ فعلیہ کے لئے ہے؛ جیسے: كَانَتِ الطَّالِبَةُ تَتَحَدَّثُ.

3۔ شبہ جملہ: جارّ و مجرور؛ جیسے: كَانَ الْجُنْدِيُّ فِي الْمُعَسْكَرِ. ظرف؛ جیسے: وَ كَانَ سِلَاحُهُ فَوْقَ كَتِفِهِ.

كَانَ کی خبر کے احکام: دو مواقع میں خبر کا کَانَ اور اسم سے مؤخر ہونا واجب ہے:

ا۔ جب حرکت کے ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے اسم و خبر دونوں التباس کا شکار ہوں اور یہ معلوم کرنا مشکل ہو کہ اسم کون ہے اور خبر کون؛ جیسے: كَانَ وَالِدِيْ مُعَلِّمِيْ.

ب۔ جب خبر محصور ہو؛ جیسے: وَ مَا كَانَ صَلٰوتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَاءً وَّ تَصْدِيَةً.

اگر صورت یوں درپیش ہو:

يَسُرُّنِيْ أَنْ يَكُوْنَ فِي الْجَيْشِ أَمِيْنُهُ. تب ضروری ہے کہ خبر اسم پر مقدم ہو؛ تا کہ ضمیر کا مرجع وہ نہ ٹھہرے جو لفظاً اور رتبہ میں مؤخر ہے. مگر فعل پر خبر کی تقدیم جائز نہیں؛ ورنہ موصول حرفی (أَنْ) پر اس کے صلہ کے معمول کی تقدیم لازم آئے گی. اگر خبر ایسا کلمہ ہو جو آتا ہی صدارت کے لئے ہے تو اسے صدارت دینا ہی واجب ہے؛ جیسے: أَيْنَ كَانَ سَعِيْدٌ؟ مَتٰى كَانَ السَّفَرُ؟

اگر اسم کے ساتھ ضمیر ہو جو خبر یا اس کے کسی جزء کی طرف راجع ہو تو خبر کا اسم سے مؤخر ہونا ممنوع ہے؛ جیسے: كَانَ فِي الْجَيْشِ أَمِيْنُهُ. اگر کوئی مانع موجود نہ ہو تو فعل پر بھی تقدیم جائز ہے؛ جیسے: فِي الْجَيْشِ كَانَ أَمِيْنُهُ. جملہ اگر استفہامیہ ہو تو خبر کا فعل پر مقدم ہونا جائز نہیں جیسے: هَلْ غَائِبًا كَانَ الْمُدَرِّسُ؟ کیونکہ ادواتِ استفہام اور فعل میں فصل غیر جائز ہے؛ جبکہ

Marfat.com

هَلْ كَانَ الْمُدَرِّسُ غَائِبًا. اور: هَلْ كَانَ غَائِبًا نِ الْمُدَرِّسُ. کی دونوں صورتیں جائز ہیں.

درج بالا ممنوعہ صورتوں کے علاوہ تمام مواقع میں تینوں صورتیں جائز ہیں؛ جیسے: كَانَ التَّاجِرُ أَمِينًا. كَانَ أَمِينًا نِ التَّاجِرُ . أَمِينًا كَانَ التَّاجِرُ.

خبر کے معمول کی تقدیم:

خبر کا معمول اگر ظرف یا جارّ و مجرور ہو تو اسے اسم سے پہلے بیان کرنا جائز ہے؛ جیسے: كَانَ فِي الدَّارِ زَيْدٌ مُقِيمًا: كَانَ فِي الدَّارِ مُقِيمًا زَيْدٌ. كَانَ مُقِيمًا فِي الدَّارِ زَيْدٌ. کوفیوں کے نزدیک تو عدم شبہ جملہ کی صورت میں بھی صرف معمول کا اسم پر تقدم جائز ہے؛ خبر کا اسم کے بعد ہونا ضروری ہے؛ جیسے: كَانَ وَلَدَكَ زَيْدٌ مُسَاعِدًا (زید تیرے بیٹے کا معاون تھا) جبکہ بصری اسم سے پہلے خبر اور خبر سے پہلے معمول کو بھی جائز کہتے ہیں؛ جیسے: كَانَ وَلَدَكَ مُسَاعِدًا زَيْدٌ.

اگر خبر معمول سے پہلے ہو؛ پھر تو کوئی اعتراض ہی نہیں.

كَانَ کا حذف:

اِنْ اور لَوْ شرطیہ کے بعد كَانَ اور اس کا اسم دونوں حذف کیے جاسکتے ہیں؛ کہیں وجوبا تو کہیں جوازا ؛ جوازا؛ جیسے قول نعمان:

قَدْ قِيلَ مَا قِيلَ اِنْ صِدْقًا وَ اِنْ كَذِبًا

فَمَا اعْتِذَارُكَ مِنْ قَوْلٍ اِذَا قِيلَا؟

یعنی: اِنْ كَانَ الْمَقُولُ صِدْقًا وَاِنْ كَانَ كَذِبًا.

نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: اِلْتَمِسْ وَلَوْ كَانَ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ ؛ یعنی: وَلَوْ كَانَ الْمُلْتَمَسُ خَاتَمًا.

اسم و خبر کو باقی رکھ کر صرف كَانَ کو حذف کرنا واجب ہے؛ اگر:

كَانَ ایسے أَنْ مصدریہ کا صلہ ہو جس کے ساتھ لام تعلیل ہو اور كَانَ کے عوض ما ہو اور معلول پر علت مقدم ہو اور جارّ (جو کہ لام تعلیل ہے) محذوف ہو؛ (ایسی صورت تب پیش آتی ہے جب فعل سے تعلیل مراد ہو) جیسے: أَمَّا أَنْتَ مُنْطَلِقًا نِ انْطَلَقْتُ. (چونکہ آپ چلنے والے ہیں لہٰذا میں بھی چلتا ہوں) جس کی اصل یوں ہے: اِنْطَلَقْتُ لِأَنْ كُنْتَ مُنْطَلِقًا. لام اور أَن

Marfat.com

کو اہتماما فعل پر مقدم کیا تو: لِأَنْ كُنْتَ مُنْطَلِقًا انْطَلَقْتُ ہوگیا؛ پھر اختصاراً جار حذف کیا اور کَانَ کو بھی بغرض اختصار حذف کیا تو ضمیر جو متصل تھی منفصل ہوگئی؛ یوں یہ: أَنْ أَنْتَ مُنْطَلِقًا انْطَلَقْتُ؛ ہوگیا. بعدازاں کَانَ محذوفہ کے عوض ما لائے اور نون میم میں مدغم ہوکر: أَمَّا أَنْتَ مُنْطَلِقًا انْطَلَقْتُ. ہوگیا.

کَانَ کے عوض اگر مَا ہو اور اس میں اِنْ شرطیہ مدغم ہو تو کان اپنے اسم وخبر دونوں کے ساتھ وجوباً محذوف ہوتا ہے؛ جیسے: اِقْرَأْ هٰذَا اِمَّا لَا. جس کی پوری عبارت یوں ہے: اِقْرَأْ هٰذَا اِنْ كُنْتَ لَا تَقْرَأُ غَيْرَهُ. اگر معوضہ مَا نہ ہو تو پھر حذف واجب نہیں؛ جائز ہے؛ مثلاً: أَ تَدْخُلُ الْمُبَارَاةَ وَ أَنْتَ مَرِيْضٌ؟ کے جواب میں: سَأَدْخُلُهَا وَ اِنْ كُنْتُ مَرِيْضًا؛ بھی کہا جاسکتا ہے؛ اور: سَأَدْخُلُهَا وَ اِنْ ..... پر اکتفاء بھی کیا جاسکتا ہے.

کَانَ کے مضارع سے نون کا حذف:

کان مضارع مجزوم ہو تو اس کے نون کو تخفیفاً حذف کرنا جائز ہے؛ بشرطیکہ اس کے ساتھ ضمیر متصل نہ ہو؛ اس کا اسم معرف باللام نہ ہو؛ موقوف علیہ نہ ہو؛ جیسے: وَ لَمْ أَكُ بَغِيًّا. کان تامہ ہو یا ناقصہ یہ قاعدہ دونوں کو عام ہے.

کان بمعنی صَارَ بھی آتا ہے؛ جیسے: فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا. وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً.

کان کا مصدر اپنے اسم کی طرف مضاف بھی آتا ہے؛ ایسے میں اسم مجرور یا محلاً مجرور آتا ہے؛ جیسے: سُرِرْتُ مِنْ كَوْنِكَ مُحِبًّا لِلْخَيْرِ.

کَانَ سے فعل ماضی کا صیغہ فعل مضارع سے پہلے آئے تو ماضی استمراری کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ.

ب۔ کَانَ تامہ:

کَانَ کبھی فعل تام ہوتا ہے جو اپنے فاعل پر اکتفاء کرتے ہوئے اسم وخبر کا محتاج نہیں ہوتا. بعض نے اس کے تامہ ہونے کی وجہ اس کی حدوث وزمان پر دلالت بتلائی ہے؛ کیونکہ کان تامہ بمعنی: حَصَلَ، حَدَثَ، وَقَعَ، وَجَدَ یا جَاءَ ہوتا ہے؛ جیسے: مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ. لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ خَرَجْنَا.

Marfat.com

ج ۔ كَانَ زائدہ:

یہ دوطرح ہے: ایک محذوف قیاسا؛ دوسرا سماعی: یعنی لفظی:

1۔قیاسا محذوف؛ جیسے: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا ! کیونکہ فعل تعجب کے بارے یہی قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ اصلاً: مَا كَانَ أَحْسَنَ زَيْدًا. ہے؛ جس میں کان زائدہ ہے.

2۔سماعی: یہ دومتلازم چیزوں کے مابین آتا ہے؛ جیسے فعل اور اس کے مرفوع کے درمیان؛ جیسے: لَمْ يُوجَدْ كَانَ أَفْضَلُ مِنْهُمْ. اسی طرح یہ صفت وموصوف اور شاذا جار و مجرور کے مابین سنا جاتا ہے؛ بغیر کسی قید کے: ماضی و مضارع دونوں میں. کبھی اکیلا؛ کبھی اپنے مرفوع کے ساتھ اور کبھی فاعل کے ساتھ.

2 ۔ صَارَ: فعل ماضی ہے؛ یہ اپنے اسم کی حالت کے تغیر وتحول کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: صَارَ الْقَمْحُ دَقِيقًا. (گندم آٹا ہوگئی)

اس کے اسم کی شرائط وہی ہیں جو کان کے اسم کی ہیں؛ جبکہ خبر کا فعل ماضی نہ ہونا؛ ایسی غیر انشائی ہونا جوزمانہ تکلم سے متصل ہو؛ سے مشروط ہے.

یہ شبہ کاملۃ التصرف ہے؛ یعنی اس سے ماضی، مضارع، امر، مصدر؛ اور اسم فاعل سبھی آتے ہیں؛ ماسوا اسم مفعول اور دیگر مشتقات کے.

اس سے پہلے اگر مَا نافیہ ہوتو نفی کا شکار خبر ہوگی نہ کہ اسم؛ مگر یہ کہ نقیض واقع ہو جائے؛ جیسے: مَا صَارَ الْقُمْحُ دَقِيقًا. میں نقیض نہیں تو نفی دیقق کی ہے؛ مگر: مَا صَارَ الْقُمْحُ اِلَّا دَقِيقًا. میں نقیض آنے کی وجہ سے نفی القمح کی ہے. نفی نے نفی کی نفی کی تو نفی اثبات ہوگئی؛ اب معنی ہوئے کہ گندم گندم نہیں رہی بلکہ آٹا ہوگئی. نفی کا اثر اسم پر ہونے کی وجہ سے اسم میں نفی اور خبر میں اثبات پایا گیا. ہوسکتا ہے اس کی منفی خبر کے ساتھ کبھی با جارہ مل جائے مگر بہت کم.

رَجَعَ کے معنی میں ہوتو تامہ ہے؛ فاعل پر اکتفاء کرے گا؛ جیسے: أَلَا إِلَى اللّٰهِ تَصِيرُ الْأُمُوْرُ.

3۔ ظَلَّ : اخواتِ کان میں سے فعل ماضی مبنی علی الفتح ہے؛ جو اپنے اسم کو خبر میں پائے جانے والے معنی سے متصف کرتا ہے؛ اور وہ معنی ہیں: طُولَ النَّهَارِ؛ کے؛ جیسے: ظَلَّ الْجَوُّ مُعْتَدِلًا. (فضادن بھر معتدل رہی).

Marfat.com

اس پر اگر مَا نافیہ ہو؛ جیسے: مَا ظَلَّ الْجَوُّ مُعْتَدِلًا. تو نفی خبری معنٰی کی ہوگی اور اسم کا خبر سے متصف ہونا زائل ہو جائے گا؛ جب تک کہ نفی کی نقیض نہ آ جائے؛ جیسے: مَا ظَلَّ الْجَوُّ اِلَّا مُعْتَدِلًا (فضا نہ تھی مگر معتدل).

یہ کاملۃ التصرف کی مانند ہے؛ جس سے ماضی، مضارع، امر اور اسمِ فاعل بنتے ہیں؛ ماسوا اسمِ مفعول اور دیگر مشتقات کے.

اس کا استعمال توقیتِ مجرد کو عام ہے؛ جس سے زمانے کا جز نہیں بلکہ کل مراد ہوتا ہے؛ جیسے: فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ. (پس ان کی گردنیں اس کے آگے ہمیشہ جھکی رہتیں).

یہ صَارَ کے معنٰی میں بھی آتا ہے؛ جس سے متکلم کی مراد کے مطابق وصف کا ایک حالت سے دوسری میں تبدیل ہونا مراد ہوتا ہے؛ جیسے: وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ (جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ مارے غصے کے سیاہ پڑ جاتا ہے)

یہ بَقِيَ کے معنٰی میں تامہ بھی ہوتا ہے؛ جو اسم و خبر سے بے نیاز محض فاعل پر اکتفاء کرتا ہے؛ جیسے: دَعَوْتُ اَخِيْ لِتَنَاوُلِ الْعَشَاءِ وَظَلَّ عِنْدَنَا اِلَى الصَّبَاحِ (میں نے اپنے بھائی کو رات کے کھانے پر بلایا اور وہ صبح تک ہمارے پاس رہا).

4۔ بَاتَ: یہ طُوْلَ اللَّيْلِ کے معنٰی میں ہر اعتبار سے ظَلَّ کی طرح ہے؛ جیسے: بَاتَ الطِّفْلُ مَسْرُوْرًا (بچے نے خوشی کی حالت میں رات بسر کی). اگر مراد رات کا قیام و استراحت ہو تو تامہ مکتفی بالفاعل ہے؛ جیسے: تَاْوِي الطُّيُوْرُ اِلَى الْاَشْجَارِ لَيْلًا لِتَبِيْتَ (پرندے رات کو پیڑوں پر پناہ لیتے ہیں تا کہ رات بسر کریں).

5۔ اَصْبَحَ: اس کا استعمال تین طرح ہے:

ا۔ اخواتِ كَانَ میں سے فعل ماضی ناقص کے طور پر؛ جو جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدأ کو اپنا اسم بناتا ہے اور اسے رفع دیتا ہے؛ مبتدأ کی خبر کو اپنی خبر بناتے ہوئے منصوب کرتا ہے اور صبح کے وقت کی بات کرتا ہے؛ یوں صبح کے وقت میں اسم کا خبر کے وصف سے متصف ہونا معلوم ہوتا ہے؛ جیسے: اَصْبَحَ الْكَافِرُ مُؤْمِنًا. (کافر صبح کو مومن ہو گیا) یہ اکثر اسی معنٰی میں آتا ہے؛ ارشادِ ربانی ہے: فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ. (پس صبح کو وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ

Marfat.com

پڑے تھے)

ب ــ صَارَ کے معنیٰ میں: جو شروط صَارَ کے لئے ہیں وہ اس کے لئے بھی ہیں؛ متکلم کے قصد کے مطابق وصف ایک سے دوسری حالت میں تبدیل ہو جاتا ہے؛ جیسے: فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا. ان معنیٰ میں یہ شبہ کامل التصرف ہے.

نفی کے شروط واستعمالات بھی وہی ہیں جو صَارَ کے ہیں؛ جیسے: مَا أَصْبَحَ خَالِدٌ مُسَافِرًا. مَا أَصْبَحَ خَالِدٌ اِلَّا مُسَافِرًا. خبر منفی ہو تو کبھی کبھار خبر پر حرفِ جر با زائدہ بھی داخل ہوتا ہے؛ ایسے میں فتحہ تقدیری ہوتا ہے کہ حرفِ جرّ فتحہ کو مانع ہے.

ج ــ فاعل پر اکتفاء کرنے والا فعل تام جو صبح کے وقت میں دخول کا فائدہ دیتا ہے؛ ارشاد باری ہے: فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ. یہاں ثبوتِ نون دلالت کر رہا ہے کہ فعل مرفوع ہے کیونکہ یہ افعال خمسہ میں سے ہے اور واو ضمیر فاعل ہے جو محلاً مرفوع ہے.

6 ـ أَضْحٰی: فعل ماضی مبنی علی الفتح مگر عذر کی وجہ سے فتحہ ظاہر نہیں؛ أَصْبَحَ کی طرح یہ بھی تین طرح ہے:

ا ــ وقتِ ضُحٰی کا فائدہ دینے کے لئے؛ جیسے: أَضْحَى الشَّارِعُ مُزْدَحِمًا (دن چڑھے سڑک پر بھیڑ لگ گئی)

ب ـ صَارَ کے معنیٰ میں: بقصدِ متکلم وصف میں تغیر وتبدل کے لئے؛ جیسے: أَضْحٰی يُمَزِّقُ أَثْوَابِیْ وَيَضْرِبُنِیْ.

ج ـ فعل تام مکتفی بالفاعل؛ جیسے: بَقِیَ أَخِیْ عِنْدِیْ حَتّٰی أَضْحٰی (میرا بھائی دن چڑھے تک میرے پاس تھا)

وَ كُلُّ مَا ثَبَتَ لِأَصْبَحَ يُثْبُتُ لَهَا فِیْ جَمِيْعِ الشُّرُوْطِ وَالِاسْتِعْمَالَاتِ.

7 ــ أَمْسٰی: یہ شام کے معنیٰ کے ساتھ شروط واستعمال میں ہر اعتبار سے أَصْبَحَ وَ أَضْحٰی کی طرح ہے؛ جیسے: أَمْسَى الْعَامِلُ مُتْعَبًا. (شام کو مزدور تھکا ہوا تھا)

8 ــ بَرِحَ (مَا بَرِحَ): فعل ماضی مبنی علی الفتح؛ کَانَ ناقصہ کے اخوات میں سے ہے. یہ اس بات کے اظہار کے لئے ہے کہ فاعل جس صفت سے متصف تھا وہ تا حال قائم ہے. ان شرائط کے ساتھ کان والا عمل کرتا ہے:

Marfat.com

ا۔اس سے پہلے نفی، نہی یا دعاء ہو؛ جیسے: مَا بَرِحَ الْعَدُوُّ ظَالِمًا. (دشمن اب بھی ظالم ہے)
ب ۔ خبر کا انشائی ہونا.
ج ۔ اِلَّا سے خبر کی نقیض نہ لائی گئی ہو.
د ۔ خبر کا ایسا جملہ فعلیہ نہ ہونا جس کا فعل ماضی ہو؛ ورنہ تو اس کے استمرار سے تعارض لازم آئے گا.

ھ۔ مبتدأ کوئی ایسا کلمہ نہ ہو جسے دائمی صدارت حاصل ہوتی ہے؛ مثلاً: اسماءِ استفہام، اسماءِ شرط، کم خبریہ، ما تعجبیہ ،ایسا مبتدأ جس کے ساتھ لامِ ابتداء ہو اور ضمائرِ منفصلہ؛ جبکہ ضمیر شان کو استثناء حاصل ہے.

و۔ خبر کا مقدم نہ ہونا؛ جبکہ بعض نے جائز کہا ہے.

یہ ناقص التصرف ہے؛ صرف ماضی و مضارع آتا ہے؛ اسم فاعل کا آنا نادر ہے. اس کا مضارع فعل تام ہوتا ہے جو أَدَعُ یا أَتْرُکُ کے معنٰی میں ہوتا ہے؛ جیسے کسی کا یہ کہنا: لَنْ أَبْرَحَ مَکَانِیْ. اور اس معنٰی میں بھی کہ میں سفر کرنا نہیں چھوڑوں گا؛ جیسے: وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَا أَبْرَحُ حَتّٰی أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ.

ضروری نہیں کہ اس کی اور اس جیسے دیگر افعالِ ناقصہ کی نفی ما سے ہی کی جائے؛ بلکہ ہر اس کلمہ سے جو نفی کے لئے ہے کر سکتے ہیں؛ خواہ حرف ہو؛ جیسے: لَا خواہ فعل؛ جیسے: لَیْسَ خواہ اسم ہو؛ جیسے: غَیْرَ. لَا تو حذف بھی ہو سکتا ہے اگر فعل مضارع قسم کے لئے ہو.

9 ۔ زَالَ (مَا زَالَ): انھیں شرائط کے ساتھ جو بَرِحَ میں ہیں اخواتِ کان ناقصہ میں سے ہے. زَالَ میں اصلاً نفی ہے؛ جب نفی کی نفی ہوتی ہے تو اثبات پر دلالت کرتا ہے؛ جیسے مَا زَالَ الْجَوُّ مُعْتَدِلًا. تَدُلُّ عَلَی اسْتِمْرَارِ ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهٖ مُذْ قَبْلِهٖ (اپنے فاعل (اسم) کے لئے اس خبر کے استمرار پر دلالت کرتا ہے جو پہلے سے قائم ہے)

10۔ اِنْفَکَّ (مَا انْفَکَّ): کَانَ ناقصہ کے اخوات میں سے فعل ماضی ہے؛ جو معنٰی زَالَ سے اور شروط و تصرفات میں بَرِحَ سے مشابہ ہے؛ جیسے: مَا انْفَکَّ الْعَقْلُ زِیْنَةَ الرِّجَالِ. (عقل مردوں کی زینت سے الگ نہیں ہوئی) اردو میں اس کے معنٰی ''جدا نہیں ہوا'' سے کیے جاتے ہیں؛ اسی سے '' جزوِ لاینفک '' محاورہ ہے.

Marfat.com

اِنْفَصَلَ کے معنیٰ میں ہوتو تامہ ہے؛ جیسے: اِنْفَكَّتْ حَلَقَاتُ السِّلْسِلَةِ. (زنجیر کی کڑیاں الگ الگ ہوگئیں).

11۔ فَتِئَ (مَا فَتِئَ): مِنْ أَخَوَاتِ كَانَ النَّاقِصَةِ. معنیٰ وشروط میں بَرِحَ جیسا ہے؛ جیسے: مَا فَتِئَ الْخَيْرُ مَوْجُوْدًا. (خیر کا وجود معدوم نہیں ہوا) یہ تامہ ہرگز نہیں آتا؛ تصریفاً بھی ناقص ہے. اس کے ماضی ومضارع پر اتفاق ہے؛ نادراً اسم فاعل بھی ملتا ہے. اس کی خبر مقدم نہیں ہوتی.

12۔ دَامَ (مَا دَامَ): فعل ماضی جامد؛ جس سے صرف ماضی کے صیغ آتے ہیں. كَانَ کے اخوات میں سے ہے. مدت کو بیان کرتا ہے؛ اسم کے لئے اس بات کا تعین کرتا ہے کہ اس کی موجودہ حالت کب تک ہے؛ جیسے: وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا.

(تم پر خشکی کا شکار حرام کردیا گیا ہے؛ جب تک تم حالتِ احرام میں ہو) ؛ جونہی احرام ختم ہوا؛ حرمت بھی گئی.

کان جیسے عمل کے لئے اس کی شروط ہیں:

1۔ دَامَ کی صدارت ما مصدریہ ظرفیہ کررہا ہو؛ جس سے مصدری تاویل ممکن ہوجائے اور اس کی تقدیر ظرفِ زمانی ہو؛ جیسے: وَأَوْصَانِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا. نتیجۃً مدتِ دوام تاحیات ٹھہری.

اگر ما مصدریہ غیر شرطیہ ہوتو بمعنیٰ اِسْتَمَرَّ فعل تام ہے؛ جیسے: يُعْجِبُنِيْ مَا دَامَ الْمَطَرُ (بارش کا دوام مجھے بھلا لگ رہا ہے) یوں موجبِ تعجب بارش کا دوام ہے نہ کہ مدتِ دوام؛ کیونکہ ما محض مصدریہ ہے.

اگر ما مصدریہ ظرفیہ نہ ہو؛ جیسے: دَامَ الْفَرَحُ ؛ یا کوئی نفی کا کلمہ ہوتب بھی تامّ ہے؛ جیسے: مَا دَامَ الْفَرَحُ.

2۔ اس کا صیغہ فعل ماضی ہو.

3۔ خبر کا کلام انشائیہ نہ ہو.

4۔ خبر فعل ماضی نہ ہو؛ تاکہ تناقض نہ لازم آئے.

5۔ خبر فعل پر مقدم نہ ہو؛ محض اسم پر تقدیم جائز ہے.

Marfat.com

ما ظرفیہ کا مصدریہ نہ ہونا ناممکن ہے؛ جبکہ مصدریہ کا ظرفیہ ہونا ضروری نہیں.

فعل تام پر بھی ما ظرفیہ مصدریہ داخل ہوسکتا ہے؛ جیسے: وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْأَرْضُ. دَامَ کا عمل کَانَ والا نہیں ہوتا جب تک کہ اس پر ما مصدریہ ظرفیہ نہ ہو؛ ہو بھی تو کوئی ضروری نہیں کہ کَان والا عمل کرے؛ بلکہ پھر بھی تامہ ہوسکتا ہے.

13- عَادَ: فعل ماضی مبنی علی الفتح؛ معنیٰ عمل اور شروط میں صَارَ جیسا ہے؛ جیسے: عَادَ الْمَاءُ ثَلْجًا (پانی برف ہوگیا) اگر رَجَعَ کے معنیٰ میں ہو تو فعل تامّ ہے.

14- آضَ: فعل ماضی ہے؛ ناسخ ہے کہ ہر فعل ناقص ناسخ ہے. صَارَ کے معنیٰ میں ہے؛ صَارَ والی شرائط کے ساتھ صار والا عمل کرتا ہے؛ جیسے: آضَ الْمَاءُ ثَلْجًا (پانی برف بن گیا) کبھی رَجَعَ کے معنیٰ میں تامہ ہوتا ہے.

15- غَدَا: فعل ماضی ہے؛ معنیٰ عمل اور شروط میں بمنزلہ صَارَ ہے؛ جیسے: غَدَا الْمَاءُ بُخَارًا. (پانی بھاپ ہوگیا).

16- رَاحَ: فعل ماضی جو ہر طرح سے صَارَ کی طرح ہے؛ جیسے: رَاحَ النَّهْرُ يَجْرِيْ. رَاحَ السِّعْرُ غَالِيًا (بھاؤ بڑھ گیا).

17- لَيْسَ: یہ اپنی چار صورتوں میں سے ایک کے ساتھ فعل ماضی ناقص جامدہ ہے؛ جس سے مضارع، امر یا کوئی اور صیغہ نہیں آتا ماسوا ماضی کے چند صیغوں کے؛ جو کبھی تامہ نہیں آتا ہے. اخوات کَان میں سے ہے: جملہ اسمیہ کا ناسخ ہے. اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے. یہ اپنے اسم کی اپنی ہی خبر کے مضمون سے متصف ہونے کی اطلاقاً نفی کرتا ہے؛ جیسے: لَيْسَ الْبَحْرُ هَادِئًا؛ یعنی: اَلْآنَ. اگر مقید بالزماں ہو تو اطلاق نہیں.

لَيْسَ ناقصہ کے خصائص:

ا- اس کی خبر کے ساتھ اکثر با ہوتی ہے جو تاکید کا فائدہ دیتی ہے.

ب- لَا کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس کی بھی خبر کا حذف جائز ہے؛ بشرطیکہ اسم نکرہ عامہ ہو؛ جیسے: لَيْسَ أَحَدٌ. أَيْ: لَيْسَ أَحَدٌ هُنَا.

ج- اس کی خبر نہ تو اس پر مقدم ہوتی ہے نہ اسم پر؛ چنانچہ: هَادِئًا لَيْسَ الْبَحْرُ؛ کی

Marfat.com

گنجائش نہیں. معمول الخبر کی تقدیم جائز ہے اگر خبر المبتدأ فعل ہو تو؛ لہٰذا : طَائِرَةً زَيْدٌ رَكِبَ؛ درست ہے؛ مگر: رَكِبَ زَيْدٌ طَائِرَةً. درست نہیں کہ مبتدأ فاعل دکھائی دے.

کچھ یہی معاملہ: أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ. میں يَوْمَ کے ساتھ ہے جو معمول الخبر ہے.

د۔ بعض مواقع میں یہ مہمل ہوتا ہے اور مبتدأ و خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں؛ جیسے:

هِيَ الشِّفَاءُ لِدَائِي لَوْ ظَفِرْتُ بِهَا
وَ لَيْسَ مِنْهَا شِفَاءُ النَّفْسِ مَبْذُوْلٌ

جس کی تقدیر لیس کے اسم محذوف ضمیر شان سے بھی کی گئی ہے؛ جس سے جملہ اسمیہ یا فعلیہ محل نصب میں خبر ہے.

ہ۔ حجازی اس کی خبر منصوب پر اِلَّا کو بھی جائز کہتے ہیں؛ جیسے: لَيْسَ الطِّيْبُ اِلَّا الْمِسْكَ.

اہل حجاز کے سوا دوسرے المسک کا رفع واجب کہتے ہیں کہ یہ خبر محذوف کا مبتدأ ہے؛ جس کی تقدیر أَفْخَرُهُ ہے؛ جملہ اسمیہ محل نصب میں لَيْسَ کی خبر ہے. یا لَيْسَ حرفِ مہمل ہونے کی وجہ سے مابعد کا جملہ مبتدأ و خبر ہے. یا المسک اسم لیس سے بدل ہے جبکہ خبر محذوف ہے. رؤبة بن العجاج کا یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

عَدَدْتُ قَوْمِي كَعَدِيْدِ الطَّيْسِ
اِذْ ذَهَبَ الْقَوْمُ الْكِرَامُ لَيْسِيْ

ضرورتِ شعری نے یہاں دو شاذ کو جمع کر دیا ہے: ایک لَيْسَ کی خبر کا ضمیر متصل ہونا؛ جسے منفصل ہونا تھا؛ دوسرا نون وقایہ کا حذف؛ کہ یا متکلم فعل سے متصل ہو گئی ہے.

لَيْسَ کی باقی تین صورتیں:

ا۔ اِلَّا کی طرح حرفِ استثناء؛ جس میں مستثنیٰ کا نصب بہر صورت واجب ہے؛ بوجہ لَيْسَ کی خبر ہونے کے. اس کا اسم ایک ضمیر مستتر ہے جو اس بعض کی طرف راجع ہے جو کل سے مفہوم ہے؛ جیسے: تَقُوْمُ الْجُنْدُ لَيْسَ زَيْدًا. جس کی تاویل: لَيْسَ بَعْضُهُمْ زَيْدًا؛ ہے. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْا لَيْسَ السِّنَّ وَ الظُّفُرَ.

Marfat.com

۲ ۔ حرفِ عطف (عند البعض) بمعنٰی لَا.

۳ ۔ حرفِ نفی مہمل غیر عامل.

18۔۔ رَجَعَ: فعل ماضی؛ عمل، معنٰی اور شروط صَارَ والی ہیں؛ رسول اللّٰہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا؛ یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. (میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تمہارے بعض بعض کی گردنیں اڑانے لگیں)

اگر عَادَ کے معنٰی میں ہو تو فعل لازم ہے؛ جیسے: رَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰی بَیْتِہٖ.

بعض نے اور افعال کو بھی ناقصہ میں شامل کیا ہے؛ جیسے: تَحَوَّلَ الْخَشَبُ فَحْمًا (لکڑی کوئلہ میں تبدیل ہوگئی) جو صَارَ سے مشابہ ہے؛ معنٰی، عمل اور شروط میں صَارَ کی طرح ہے. اِسْتَحَالَ: جیسے: اِسْتَحَالَ الطِّیْنُ اِبْرِیْقًا (مٹی لوٹا بن گئی) حَارَ: جیسے: حَارَ الْبَیْتُ رُکَامًا (گھر ڈھیر میں تبدیل ہوگیا).

افعال ناقصہ کی معنوی جماعت بندی کی جائے تو نقشہ کچھ یوں ہوگا:

۱ ۔ کَانَ کی طرح ظَلَّ، بَاتَ بھی صفت کے زائل ہونے کی خبر دیتے ہیں.

۲ ۔ صَارَ، أَصْبَحَ، أَضْحٰی، أَمْسٰی، حَارَ، تَحَوَّلَ، اِسْتَحَالَ، رَجَعَ، عَادَ، آضَ، غَدَا، رَاحَ یہ سب خبریں تبدیلی کی خبر دیتے ہیں.

۳ ۔ مَا بَرِحَ، مَا زَالَ، مَا انْفَکَّ، مَا فَتِئَ خبر کے اپنے حال پر قائم رہنے پر دلالت کرتے ہیں اور تغیر کی نفی کرتے ہیں.

۴ ۔ مَا دَامَ مدت کی انتہاء بیان کرتا ہے.

۵ ۔ لَیْسَ نفی کے لئے ہے.

۶ ۔ افعالِ قلوب Factitive Verbs

ظَنَّ، خَالَ، عَلِمَ، حَسِبَ، رَآی، وَجَدَ، جَعَلَ، أَلْفٰی، دَرٰی، قَالَ، زَعَمَ، تَعَلَّمْ، هَبْ.

تَعَلَّمْ اور هَبْ جامد ہیں باقی متصرف ہیں. بعض یقین کے اور بیشتر گمان اور شک کے معنٰی پر دلالت کے لئے ہیں. شک اور یقین رجحان کی حالتیں ہیں اور رجحان ایک قلبی کیفیت کا نام ہے؛ جس کی بناء پر انھیں افعال قلوب یا قلبیہ سے موسوم کرتے ہیں.

Marfat.com

عمل: یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدأ و خبر دونوں کو نصب دیتے ہیں. مبتدأ کو مفعول بہ اول اور خبر کو مفعول بہ ثانی کہتے ہیں.

الغاء: ان کے اعرابی عمل کو بغیر کسی مانع کے لفظاً و محلاً لغو قرار دے دیا جاتا ہے؛ جسے الغاء کہتے ہیں.

تعلیق: اس میں صرف ظاہری اور لفظی اعراب معلق ہوتا ہے؛ محلاً و معنًی ملحوظ رہتا ہے.

1- ظَنَّ: افعال رجحان میں سے فعل ماضی ناسخ و متصرف ہے؛ اس سے جو بھی صیغہ آئے گا اس والا عمل کرے گا. خبر کے وقوع کا رجحان پیدا کرتا ہے. اپنے فاعل کے ساتھ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدأ کو مفعول بہ اول اور خبر کو مفعول بہ ثانی کی بناء پر نصب دیتا ہے؛ جیسے: ظَنَّ الْمُزَارِعُ السَّحَابَ مُمْطِراً. (مزارع کا گمان تھا کہ بادل برسے گا) عام فعل جملہ اسمیہ کا محتاج نہیں.

حذف پر دلیل ہو تو ایک یا دونوں مفعول حذف ہو سکتے ہیں؛ اگر سوال: أَتَظُنُّ الِامْتِحَانَ صَعْبًا؟ ہو تو جواب میں أَظُنُّ کافی ہے. فعل مجہول ہو تو نائب فاعل مفعول اول ہے؛ مفعول ثانی منصوب ہی رہے گا.

مفعول بہ ثانی کا مصدر اگر مفعول بہ اول کی طرف مضاف ہو جائے تو پھر ایک ہی مفعول کفایت کرے گا؛ جیسے: ظَنَنْتُ وُعُوْرَةَ الطَّرِيْقِ.

(میرا گمان تھا کہ راستہ ناہموار اور کٹھن ہوگا) جس کی اصل: ظَنَنْتُ الطَّرِيْقَ وَعِرًا؛ ہے.

فعل مفعولین کے درمیان واقع ہو یا ان کے بعد واقع ہو تو اعمال و الغاء دونوں جائز ہیں. لیکن اگر فعل اور معمولین کے درمیان ایسا فاصل ہو جو ہے ہی صدارت کے لئے تو صرف محلاً عمل ہوگا لفظاً نہ ہوگا؛ جسے تعلیق کہتے ہیں.

کبھی مفعول ثانی جملہ فعلیہ ہوتا ہے؛ جیسے: ظَنَّ خَالِدٌ الْجَوَّ يَتَحَسَّنُ (خالد کو گمان تھا کہ موسمی فضاء بہتر ہو جائے گی) کبھی أَنْ اور فعل مضارع سے بننے والا مصدر؛ جیسے: ظَنَّ خَالِدٌ أَنْ يُدْرِكَ غَايَتَهُ (خالد نے گمان کیا کہ وہ اپنی غایت پالے گا) کبھی أَنَّ اور اس کے معمولین؛ جیسے: ظَنَّ أَنَّ الْأَسْبَابَ مُوَاتِيَةٌ (اسے گمان ہوا کہ ذرائع ختم ہونے کو ہیں).

فاعل اور مفعول بہ اول کا دو متصل ضمیروں کے تحت جمع ہونا افعال قلوب کے خصائص میں سے ہے؛ یوں کہ معنی میں متحد مگر نوع میں مختلف ہوں؛ جیسے: ظَنَنْتُنِيْ مُسْرِعًا (میرے

Marfat.com

گمان میں میں تیز تھا) ظَنَّ بمعنی اِتَّھَمَ ہوتو ایک ہی مفعول بہ کافی ہے؛ جیسے: ضَاعَ کِتَابِیْ فَظَنَنْتُ زَیْدًا؛ أَیْ: اِتَّھَمْتُہٗ.

افعال قلوب کے مفعول اول (مبتدأ) کی کچھ شرائط ہیں؛ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(ا۔ ایسا کلمہ نہ ہو کہ اس کی صدارت دائمی ہو؛ کہ ہمیشہ جملہ کے شروع میں آتا ہو؛ کیونکہ یہ ایسے الفاظ ہیں جن میں نہ تو ان کا ماقبل عمل کرتا ہے اور نہ ان پر کوئی مقدم ہوتا ہے؛ لہٰذا یہ اس موقع کے لئے موزوں نہیں؛ جیسے: اسماءِ استفہام، اسماءِ شرط، کَمْ خبریہ، مَا تعجبیہ، ایسا مبتدأ جس سے لامِ ابتداء ملا ہو اور ضمائرِ منفصلہ؛ ضمیر شان مستثنیٰ ہے.

ب۔ کسی اور کی وجہ سے یہ مبتدأ نہ بن رہا ہو؛ جیسے: لَوْ لَا امتناعیہ کے بعد والا اسم؛ یا: اِذَا فجائیہ کے بعد والا مبتدأ؛ بھی موزوں نہیں.

ج۔ ایسے کلمات جو عند العرب ابتداء کے لئے مقرر ہیں؛ جیسے: طُوْبٰی اور دَرٌّ. (طُوْبٰی دعاء کے لئے ہے؛ جیسے: طُوْبٰی لِلْمَسَاکِیْنِ! (خوش خبری ہے مساکین کے لئے) دَرٌّ تعجب کے لئے ہے؛ جیسے: وَ لِلّٰہِ دَرُّکَ! (کیا بات ہے آپ کی!)) یہ بھی نہ بنیں گے.

2۔ خَالَ: فعل ماضی متصرف؛ رجحان کا فائدہ دیتا ہے. ظَنَّ کی طرح جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدأ کو مفعول بہ اول اور خبر کو مفعول بہ ثانی بنا کر انھیں نصب دیتا ہے؛ جیسے: خَالَ الْمَخْدُوْعُ الْأَوْھَامَ حَقِیْقَۃً (دھوکہ خوردہ نے وہم کو حقیقت خیال کیا).

خَالَ اور دیگر افعال قلوب کے عمل کے الغاء کے احکام:

بغیر کسی مانع کے کسی عامل کے عمل کو لفظی اور معنوی دونوں طرح ترک کرنا الغاء کہلاتا ہے. الغاء کا عمل صرف افعال قلبیہ متصرفہ تک محدود ہے؛ یہ ھَبْ، تَعَلَّمْ یا افعال تحویل میں کارآمد نہیں ہے. الغاء کی تین صورتیں ہیں:

ا۔ وجوب: یہ دو صورتوں میں ہے:

(ا۔ جب عامل مصدر موخر ہو؛ کیونکہ یہ اپنی تاخیر کی وجہ سے غیر عامل ہے.

ب۔ جب معمول مقدم کے ساتھ ایسا اَداۃ ملا ہو جس کے لئے صدارت واجب ہے؛ جیسے: لَلْمَطَرُ نَازِلٌ خِلْتُ. (لامِ ابتداء)

۲۔ ممتنع: ایک موقع ایسا ہے جہاں الغاء ممنوع ہے؛ اور وہ ہے عامل کا منفی ہونا؛ جیسے:

Marfat.com

خَالِدًا مُسَافِرًا مَاخِلْتُ. یہاں خَالِدٌ مُسَافِرٌ مَاخِلْتُ سے کہیں یہ وہم نہ ہو کہ کلام مثبت ہے؛ حالانکہ منفی ہے۔

۳۔ باقی سب صورتوں میں الغاء جائز ہے؛ مثلاً: عامل کا معمولین کے درمیان آنا؛ جیسے: خَالِدٌ خِلْتُ مُسَافِرٌ. یا: غیر منفی کا مؤخر ہونا؛ جیسے: خَالِدٌ مُسَافِرٌ خِلْتُ.

اگر فعل مقدم ہو تو عمل واجب ہے؛ جیسے: خِلْتُ خَالِدًا مُسَافِرًا. فعل مقدم ہو اور الغاء کا شائبہ موجود ہو تو اس کی تاویل ضمیر شان کے مقدر ہونے سے کریں گے؛ جیسے کعب بن زہیر کا شعر ہے۔

أَرْجُو وَ آمُلُ أَنْ تَدْنُو مَوَدَّتُهَا
وَمَا أَخَالُ لَدَيْنَا مِنْكِ تَنْوِيلٌ

أَخَالُ کا مفعول اول ضمیر شان مقدرہ ہے اور مفعول ثانی ''لَدَيْنَا مِنْكِ تَنْوِيلٌ'' کا جملہ ہے. اس کی اور تاویل بھی ممکن ہے؛ جس میں مفعولین فعل کے منصوب ہی ٹھہریں گے: وہ یوں کہ مَا اسم موصول مبتدأ، تنویل اس کی خبر؛ مفعول اول وہ ضمیر ہے جو أَخَالُ میں مستتر ہے اور ما کی طرف راجع ہے؛ مفعول ثانی لَدَيْنَا ہے جو متعلق فعل ظرف ہے. خَالَ کبھی یقین کے لئے بھی آتا ہے اگر لفظی یا معنوی دلالت پتہ دے تو؛ النمر بن تولب کا شعر ہے۔

دَعَانِيَ الْغَوَانِيُ عَمَّهُنَّ وَخِلْتُنِيُ
لِيَ اسْمٌ، فَلَا أُدْعَى وَهُوَ أَوَّلٌ

(مجھے حسیناؤں نے اپنا چچا کہہ کر پکارا تو مجھے یقین ہو گیا کہ میرا بھی کوئی نام ہے؛ مگر مجھے اس نام سے پکارا نہیں جاتا؛ حالانکہ وہی میرا پہلا نام ہے)

یہاں خَالَ یقین کے لئے ہے نہ کہ گمان کے لئے؛ کیونکہ شاعر کا نام ہونا یقینی ہے؛ اس بارے گمان کیسے ممکن ہے۔

تعلیق افعالِ قلوب:

افعال قلبیہ جامدہ کی تعلیق نہیں؛ افعال تحویل کی نہیں اور دوسرے کو چھوڑ کر فقط پہلے مفعول میں تعلیق نہیں ہوتی۔

تعلیق نام ہے محلی عمل کو باقی رکھتے ہوئے محض لفظی عمل کے بطلان کا؛ جو مفعولین یا

Marfat.com

اکیلے مفعول ثانی میں جاری ہوتی ہے۔

مندرجہ ذیل میں سے جب کوئی کسی فعل قلب اور اس کے مفعولین یا مفعول ثانی کے درمیان فاصل ہو تو تعلیق واجب ہے:

ا۔ لامِ ابتداء؛ جیسے: خَالَ الْجُنْدِیُّ لَلْعَدُوُّ کَاذِبٌ. جملہ اسمیہ لَلْعَدُوُّ کَاذِبٌ محل نصب میں دو مفعولوں کے برابر ہے۔ یا یوں ہو: خَالَ الْجُنْدِیُّ الْعَدُوُّ لَهُوَ کَاذِبٌ. تو لَهُوَ کَاذِبٌ کا جملہ اسمیہ مفعول ثانی کی جگہ لے رہا ہے۔

کبھی تعلیق کی وجہ تقدیری لامِ ابتداء ہوتا ہے؛ جیسے: خِلْتُ زَیْدٌ مُسَافِرٌ؛ اس تقدیر کے ساتھ کہ: لَزَیْدٌ مُسَافِرٌ. اور:

کَـذَاکَ أُدِّبْـتُ حَتّٰـی صَـارَ خُـلُـقِـیُ
أَنِّـیْ وَجَـدْتُ مِلَاکُ الشِّـیْمَةِ الْأَدَبُ

میں لامِ ابتداء کی تقدیر ضروری ہے؛ تاکہ وَجَـدْتُ کی تعلیق اور مبتدأ و خبر کا مرفوع ہونا صحیح قرار پائے؛ یعنی: لَمِلَاکُ الشِّیْمَةِ الْأَدَبُ.

ب۔ لامِ قسم؛ جیسے: زَیْدٌ خِلْتُ لَیُدَافِعَنَّ عَنْ وَطَنِهٖ؛ اور: خِلْتُ خَالِدًا لَیُدَافِعَنَّ عَنْ وَّطَنِهٖ.

ج۔ استفہام: اس کی تین صورتیں ہیں:

ا۔ مفعولین میں سے کسی کا اسمِ استفہام ہونا؛ جیسے: خِلْتُ أَیُّهُمُ الْعَامِلُ ؟

۲۔ مفعول اول کا اسمِ استفہام کی طرف مضاف ہونا؛ جیسے: خِلْتُ صَدِیْقُ أَیِّهِمْ هُوَ خَالِدٌ؟

۳۔ أداۃِ استفہام کا جملہ اسمیہ پر دخول؛ جیسے: خِلْتُ أَ مُهَنْدِسٌ عِنْدَکَ أَمْ طَبِیْبٌ؟

د۔ أَنْ اور مضارع؛ جیسے: خَالَ الْکَسُوْلُ أَنْ یَنْجَحَ.

ہ۔ أَنَّ اور اس کے معمولین؛ جیسے: خَالَ الْکَسُوْلُ أَنَّ الِامْتِحَانَ صَعْبٌ.

و۔ مَا نافیہ؛ جیسے: خِلْتُ مَا الْمَاءُ صَافٍ.

ز۔ إِنْ نافیہ؛ جیسے: خِلْتُ إِنْ أَخَذْتُ إِلَّا دِیْنَارًا.

ح۔ لَا نافیہ؛ جیسے: خِلْتُ لَا زَیْدٌ قَائِمٌ وَلَا عَمْرٌو؛ اور: خِلْتُ وَاللّٰهِ لَا زَیْدٌ قَائِمٌ وَلَا عَمْرٌو.

Marfat.com

بعض نے لَا کو قسم کے جواب میں ہونے کے ساتھ مشروط کیا ہے.

ط۔ لَوْ؛ جیسے: خَالَ الْعَامِلُ لَوْ أَنَّ الْعَمَلَ سَهْلٌ.

ی۔ لَعَلَّ؛ جیسے: أَخَالُ لَعَلَّ لِسَانَهُ يُؤْذِيهِ.

ہمیں معلوم ہے کہ افعالِ قلوب کے مفعولین کی جگہ جملہ بھی لے لیتا ہے؛ اگر پہلا موجود ہو تو مفعول ثانی ہوتا ہے. ایسے میں اگر عطف آ جائے تو یہ عطف محلاً بھی جائز ہے؛ جیسے: خَالَ سَعِيدٌ لَلدَّرْبُ سَهْلَةٌ وَ الْمَسَافَةَ طَوِيلَةٌ. اور لفظ پر ظاہراً بھی جائز ہے؛ جیسے: خَالَ سَعِيدٌ لَلدَّرْبُ سَهْلَةٌ وَالْمَسَافَةُ طَوِيلَةٌ. کثیر عزة کا شعر ہے ۔

وَمَا كُنْتُ أَدْرِيْ قَبْلَ عَزَّةَ مَا الْبُكَا

وَلَا مُوْجِعَاتِ الْقَلْبِ حَتّٰى تَوَلَّتِ

3۔ عَلِمَ: فعل ماضی متصرف ناسخ؛ اخواتِ ظَنَّ میں سے ہے؛ یقین کا فائدہ دیتا ہے. اس کے مشتقات بھی اس جیسا عمل کرتے ہیں.

ایسے مفعولین کو نصب دیتا ہے جن کی اصل مبتدا و خبر ہوتی ہے؛ جیسے: عَلِمَ الطَّالِبُ الظُّلْمَ رَذِيْلَةً (طالب علم نے جان لیا کہ ظلم گھٹیا چیز ہے).

اگر محذوف پر دلالت موجود ہو تو ایک یا دونوں مفعول حذف کر سکتے ہیں. اگر فعل جملہ کے شروع میں نہ ہو تو اس کے عمل کا الغاء جائز ہے.

اگر استفہام، لامِ ابتداء، لامِ قسم، مـــا، لا، اِنْ نافیہ، لا نافیہ، أَنَّ اور اس کے معمولین، لو، لَعَلَّ؛ میں سے کوئی فعل اور معمولین کے درمیان جدائی پیدا کر دے تو تعلیق واجب ہے؛ جیسا کہ خَالَ کے ضمن میں احکام درج ہیں.

لام جو قسم کے جواب میں آتا ہے اس کے بارے قول ہے کہ یہ فعل کو اس کے معنیٰ سے خارج نہیں کرتا؛ بلکہ عمل کی محض لفظی تعلیق ہوتی ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ. (قسمیہ بات ہے کہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جس نے بھی اسے خریدا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں). جبکہ سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر نحاۃ کہتے ہیں کہ یہاں عَلِمَ اپنے اصلی معنیٰ سے نکل کر جوابِ قسم کا درجہ پا چکا ہے؛ اب اخواتِ ظَـــنَّ میں سے نہیں کہ بعد والے جملے پر اس کا محلاً اعراب ہو. اب تو یہ جوابِ قسم ہے اس قسم کا جو

Marfat.com

عَلِمُوا میں موجود ہے۔

اور وہ جو قاعدہ ہے کہ ہر ثلاثی فعل کو فَعُلَ کے وزن پر لا کر مَدح اور ذَمّ کی جگہ بولا جا سکتا ہے؛ جیسے: شَرُفَ الرَّجُلُ مُحَمَّدٌ؛ جو: نِعْمَ الرَّجُلُ مُحَمَّدٌ؛ کے برابر ہے۔اس قاعدے کا اطلاق عَلِمَ، جَهِلَ اور سَمِعَ کے افعال پر نہیں ہوگا؛ بلکہ ہنوز ان کا عین کلمہ مکسور ہی رہے گا؛ جیسے: عَلِمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ. کہ مَدح، ذَمّ کا قصد بھی ہو تو عرب انھیں تبدیل نہیں کرتے۔

عَلِمَ بمعنیٰ عَرِفَ ہو تو صرف ایک مفعول کو نصب دے گا؛ جیسے: وَ اللّٰهُ أَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئاً.

فعل منفی ہو تو اس ایک مفعول کو بھی اکثر حذف کر دیتے ہیں؛ جیسے: أَ لَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ؛ أَيْ : لَايَعْلَمُوْنَ سَفَاهَتَهُمْ ؛ أَوْ: لَا يَعْلَمُوْنَ أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ.

عَلِمَ بطور فعل لازم بھی ہے؛ جیسے: عَلِمَ فُلَانٌ کو اس معنیٰ میں لیں کہ: اِنْشَقَّتْ شَفَتُهُ الْعُلْيَا؛ فَهُوَ أَعْلَمُ. (اس کا اوپر کا ہونٹ پھٹ گیا ہے؛ جسے وہ خوب جانتا ہے) أَعْلَمُ کی مؤنث عَلْمَاءُ ہے۔

4۔ حَسِبَ: فعل ماضی ناسخ متصرف اخواتِ ظَنّ میں سے ہے۔وقوعِ خبر کے رجحان کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: حَسِبْتُ الْمَاءَ سَاخِنًا.

(میرا گمان تھا کہ پانی گرم ہوگا) البقرۃ میں ہے: يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ. (ان کی سفید پوشی کی وجہ سے ناواقف انھیں مالدار گمان کرتا ہے) عمل و شروط اور الغاء و تعلیق میں اس کا حال خَالَ والا ہے۔

حَسِبَ یقین کے لئے بھی آتا ہے؛ لبید بن ربیعہ کا قول ہے:

حَسِبْتُ التُّقٰى وَ الْجُوْدَ خَيْرَ تِجَارَةٍ

رَبَاحًا، إِذَا مَا الْمَرْءُ أَصْبَحَ ثَاقِلًا

(میں نے تقی وجود کو نفع بخش تجارت پایا؛ جب تک کہ بندہ خود بوجھ نہ بن جائے)

5۔ زَعَمَ: فعل ماضی متصرف ناسخ؛ اخواتِ ظَنّ میں سے ہے۔وقوعِ خبر کے رجحان کا فائدہ دیتا ہے۔محذوف پر دلیل ہو تو ایک یا دونوں مفعول بہ حذف ہو سکتے ہیں۔جملہ احکام خَالَ والے ہیں۔قرینے سے ثابت ہو جائے تو یقین کے لئے ہے؛ عموماً شک یا قول کاذب کے لئے آتا

Marfat.com

ہے. قول کاذب کے لئے ہوتو ایک مفعول چاہیے ہوتا ہے؛ جیسے: زَعَمَ خَالِدٌ غَلاءَ الْأَسْعَارِ (بھاؤ چڑھنے بارے خالد کا گمان جھوٹ تھا).

6- رَأیٰ: فعل ماضی متصرف ناسخ؛ اخوات ظَنَّ میں سے ہے. اِعْتَقَدَ کے معنیٰ میں ہو تو یقین اور اگر ظَنَّ کے معنیٰ میں ہو تو رجحان کا فائدہ دیتا ہے؛ المعارج کی ان دو آیتوں میں دونوں معنیٰ موجود ہیں: اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيْدًا. وَّ نَرٰهُ قَرِيْبًا.

اس کا اعمال، الغاء اور تعلیق خَالَ پر قیاس کیجیے.

رَأیٰ خواب دیکھنے کے معنیٰ میں آئے تو بھی مفعولین کو نصب دیتا ہے؛ تب ان کی اصل مبتدا وخبر نہیں؛ جیسے: اِنِّیْ اَرٰنِیْ اَعْصِرُ خَمْرًا. (میں خود کو شراب کشید کرتے دیکھتا ہوں) یہاں یا متکلم پہلا مفعول بہ اور اَعْصِرُ خَمْرًا کا جملہ محل نصب میں دوسرا مفعول بہ ہے.

اگر آنکھ سے دیکھنے کے معنیٰ میں ہو؛ جیسے: رَأَى الطَّالِبُ الْكِتَابَ عَلَى الْمَقْعَدِ. یا نظر کے ٹھیک پہنچنے کے لئے ہو؛ جیسے: اِنْطَلَقَ السَّهْمُ فَرَأَى الْغَزَالَ. یعنی اس نے ٹھیک دیکھا. یا ماخوذ من الرأی ہو؛ جیسے: أَنْتَ تَنْوِی الْهُرُوْبَ وَأَنَا أَرٰى غَيْرَ ذٰلِكَ. تو ایسے میں یہ صرف ایک مفعول کا ناصب ہے.

7- وَجَدَ: فعل ماضی متصرف ناسخ؛ اخوات ظَنّ میں سے ہے. یقین کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: وَجَدْتُ الْاِسْلَامَ دِيْنَ اللّٰهِ الْقَوِيْمِ.

(مجھے یقین ہے کہ اسلام اللہ کا سیدھا دین ہے) یہ اپنے استعمال، تعلیق اور الغاء میں خَالَ جیسا ہے؛ جس کا مصدر وُجُوْدٌ ہے.

اگر عَثَرَ عَلٰی کے معنیٰ میں ہو تو ایک مفعول بہ کو نصب دیتا ہے؛ جو وُجْدٌ یا وِجْدَانٌ کے مصدر سے ہے؛ جیسے: وَجَدْتُ الْكِتَابَ.

اگر اِسْتَغْنٰى کے معنیٰ میں ہو؛ جیسے: وَجَدَ الْعِصَامِیُّ بِعَمَلِهٖ (شریف النفس شخص نے اپنے زور بازو سے غناء حاصل کر لی) یا حُزْنٌ کے معنیٰ میں ہو؛ جیسے: وَجَدَ خَالِدٌ لِمُصَابِ مُحَمَّدٍ (محمد کو تکلیف میں دیکھ کر خالد غمزدہ ہو گیا) یا حِقْدٌ کے معنیٰ دے؛ جیسے: وَجَدَ عَلَيْهِ (وہ اس سے چڑتا؛ خار کھاتا ہے؛ جلتا ہے) تو ایسے میں اس کا مصدر اَلْوَجْدُ واو کے فتحہ سے ہے. اس صورت میں اسے مفعول بہ کی ضرورت نہیں.

Marfat.com

8۔ جَعَلَ: فعل ماضی متصرف ناسخ؛ اخواتِ ظنّ میں سے ہے. وقوعِ خبر کے رجحان کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: جَعَلَ الْكَسُوْلُ الْأَوْهَامَ حَقَائِقَ (سست آدمی نے وہم کو حقیقت سمجھ لیا) جو حالات خَالَ کو پیش آتے ہیں وہ اسے بھی آتے ہیں؛ مثلاً: ایک یا دونوں مفعولوں کا حذف ہونا، بناءِ مجہول بننا، اعمال؛ الغاء اور تعلیق کے مراحل پیش آنا.

فعلِ قلب کے علاوہ یہ افعال التحویل، افعال الشروع اور افعال متصرفہ تامہ میں سے ہے. متصرف تام ہونے کی صورت میں یہ ایک مفعول بہ کو نصب دیتا ہے اور أَوْجَدَ کے معنیٰ میں ہوتا ہے؛ جیسے: جَعَلَ اللّٰهُ الْإِنْسَانَ مِنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ.

9۔ أَلْفٰى: فعل ماضی متصرف ناسخ؛ ظنّ کے اخوات میں سے ہے؛ یقین کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: أَلْفَيْتُ الْحَدِيْثَ صَادِقًا.

(میں نے بات کو سچا ہی پایا) احکام میں خَالَ جیسا ہے. اگر بمعنیٰ عَثَرَ عَلٰى ہو تو مفعول بہ ایک ہوگا؛ جیسے: ضَاعَ قَلَمِيْ فَأَلْفَيْتُهٗ.

أَيْ: وَجَدْتُهٗ وَعَثَرْتُ عَلَيْهِ.

10۔ دَرٰى: فعل ماضی متصرف غیر جامد ناسخ اخواتِ ظنّ میں سے ہے. یقین کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: دَرٰى خَالِدٌ الْخَبَرَ صَحِيْحًا. احکام میں خَالَ جیسا ہے. اس کا استعمال اکثر یوں ہے کہ پہلا مفعول بہ تو یہ خود ہوتا ہے اور دوسرا حرفِ جر کا مجرور ہوتا ہے؛ جیسے: دَرٰى خَالِدٌ بِالْخَبَرِ (خالد نے خبر جان لی؛ یعنی سچ مانی) اگر خَدَعَ کے معنیٰ میں ہو تو مفعول بہ ایک ہوگا؛ جیسے: دَرَيْتُ الصَّيْدَ (میں نے شکار کو چکمہ دیا)

11۔ قَالَ: فعل ماضی متصرف ناسخ اخواتِ ظنّ میں سے ہے. قَالَ کو اخواتِ ظنّ میں سے گردانتے؛ اس سے گمان کا فائدہ لینے اور تعلیق و الغاء کے احکام کے تابع کرنے میں دو رائے ہیں:

ایک یہ کہ قَوْلٌ بغیر کسی شرط کے جاری مُجری الظنّ ہوگا. جو کہ قبیلہ سُلَیم کی لغت ہے.

دوسرے یہ کہ قول کے جاری مجریٰ ظنّ ہونا مشروط ہے ان شروط سے:

ا۔ قَوْلٌ سے بننے والا فعل فعل مضارع ہو.

۲ ۔ صیغہ مخاطب (حاضر) کا ہو.

۳ ۔ تَقُوْلُ سے پہلے استفہام بھی ہو.

۴ ۔ استفہام اور فعل کے درمیان ظرف، جار و مجرور اور معمول فعل کے علاوہ کوئی اور فاصل نہ ہو؛ جیسے: أَ تَقُوْلُ الْمُخَاطَرَةَ مَحْمُوْدَةً (آپ ہی کو گمان ہے کہ شرط لگانا اچھی بات ہے). أَفِي الدَّارِ تَقُوْلُ الِاطْمِيْنَانَ مَوْجُوْدًا (آپ کو گمان ہے کہ گھر میں اطمینان موجود ہے)

پس اگر یہ چار شروط موجود نہ ہوں تو قَالَ بمعنی نَطَقَ اور تَلَفَّظَ ہے اور ایک مفعول بہ کو منصوب کرے گا. یہ مفعول بہ مفرد بھی ہوسکتا ہے؛ جیسے: قَالُوْا سَلٰمًا. قَالَ خَالِدٌ شِعْرًا. اور جملہ بھی: یہ جملہ جملہ ابتدائیہ ہوگا جس پر اس کا ماقبل لفظی عمل نہیں کرتا بلکہ محض معنوی اور محلاً اعراب ہوتا ہے. جملہ اسمیہ بھی ہوسکتا ہے؛ جیسے: قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ؛ فعلیہ بھی؛ جیسے: قَالَ فَاذْهَبْ.

جملہ ابتدائیہ چونکہ غیر مباشر (بالواسطہ) مفعول بہ ہوتا ہے؛ اس لئے قول کے بعد واقع ہونے والے اِنَّ کا ہمزہ مکسور ہوتا ہے؛ جیسے: قَالَ: اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ. اگر کلام یوں ہو: قَالَ التِّلْمِيْذُ: اَلْعِلْمُ مُفِيْدٌ وَالْحَيَاةُ جِهَادٌ؛ تو دونوں جملے بیک وقت محلِ نصب میں ہوں گے. نہ کہ پہلا محلِ نصب میں اور دوسرے کا اس پر عطف؛ کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک قول کا مقولہ ہے.

قَالَ اگر محلِ نصب میں حال واقع ہو رہا ہو تو عموماً محذوف ہوتا ہے؛ جیسے: وَالْمَلٰئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ. سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ؛ أَيْ: قَائِلِيْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ.

12 ۔ تَعَلَّمْ: فعل امر جامد غیر متصرف جس کا نہ ماضی ہے نہ مضارع ہے؛ ناسخ؛ اخواتِ ظَنَّ میں سے ہے. اِعْلَمْ یا اِعْتَقِدْ کے معنی میں زمانۂ حال میں مذکور چیز کے بارے اس کے جملہ متعلقات کے ساتھ اسے جاننے کا امر ہے.

اگر تَعَلَّمْ سے آئے؛ جیسے: تَعَلَّمْ أَدَبَ السُّلُوْكِ (چال چلن کا قرینہ سیکھ) تو فعل متصرف تام الصرف ہے؛ جسے صرف ایک مفعول بہ چاہیے ہوتا ہے اور مستقبل میں تحصیل علم کے لئے امر ہوتا ہے.

13 ۔ هَبْ (فرض کیجیے): فعل امر ناسخ جامد؛ جس کی تصریف نہیں بلکہ اسے صیغۂ امر ہونا ہی لازم ہے. ظَنَّ کے معنی میں وقوع خبر کے رجحان کا فائدہ دیتا ہے؛ ایسے میں دو مفعولوں

Marfat.com

کونصب دیتا ہے جن کی اصل مبتدأ وخبر ہوتی ہے؛ ابوھمام کا شعر ہے:

فَقُلْتُ: أَجِرْنِی أَبَا مَالِکٍ

وَ اِلَّا فَهَبْنِي امْرَأً هَالِكًا

جبکہ ھِبَۃٌ سے عنایت ومنح کے معنی میں فعل امر ھَبْ متصرف ہے، جو صرف ایک مفعول بہ کونصب دیتا ہے۔

۷۔ فعل تعجب Exclamatory Verb

کسی کے ذاتی وصف یا کسی فعل کا ہم پر غیر معمولی اثر ہو تو ان جذبات کے اظہار کے لئے زبان سے جو کلمات اداء ہوتے ہیں انھیں کلماتِ تعجب کہتے ہیں. تعجب دو قسم پر ہے؛ صریحی اور غیر صریحی:

۱۔ غیر صریحی: وہ جس کے کلمات اصلاً تو تعجب کے لئے وضع نہیں مگر مستعمل ہیں؛ جیسے: لِلّٰهِ دَرُّکَ! لِلّٰهِ أَبُوکَ! لِلّٰهِ أَنْتَ! ان میں سے ہر ایک جملہ اصلاً تو مبتدأ وخبر سے مرکب جملۂ خبریہ ہے؛ جسے اولاً دعاء پھر تعجب کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ! بھی تعجب غیر صریحی ہے؛ جو مصدر تَسْبِیْحٌ کا مفعول مطلق ہے؛ جسے تعجب کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے۔

یَا سَلَامُ! یَا لِجَمَالِ الطَّبِیْعَةِ! یَا لَکَ مِنْ بَطَلٍ! بھی تعجب غیر صریحی کی مثالیں ہیں؛ جو اصلاً نداء کے لئے ہیں مگر تعجب کی طرف منتقل ہو چکی ہیں۔

۲۔ صریحی: اس کے دو خاص صیغے ہیں: مَا أَفْعَلَ اور أَفْعِلْ بِ....؛ جنہیں فعل تعجب کہتے ہیں. فعل تعجب کے صیغتان صرف اسی فعل سے بنتے ہیں جو ثلاثی، تام، مثبت، متصرف معروف، قابل تفاوت (مخلوق میں وہ صفت جو مختلف درجوں میں ہو؛ نہ کہ مَاتَ، فَنِيَ، جیسے فعل ہے؛ جن سے تفاوت ہی لازم نہیں آتا ہے) ہو اور اس سے صفتِ مشبہ کا صیغہ أَفْعَلُ کے وزن پر نہ ہو؛ جیسے: مَا أَجْمَلَ سُهُوْلَ بِلَادِنَا! مَا أَعْذَبَ مَاءَ وَطَنِنَا وَمَا أَنْقَى هَوَاءَ هَا وَمَا أَكْثَرَ خَيْرَاتِهَا! أَحْبِبْ بِالْوَطَنِ! أَنْعِمْ بِالْأَصْدِقَاءِ وَ أَكْرِمْ! یہ سب تعجب کی امثلہ ہیں فعل تعجب مَا أَفْعَلَ کے بعد والا اسم ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اور أَفْعِلْ بِ کے بعد والا محلاً منصوب مگر لفظاً با کا مجرور ہوتا ہے۔

Marfat.com

ممنوعہ افعال (فعل ناقص، مجہول، منفی، غیر ثلاثی اور جن کی صفت أَفْعَلُ کے وزن پر ہو؛ جیسے رنگ، عیب اور حلیہ جسدیہ والی صفات) سے فعل تعجب لانا ہو تو ان کے فعل کے مصدر سے پہلے ان کے مناسب حال مَا أَفْعَلَ، أَفْعِلْ بِ کے وزن پر کلمات لائے جاتے ہیں؛ وہ کلمات عموماً: مَا أَشَدَّ، مَا أَكْثَرَ، مَا أَحْسَنَ، أَشْدِدْ بِ ...، أَكْثِرْ بِ، أَقْلِلْ بِ، أَحْسِنْ بِ، مَا أَنْصَعَ، مَا أَجْمَلَ، مَا أَجَلَّ اور أَقْبِحْ بِ ہوتے ہیں؛ جیسے: مَا أَنْصَعَ بَيَاضَ الْوَرْدَةِ! (گلاب کتنا سفید ہے) مَا أَقَلَّ اسْتِفَادَتَنَا مِنْ أَوْقَاتِ فَرَاغِنَا! (ہم نے کس قدر کم استفادہ کیا اپنے فارغ اوقات سے) مَا أَكْثَرَ تَقَلُّبَ الْجَوِّ! (موسم کتنی تیزی سے بدل رہا ہے) مَا أَجْمَلَ صُوَرَ فَاطِمَةَ! (فاطمہ کی شکل کتنی پیاری ہے) مَا أَجَلَّ كَوْنَ التِّلْمِيذِ قَائِمًا بِوَاجِبِهِ! (شاگرد اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں کتنا جلیل القدر ہے) أَقْبِحْ بِأَنْ يَصِيرَ التِّلْمِيذُ مُتَهَاوِنًا! (شاگرد کا لاپرواہ ہونا کتنا برا ہے)

مجہول اور منفی کے لئے مصدرِ مؤول ہوتا ہے؛ جیسے: مَا أَحْسَنَ أَنْ يُحَبَّ الْوَطَنُ! أَحْبِبْ بِأَنْ يُقْتَدَى بِالْأَرْوَاحِ! مَا أَقَلَّ أَنْ يُهْمِلَ زُهَيْرٌ وَاجِبَاتِهِ (زہیر کا اپنے فرض سے غفلت برتنا کتنا کم ہے).

۸۔ افعالِ مقاربہ Middling Verbs

كَادَ كَرَبَ أَوْشَكَ

افعال مقاربہ اپنی خبر کے قریبی زمانہ میں وقوع پر دلالت کے لئے ہیں. یہ اپنے مزاج میں کسی قدر افعال ناقصہ جیسے ہیں.

(۱) ــ كَادَ: فعل ماضی ہے؛ خبر کے وقوع کے قرب کے لئے بولا جاتا ہے. اپنے عمل میں كَانَ ناقصہ جیسا ہے. اس کی خبر جملہ فعلیہ ہوتی ہے؛ جس کا فعل مضارع اس کے اسم کی ضمیر کو رفع دیتا ہے؛ فعل مضارع سے پہلے عموماً أَنْ ناصبہ مصدریہ نہیں ہوتا ہے؛ جیسے: فَذَبَحُوهَا وَ مَا كَادُوا يَفْعَلُونَ. اس کی خبر کا اسم ہونا نادر بات ہے. كَادَ سے صرف فعل مضارع اور اسم فاعل آتا ہے؛ جیسے: يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ. اور: أَنَا كَائِدٌ (میں پاس ہی ہوں)

کہا یہ جاتا ہے کہ كَادَ کی نفی اثبات اور اثبات نفی ہے؛ مگر یہ درست نہیں؛ کیونکہ اس کی

Marfat.com

خبر ہمیشہ منفی ہوتی ہے. لہٰذا اس کا استعمال نفی سے ہو یا اثبات سے فائدہ نفی کا دے گا. کیونکہ کَادَ کا معنٰی ہے قَارَبَ؛ اس طرح مَا کَادَ کا معنٰی ہوا مَا قَارَبَ. اور مَا قَارَبَ میں نفی ہے. لہٰذا مقاربہ کی نفی فعل کے حصول کی نفی ہے؛ اگر مثبت ہوگا تو مقاربت کا فائدہ دے گا اور مقاربت عدم حصول کی متقاضی ہے؛ یوں دونوں طرح نفی ہی آئے گی.

(۲) - کَرَبَ: رَا کے فتحہ سے؛ کسرہ بھی منقول ہے. اگر ضمہ ہو تو اَلْکَرْبُ سے مشتق ہے؛ حزن وملال کے معنٰی میں؛ جو فعلِ تام ہے.

کَرَبَ فعل ماضی غیر متصرف ہے. جس سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں خبر کے وقوع کے قرب پر دلالت کے لئے ہے. اس کی خبر فعل مضارع والا جملہ فعلیہ ہوتی ہے جو عموماً أَنْ کے بغیر ہوتا ہے؛ جبکہ أَنْ بھی مذکور ہے.

(۳) — أَوْشَکَ: أَکْرَمَ کے وزن پر فعل ماضی ہے؛ خبر کے قریبی زمانہ میں ظہور پذیر ہونے پر دلالت کرتا ہے. ناقصہ، تامہ دونوں طرح مستعمل ہے. مضارع کے علاوہ اسم فاعل بھی ہے؛ جیسے: فَاِنَّکَ مُوْشِکٌ (ہوسکتا ہے تو ہو)

ناقصہ ہونے کی صورت میں جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتا ہے؛ مبتدأ کو بر بناءِ اسم رفع دیتا ہے اور خبر اس کی خبر بن کر محلاً منصوب ہوتی ہے؛ کیونکہ شرط یہ ہے کہ اس کی خبر ایسا جملہ فعلیہ ہو جس کا فعل مضارع ہو؛ جو أَنْ اور بغیر أَنْ دونوں طرح ہوتا ہے.

تامہ ہو تو أَنْ اور فعل کی طرف مسند ہوتا ہے؛ بشرطیکہ فعل کے بعد ایسا اسم ظاہر نہ ہو جسے فعل کی وجہ سے مرفوع کہا جائے اور أَوْشَکَ میں ضمیر نہ ہو؛ جیسے: أَوْشَکَ أَنْ یَهْدَأَ. (اس کا پرسکون ہونا قریب تھا) لیکن اگر: أَوْشَکَ أَنْ یَهْدَأَ الْبَحْرُ؛ ہو تو تامہ البحر کو فاعل گردانے پر ہوگا. البحر کو یهدأ کے فاعل کی بجائے أوشک کا اسم مانیں تو یہ ناقصہ ہے اور أن اور مضارع سے مصدرِ مؤول محل نصب میں اس کی خبر ہے؛ اس صورت میں یهدأ کا فاعل ایسی ضمیر ہوگی جس کا مرجع أوشک کا اسم ہے؛ یہ جائز بھی ہے؛ کیونکہ یہ رتبہ میں مقدم ہے. جس کا اثر تثنیہ اور جمع میں دیکھا جاسکتا ہے؛ لہٰذا اگر: أَوْشَکَ أَنْ یُغَادِرَ الضَّیْفَانِ؛ ہو تو تامہ ہے؛ اگر أوشک أن یغادرا الضیفان؛ ہو تو ناقصہ ہے.

Marfat.com

۹۔ افعالِ رَجاء Expectation Verbs

عَسٰی حَرٰی اِخلَولَقَ

یہ زیادہ تر ''امید ہے'' کے معنٰی میں ہوتے ہیں کہ خبر کے وقوع کی آس پیدا کرتے ہیں؛ کبھی کسی سے ''ڈر ہے'' کا معنٰی بھی مترشح ہوتا ہے؛ یہ اپنے عمل میں افعال ناقصہ اور افعال قلوب سے مشابہ ہیں۔

(ا)۔ عَسٰی: فعل ماضی ہے۔ پسندیدہ کام کی خبر کے وقوع کی ترجی؛ ناپسندیدہ اور نقصان کی خبر کے اشفاق واندیشہ کے لئے ہے۔ غیر متصرفہ ہے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں۔ افعالِ ناقصہ والا عمل کرتا ہے؛ اسے مرفوع اسم اور منصوب خبر چاہیے۔ اس کے جمود کی وجہ سے اس کی خبر اس پر تقدم نہیں حاصل کر سکتی۔ اس کی خبر کے لئے شرط ہے کہ ایسا جملہ فعلیہ ہو جس کا فعل فعل مضارع ہو؛ جس کے ساتھ اکثر أَنْ ہوتا ہے؛ المائدة میں ہے: فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّأْتِيَ بِالْفَتْحِ (یقیناً اللہ فتح کے دروازے کھولنے والا ہے) الاسراء میں ہے: عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يَّرْحَمَكُمْ (امید کی جاتی ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے) یہاں (أَنْ اور مضارع سے) مصدرِ مؤول محل نصب میں عَسٰی کی خبر ہے؛ اس تقدیر پر کہ ایک جگہ اسم سے پہلے اور دوسری جگہ خبر سے پہلے مضاف ہے۔ پہلی مثال کی تقدیر: عَسٰى أَمْرُ اللّٰهِ الْإِتْيَانَ بِالْفَتْحِ (یقیناً امر الٰہی فتح کے ساتھ آنے والا ہے) ہوسکتی ہے اور دوسری کی: عَسٰى رَبُّكُمْ صَاحِبَ الْإِتْيَانِ بِالرَّحْمَةِ (امید کی جاتی ہے کہ تمہارا رب رحمت کا لانے والا ہے) سے کی جا سکتی ہے؛ کیونکہ حدث ذاتِ باری تعالیٰ کو ممتنع ہے۔

اس کی خبر کا أَنْ مصدریہ سے خالی ہونا قلیل ہے؛ جیسا کہ هدبة بن خشرم کے اس شعر میں ۔

عَسَى الْكَرْبُ الَّذِيْ أَمْسَيْتُ فِيْهِ
يَكُوْنُ وَرَاءَهُ فَرَجٌ قَرِيْبٌ

اور اس کی خبر کا اسم ہونا اقل ہے؛ جیسے:

أَكْثَرْتَ فِي الْعَذْلِ مُلِحًّا دَائِمًا

Marfat.com

لَا تُكْثِرَنْ إِنِّی عَسَیْتُ صَائِمًا

عَسٰـــی اپنے اخوات سے اس معاملے میں منفرد ہے کہ اس کا اپنی خبر سببی (ایسا اسم ظاہر جو ایسی ضمیر کی طرف مضاف ہو جو عسٰـــی کے اسم کی طرف عود کر رہی ہو) کو رفع دینا جائز ہے؛ اَلْفَرَزْدَقْ کا شعر ہے۔

وَمَا ذَا عَسَی الْحَجَّاجُ یَبْلُغُ جُهْدُهُ

اِذَا نَحْنُ جَاوَزْنَا حَفِیْرَ زِیَادِ

عَسٰی قَارَبَ کے معنٰی میں تامہ بھی آتا ہے جو اپنے مرفوع پر اکتفاء کرتا ہے؛ بشرطیکہ:

ا۔ جب اس کا اسناد أَنْ مصدریہ و فعل کی طرف ہو تو اس فعل کے بعد ایسا اسم ظاہر نہ ہو جس کا اس کی وجہ سے مرفوع ہونا بنتا ہو۔

۲۔ عَسٰی ضمیر سے خالی ہو؛ جیسے: عَسٰی أَنْ یَرجِعَ ؛ أَیْ: عَسٰی رُجُوْعُهُ.

اگر ان دو میں سے کوئی ایک شرط موجود نہ ہو؛ جیسے: عَسٰی أَنْ یَرْجِعَ خَالِدٌ ؛ تو اس کا اعراب بطور تامہ جائز ہے اور اسم ظاہر یرجع کا فاعل اور مصدر مؤول عسٰـــی کا فاعل ہوگا۔ بطور ناقصہ بھی جائز ہے کہ اسم ظاہر اسم عسی اور مصدر اس کی خبر مقدم ہو؛ اور یرجع کا فاعل خالد کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہو کہ خالد کو رتبہ میں تقدم حاصل ہونے کی وجہ سے ایسا جائز ہے۔

عَسٰی پر اسم ظاہر مقدم ہو؛ جیسے: زَیْدٌ عَسٰی أَنْ یَرْجِعَ ؛ تو اس کا اعراب بطور ناقصہ جائز ہے اگر ضمیر زید کے لئے ہو تو۔ یہ بات عسٰی کے ساتھ خاص ہے باقی ایسے نہیں ہیں۔ جبکہ قول باری: عَسٰی أَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا. میں تامہ ہے؛ جس کا فاعل مصدر مؤول ہے۔ کیونکہ ناقصہ کی صورت میں ایک اجنبی لفظ رَبُّکَ فاصل ٹھہرتا ہے أَنْ یَّبْعَثَکَ اور اس کے معمول مَقَامًا کے درمیان؛ ناقصہ کی صورت میں رَبُّکَ کا اعراب عَسٰی کے اسم کا ہوگا۔

عَسٰی سے ضمیر مرفوع متصل ہو تو اس کے سین کا مفتوح ہونا ہی بہتر ہے؛ جبکہ مکسور ہونا نادر ہے؛ جیسے: عَسَیْتَ عَسِیْتَ.

عَسٰی کے ساتھ ضمیر کا اتصال ہو یا نہ ہو مشہور قول یہی ہے کہ یہ فعل ہے؛ مگر ضمیر منصوب متصل ہونے کی صورت میں سیبویہ عمل میں اسے لَعَلَّ حرفِ مشبہ بالفعل جیسا دیکھتے ہیں؛

Marfat.com

جیسا کہ صخر بن العود کے شعر میں واقع ہے:

فَقُلْتُ: عَسَاهَا نَارُ كَأْسٍ، وَعَلَّهَا
تَشَكَّى فَآتِيَ نَحْوَهَا فَأَعُوْدُهَا

عَسٰی کا اسم اگر لفظِ جلالہ ہو؛ جیسے: عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَغْفِرَ لِلتَّائِبِيْنَ. تب معنٰی رجاء کے نہیں تحقیق کے ہیں۔

(۲) ۔ حَرٰی: فعل ماضی غیر متصرف ہے؛ ماضی کے سوا کوئی صیغہ نہیں آتا؛ اسے ماضی ہونا ہی لازم ہے۔ خبر کے وقوع کے رَجَاءٌ (امید و توقع) پر دلالت کے لئے ہے۔ کَانَ ناقصہ والا عمل کرتا ہے۔ اس کی خبر کا ایسا فعل مضارع ہونا شرط ہے جس کے ساتھ أَنْ ناصبہ مصدریہ ہو؛ جیسے: حَرَى الْجَوُّ أَنْ يَصْفُوَ (امید ہے کہ مطلع صاف ہو جائے) أَنْ اور فعل مضارع سے بننے والا مصدرِ مؤول محل نصب میں خبر حَرٰی ہوگا۔ اس کی خبر کے ساتھ أَنْ مصدریہ کا ہونا ضروری ہے؛ تا کہ واضح ہو سکے کہ متکلم جس کا آرزومند ہے وہ اسے زمانۂ تکلم میں میسر نہیں؛ ورنہ وہ آرزومند ہی نہ ہوتا۔ أَنْ چونکہ مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اس لئے اس کا لانا ضروری ہوا۔

(۳) ۔ اِخْلَوْلَقَ (بِالْخَاءِ الْمَنْقُوْطَةِ): فعل ماضی جامد غیر متصرف؛ اگرچہ اس کا وزن بابِ اِفْعِيْعَالٌ کی ماضی والا ہے؛ اسے بصورتِ ماضی ہونا ہی لازم ہے۔ عمل میں کَانَ ناقصہ جیسا ہے۔ حَرٰی کی طرح اس کی خبر میں بھی أَنْ واجب ہے؛ جیسے: اِخْلَوْلَقَ الْمَطَرُ أَنْ يَنْزِلَ. یہ تامہ بھی ہو سکتا ہے؛ جیسے: اِخْلَوْلَقَ أَنْ يَهْدَأَ الْمَوْجُ؛ بشرطیکہ فعل مضارع خالی از ضمیر ہو اور اَلْمَوْجُ اِخْلَوْلَقَ کا اسم نہ ہو۔ اگر فعل میں اسم کو تقدیم دینے والی ضمیر ہو؛ جیسے: اَلْبَحْرُ اخْلَوْلَقَ أَنْ يَهْدَأَ؛ یا أَنْ اور فعل مضارع کے بعد والے اسم ظاہر کا اعراب اخلولق کے اسم کا ہو تو مصدرِ مؤول ناقصہ کی خبر ہے۔

۱۰ ۔ افعالِ شروع Commencement Verbs

أَخَذَ بَدَأَ أَنْشَأَ اِنْبَرٰى طَفِقَ جَعَلَ عَلِقَ قَامَ قَعَدَ هَبَّ هَلْهَلَ

یہ افعال مضمون خبر کے آغاز پر دلالت کرتے ہیں۔

(۱) ۔ أَخَذَ: فعل ماضی مبنی علی الفتح؛ جامد، تصرف کا اہل نہیں؛ اس کا ماضی ہونا لازم

Marfat.com

ہے. مضمون خبر کے شروع ہونے پر دلالت کرتا ہے.

اس کا عمل کَانَ ناقصہ والا ہے. اسم مرفوع اور خبر محل نصب میں چاہیے. کیونکہ ضروری ہے کہ خبر ایسا جملہ فعلیہ ہو جس کا فعل مضارع أَنْ ناصبہ سے خالی ہو؛ تاکہ اس آغاز کے درمیان جس پر فعل شروع دلالت کر رہا ہے اور أَنْ والے استقبال کے مابین ٹکراؤ پیدا نہ ہو؛ جیسے: أَخَذَ النَّسِيمُ يُدَاعِبُ أَوْرَاقَ الشَّجَرِ (بادِ نسیم نے پیڑ کے پتوں کو چھیڑنا شروع کر دیا) النسیم أَخَذَ کا اسم اور یداعب اور اس کے فاعل سے جملہ فعلیہ محل نصب میں أَخَذَ کی خبر ہے.

(۲) ـ بَدَأَ: یہ احکام، شرائط اور استعمال میں ہر طرح سے أَخَذَ جیسا ہے.

(۳) ـ أَنْشَأَ: فعل ماضی جامد مبنی علی الفتح؛ صرف ماضی آتا ہے. اس کے احکام بھی أَخَذَ والے ہیں؛ جیسے: أَنْشَأَ الْمَاءُ يَجْرِىْ.

اگر اس کا مصدر اَلإِنْشَاءُ بمعنی اَلْخَلْقُ ہو تو فعل تام متصرف متعدی ہے؛ جس کا فاعل اور مفعول بہ ہوتا ہے؛ جیسے: أَنْشَأَ اللّٰهُ الْعَالَمَ ؛أَيْ :خَلَقَهُ.

(۴) ـ اِنْبَرٰى: فعل ماضی ہے؛ بَدَأَ کے معنی میں ہے. وہی شروط وہی عمل ہے.

(۵) ـ طَفِقَ: فعل ماضی؛ تصرف میں نقص ہے؛ صرف ماضی و مضارع آتا ہے. شرائط میں أَخَذَ جیسا ہے؛ جیسے: طَفِقَ الْمَطَرُ يَنْزِلُ.

(۶) ـ جَعَلَ: فعل ماضی مبنی علی الفتح. اس کے چار استعمال ہیں:

1ـ فعل شروع؛ ناقص التصرف جس سے صرف ماضی مضارع آتا ہے. أَخَذَ والی شرائط ہیں؛ جیسے: جَعَلَ الْجُنْدِيُّ يَتَدَرَّبُ. (فوجی نے تربیت پانی شروع کر دی) اس کے ایسی خبر کو رفع دینے میں اختلاف ہے جو ایسا اسم ظاہر ہو جو ایسی ضمیر کی طرف مضاف ہے جو اسم کے لئے ہے؛ جیسے:

وَقَدْ جَعَلْتُ إِذَا مَا قُمْتُ يُثْقِلُنِيْ
ثَوْبِيْ، فَأَنْهَضُ نَهْضَ الشَّارِبِ السَّكِرِ

2ـ افعال قلوب میں سے ظَنَّ کا بھائی؛ جیسے: جَعَلَ الْكَسُوْلُ الْأَوْهَامَ حَقَائِقَ.

3ـ صَيَّرَ کے معنی میں افعال تحویل میں سے ہے؛ جیسے: جَعَلَ التِّلْمِيْذُ الْمَاءَ ثَلْجًا.

4ـ أَوْجَدَ کے معنی میں فعل ماضی متصرف تام؛ جو ایک مفعول بہ کو نصب دے؛ جیسے

Marfat.com

جَعَلَ اللّٰهُ الْإِنْسَانَ مِنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ.

(۷)۔ عَلِقَ: بَدَأَ کے معنیٰ میں أَخَذَ والی شرائط کے ساتھ فعل ماضی جامد جو صرف ماضی کی صورت ہوتا ہے؛ جیسے:

أَرَاکَ عَلِقْتَ تَظْلِمُ مَنْ أَجَرْنَا
وَظُلْمُ الْجَارِ إِذْلَالُ الْمُجِيْرِ

(۸)۔ قَامَ: فعل ماضی جس کی تصریف نہیں صرف ماضی میں ہوتا ہے؛ أَخَذَ کی شرائط کے ساتھ بَدَأَ کے معنیٰ مین ہے؛ جیسے: قَامَ يُرَاجِعُ حِسَابَاتِهِ (اس نے اپنا حساب کتاب دہرانا شروع کر دیا) قِیَامٌ سے ہو تو فعل متصرف لازم ہے؛ جیسے: قُمْتُ.

(۹)۔ قَعَدَ: فعل ماضی؛ جس کا استعمال دو طرح ہے:

1۔ بَدَأَ کے معنیٰ میں افعالِ شروع میں سے؛ جیسے: قَعَدَ الْجَيْشُ يَزْحَفُ (فوج نے پیش قدمی شروع کر دی)

2۔ صَارَ کے معنیٰ، عمل اور شروط کے ساتھ افعالِ ناقصہ میں سے؛ جیسے: قَعَدَ الْعَامِلُ الْفَنِّيُّ نَادِرًا (کاریگر کا ملنا مشکل ہو گیا ہے)

(۱۰)۔ هَبَّ: دیگر افعالِ شروع سے مختلف نہیں؛ جیسے:

هَبَبْتُ أَلُوْمُ الْقَلْبَ فِيْ طَاعَةِ الْهَوٰى
فَلَجَّ، كَأَنِّيْ كُنْتُ بِاللَّوْمِ مُغْرِيًا

(۱۱)۔ هَلْهَلَ: دَمْدَمَ کے وزن پر فعل ماضی غیر متصرف؛ جس کا صرف ماضی ہے؛ أَخَذَ پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ جیسے: هَلْهَلَ الْمَطَرُ يَنْزِلُ (بارش نے اترنا شروع کر دیا) اور:

وَطِئْنَا دِيَارَ الْمُعْتَدِيْنَ فَهَلْهَلَتْ
نُفُوْسُهُمْ قَبْلَ الْإِمَاتَةِ تَزْهَقُ

(ہم نے حد سے بڑھنے والوں کے گھر روند ڈالے؛ تو ان کی جانیں مارنے سے پہلے ہی ہوا ہونا شروع ہو گئیں)

(۱۲)۔ شَرَعَ: بَدَأَ کے معنیٰ میں فعل غیر متصرف؛ صرف ماضی آتا ہے؛ جیسے: شَرَعَ الْمُزَارِعُ يَحْرُثُ.

Marfat.com

اگر سَنَّ کے معنیٰ میں ہو؛ جیسے: شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ . یا خاضَ کے معنیٰ میں ہو؛ جیسے: شَرَعَ فِيْ حَدِيْثٍ خَرَافَةٍ . تو فاعل پر اکتفاء کرنے والا متصرف ہے.

۱۱ - افعالِ تحویل وتصییر Fatitive Verbs

صَيَّرَ تَخِذَ اِتَّخَذَ رَدَّ جَعَلَ تَرَكَ وَهَبَ

کسی چیز کو اس کی اپنی پہلی حالت سے پھیرنے اور تبدیلی کو بیان کرنے کے لئے ان افعالِ تحویل کو استعمال کرتے ہیں. یہ چونکہ متعدی ہوتے ہیں اس لئے اردو میں ہم ان کا معنیٰ: اس نے (اسے) بنا دیا؛ کر دیا؛ بدل دیا سے کریں گے. یہ نواسخ میں سے ہیں؛ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتداً کو مفعول بہ اول اور خبر کو مفعول بہ ثانی بنا کر ان دونوں کو نصب دیتے ہیں.

(۱) ـ صَيَّرَ: فعل ماضی ناسخ: ایسے مفعولین کو نصب دیتا ہے جن کی اصل مبتدأ و خبر ہوتی ہے؛ جیسے: صَيَّرَ الْعَامِلُ الطِّيْنَ اِبْرِيْقًا. (کاریگر نے گارے کو لوٹے میں بدل دیا)

(۲) ـ تَخِذَ: صَيَّرَ کے معنیٰ میں فعل ماضی ناسخ؛ جیسے: تَخِذَ الْمُجِدُّ الاِجْتِهَادَ وَسِيْلَةَ نَجَاحِهٖ (محنتی شخص نے کوشش کو اپنی کامیابی کا ذریعہ بنالیا)

(۳) ـ اِتَّخَذَ: صَيَّرَ کے معنیٰ میں اسی کا عمل کرتا ہے؛ جیسے یہ اَلْكِتَابُ أَنِيْسٌ پر داخل ہوا تو اِتَّخَذْتُ الْكِتَابَ أَنِيْسًا ہو گیا.

(۴) ـ رَدَّ: صَيَّرَ کے معنیٰ و عمل میں فعل ماضی؛ جیسے: رَدَّ الْحَلَّاجُ النَّسِيْجَ ثَوْبًا (جلاہے نے تانے بانے کو کپڑے میں بدل دیا) اور:

فَرَدَّ شُعُوْرَهُنَّ السُّوْدَ بِيْضًا

وَرَدَّ وُجُوْهَهُنَّ الْبِيْضَ سُوْدًا

اگر أَعَادَ کے معنیٰ میں ہو تو متعدی بیک مفعول ہے؛ جیسے: رَدَّ الرَّجُلُ الْأَمَانَةَ لِصَاحِبِهَا.

(۵) ـ جَعَلَ: صَيَّرَ کے معنیٰ میں ہے؛ جیسے: جَعَلَ الثَّلَّاجَةُ الْمَاءَ ثَلْجًا (ریفریجریٹر نے پانی کو برف میں بدل دیا)

(۶) ـ تَرَكَ: صَيَّرَ کے معنیٰ دیتا ہے؛ جیسے: تَرَكَ السَّاحِرُ النَّاسَ حَيَارٰی.

Marfat.com

(جادوگر نے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا (حیران کر دیا)) اور:

وَرَبَّیْتُــــهُ حَتّٰـــى إِذَا مَـــا تَـــرَكْتُـــهُ
أَخَـا الْـقَـوْمِ وَ اسْتَغْنَىٰ عَنِ الْمَسْحِ شَارِبُهُ

جیسا کہ یہ فعل ماضی تام بھی ہے۔

(۷)۔ وَهَبَ: فعل ماضی جامد؛ صَيَّرَ کے معنیٰ میں افعال تحویل میں سے ہے؛ جس کا استعمال کم ہے؛ کسی کے دعائیہ کلمات ہیں:

وَهَبَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ! (اللہ مجھے آپ کا جاں نثار بنادے) جیسا کہ یہ هِبَةٌ سے افعال تامہ میں سے عنائت کرنے کے معنیٰ میں ہے۔

۱۲۔ افعال مبنی للمجہول Forever Passive Voice Verbs

أُغْرِمَ دُهِشَ زُكِمَ زُهِيَ شُدِهَ شُغِفَ عُنِيَ نُتِجَ هُزِلَ أُغْرِيَ أُهْرِعَ أُوْلِعَ أُهْتِرَ اُسْتُهْتِرَ

یہ افعال ہمیشہ مجہول آتے ہیں؛ کیونکہ ان کی بناء ہی مجہول پر ہے؛ نہ کہ یہ معروف سے بنے ہیں. ان کے بعد کا اسم مرفوع فاعل ہوتا ہے نہ کہ نائب فاعل؛ بشرطیکہ یہ شبہ جملہ نہ ہو؛ اگر ہوگا تو محل رفع میں نائب فاعل ہے. ان میں سے ہر ایک اپنے مصدری معنیٰ میں ہوتا ہے۔

(۱) ـــ أُغْرِمَ: فعل ماضی مبنی للمجہول؛ جیسے: أُغْرِمَ بِـالشَّيْءِ. جس کا معنیٰ ہے: تَعَلَّقَ بِالشَّيْءِ تَعَلُّقًا شَدِيْدًا (وہ ایک چیز سے بری طرح چمٹ کے رہ گیا ہے؛ یعنی فریفتہ ہو گیا ہے) بالشيء شبہ جملہ نہ ہوتا تو فاعل ہوتا؛ مگر اب یہ نائب فاعل ہے۔

(۲) ـــ دُهِشَ: حیرت زدہ (To be amazed) کے معنیٰ میں فعل ماضی مبنی للمجہول؛ اس کے بعد اسم مرفوع نائب فاعل کی بجائے فاعل ہوتا ہے؛ الا یہ کہ شبہ جملہ ہو۔

(۳)۔ زُكِمَ: أَصَابَهُ الزُّكَامُ. To take cold زکام میں مبتلاء ہوا کے معنیٰ میں فعل ماضی مبنی للمجہول۔

(۴)۔ زُهِيَ: فعل ماضی مبنی للمجہول؛ غرور و تکبر کے معنیٰ میں ہے؛ جیسے: زُهِيَ فُلَانٌ عَلَيْنَا (فلاں کی طرف سے ہم پر جھوٹی برتری جتائی گئی)

(۵)۔ شُدِهَ: دُهِشَ کے معنیٰ میں ہے۔

Marfat.com

(۶) ۔ شُغِفَ: أُغْرِمَ کے معنٰی میں فعل ماضی مبنی للمجہول ہے؛ أُغْرِمَ والے احکام ہیں.

(۷) ۔ غُنِیَ ۔ یہ انھیں افعال ماضی میں سے ہے جن کو ہمیشہ مجہول ہونا لازم ہے. کسی کام کو سر پر سوار کر لینا کے معنٰی میں ہے؛ جیسے: غُنِیَ زَیْدٌ بِمَوْضُوعِکَ. (زید آپ ہی کے کام میں لگا ہوا ہے؛ اسے آپ کی ہی فکر کھائے جا رہی ہے)

(۸) ۔ نُتِجَ: بچے کو جنم دینے کے معنٰی میں ہے؛ عربوں کا کہنا ہے: نُتِجَتِ الْفَرَسُ فَهِیَ نَتُوْجٌ. (گھوڑی نے بچہ دیا تو وہ نتوج ہے؛ یعنی فعل کی فاعلہ ہے) حالانکہ فُعِلَ سے فَعُوْلٌ نہیں آتا. ایسا صرف ان افعال مبنیہ للمجہول کے ساتھ ہی خاص ہے.

(۹) ۔ هُزِلَ: غیر سنجیدہ کلام کے معنٰی میں ہے.

(۱۰) ۔ أُغْرِیَ: معنٰی، اعراب اور عمل میں أُغْرِمَ جیسا ہے.

(۱۱)۔ أُهْرِعَ: بمعنٰی أَسْرَعَ فعل ماضی مبنی للمجہول؛ اگر مابعد شبہ جملہ ہو تو نائب فاعل ہے؛ جیسے: أُهْرِعَ لَهُ (اس کے لئے جلدی کی گئی)

ورنہ فاعل ہے.

(۱۲) ۔ أُوْلِعَ: أُغْرِمَ کے معنٰی میں ہے.

(۱۳) ۔ أُهْتِرَ: بمعنٰی: تَعَلَّقَ بِالشَّیْءِ؛ أُغْرِمَ کے معنٰی میں أُغْرِمَ والا اعراب و عمل ہے؛ جیسے: أُهْتِرَ بِهِ؛ أَیْ: تَعَلَّقَ بِهِ.

(۱۴) ۔ أُسْتُهْتِرَ: أُغْرِمَ کے معنٰی میں أُغْرِمَ کی طرح ہے؛ جیسے: أُسْتُهْتِرَ بِهِ (اسے اس کا دیوانہ بنا دیا گیا)

۱۳۔ افعال مدح وذمّ Eulogical and Dispraising Verbs

نِعْمَ حَبَّذَا بِئْسَ سَاءَ

وہ افعال جو برائی یا اچھائی کو بیان کریں انھیں افعال مدح و ذم کہتے ہیں. یہ کل چار ہیں: نِعْمَ اور حَبَّذَا اچھائی کے لئے ہیں؛ بِئْسَ، سَاءَ برائی بیان کرنے کے لئے ہیں.

افعال مدح:

(1) ۔ نِعْمَ: فعل ماضی ہے: کیونکہ اس سے تا تانیث کا الحاق ہوتا ہے؛ جیسے:

Marfat.com

نِعْمَتِ الْفَتَاةُ سُعَادُ. اگرچہ بعض نے اس پر حرف جر کے دخول کی وجہ سے اسم کہا ہے؛ جیسے مولودہ کی بشارت پر کسی نے کہا: وَاللّٰهِ مَا هِيَ بِنِعْمَ الْوَلَدِ! مگر جو صحیح ہے وہ یہ کہ با کا بدخول اسم محذوف ہے؛ جس کی تقدیر: مَا هِيَ بِوَلَدٍ مَقُوْلٍ فِيْهِ نِعْمَ الْوَلَدِ. یہ فعل جامد ہے؛ کیونکہ یہ مفرد وغیرہ اور مذکر و مؤنث میں یکساں رہتا ہے بدلتا نہیں. اسے ایک تو ظاہر یا مضمر فاعل چاہیے؛ اور فاعل کے بعد مخصوص بالمدح ہوتا ہے؛ جیسے: نِعْمَ الْقَائِدُ عُمَرُ وَ نِعْمَ قَائِدًا عُمَرُ. افعال مدح و ذم سے تشکیل پانے والے ایک سادہ جملے کی شکل یوں بنتی ہے: فعل+ فاعل+مخصوص بالمدح.

افعال مدح وذم کے فاعل کی شروط:

۱۔ ان کا فاعل ایسا اسم ظاہر ہونا چاہیے جو اَلْ جنسیہ سے حقیقۃً یا مجازًا معرف ہو؛ جیسے: نِعْمَ الْمَوْلَى اللّٰهُ، وَنِعْمَ الشَّاعِرُ خَالِدٌ. اگر اَلْ عہد یہ ذہنیہ ہو پھر بھی ٹھیک ہے؛ جیسے: نِعْمَ التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ.

۲۔ یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو؛ جیسے: نِعْمَ مَقَرُّ الْمُؤْمِنِيْنَ الْجَنَّةُ ؛ یا مقرون بِاَلْ کے مضاف کی طرف مضاف ہو؛ جیسے ابو طالب نے کہا:

فَنِعْمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ غَيْرَ مُكَذَّبٍ
زُهَيْرٌ حُسَامًا مُفْرَدًا مِنْ حَمَائِلِ

۳۔ یا ضمیر مفرد مستتر ہو؛ جس کی تفسیر ایسی تمیز نکرہ منصوبہ سے کی گئی ہو جو عدد و جنس میں مخصوص کے مطابق ہو، مخصوص سے پہلے اور فعل کے بعد واقع ہو؛ جیسے:

لَنِعْمَ مَوْئِلًا الْمَوْلَى إِذَا حُذِرَتْ
بَأْسَاءُ ذِي الْبَغْيِ وَاسْتِيْلَاءُ ذِي الْإِحَنِ

اور؛ جیسے: نِعْمَ فَتَاتَيْنِ غَادَةُ وَ حَنَانُ. جیسے:

نِعْمَ امْرَأَيْنِ حَاتَمٌ وَكَعْبٌ
كِلَاهُمَا غَيْثٌ وَسَيْفٌ عَضْبٌ

جیسے: نِعْمَ رِجَالًا الْمُخْلِصُوْنَ.

۴۔ یا ان کا فاعل ما کلمہ ہو؛ جس کی تفصیل یوں ہے:

(الف) اس کے بعد کچھ بھی واقع نہ ہو؛ جیسے: نَصَحَنِي سَعِيْدٌ فَنِعِمَّا (جس کی اصل نِعْمَ

Marfat.com

مَا ہے) یہ ما معرفہ تامہ بھی ہوسکتا ہے جس کا اعراب فاعل کا ہوگا؛ جس کی تقدیر: فَنِعْمَ النَّاصِحُ سَعِيْدٌ ہے۔ اور نکرہ تامہ بھی؛ جس کا اعراب تمیز والا اور تقدیر: فَنِعْمَ نَاصِحًا سَعِيْدٌ ہوگی اور فاعل ضمیر مستتر ہے.

ب۔ اس ما کے بعد اسم مفرد ہو؛ جیسے: فَنِعِمَّا هِيَ. ایسے میں بھی ما یا تو معرفہ تامہ ہے جو فاعل ہے؛ یا نکرہ ہے جو اعرابًا تمیز ہے اور بعد والا اسم مخصوص بالمدح ہے؛ یا پھر ما ویسے ہی مدح کے پیرائے میں نِعْمَ سے مرکب ہے اور بعد کا اسم فاعل ہے.

ج۔ اس کے بعد جملہ ہو؛ جیسے: نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ؛ جو یا تو اسم موصول ہے جس کا اعراب فاعل کا ہے اور بعد کا جملہ صلہ ہے جس کا اعراب میں کوئی محل نہیں؛ یا نکرہ ہے جو اعرابًا تمیز ہے؛ فاعل ضمیر مستتر ہے؛ بعد کا جملہ صفت ہے. اور یہ ما کافہ عن العمل بھی ہوسکتا ہے جسے فاعل کی حاجت ہی نہیں. اس تفصیل سے یہ بھی واضح ہوا کہ نِعْمَ خَالِدٌ کہنے والے غلطی پر ہیں.

فاعل ظاہر اور تمیز کو جمع کرنا جائز ہے؛ جیسے:

نِعْمَ الْفَتَاةُ فَتَاةً هِنْدُ لَوْ بَذَلَتْ
رَدَّ التَّحِيَّةِ نُطْقًا أَوْ بِإِيْمَاءِ

جریر کا شعر ہے:

تَزَوَّدْ مِثْلَ زَادِ أَبِيْكَ فِيْنَا
فَنِعْمَ الزَّادُ زَادُ أَبِيْكَ زَادًا

جبکہ بعض نے شرط عائد کی ہے کہ تمیز ایک نیا فائدہ دے رہی ہو؛ جس کی نظیر الحارث بن عباد کے اس قول میں موجود ہے:

نِعْمَ الْقَتِيْلُ قَتِيْلًا أَصْلَحَ بَيْنَ بَكْرٍ وَ تُغْلَبَ. أبوبكر الأسود کا شعر ہے:

تَخَيَّرَهُ وَلَمْ يَعْدِلْ سِوَاهُ
وَنِعْمَ الْمَرْءُ مِنْ رَجُلٍ تَهَامِ

نِعْمَ کے بعد واقع تمیز کی شرائط:

ا۔ ایسا نکرہ ہو جو ال کو قبول کرے؛ نہ کہ غیر، مثل کی طرح کہ موغل فی الابہام (ابہام انگیز) ہو.

Marfat.com

۲۔جس کے لئے افراد ہوں؛ جیسے: رَجُلٌ، تِلْمِیْذٌ؛ نہ کہ شمس، قمر کی طرح؛ ہاں اگران کی تخصیص ہو تو پھر جائز ہے؛ جیسے:نِعْمَ شَمْسًا شَمْسُ یَوْمِنَا؛ کیونکہ تعددِ ایام نے شمس کو بھی متعدد کردیا ہے؛اس طرح یہ افراد والوں کی قبیل میں آ گیا ہے۔

۳۔تمیز کا فعل کے بعد ہونا ضروری ہے۔

مخصوص کے احکام:

مخصوص بالمدح کے لئے لازم ہے کہ یہ اپنے سے ماقبل فعل کا مبتدأ بننے کا اہل ہو؛ جیسے: نِعْمَ الْقَائِدُ خَالِدٌ . یہاں خالد کا اعراب مبتدأ کا ہےاور ماقبل جملہ فعلیہ خبر ہے۔یا خالد ایسے مبتدأ کی خبر ہے جو وجوباً محذوف ہے جس کی تقدیر ھُوَ یا الممدوح ہوسکتی ہے۔ اگر فعل سے مقدم ہو تو پھر تو سیدھا سیدھا مبتدأ والا اعراب ہے؛ جیسے: خَالِدٌ نِعْمَ الْقَائِدُ.

حذفِ مخصوص:

اگر اس پر کوئی ایسا مقدم ہو جو اس کے حذف پر دلالت کرے تو حذف جائز ہے؛ جیسے: وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰہَ مَوْلٰکُمْ؛ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ. اور: اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا، نِعْمَ الْعَبْدُ. اور:اَلتَّوَاضُعُ نِعْمَ الْخُلُقُ.

مخصوص بالمدح اصلاً تو معرفہ ہی آتا ہے؛مگر کبھی نکرہ مخصصہ بھی ہوسکتا ہے؛ جیسے: نِعْمَ الْعَمَلُ عَمَلٌ یُرْضِی اللّٰہَ. کبھی اس سے پہلے ناسخ آجاتا ہے؛تب اس کا اعراب اس کے معمول والا ہوتا ہے؛ جیسے: نِعْمَ الْقَائِدُ کَانَ خَالِدٌ؛ اب خالد اسم کان ہےاور نعم القائد کا جملہ اس کی خبر ہے۔

نِعْمَ کا فاعل مؤنث ہو تو تا تانیث کا الحاق وحذف دونوں جائز ہیں؛ جیسے: نِعْمَتِ الْفَتَاۃُ ھِنْدُ، نِعْمَ الْفَتَاۃُ ھِنْدُ. فاعل سے چونکہ استغراق جنس مقصود ہے اس لئے اس کے ساتھ جمع تکسیر والا معاملہ کیا گیا ہے۔

نِعْمَ کا فاعل مفرد ہو تو اس کی معنوی تاکید نہیں کی جاتی؛اس لئے: نِعْمَ الْقَائِدُ نَفْسُہٗ خَالِدٌ ؛ درست نہیں۔اگر غیر مفرد ہو تو حرج نہیں؛ جیسے: نِعْمَ الْمُجَاھِدَانِ کِلَاھُمَا خَالِدٌ وَ عُمَرُ، وَنِعْمَ الْمُجَاھِدُوْنَ کُلُّھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ. جب نِعْمَ مَا ہو تو اسے نِعِمَّا بنالیا جاتا ہے۔

(2) ــ حَبَّذَا : یہ حَبَّ فعل جامد اور فاعل ذَا اسم اشارہ سے مرکب ہے۔ یہ اپنے

Marfat.com

حال پر قائم رہتا ہے خواہ مخصوص بالمدح کچھ بھی رہا ہو؛ جیسے: حَبَّذَا سَعْدٌ، وَحَبَّذَا فَاطِمَةُ

جس پر لَا نافیہ داخل کر کے ذم کے لئے بولا جاتا ہے؛ جیسے: لَاحَبَّذَا.

بوجہ مرکب ہونے کے اس کی ترکیب کے اعراب میں کئی ایک آراء ہیں:

ا۔ حَبَّ فعل ماضی ہے اور ذَا اسم اشارہ محل رفع میں فاعل ہے؛ جبکہ مخصوص بالمدح مبتدا اور ماقبل جملہ فعلیہ خبر ہے. یا هُوَ یا اَلْمَمْدُوْحُ مبتدأ محذوف کی خبر ہے.

۲۔ حَبَّذَا مبتدأ ہے؛ جو کہ حَبَّ اور ذَا سے اسم مرکب ہے اور مخصوص اس کی خبر ہے. یا خبر مقدم ہے اور مخصوص مبتدأ مؤخر ہے.

۳۔ حَبَّذَا فعل ماضی ہے جو حَبَّ اور ذَا سے مرکب ہے اور مخصوص فاعل ہے؛ مگر اس رائے میں جان نہیں.

اس ترکیب کے بعد اگر منصوب اسم ہو؛ جیسے: حَبَّذَا سَعْدٌ قَائِدًا. تو اس کا اعراب تمیز یا حال کا ہے.

حَبَّذَا کی شرائط:

ا۔ حَبَّ کی حا مفتوح ہونی چاہیے اور افراد و تذکیر کا ذَا پر اثر نہیں ہونا چاہیے اور اسے حَبَّ سے کتابۃً متصل ہونا چاہیے؛ اگر فاعل ذَا کے علاوہ کوئی اور ہو تو حا کا مضموم ہونا بھی جائز ہے اور فاعل کا با زائدہ کا مجرور ہونا بھی درست ہے؛ طرماح کہتا ہے:

حُبَّ بِالزَّوْرِ الَّذِیْ لَا یُرٰی
مِنْهُ اِلَّا صَفْحَةٌ أَوْ لِمَامُ

۲۔ مخصوص کو فعل یا فاعل پر مقدم نہیں ہونا چاہیے.

۳۔ حَبَّذَا اور مخصوص کے درمیان نداء کے سوا کوئی اور فاصل نہ ہو؛ جیسے: حَبَّذَا یَا خَالِدُ الشُّجَاعُ.

۴۔ مخصوص محذوف نہ ہو؛ مگر یہ کہ معلوم یا مدلول علیہ ہو.

افعال ذم:

(1) ۔ بِئْسَ : برا ہے کے معنی میں؛ فعل ماضی جامد غیر متصرف؛ جس کے فاعل کی شرائط نعم کے فاعل والی ہیں. مخصوص بالذم کا اعراب نعم کے مخصوص بالمدح جیسا ہے؛ جیسے:

Marfat.com

بِئْسَ الصَّدِيْقُ النَّمَّامُ (چغل خور برا دوست ہے) بِئْسَ صَدِيْقُ السَّوْءِ النَّمَّامُ. بِئْسَ صَدِيْقًا النَّمَّامُ. بِئْسَمَا قَالَ النَّمَّامُ.

بعض نے اسے اسم گمان کیا ہے؛ جس کی دلیل اس اعرابی کے قول کو بنایا ہے (جس میں اس پر حرفِ جر ہے) جو اپنے سست رو گدھے پر اپنی محبوبہ سے ملنے جا رہا تھا تو اس نے کہا: نِعْمَ السَّيْرُ عَلٰى بِئْسَ الْعَيْرُ (سفر بہترین اور سواری گندا جنگلی گدھا). مگر ان کی دلیل غلط اور استدلال مردود ہے؛ کیونکہ حرفِ جر کا مدخول بِئْسَ نہیں بلکہ اسم محذوف ہے؛ جس کی تقدیر: نِعْمَ السَّيْرُ عَلٰى حِمَارٍ مَقُوْلٍ فِيْهِ بِئْسَ الْعَيْرُ (بہترین سفر ایسے گدھے پر جس کے بارے کہا جاتا ہے کہ جنگلی برا گدھا ہے) درست یہی ہے کہ یہ فعل ہے؛ جس کی دلیل اس پر تا تانیث کا دخول ہے اور اس کے فاعل کا اضمار ہے جس کی تفسیر میں نکرہ آتا ہے؛ جیسے: بِئْسَ صَدِيْقًا النَّمَّامُ.

(2) - سَاءَ: فعل ماضی ہے؛ معنی ومفہوم، استعمال، اعراب اور فاعل کے احکام میں بِئْسَ کی طرح ہے؛ جیسے: فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ. سَاءَ الْمُخَادِعُ أَبُوْجَهْلٍ. سَاءَ غُلَامُ الرَّجُلِ الْكَسُوْلُ.

ایسے افعال ثلاثی جن کی بناء فَعُلَ کے وزن پر ہے ان سے مدح وذم مقصود ہو تو وہ بھی انھیں افعال مدح وذم والا فائدہ دیتے ہیں؛ جیسے: شَرُفَ الرَّجُلُ مُحَمَّدٌ. مگر جَهِلَ، سَمِعَ، عَلِمَ اس مقصد میں بھی مکسور العین رہتے ہیں؛ جیسے: جَهِلَ الرَّجُلُ أَبُوْلَهَبٍ.

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حروفِ معانی

Particles

حروفِ معانی حروفِ مبانی (اب ت.....) کے علاوہ ہیں. یہ ایک یا ایک سے زائد حروف پر مشتمل ایسے الفاظ ہیں جو کلمہ کی ایک نوع ہونے کے ناطے اسم، فعل کے مقابلے میں کھڑے ہیں؛ اپنے معنٰی و دلالت کے لئے اسم و فعل کے ساتھ مل کر چلتے ہیں؛ ان کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

حروفِ جر، حروف مشبہ بالفعل، حروفِ عطف، حروفِ تنبیہ، حروفِ نداء، حروفِ ایجاب، حروفِ زیادت، حرفانِ تفسیر، حروفِ مصدر، حروفِ تحضیض، حروفِ توقع، حرفانِ استفہام، حروفِ شرط، حرفِ ردع، تا تانیث ساکنہ، تنوین، تاکید کے دونون؛ وغیر ھم.

۱۔ حروفِ جر (Prepositions)

حروفِ جارّہ کا استعمال فعل، مشابہ فعل یا فعل کے معنٰی دینے والے کے معنٰی کو وسعت دینے کے لئے ہوتا ہے؛ اس طرح فعل اپنے مابعد سے مناسب ربط قائم کر لیتا ہے؛ جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (میں زید کے پاس سے گزرا) أَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ (میں زید کے قریب سے گزرنے والا ہوں) هٰذَا فِي الدَّارِ أَبُوكَ (یہ چیز تو آپ کے ابا کے گھر میں بھی ہے). حروفِ جارہ سترہ ہیں: ب، ت (للقسم) ک (للتشبیہ) ل، و (للقسم) منذ، مذ، خلا، ربّ، حاشا، من، عدا، فی، عن، علیٰ، حتّٰی، الیٰ.

با و تا و کاف و لام و واو و منذ و مذ خلا
ربّ حاشا من عدا فی عن علیٰ حتّٰی الیٰ

(1) بِ :

عرب اسے بَا اور بَاءٌ مد و قصر دونوں سے پکارتے ہیں؛ مگر ترجیح قصر ہی کو حاصل ہے؛ حروفِ مقطعات میں واقع اس کے اخوات میں قصر آیا ہے؛ جیسے: طٰہٰ، یٰس. اس کی جمع بَاءَاتٌ ہے. اگر قصیدہ کی روی (جس سے قصیدہ شروع ہوتا ہے) با ہو تو اسے قصیدہ بائیہ کہتے ہیں. اس کی نسبت بَاوِیٌّ یا بَائِیٌّ ہے.

Marfat.com

یہ اپنے کسرہ کے ساتھ اسم ظاہر اور ضمیر دونوں کا جار ہے؛ یہ اصلی بھی ہوتا ہے اور زائد بھی؛ جر دونوں دیتے ہیں.

اولاً: اصلیہ؛ یہ ان معنوں میں آتا ہے:

1۔ الاستعانة: اکثر اسی معنٰی میں ہوتا ہے؛ آلۂ فعل پر داخل ہوتا ہے اور اس کی مدد سے فعل انجام پانے کے معنٰی دیتا ہے؛ جیسے: سَافَرْتُ بِالطَّائِرَةِ. قَطَعْتُ اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ.
کہتے ہیں کہ البسملة (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کی با بھی باءِ استعانت ہے؛ أیْ: أَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ.

2۔ الالصاق: یہ الصاق حقیقی بھی ہوسکتا ہے؛ جیسے: أَمْسَكْتُ بِالْقَلَمِ؛ اور مجازی بھی؛ جیسے: مَرَرْتُ بِالْمَدْرَسَةِ.

3۔ مِنْ کے معنٰی میں؛ جیسے: عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ. ایک شعر ہے:

شَرِبْنَ بِمَاءِ الْبَحْرِ ثُمَّ تَرَفَّعَتْ
مَتٰى لُجَجٍ خُضْرٍ لَهُنَّ نَئِيْجٌ

4۔ الاستعلاء: بمعنی عَلٰى؛ بلندی کے معنٰی میں؛ بتوں کی برائی میں شاعر کہتا ہے:

أَرَبٌّ يَبُوْلُ الثُّعْلُبَانُ بِرَأْسِهٖ
لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَيْهِ الثَّعَالِبُ

5۔ المصاحبة: بمعنی مَعَ؛ جیسے: اِهْبِطْ بِسَلَامٍ. جیسے: اِشْتَرَيْتُ الْجَمَلَ بِعِقَالِهٖ.

6۔ الظرفية: بمعنی فِيْ؛ جیسے: وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ. جیسے: سِرْتُ بِاللَّيْلِ سَاعَةً.

7۔ المجاوزة: بمعنی عَنْ؛ جیسے: فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا. جیسے: وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ.

8۔ بمعنی اِلٰى؛ جیسے: وَ قَدْ أَحْسَنَ بِيْ.

9۔ التعدية: متعدی بنانے کے لئے؛ فعل لازم کو بیشتر اسی سے متعدی بناتے ہیں؛ جیسے: ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ. رَجَعْتُ بِزَيْدٍ.

10۔ السببية أو التعليل: سبب یا علت کو بیان کرنے کے لئے؛ جیسے: اِنَّكُمْ

Marfat.com

ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ. جیسے: كُلٌّ يَنْجَحُ بِاجْتِهَادِهِ.

11۔ البدلية: بشرطیکہ کلمۂ بَدَلٌ حرفِ جر کی جگہ لے سکے؛ جیسے: لَا أَخْتَارُ بِالْجُنْدِيَّةِ عَمَلًا آخَرَ (میں فوج میں جانے کے بدلے کوئی دوسرا کام پسند نہیں کروں گا)

12۔ العوض أو المقابلة: جیسے: أَخَذْتُ الْكِتَابَ بِدِيْنَارٍ. بدلیہ وعوض میں یہ فرق ہے کہ بدل دونوں میں سے ایک چیز چننا ہے؛ جبکہ عوض ایک کے مقابلے میں دوسری چیز لینا ہے۔

13۔ للقسم الاستعطافي: با اصلی حرفِ قسم ہے؛ یہی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ فعل کا ذکر کرنا بھی جائز ہے؛ جیسے: أُقْسِمُ بِاللّٰهِ. مقسم بہ اسم ظاہر بھی ہوسکتا ہے اور ضمیر بھی؛ جیسے: أُقْسِمُ بِهِ. اس کی قسم التماس واستعطاف کے معنٰی کو شامل ہوتی ہے؛ جیسے: أَخِيْ أَسْأَلُكَ بِاللّٰهِ هَلْ نَجَحْتَ؟ (بھائی اللہ کے لئے بتلاؤ کیا کامیاب ہوئے) جبکہ واو اور تا والی قسم غیر استعطافی ہے. اگر فعل غیر مذکور ہو تو جار مجرور أُقْسِمُ فعل محذوف کے متعلق ہوتے ہیں.

ثانیاً: زائدہ: اس کے کوئی معنٰی نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ کسی کا متعلق ہوتا ہے؛ جبکہ رُبَّ، حَاشَا، خَلَا، عَدَا جوشبیہ بالزائد ہیں یہ معنٰی دیتے ہیں مگر کسی کے متعلق نہیں بنتے. ان مواقع میں با زائدہ ہوتا ہے:

ا۔ فاعل کے ساتھ: اور یہ زیادت تین طرح کی ہوتی ہے: واجب، غالب، از راہِ ضرورت

ا۔ الواجبة: فعل تعجب کے فاعل کے ساتھ؛ جس کا فعل ماضی بصیغۂ امر آتا ہے؛ جیسے أَكْرِمْ بِسَعِيْدٍ؛ بمعنٰی: مَا أَكْرَمَ سَعِيْدًا! یوں یہ با زائدہ ہے؛ جس کی زیادت واجب ہے جس کا مجرور فاعل محلاً مرفوع ہے۔

ب۔ الغالبة: كَفٰى اگر اِكْتَفِ کے معنٰی میں ہو تو اس کے فاعل کے ساتھ؛ جیسے: كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا. اگر اِكْتَفِ کے معنٰی میں نہیں تو پھر با زائدہ نہیں؛ کیونکہ یہ أَجْزَأَ، وَفٰى أَغْنٰى کے معنٰی میں ہے؛ جیسے: وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ. اور:

عُمَيْرَةَ وَدِّعْ إِنْ تَجَهَّزْتَ غَازِيًا
كَفَى الشَّيْبُ وَالْإِسْلَامُ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا

یعنی ایسے کفی کے بعد با ہوتی ہی نہیں. جبکہ كَفٰى کے مفعول کے بھی یہی احکام ہیں

ج۔ الضرورة: جیسے:

Marfat.com

أَلَمْ يَأْتِيكَ ـ وَالْأَنْبَاءُ ـ تَنْمِي

بِمَا لَاقَتْ لَبُونُ بَنِي زِيَادِ

یہاں مَا فاعل ہے یاتی کا اور با زائدہ ضرورۃً لائی گئی ہے؛ گویا کہ اس کی زیادت غیر لازمی زیادت ہے؛ جیسا کہ ہوتی ہے۔

۲۔ مفعول بہ کے ساتھ: یہ زیادت سماعی زیادت ہے؛ جیسے: وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ. جو زیادہ تر: كَفٰى، عَرَفَ، عَلِمَ، دَرٰى، جَهِلَ، سَمِعَ، أَحَسَّ، أَلْفٰى، مَدَّ، أَرَادَ کے مفعول کے ساتھ آتی ہے جب یہ متعدی بیک مفعول ہوتے ہیں۔

۳۔ حَسْبَ کے ساتھ جب یہ کافِ کے معنٰی میں ہوتا ہے؛ جیسے: بِحَسْبِكَ رُوْبِيَةٌ. ایسے مبتدأ کے ساتھ جو اِذَا فجائیہ کے بعد آئے؛ جیسے: خَرَجْتُ فَإِذَا بِالْمَطَرِ نَازِلٌ. یا ایسے مبتدأ کے ساتھ جو کَيْفَ کے بعد واقع ہو؛ جیسے: كَيْفَ بِكَ إِذَا خَرَجْتَ؟ جس کی اصل یوں ہے: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا خَرَجْتَ؟ جب حرفِ جر ضمیر رفع أَنْتَ پر داخل ہوا تو اسے ایسی ضمیر سے بدل دیا جس پر حرفِ جر کا دخول مناسب ہے. جس کا اعراب یوں ہے: با حرفِ جر زائدہ؛ ضمیر کا کاف محل رفع میں مبتدأ جو کہ ضمیر نصب و جر ہونے کے ناطے ضرورۃً ضمیر رفع کی نیابت میں ہے۔

۴۔ خبر کے ساتھ: اگر منفی ہو تو زیادت قیاسی ہے؛ اور اگر خبر موجب ہو تو زیادت سماعی ہے؛

القياسية:

ا۔ لَيْسَ کی خبر میں؛ جیسے: أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ. اور اس کے اسم متاخر میں جو خبر کی جگہ پر ہوتا ہے؛ جیسے: لَيْسَ الصِّدْقَ بِأَنْ تَزِيْدَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ.

ب۔ ما حجازیہ کی خبر میں؛ ایسا مَا جو لَيْسَ والا عمل کرے؛ اور مَا تمیمیہ غیر عاملہ کی خبر میں بھی؛ جیسے: وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ. جیسے: مَا السَّعَادَةُ بِجَمْعِ مَالٍ وَ لَا تَفَاخُرٌ بِالْحَسَبِ. اور یہ زیادت تاکید کا فائدہ دیتی ہے۔

السماعية: جیسا کہ عبیدہ بن ربیعہ کا شعر ہے:

فَلَا تَطْمَعْ ـ أَبَيْتَ اللَّعْنَ ـ فِيْهَا

وَمَنْعُكَهَا بِشَيْءٍ يُسْتَطَاعُ

جبکہ مَنْعُكَهَا کی تفسیر تَرْكُهَا وَ ابْتِعَادُكَ عَنْهَا سے کی گئی ہے۔

Marfat.com

۵۔ لا نافیہ کی خبر میں؛ جیسے: لَا خَیرٌ بِخَیرٍ بَعدَهُ النَّارِ.

٦۔ کَانَ منفی کی خبر میں؛ جیسے: مَا کَانَ الرَّسُولُ بِکَاذِبٍ.

٧۔ ایسے حال کے ساتھ جس کا عامل منفی ہو؛ جیسے:

فَمَا رَجَعَتْ بِخَائِبَةٍ رِکَابٌ
حَکِیمُ بنُ المُسَیَّبِ مُنتَهَاهَا

٨۔ نَفسٌ یا عَینٌ کی تاکید کے ساتھ؛ جیسے: خَطَبَ القَائِدُ بِنَفسِهِ.

٩۔ نَاهِیکَ کے بعد اکثر آتا ہے؛ جیسے: نَاهِیکَ بِالزَّمَنِ مُؤَدِّبًا. جبکہ نَاهِی نَهِیَ سے اسم فاعل ہے؛ کاف ضمیر اس کا مفعول ہے؛ اس کے بعد کا اسم اس کا فاعل ہے؛ جس پر عموماً با زائدہ داخل ہوتی ہے اور اس کے بعد تمیز ہے؛ جیسے: نَاهِیکَ بِالعِلمِ مُرشِدًا.

١٠۔ اسم فعل عَلَیکَ کے بعد؛ الأخطل کہتا ہے:

فَعَلَیکَ بِالحَجَّاجِ لَا تَعدِلْ بِهِ
أَحَدًا، إِذَا نَزَلَتْ عَلَیکَ أُمُورٌ

(2) ت:

جب یہ جارہ اور قسمیہ ہوتا ہے تو اس کی حرکت فتحہ ہوتی ہے. اس کی قسم غیر استعطافی ہوتی ہے جس میں التماس و درخواست نہیں.

یہ صرف تین ظاہری اسماء: اللّٰه، الرحمٰن اور رَبٌّ کو اس وقت جر دیتا ہے جب یہ الکعبة یا ضمیر کی طرف مضاف ہوں؛ جیسے: تَاللّٰهِ، تَالرَّحمٰنِ، تَرَبِّ الکَعبَةِ اور تَرَبِّی. یہ اور اس کا مجرور فعل قسم کا متعلق ہوتے ہیں جو وجوباً محذوف ہوتا ہے.

اس کے جارہ کے علاوہ دلچسپ احکام یہ ہیں کہ فعل ماضی میں تا تانیث ساکنہ کی طرف مابعد کے همزۂ قطعی کی حرکت نقل کرنا جائز ہے؛ جیسے: قَالَتُ أُمُّهُ. جیسا کہ یہ رُبَّ جارہ اور ثُمَّ عاطفہ سے ملحق ہو کر مفتوح ہو جاتی ہے یا ساکن ہی رہتی ہے؛ جیسے:

وَرُبَّتَ سَائِلٍ عَنِّی حَفِیٍّ
أَعَارَتْ عَینُهُ أَمْ لَمْ تَعَارَا

اور:

Marfat.com

وَ لَقَدْ أَمُرُّ عَلَى اللَّئِيمِ يَسُبُّنِي

فَمَضَيْتُ ثُمَّتَ قُلْتُ لَا يَعْنِينِي

.اور جب یہ لا سے ملحق ہوتی ہے تو صرف مفتوح ہوتی ہے؛ جیسے: فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ. جیسے:

لَهْفِي عَلَيْكَ لِلَهْفَةٍ مِّنْ خَائِفٍ

يَبْغِيْ جِوَارَكَ حِيْنَ لَاتَ مُجِيْرٌ

جبکہ فعل تعجب، حَبَّذَا، خَلَا عَدَا حَاشَا استثنائیہ اور اسم فعل کے ساتھ تا تانیث ساکنہ کا الحاق ممنوع ہے.

مضاف اپنے مضاف الیہ سے تانیث کا اکتساب کرتا ہے؛ جس سے اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جاتا ہے جو اس کے مضاف الیہ کا ہے؛ جیسے: اِنْهَدَمَتْ بَعْضُ الْدَنَازِلِ.

تا تانیث مطولہ کا فعل سے متصل ہونا:

اس کا فعل سے اتصال کہیں واجب، کہیں جائز اور کہیں ممنوع ہے؛ جن میں سے ہر ایک کی شرائط ہیں:

اولاً: دو حالتوں میں اتصال واجب ہے:

۱۔ جب فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو؛ فعل و فاعل کے درمیان کوئی فاصل نہ ہو؛ نِعْمَ، بِئْسَ کے باب سے نہ ہو؛ جیسے: دَعَتْ فَاطِمَةُ اِلَى الْخَيْرِ.

۲۔ جب فاعل کی ضمیر مستتر مؤنث مجازی التانیث یا حقیقی التانیث کی طرف عود کر رہی ہو؛ جیسے: اَلشَّمْسُ أَشْرَقَتْ. اَلْأُمُّ سَاعَدَتْ طِفْلَهَا.

ضرورتِ شعری کے تحت ایسے فعل سے بھی حذف کر دی جاتی ہے جس کا اسناد مؤنث حقیقی غیر منفصل کی طرف ہو؛ جیسے:

فَلَا مُزْنَةٌ وَدَقَتْ وَدْقَهَا

وَ لَا أَرْضَ أَبْقَلَ اِبْقَالَهَا

ثانیاً: اس کا فعل سے اتصال جائز ہے اگر:

۱۔ فاعل مؤنث حقیقی ہو اور کسی فاصل کی وجہ سے فعل سے مفصول ہو؛ جیسے: نَسَقَتِ

Marfat.com

اَلْأَزْهَارَ فَتَاةٌ. اِذَا جَاءَ كَ الْمُومِنٰتُ.

مَا قَامَتْ اِلَّا هِنْدٌ. مجازی التانیث ہوتب بھی؛ جیسے: أَشْرَقَ الشَّمْسُ یا أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ.

۲۔ فاعل جمع تکسیر ہو؛ جیسے: عَرَفَ/ عَرَفَتِ الْأَرَامِلُ شِقَاءَ الْحَيَاةِ. قَامَ/ قَامَتِ الرِّجَالُ. یا اسم جمع ہو؛ جیسے: جَاءَ/جَاءَ تِ اللَّائِي دَخَلْنَ الْمَدْرَسَةَ. وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ.

۳۔ فاعل کی پوری جنس مراد ہوتب؛ جیسے نِعْمَ اور بِئْسَ کا فاعل؛ جیسے: نِعْمَ/ نِعْمَتِ الْأُمُّ الصَّالِحَةُ؛ جس سے الأمّ کی پوری جنس مراد ہے نہ کہ کوئی معین ماں.

ثالثاً: اگر فعل کا اسناد مذکر یا جمع مذکر سالم کی طرف ہوتو اتصال ممتنع ہے؛ جیسے: جَاءَ مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَنَاصَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ دَعْوَتَهٗ.

تا تانیث مربوطہ:

یہ مؤنث حقیقی وغیر حقیقی کے علاوہ مبالغہ یا تاکید کے لئے بھی ہے؛ جیسے: زَاوِيَةٌ، عَلَّامَةٌ؛ اور ایسی جنس کے واحد پر دلالت کے لئے جو مذکر و مؤنث دونوں کو شامل ہو؛ جیسے: بَطَّةٌ، وَزَّةٌ؛ جوامد کی جنس کے مذکر و مؤنث میں فرق کرنے کے لئے؛ جیسے: اِمْرُؤٌ وَامْرَأَةٌ؛

واحد اور جنس جمعی کی پہچان کے لئے؛ جیسے: شَجَرٌ وَشَجَرَةٌ، بَقَرٌ وَبَقَرَةٌ؛ اور اس کے برعکس؛ یعنی جنس اور اس کے واحد میں فرق کے لئے؛ مثلاً اگر کَمْءٌ واحد کے لئے ہے تو كَمْأَةٌ جمع کے لئے ہے.

یہ مؤنث کی تاکید کے لئے بھی ہے؛ جیسے: نَعْجَةٌ، نَاقَةٌ. جمع کی تاکید کے لئے بھی؛ جیسے: حِجَارَةٌ. وحدت کی تاکید کے لئے؛ جیسے: ظُلْمَةٌ، غُرْفَةٌ. تعریب پر دلالت کے لئے کہ اسم کی اصل عجمیت ہے؛ جیسے: كَيَالِجَةٌ جو كِيْلَجٌ (ایک پیمانہ) کی جمع ہے. نسب پر دلالت کے لئے؛ جیسے: الأشاعرة، المهالبة؛ جیسا کہ یہ صِفَةٌ، لُغَةٌ میں وَصْفٌ، لُغْوٌ سے عوض ہے. واحد و جمع کا فرق بھی ظاہر کرتی ہے؛ جیسے: حِمَارٌ وَحِمَارَةٌ، كُوْفِيٌّ وَكُوْفِيَّةٌ؛ مصدرِ صنائی کے آخر میں آتی ہے؛ جیسے: حُرِّيَّةٌ، اِنْسَانِيَّةٌ.

نسبت میں اس کا حذف ہونا اس کے خواص میں سے ہے؛ جیسے: فَاطِمِيٌّ؛ اور جمع

Marfat.com

مؤنث سالم میں؛ جیسے: فَاطِمَاتٌ؛ اور اگر معنٰی کے بگاڑ اور التباس سے امن پائیں تو مضاف سے بھی حذف ہوسکتی ہے؛ جیسے: وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ. أَيْ: وَإِقَامَةَ الصَّلٰوةِ. یہ علم کو ممنوع الصرف بنادیتی ہے؛ جیسے: عَلِمْتُ مِنْ عَائِشَةَ الْخَبَرَ وَ مِنْ طَلْحَةَ صِحَّتَهٗ.

غلبۃً سے حاصل ہے کہ مؤنث صفت اگر فَاعِلٌ، مِفْعَالٌ، مِفْعَلٌ یا مِفْعِيْلٌ کے وزن پر ہو تو یہ داخل نہیں ہوتی؛ جیسے: اِمْرَأَةٌ حَامِلٌ مِفْضَالٌ مِغْشَمٌ مِعْطِيْرٌ. یا فَعُوْلٌ بمعنٰی فَاعِلَةٌ یا فَعِيْلٌ بمعنٰی مَفْعُوْلٌ ہو؛ جیسے: اِمْرَأَةٌ صَبُوْرٌ أَوْ قَتِيْلٌ.

(3) مِنْ: یہ ظاہر وضمیر دونوں کو جر دیتا ہے. مبنی علی السکون ہے. التقاءِ ساکنین کی حالت میں مفتوح ہوتا ہے؛ جیسے: فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ. اگر اس کے بعد ال کے سوا کوئی اور ھمزۃ وصل ہو تو کسرہ بھی جائز ہے؛ جیسے: عَجِبْتُ مِنِ اسْتِهَانَةِ الْمُسْلِمِ بِصَلٰوتِهٖ. اس کے بہت سے معانی ہیں:

۱۔ التبعیض: إِذَا سَدَّتْ مَسَدَّ كَلِمَةِ بَعْضٍ؛ جب بَعْضٌ اس کی جگہ لے سکے؛ جیسے: وَمِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ.

۲۔ البدل: جب بَدَلٌ کا کلمہ اس کی جگہ استعمال ہو سکے؛ جیسے: أَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ.

۳۔ اِبْتِدَاءُ الْغَايَةِ الْمَكَانِيَّةِ غَالِبًا؛ اکثر مکانی غایت کی ابتداء کے لئے آتا ہے؛ جیسے: سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

۴۔ کبھی زمانی غایت کی ابتداء کے لئے بھی ہوسکتا ہے؛ جیسے: لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ.

۵۔ بَيَانُ الْجِنْسِ: جو عموماً مَنْ، مَا، مَهْمَا جیسے اسم مبہم کے بعد ان کی جنس و مدلول کے بیان کے لئے ہوتا ہے؛ جیسے: عَرَفْتُ عَلٰى مَنْ زَارَكَ مِنْ أَهْلِ بَلَدِكَ؛ اور: مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ؛ اور:

وَ مَهْمَا تَكُنْ عِنْدَ امْرِئٍ مِنْ خَلِيْقَةٍ
وَ إِنْ خَالَهَا تَخْفٰى عَلَى النَّاسِ تُعْلَمِ

Marfat.com

اسم غیر مبہم کے سوا کسی اور کے بعد آئے یہ بڑی نادر بات ہے؛ جیسے: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ؛ اور: يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ.

۶۔ التعليل: علت کو بیان کرنے کے لیے؛ جیسے: كُلَّمَا أَرَادُوْا أَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ. پہلا ابتداء کے لئے ہے تو دوسرا تعلیل کے لیے ہے؛ اَلْفَرَزْدَقْ کا شعر ہے:

يُغْضِيْ حَيَاءً وَ يُغْضٰى مِنْ مَهَابَتِهٖ

فَمَا يُكَلَّمُ اِلَّا حِيْنَ يَبْتَسِمُ

۷۔ الفصل: ضدین کے درمیان واقع؛ ان میں فاصلہ پیدا کرنے کے لئے؛ جیسے: وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ.

۸۔ مرادفة فِيْ: فِيْ کی جگہ؛ جیسے: اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ. أَيْ: فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

۹۔ مرادفة عَنْ: جیسے: يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا. أَيْ: عَنْ هٰذَا.

۱۰۔ مرادفة عَلٰى: جیسے: وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا.

۱۱۔ مرادفة عِنْدَ: جیسے: لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَ لَا أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

۱۲۔ یہ زائدہ بھی ہوتا ہے جس کا کوئی متعلق نہیں ہوتا؛ جس کے فوائد میں سے ہے:

ا۔ التنصيص على العموم: اسم نکرہ پر داخل ہو کر عمومیت کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: مَاجَاءَ مِنْ أَحَدٍ.

ب۔ توكيد العموم: یہ عموم کی تاکید کے لئے أَحَدٌ، دَيَّارٌ جیسے صیغۂ عموم پر داخل ہوتا ہے۔

مِنْ زائدہ کی شرائط:

ا۔ اس سے پہلے نفی، نہی یا همزة وهل سے استفہام ہونا چاہیے۔ یعنی یہ کلام غیر موجب میں ہوتا ہے۔ الفارسی کے مطابق شرط بھی ان شرائط میں شامل ہے؛ جب کہ کوفی اسے ان شرائط سے مشروط نہیں کرتے۔

ب۔ اس کا مجرور نکرہ ہو؛ الأخفش ان دونوں شرطوں کو نہیں مانتے۔

ج۔ اس کا مجرور یا تو فاعل ہو؛ جیسے: مَا جَاءَنِيْ مِنْ رَجُلٍ؛ یا مفعول بہ ہو؛ جیسے:

Marfat.com

هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ. یا مبتدا ہو؛ جیسے: هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ. یا نائب فاعل یا مفعول مطلق ہو مگر بہت سے نحوی اس (ج) شرط کو نہیں مانتے۔

یہ اثبات میں زائدہ نہیں ہوتا مگر کَمْ خبریہ کی ایسی تمیز میں جو اس سے فعل متعدی کے ذریعے مفصول ہو؛ جیسے: کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ. اس کے زائدہ ہونے پر لٰکِنْ یا بَلْ سے عطف ممنوع ہے؛ جیسے: مَا جَاءَنِیْ مِنْ رَجُلٍ بَلْ رَجُلَیْنِ.

مفضول پر مِنْ کا دخول:

تفضیل کے اسلوب میں یہ ایسے مفضول پر بھی داخل ہوتا ہے جو ال اور اضافت سے خالی ہو؛ جیسے: زَیْدٌ أَفْضَلُ مِنْ خَالِدٍ. اور کبھی محذوف ہوتا ہے؛ یہ دونوں صورتیں سورہ کہف کے ان کلمات میں جمع ہیں: أَنَا أَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا وَّ أَعَزُّ نَفَرًا. اگر خبر أَفْعَلُ ہو تو اکثر محذوف ہوتا ہے؛ فرزدق کا قول ہے:

دَنَوْتِ – وَقَدْ خِلْنَاکِ کَالْبَدْرِ – أَجْمَلَا
فَظَلَّ فُؤَادِیْ فِیْ هَوَاکِ مُضَلَّلاً

أَیْ: دَنَوْتِ أَجْمَلَ مِنْهُ. یا یہ صفت ہے؛ جیسے: اِقْرَأْ کِتَابًا أَفْضَلَ؛ أَیْ: أَفْضَلَ مِنْ هٰذَا.

مِنْ اور افعل التفضیل کے درمیان لَوْ اور اس کے مدخول کے ساتھ فصل جائز ہے؛ جیسے: اَلْمَالُ أَفْضَلُ لَوْ أُنْفِقَ فِی الْخَیْرِ مِنَ الْجَاهِ الْعَرِیْضِ. افعل التفضیل کے معمول کے ساتھ بھی جائز ہے؛ جیسے: الرَّسُوْلُ أَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ غَیْرِهٖ.

مِنْ اگر استفہام پر داخل ہو یا ایسے اسم پر جو استفہام کی طرف مضاف ہے تو اس کا اپنے مجرور کے ساتھ أفعل پر مقدم ہونا واجب ہے؛ جیسے: أَنْتَ مِمَّنْ أَفْضَلُ؟ جیسے: أَنْتَ مِنْ أَیِّ شَخْصٍ أَصْبَرُ؟

(4) اِلٰی:

یہ اسم ظاہر و مضمر دونوں کو جر دیتا ہے؛ جیسے: ذَهَبْتُ اِلَی الْبَحْرِ وَ نَظَرْتُ اِلَیْهِ.

اس کے بھی بہت سے معانی ہیں:

ا۔ مکانی و زمانی غایت کی انتہاء کے لئے: یہ انتہاء اور آخر حقیقی بھی ہو سکتی ہے؛ جیسے:

Marfat.com

سِرْتُ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ؛ اور: سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی. اور متصل بالآخر بھی؛ جیسے: نِمْتُ اللَّیْلَةَ اِلٰی نِصْفِهَا.

غایت حکم میں داخل ہے یا نہیں؛ اس بارے اختلاف ہے؛ صحیح یہ ہے کہ داخل نہیں؛ جیسا کہ ارشادِ باری ہے: ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ. اگر قرینہ کہے کہ داخل ہے تو ہے؛ جیسے: قَرَأْتُ الْقِصَّةَ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰی آخِرِهَا وَ فَهِمْتُ مَغْزِیَهَا.

۲۔ المصاحبة: مَعَ کے معنٰی میں؛ جس کی پہچان اس کی جگہ مَعَ رکھ کر کی جاتی ہے؛ اگر معنٰی میں استحکام آئے تو مصاحبت کے لئے ہی ہے؛ جیسے: وَ لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰی اَمْوَالِكُمْ (النساء: ۲) أی: مَعَ أَمْوَالِكُمْ. و نحو قوله: مَنْ أَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ.

۳۔ عِنْدَ کے معنٰی میں: یہ ایسا تب ہوتا ہے جب یہ حبّ یا بغض کا فائدہ دینے والے کلمات کے بعد آئے؛ جیسے: هُوَ أَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ غَیْرِهٖ. شاعر کا کہنا ہے:

أَمْ لَا سَبِیْلَ اِلَی الشَّبَابِ، وَذِکْرُهٗ
أَشْهٰی اِلَیَّ مِنَ الرَّحِیْقِ السَّلْسَلِ

۴۔ فِیْ ظرفیہ کے معنٰی میں: جیسے: لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ.

۵۔ لام کے معنٰی کی مرادفت میں: جیسے: هٰذَا الْبَیْتُ اِلٰی سَعِیْدٍ.

۶۔ التبیین: اس کو بیان کرنے کے لئے کہ اس کا مجرور اسم اعراباً تو نہیں مگر معنیً فاعل ہے اور جو پہلے ہے وہ مفعول بہ ہے؛ اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب یہ ایسے افعل التفضیل یا فعل تعجّب کے بعد واقع ہوتا ہے جو ایسے لفظ سے مشتق ہو جو حب و بغض پر دلالت کرے؛ جیسے: اَلْمَوْتُ جُوْعًا أَحَبُّ اِلٰی نَفْسِیْ مِنْ مَسْأَلَةِ اللَّئِیْمِ؛ یہاں نفسی الحبّ کا فاعل ہے؛ جیسے: اَلنَّجَاحُ أَحَبُّ اِلَی التِّلْمِیْذِ مِنْ جَائِزَةٍ مَادِّیَّةٍ؛ اس میں التلمیذ معنوی اعتبار سے فاعل ہے اور النجاح معنٰی مفعول بہ ہے۔

جب یہ مَا استفہامیہ پر داخل ہوتا ہے تو اس کی شکل اِلَامَ کی ہو جاتی ہے؛ کیونکہ حرف جر کے دخول سے اس کا الف وجوباً حذف ہو جاتا ہے؛ جیسے: عَمَّ. اور اگر اِلَامَا ہو تو یہ وہ الف ہے جسے الف الاطلاق کہتے ہیں؛ جو حرفِ مفتوح کے آخر میں لاحق ہوتا ہے؛ کیونکہ اس کا اپنا الف تو وجوباً حذف ہو چکا ہے۔

Marfat.com

(5) حَتّٰی :

سب سے پہلے ہم اس کے معنٰی سے بحث کرتے ہیں جو جارہ، عاطفہ، ابتدائیہ؛ سب کو شامل ہیں:

۱۔ الغایۃ : جس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ جو اس کے بعد ہے وہ اس کے ماقبل کی غایت ہے. یہ یہ فائدہ دیتا ہے کہ جب اس کے مابعد کا حصول ہو جاتا ہے تو ماقبل منقطع ہو جاتا ہے؛ جبکہ غلبہ اس بات کو حاصل ہے کہ غایت بھی اس کے ماقبل کے حکم میں شامل ہے؛ جیسے: مَاتَ الْأَنْبِيَاءُ حَتّٰی مُحَمَّدٌ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ. تا آنکہ خروج پر لفظی یا معنوی دلیل قائم ہو جائے؛ جیسے: كِدْتُ أَنْتَهِي مِنْ قِرَاءَةِ الْقِصَّةِ فَقَدْ قَرَأْتُهَا حَتَّى الْفَصْلِ الْأَخِيرِ؛ بمعنی: الى الفصل الأخير. كدت کے معنٰی چونکہ قَارَبْتُ کے ہیں اس لئے یہ دلالت کر رہا ہے کہ آخری فصل خارج از حکم ہے.

۲۔ التعلیل: جس کا مطلب ہے کہ اس کا ماقبل اس کے مابعد کے لئے علت ہے؛ (بخلاف لام تعلیل کے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل کے لئے علت ہوتا ہے) جیسے: دَافِعْ عَنْ وَطَنِكَ حَتّٰی تَعِيشَ بِأَمَانٍ. یہاں یہ کَیْ کے معنٰی میں تعلیل کے لئے ہے؛ نہ کہ غایت کے لئے؛ کیونکہ دفاع تو امن قائم ہونے کے بعد بھی جاری رہے گا.

۳۔ اِلّا استثنائیہ کے معنٰی میں؛ جیسے:

لَيْسَ الْعَطَاءُ مِنَ الْفُضُولِ سَمَاحَةً

حَتّٰی تَجُودَ وَ مَا لَدَيْكَ قَلِيلٌ

جس کی تقدیر: اِلَّا أَنْ تَجُودَ؛ ہے.

حَتّٰی کا استعمال: اس کا استعمال تین طرح ہے؛ بطور حرفِ جر، مستانفہ؛ یعنی بطور حرفِ ابتداء اور بطور حرفِ عطف. یہاں صرف جارہ و ابتدائیہ سے بحث کرتے ہیں؛ عاطفہ کا ذکر حروفِ عطف کے ساتھ آئے گا:

اولاً : جارہ: اس کا زیادہ تر استعمال بطور حرفِ جر ہی ہے؛ جو معنٰی اور عمل میں بمنزلت اِلٰی کے ہے؛ جس کا جر صرف ظاہر کے لئے ہے. اس کا اسم سابق ذو اجزاء اور لاحق غایت ہوتا ہے؛ یا متصل بالغایت ہوتا ہے؛ جیسے: أَطْلَقْتُ الذَّخِيرَةَ حَتَّى الرَّصَاصَةِ الْأَخِيرَةِ. جیسے: سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ. اس سے پہلا فعل آہستہ آہستہ پورا ہوتا ہے؛ تا آنکہ غایت کو پہنچ

Marfat.com

جاتا ہے.

اس کا ضمیر کو جر دینا شاذ ہے؛ جیسے:

أَتَتْ حَتَّاكَ تَقْصِدُ كُلَّ فَجٍّ
تُرَجِّي مِنْكَ أَنَّهَا لَا تَخِيبُ

حَتّٰی کے بعد مضارع أَنْ مضمرہ سے وجوباً منصوب ہوتا ہے؛ أَنْ اور مضارع سے بننے والا مصدر مؤول اس کا مجرور ہوتا ہے؛ جیسے: كُنْ قَوِيَّ الْإِرَادَةِ حَتّٰى تَنْتَصِرَ عَلٰى هَوَاكَ؛ أَيْ: حَتّٰى أَنْ تَنْتَصِرَ. اس میں مضارع کا ناصب أَنْ ہے نہ کہ حَتّٰی؛ کیونکہ حَتّٰی تو اسم کو جر دیتا ہے؛ اور جو اسماء میں عمل کرتا ہے وہ افعال کا عامل نہیں ہو سکتا.

اس کے بعد مضارع کے منصوب ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ یہ زمانۂ تکلم کی نسبت استقبال میں ہو؛ جیسے: تَعَلَّمْ حَتّٰى تَنْفَعَ وَطَنَكَ؛ جیسے: قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوْسٰى.

اگر مستقبل میں نہ ہو یا مضارع حَتّٰی کے ماقبل سے مسبب ہو تو اسے رفع دینا واجب ہے؛ جیسے: سِرْتُ حَتّٰى أَدْخُلُهَا؛ گویا کہ آپ داخل ہوتے وقت یہ کلمات ادا کر رہے ہیں؛ یا اس وقت جب آپ حکایۃً کہہ رہے ہوں اور دخول پہلے سے ہی حاصل ہو. مگر: سِرْتُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ؛ میں رفع صحیح نہیں؛ کیونکہ طلوع شمس سیر سے مسبب نہیں.

ثانیاً: مستانفہ: جب یہ حرفِ ابتداء ہوتا ہے تو غیر عامل ہوتا ہے؛ جو مابعد کے جملے کا استئناف کرتا ہے؛ یعنی یہ اور اس کا مابعد ملکر ایک نیا جملہ بناتے ہیں؛ اور اس کا مابعد ماقبل کے لئے غایت نہیں کیونکہ جملہ مستأنفہ ہے. یہ جملہ جملہ اسمیہ بھی ہو سکتا ہے؛ جیسا کہ قولِ فرزدق ہے:

فَوَا عَجَبًا! حَتّٰى كُلَيْبٌ تَسُبُّنِي
كَأَنَّ أَبَاهَا نَهْشَلٌ أَوْ مُجَاشِعٌ

أَيْ: فَوَا عَجَبًا يَسُبُّنِي النَّاسُ حَتّٰى كُلَيْبٍ؛ مابعد کو ماقبل کی غایت ٹھہرانے کے لئے اس تقدیر کے بغیر چارہ نہیں. اور فعلیہ بھی؛ جس کا فعل مضارع غیر منصوب ہوگا؛ یا ماضی ہوگا؛ جیسے:

يُغْشَوْنَ حَتّٰى مَا تَهِرُّ كِلَابُهُمْ
لَا يَسْأَلُوْنَ عَنِ السَّوَادِ الْمُقْبِلِ

Marfat.com

جیسے:

فَإِنِّي وَقَفْتُ الْيَوْمَ وَ الْأَمْسِ قَبْلَهُ
بِبَابِكَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ

حَتّٰی کے بعد اعراب کچھ بھی ہوسکتا ہے؛ جیسا کہ مشہور مقولہ ہے: أَكَلْتُ السَّمَكَةَ حَتّٰى رَأْسُهَا / رَأْسَهَا / رَأْسِهَا؛ اگر ابتدائیہ گردانیں تو رفع ہے؛ عاطفہ کہیں تو نصب ہے؛ غایت کے معنٰی میں ہو تو رأس مجرور ہے؛ مروان بن سعید کا قول ہے:

أَلْقَى الصَّحِيفَةَ كَيْ يُخَفِّفَ رَحْلَهُ
وَالزَّادَ، حَتّٰى نَعْلِهُ أَلْقَاهَا

یہاں نعل کا اعراب تینوں طرح ہے۔ ابتدائیہ کے بعد واقع إِنَّ کا ھمزۃ مکسور ہوگا؛ جبکہ جارہ یا عاطفہ کے بعد مفتوح ہوگا۔

جہاں جارہ اور عاطفہ دونوں کا امکان ہو وہاں اعراب جارہ والا ہوگا؛ کیونکہ یہ اکثر جارہ ہی آتا ہے؛ لہٰذا ترجیح جر کو ہی حاصل ہے۔

حَتّٰی جارہ اور مَا استفہامیہ جمع ہوں تو حَتَّامَ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں؛ جیسا کہ الکمیت کا شعر ہے:

فَتِلْكَ وُلَاةُ السُّوْءِ قَدْ طَالَ مُكْثُهُمْ
فَحَتَّامَ حَتَّامَ الْعَنَاءُ الْمُطَوَّلُ؟

مَا استفہامیہ کے الف کا محذوف ہونا حَتّٰی کے جارہ ہونے کی دلیل ہے۔

(6) فِيْ:

یہ صرف جارہ ہوتا ہے جو ظاہر و مضمر دونوں کو جر دیتا ہے؛ معنٰی متعدد ہیں:

۱۔ الظرفيّة حقيقة: حقیقت میں مکانی و زمانی ظرف کے لئے؛ دونوں سورہ الروم کے ان کلمات میں موجود ہیں: فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَ هُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ. فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ.

والظرفية المجازيّة: جیسے: وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰأُولِي الْأَلْبَابِ.

۲۔ مَعَ کے معنٰی میں: جیسے: قَالَ: ادْخُلُوْا فِيْ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ.

Marfat.com

۳۔ بمعنیٰ: علٰی: جیسے: وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ.

۴۔ اس با کے معنی میں جو الصاق کے لئے ہو: جیسے: وَقَفَ الْجُنْدِيُّ فِيْ بَابِ الْمُعَسْكَرِ.

۵۔ بمعنیٰ: اِلٰی: جیسے: فَرَدُّوْا أَيْدِيَهُمْ فِيْ أَفْوَاهِهِمْ.

۶۔ مِنْ کی مرادفت میں: اُمْرُؤُ الْقَيْس کا شعر ہے:

وَهَلْ يَعْمَنْ مَنْ كَانَ أَحْدَثُ عَهْدِهٖ

ثَلَاثِيْنَ شَهْرًا فِيْ ثَلَاثَةِ أَحْوَالٍ

جس میں کہ اختلاف ہے؛ بعض کا کہنا ہے کہ مِنْ کی بجائے مَعَ کی مرادفت بہتر ہے: یعنی: مَعَ ثَلَاثَةِ أَحْوَالٍ.

۷۔ التعلیل: جیسا کہ واقعہ افک میں ارشادِ باری ہے: لَمَسَّكُمْ فِيْ مَا أَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: دَخَلَتِ النَّارَ امْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا.

۸۔ المقایسة: جب یہ مفضول سابق اور فاضل لاحق کے درمیان ہوتا ہے؛ جیسے: فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيْلٌ. أَيْ: مَتَاعُ الدُّنْيَا بِالنِّسْبَةِ لِمَتَاعِ الْآخِرَةِ قَلِيْلٌ.

۹۔ الزائدة لافادة التوكید: ایسا زائدہ جو تاکید کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے:

أَنَا أَبُوْ سَعْدٍ إِذَا اللَّيْلُ دَجَا

يُخَالُ فِيْ سَوَادِهٖ يَرَنْدَجَا

اور ایک زائدہ وہ ہے جو عوض کے لئے ہے؛ جیسے: اَلْخَيْرُ فِيْ مَا رَغِبْتَ؛ جس کی تقدیر: اَلْخَيْرُ مَا رَغِبْتَ فِيْهِ؛ ہے.

اگر اس کی شکل فِيْمَ ہو تو فِيْ جارہ اور مَا استفہامیہ ہے. اور اگر مَا موصولہ ہو تو اس کا الف حذف نہیں ہوتا؛ جیسے: فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ. اور جیسے: تَحَدَّثْتُ فِيْ مَا تُرِيْدُهٗ.

(7) لِ:

حرفِ معانی اللام تین طرح ہے؛ جارہ، جازمہ، غیر عاملہ:

اوّلاً: الجارۃ: یہ ظاہر و ضمیر دونوں کو جر دیتا ہے. اسم ظاہر کے ساتھ ہو تو مکسور ہوتا ہے؛ مگر مستغاث کے ساتھ مفتوح آتا ہے؛ جیسے: يَا لَلّٰهِ. يَا لَزَيْدٍ. ضمیر کے ساتھ مفتوح ہوتا ہے؛

Marfat.com

جیسے: لَهُ، لَکَ؛ یا متکلم سے پہلے مکسور ہوتا ہے. جارہ کے کئی معنیٰ ہیں:

۱ ـ المِلک: مالک ہونا: اس کے مشہور معنیٰ یہی ہیں؛ یہ بین ذاتین واقع ہوتا ہے؛ جس میں ذاتِ ثانی پہلی کی حقیقی مالک ہوتی ہے؛ جیسے: اَلْکِتَابُ لِزَیْدٍ. کبھی غرض بلاغی یا نحوی کے تحت مملوک مؤخر ہوتا ہے؛ ایسے میں لام کی تقدیم محض لفظی ہے ورنہ مرتبہ مین مؤخر ہے؛ جیسے: لِزَیْدٍ کِتَابٌ.

۲ ـ شِبْهُ المِلْکِ: یہ بھی ملک جیسا ہی ہے؛ مگر اس میں دوسرا پہلے کا مالک نہیں ہوتا؛ اس کی خصوصیات میں سے ہوتا ہے؛ جیسے: اَلسَّرْجُ لِلْحِصَانِ؛ زین صرف گھوڑے کے لئے ہوتی ہے.

۳ ـ التملیک: مالک بنانا: جیسے: قَدَّمْتُ لِوَلَدِیْ مَنْزِلًا. میں نے اپنے بیٹے کو مکان تحفے میں دیا۔یعنی مالک بنایا.

۴ ـ شبہ التملیک: اس کی کیفیت مالک بنانے جیسی ہے؛ جیسے: وَاللّٰهُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ أَزْوَاجاً. بیویوں پر ہمیں حقیقی ملکیت تو حاصل نہیں؛ مگر یہ بمنزلت مملوک ہی ہیں.

۵ ـ الاختصاص: جیسے: اَلْجَنَّةُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالنَّارُ لِلْکَافِرِیْنَ. یعنی: جنت صرف مومنوں کے لئے ہے.

۶ ـ الاستحقاق: یہ وہ لام ہے جو معنیٰ اور ذات کے مابین واقع ہو؛ جیسے: الحمد للّٰه.

۷ ـ اَلتَّعْدِیَةُ: متعدی بنانے کے لئے؛ جیسے: مَا أَحَبَّ الْمُؤْمِنَ لِرَبِّهٖ! مومن اپنے رب کو کتنا چاہتا ہے!

۸ ـ القسم: قسم کے لئے یہ صرف اسم الجلالہ پر داخل ہوتی ہے؛ گویا کہ اسے تا کی خلافت حاصل ہے؛ جیسے: لِلّٰهِ لَا یُؤَخَّرُ الْأَجَلُ.

۹ ـ التعجب: جیسے: لِلّٰهِ دَرُّکَ فَارِساً! واہ! شہسوار تیرے کیا کہنا! اس معنیٰ میں یہ زیادہ تر نداء کے ساتھ استعمال ہوتا ہے؛ جیسے:

فَیَا لَکَ مِنْ لَیْلٍ کَأَنَّ نُجُوْمَهٗ
بِکُلِّ مُغَارِ الْفَتْلِ شُدَّتْ بِیَذْبُلِ

Marfat.com

۱۰۔ الانتہاء: اس معنیٰ میں یہ بہت کم آتا ہے؛ جیسے: كُلٌّ يَّجْرِیْ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى.

۱۱۔ اِلٰی کی موافقت میں: جیسے: وَصَلْتُ لِلْمَدْرَسَةِ. یعنی میری منزل مدرسہ تھی.

۱۲۔ عَلٰی کی موافقت میں: یہ استعلاء حقیقی بھی ہوسکتا ہے؛ جیسے:

ضَمَمْتُ اِلَيْهِ بِالسِّنَانِ قَمِيصَهُ
فَخَرَّ صَرِيْعًا لِلْيَدَيْنِ وَ لِلْفَمِ

اور مجازی بھی؛ جیسے: وَ اِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا.

۱۳۔ مَعَ کی موافقت میں؛ جیسے:

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّیْ وَمَالِكًا
لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا

۱۴۔ فِیْ کی موافقت میں؛ جیسے: يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِیْ.

۱۵۔ بعد کی موافقت میں؛ جسے لام التاریخ یا لام الوقت کہتے ہیں؛ حدیثِ نبوی صلی اللہ علی صاحبہا ہے: صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَ أَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ؛ أَیْ: بَعْدَ رُؤْيَتِهٖ أَوْ وَقْتَ رُؤْيَتِهٖ.

۱۶۔ مِنْ کی موافقت میں؛ قولِ جریر ہے:

لَنَا الْفَضْلُ فِی الدُّنْيَا وَأَنْفُكَ رَاغِمٌ
وَ نَحْنُ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَفْضَلُ

۱۷۔ عَنْ کی موافقت میں؛ ابوالاسود کا شعر ہے:

كَضَرَائِرِ الْحَسْنَاءِ قُلْنَ لِوَجْهِهَا
حَسَدًا وَ بُغْضًا: اِنَّهٗ لَذَمِيْمٌ

۱۸۔ قبل کی موافقت میں: جیسے: وَلِدْ لِلَيْلَةٍ بَقِيَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ؛ أَیْ: قَبْلَ لَيْلَةٍ.

۱۹۔ الصیرورۃ: بننے اور ہونے کے معنیٰ میں؛ جسے لام العاقبۃ کہتے ہیں. جس کا مابعد اس غرض کا مخالف ہوتا ہے جو اس سے پہلے بیان ہوئی ہے؛ جیسے: فَالْتَقَطَهٗ آلُ فِرْعَوْنَ

Marfat.com

لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا. شاعر کا کہنا ہے:

فَـاِنْ يَـكُـنِ الْـمَـوْتُ أَفْـنَـاهُـمْ
فَـلِـلْـمَـوْتِ مَـا تَـلِـدُ الْـوَالِـدَهْ

پس نہ تو یہ التقاط عداوت کی علت ہے؛ اور نہ ہی ولادت موت کی علت ہے. اور نہ ہی یہ باتیں خرابی کا سبب ہیں؛ یہ تو وہ حالات ہیں جن کے نتیجے میں یہ کچھ ہو گیا. اسی کو لام الصیرورة بھی کہتے ہیں؛ جو لام التعلیل کی طرح مضارع کو أَنْ مضمرہ کی وجہ سے وجوباً نصب دیتا ہے.

۲۰۔ التبلیغ : یہ قَالَ یا اس کے معنی میں فَسَّرَ، ذَكَرَ، شَرَحَ جیسے کلمات کے بعد واقع ہونے والے سامع یا مخاطب کے اسم و ضمیر کو جر دیتا ہے؛ جیسے: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ. اور۔

فَقُلْتُ لَـهُ لَـمَّـا تَـمَطّٰى بِصُلْبِـهِ
وَ أَرْدَفَ أَعْـجَـازًا وَ نَـاءَ بِـكَلْكَلٖ

۲۱ـــ لام الاستغاثة : مدد کے لئے پکارنے والا لام؛ جیسے: يَا لَزَيْدٍ لِعَمرٍو. مستغاث اور مستغاث لہ میں فرق کرنے کے لئے مستغاث کا لام مفتوح اور مستغاث لَهُ کا مکسور ہوتا ہے؛ اگر مستغاث کا مستغاث پر عطف ہو تو معطوف کا لام مکسور ہوتا ہے؛ جیسے: يَا لَلرِّجَالِ وَ لِلنِّسَاءِ لِلْمُحْتَاجِ.

۲۲۔ التوکید: یہ زائدہ ہے اور چار طرح ہے:

ا۔ معترضة بين الفعل المتعدى ومفعوله: فعل متعدی اور اس کے مفعول میں حائل ہونے والا؛ ابنِ میّادة کہتا ہے:

وَمَلَكْتَ مَا بَيْنَ الْعِرَاقِ وَيَثْرِبَ
مِلْكًا أَجَارَ لِمُسْلِمٍ وَمُعَاهِدِ

ب۔ معترضة بين المتضايفين: جو مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان آجائے؛ جیسے:

يَـا بُـؤْسَ لِـلْـحَـرْبِ الَّتِـيْ
وَضَـعَـتْ أَرَاهِـطَ فَـاسْتَـرَاحُـوْا

Marfat.com

ج۔ زائدة فی خبر لٰكِنَّ: لٰكِنَّ کی خبر میں حرفِ زائد کے طور پر آنے والا؛ جیسے: وَ لٰكِنَّ الْأَمْرَ لَشَدِيْدٌ.

د۔ زائدة فی فاعل اسم الفعل: اسم فعل کے فاعل کے ساتھ زائدہ؛ جیسے: هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ.

۲۳۔ ایسے عامل کی تقویت کے لئے جو کسی دوسرے عامل کی شاخ ہو؛ جیسا کہ مصدر؛ جیسے: أَعْجَبَنِیْ اِطْرَاءُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ. جیسا کہ اسم فاعل؛ جیسے: مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ. جیسے اسم مفعول: اَلْوَالِدُ مَحْبُوْبٌ لِوَلَدِهٖ. جیسے اسماءِ مبالغہ: فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ.

۲۴۔ التبیین: یہ بتلانے کے لئے کہ جو بعد میں ہے وہ تو معنوی اعتبار سے مفعول بہ کے حکم میں ہے اور جو پہلے ہے وہ فاعل کے حکم میں ہے؛ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب یہ ایسے اسم تفضیل یا فعل تعجب کے بعد آئے جو حب و بغض پر دلالت کرنے والے مادہ سے مشتق ہوں؛ جیسے: مَا أَحَبَّنِیْ لِفُلَانٍ؛ أَیْ: اِنِّیْ أُحِبُّ فُلَانًا. محبت کا وقوع لام سے پہلے والے سے اس پر ہو رہا ہے جو لام کے بعد ہے؛ جب معنٰی اس کے الٹ مطلوب ہوتے ہیں تو اِلٰی کا استعمال ہوتا ہے؛ جیسے: مَا أَحَبَّنِیْ اِلٰی فُلَانٍ. جس کا مطلب ہے کہ محبّ فلان ہے اور جو الٰی سے پہلے ہے وہ محبوب ہے۔

۲۵۔ الجحود: یہ مَا كَانَ اور لَمْ يَكُنْ کے بعد آتا ہے؛ جیسے: وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيْهِمْ. اور: لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ. یہ نفی و انکار کی تاکید کا فائدہ دیتا ہے. اس کے بعد مضارع أَنْ مضمرہ سے وجوباً منصوب ہوتا ہے اور مصدر مؤول محل جر میں ہوتا؛ اور جار و مجرور خبر محذوفہ کا متعلق ہوتے ہیں؛ جس کی تقدیر: مُرِيْدًا ہے. کبھی شعری ضرورت کے تحت نادر طور پر لام سے پہلے کان حذف بھی کر دیا جاتا ہے؛ جیسے:

فَمَا جَمْعٌ لِيَغْلِبَ جَمْعَ قَوْمِیْ
مُقَاوَمَةً وَ لَا فَرْدٌ لِفَرْدٍ

أَیْ: فَمَا كَانَ جَمْعٌ.

۲۶۔ التعلیل: اسے لام کَیْ کہتے ہیں؛ اس کا مابعد اس کے ماقبل کے حصول کے لئے علت ہوتا ہے؛ اور مابعد کے حصول سے پہلے ماقبل کا حصول حاصل ہوتا ہے (مگر لام

Marfat.com

العاقبة (الصيرورة) ایسا نہیں ہے)؛ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ لِيَتَعَلَّمَ. اس کے بعد مضارع أَنْ مضمرہ سے جوازاً منصوب ہوتا ہے؛ جیسے: وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ. جبکہ أن اور مضارع سے بننے والا مصدرِ مؤول لام التعليل سے محل جر میں ہے. جب اس کے بعد فعل پر داخل ہونے والا لا نافیہ آتا ہے تو أَنْ کا اظہار واجب ہو جاتا ہے؛ جیسے: لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتٰبِ. ایک ساتھ دو لام کے آنے اور ثقل سے بچنے کے لئے.

اس بحث سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ: لام جحود کے بعد مضارع أَنْ مضمرہ کی وجہ سے وجوباً منصوب ہوتا ہے؛ لام التعليل اور لام العاقبة کے بعد جوازاً؛ جبکہ زائدہ کے بعد بھی جوازاً منصوب ہوتا ہے؛ جیسے: إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ.

ثانیاً: جازمہ: اسے لام الأمر کہتے ہیں؛ جو طلب کے لئے وضع کیا گیا ہے؛ یہ طلب حقیقی بھی ہو سکتی ہے جو کہ اعلیٰ سے اسفل کی طرف ہوتی ہے؛ جیسے: لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؛ یا دعاء ہوتی ہے؛ جو اسفل اعلیٰ سے کرتا ہے؛ جیسے: رَبَّنَا لِتَغْفِرْ لَنَا؛ یا کوئی اپنے ہم مرتبہ سے التماس کرتا ہے؛ جیسے: يَا أَخِيْ لِتَسْمَعْ مِنِّيْ. اور ایسی بھی جو غرض بلاغی کی وجہ سے اپنے حقیقی اور اصلی معنیٰ سے خروج کر چکی ہو؛ جیسے تہدید: وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ. یا نصیحت وارشاد؛ جیسے: لِيَقُمْ كُلٌّ مِّنْكُمْ بِوَاجِبِهٖ.

یہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے؛ مگر یہ کہ اس سے پہلے واو، فا یا ثُمَّ ہو تو پھر ساکن ہوتی ہے؛ جیسے: فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ. اور: ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ.

اس کا دخول متکلم کے صیغوں پر کم ہی ہے؛ جیسے: وَ لْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ. رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: قُوْمُوْا فَلْأُصَلِّ لَكُمْ.

بسا اوقات یہ قُلْ کے بعد بقاءِ عمل کے ساتھ حذف ہوتا ہے؛ جیسا کہ: قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ. کے بارے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کی تقدیر: لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ہے؛ کہ قُلْ کے امر پر دلالت کرنے کی وجہ سے لام کا حذف جائز ہے.

ثالثاً: غیر عاملہ: جس کی مندرجہ ذیل انواع ہیں:

ا۔ لام الابتداء: یہ ایسا مفتوحہ لام ہے جو عمل نہیں کرتا. یہ مضمون جملہ کی تاکید کے لئے جملے پر داخل ہوتا ہے؛ مضارع کو یا تو حقیقۃً زمانۂ حال کے لئے مختص کر دیتا ہے؛ یا اس کے

Marfat.com

وقوع کے علم الیقین ہونے کی وجہ سے اسے بمنزلتِ حال کر دیتا ہے؛ جیسے: وَ اِنَّ رَبَّکَ لَیَحْکُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ. اسے جملے کی صدارت کا حق حاصل ہے. وَ هِیَ مِنْ مسوّغات الابتداء بالنکرة؛ یہ ان اداۃ میں سے ہے جو نکرہ کو مبتدأ بننے کے لائق کر دیتے ہیں؛ جیسے: لَدِیْنَارٌ خَیْرٌ مِنْ دِرْهَمٍ.

یہ خبر اِنَّ پر داخل ہوتا ہے؛ جیسے: اِنَّ الْمَوْتَ لَحَقٌّ ؛ جس کی اصل: لَئِنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ ؛ ہے. افتتاحِ کلام میں اجتماعِ توکیدین کی کراہیت سے بچنے کے لئے لام کو مؤخر کر دیا. نہ کہ اس کی اصل: انّ للموت حقّ ہے؛ کیونکہ صاحبِ صدارت عامل اور اس کے معمول کے مابین فصل جائز نہیں. اسے اللام المزحلقة کہتے ہیں.

اگر خبر اسم سے مؤخر ہو؛ مثبت غیر منفی ہو اور ماضی متصرف پر قد ہو تو اِنَّ کی خبر پر لام ابتدائیہ کا دخول بالاتفاق جائز ہے؛ اگر :

ا۔ مفرد ہو: جیسے: اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاءِ. یا:

ب۔ جملہ اسمیہ ہو: جیسے: اِنَّ رَبَّکَ لَرَحْمَتُهٗ وَاسِعَةٌ ؛ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ پہلے پر داخل ہے یا دوسرے پر؛ جیسے: اِنَّ رَبَّکَ رَحْمَتُهٗ لَوَاسِعَةٌ. یا:

ج۔ شبہ جملہ ہو: جیسے: وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. یا:

د۔ بغیر سین، سوف کے فعل مضارع ہو؛ خواہ متصرف خواہ جامد ہو: جیسے: اِنَّ اللّٰهَ لَیَعْلَمُ السِّرَّ ؛ اور: اِنَّ زَیْدًا لَیَذَرُ الشَّرَّ. أمّا دخولها على المضارع المقترن بالسين فنادر؛ والمقترن بسوف أشدّ ندرة. یا:

ہ۔ فعل ماضی جامد ہو: جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَنِعْمَ الصَّدِیْقُ. یا:

و۔ ماضی بقد ہو: جیسے: اِنَّ الامْتِحَانَ لَقَدِ انْتَهٰی. کسائی و ھشام کے ہاں ماضی غیر المقترن بقد پر بھی اس کا دخول درست ہے.

یہ باقی اخواتِ اِنَّ کی خبر پر داخل نہیں ہوتا؛ کوفیوں کے ہاں لکنّ کی خبر پر جائز ہے؛ جس میں انھوں نے اس شعر کو دلیل بنایا ہے:

یَلُوْمُوْنَنِیْ فِیْ حُبِّ لَیْلٰی عَوَاذِلِیْ
وَلٰكِنَّنِیْ مِنْ حُبِّهَا لَعَمِیْدٌ

Marfat.com

اس اشکال کے رفع میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ لام اللام الابتداء نہیں بلکہ زائدہ ہے؛ یا پھر شعری ضرورت کے تحت لٰكِنَّ کی خبر پر داخل کیا گیا ہے.

خبر اِنَّ کے علاوہ اس کے مندرجہ ذیل مواقع ہیں:

ا۔ المبتدأ المتقدم: جب مبتدأ مؤخر نہ ہو؛ جیسے: لَمَكَّةُ خَيْرُ الْبِلَادِ.

جبکہ مبتدأ متاخر پر شاذ ہے؛ جیسے:

خَالِيْ لَأَنْتَ وَ مَنْ جَرِيْرٌ خَالُهُ
يَنَلِ الْعَلَاءَ وَ يَكْرُمِ الْأَخْوَالَا

خبر مبتدأ میں شاذ ہے؛ جیسے:

أُمُّ الْحُلَيْسِ لَعَجُوْزٌ شَهْرَبَهْ
تَرْضَى مِنَ اللَّحْمِ بِعَظْمِ الرَّقَبَهْ

أَمْسٰى کی خبر میں بھی اس کی زیادتی شذوذ میں سے ہے؛ جیسے:

مَرُّوْا عَجَالٰى، فَقَالُوْا: كَيْفَ سَيِّدُكُمْ؟
فَقَالَ مَنْ سَأَلُوْا: أَمْسٰى لَمَجْهُوْدًا

ب۔ ضمير الفصل: جیسے: اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَلِيْمُ.

ج۔ الماضى الجامد: جیسے: لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.

د۔ اسم اِنَّ المتأخر: جیسے: اِنَّ فِي الذِّكْرٰى لَعِبْرَةٌ.

(یہ لَيْسَ، مَا، لَا؛ سے منفی جملوں پر داخل نہیں ہوتا؛ البتہ غیر پر داخل ہوتا ہے. اس کا مابعد اس کے ماقبل میں عمل نہیں کرتا؛ لٰہذا: اِنَّ زَيْدًا وَلَدَهُ لَضَارِبٌ؛ صحیح نہیں. جبکہ بعض شروط کے تحت خبر کے معمول پر اس کا داخل ہونا درست مانا گیا ہے:

ا۔ جب معمول اسم اور خبر کے درمیان ہو یا خبر اور اسم کے درمیان ہو؛ جیسے: اِنَّ زَيْدًا لَوَلَدَهُ ضَارِبٌ. اِنَّ عِنْدِىْ لَفِى الدَّارِ زَيْدٌ.

ب۔ خبر کا اس اہل ہونا کہ اس پر لام کا دخول ہو سکے.

(۸) رُبَّ:

حرف من علامات الاسم النكرة؛ یہ اسم نکرہ کی پہچان کے لئے ہے؛ الا یہ کہ

Marfat.com

ضمیر پر داخل ہو جو کہ شاذ ہے۔

جب کہ اس کے اسم ہونے کے بارے بھی اقوال ہیں ؛ جس میں اس شعر کو دلیل بنایا گیا ہے:

اِنْ یَقْتُلُوکَ فَاِنَّ قَتلَکَ لَمْ یَکُنْ
عَارًا عَلَیْکَ، وَرُبَّ قَتْلٍ عَارٌ

اس اعتبار پر کہ عار رُبّ کی خبر ہے؛ جس میں حقیقت نام کی کوئی چیز نہیں ؛حقیقت یہ ہے کہ عار مبتدأ محذوف کی خبر ہے. جس کی تقدیر ھُوَ ہے؛ اور ھُوَ عَارٌ سے جملہ اسمیہ یا تو ربّ کے مجرور کی صفت ہے یا اس کی خبر ہے. صحیح اسی کو مانا گیا ہے کہ یہ زائد کی طرح کا حرفِ جر ہے (حرف جرّ شبیه بالزائد) یہ تقلیل کے لئے ہے؛ جیسے: أَلَا رُبَّ مَوْلُوْدٍ وَ لَیْسَ لَهُ أَبٌ؛ اور: رُبَّ أَخٍ لَکَ لَمْ تَلِدْهُ أُمُّکَ. یہ تکثیر کا بھی فائدہ دیتا ہے اگر لفظی قرینہ ہو؛ جیسے: اَلْمُدَرِّسُ کَالنَّبِیِّ، وَ رُبَّ مُدَرِّسٍ مُخْلِصٍ مَحْبُوْبٌ. یا اگر معنوی قرینہ ہو تو پھر بھی؛ جیسا کہ افتخار و مباہات کا انداز کہ ایسے میں کثرت ہی مقصود ہوتی ہے؛ جیسے:

فَیَا رُبَّ یَوْمٍ قَدْ لَهَوْتُ وَلَیْلَةٍ
بِآنِسَةٍ کَأَنَّهَا خَطُّ تِمْثَالِ

جیسے: رُبَّ فَقِیْرٍ مُؤْمِنٍ سَاعَدْتُهُ.

رُبَّ کے لئے شرط ہے کہ صدرِ جملہ ہو؛ جملہ کا کوئی جزء اس پر مقدم نہ ہو. اس کے اور نکرہ کے مابین کوئی فاصل ہو یہ خلافِ قاعدہ ہے. أَلَا استفتاحیہ ہو تو مضائقہ نہیں ؛ جیسے: أَلَا رُبَّ رَجُلٍ وَسِیْمٍ مَرِیْضُ الْجِسْمِ ؛ یا ندائیہ آئے تب بھی حرج نہیں ؛ جیسے: یَا رُبَّ مُدَرِّسٍ مُخْلِصٍ مَحْبُوْبٌ. ایسی مثالوں میں اپنے کلمے کی مناسبت سے منادٰی محذوف مقدر ہوتا ہے؛ مثلاً یَا قَوْمِ وغیرہ کے یعنی: یَا قَوْمِ رُبَّ مُدَرِّسٍ مُخْلِصٍ مَحْبُوْبٌ.

اس کے مجرور کے لئے شرط ہے کہ اسم ظاہر ہو، نکرہ ہو، مفرد ہو، مذکر ہو اور ایسا موصوف ہو جس کی صفت مفرد، جملہ یا شبہِ جملہ ہو؛ جیسا کہ دی گئی مثالوں سے واضح ہے۔

اس کا ضمیر کو جر دینا شاذ ہے؛ اور یہ شاذّ بھی صرف ایسی مفرد مذکر غائب کے لئے ہے جو ایسی تمیز سے ممیّز ہو جو تذکیر، تانیث، اِفراد، تثنیہ اور جمع میں معنٰی و مراد کے مطابق ہو؛ جیسے: رُبَّهُ

Marfat.com

طَالِبًا عَلَّمْتُ؛ رُبَّهُ طَالِبِيْنِ؛ رُبَّهُ طُلَّابًا؛ رُبَّهُ فَتَاةً؛ اور:

رُبَّــــهُ فِتْيَةً دَعَــوْتُ اِلٰــى مَــا
يُوْرِثُ الْـمَـجْدَ دَائِبًــا فَــأَجَابُوْا

یہاں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ ضمیر نکرہ ہے کیونکہ یہ نکرہ کی طرف عائد ہے؛ اور جو نکرہ کی طرف عائد ہو وہ بھی نکرہ ہی ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ؛ضمیر تو اعرف المعارف ہے، بھلا رُبَّ کا اس پر دخول اسے معارف سے کیونکر خارج کرے گا۔ پس اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں کہ ہم یہ کہیں :ضمیر پر ربّ کا دخول شاذ ہے؛ جو خارج از قیاس ہے۔

حذفِ رُبَّ: اگر یہ ضمیر غائب پر آئے تو حذف جائز نہیں۔ اگر اسم ظاہر پر ہو اور اس کی نیابت میں وہ واو ہو جسے واو ربّ کہتے ہیں تو حذف جائز ہے؛ جو کہ رُبَّ والا عمل کرتی ہے؛ جس کا وقوع عام ہے؛ جیسے أمرؤ القیس کہتا ہے:

وَ لَيْـلٍ كَـمَوْجِ الْبَحْرِ أَرْخٰى سُدُوْلَهُ
عَـلَـىَّ بِأَنْـوَاعِ الْهُـمُوْمِ لِيَبْتَلِـىَ

کبھی اس کی نیابت فا کرتی ہے؛ نحو قول أمرئ القیس:

فَمِثْلِكِ حُبْلٰى قَدْ طَرَقْتُ وَ مُرْضِعٍ
فَـأَلْهَيْتُهَـا عَنْ ذِىْ تَمَائِمَ مُحْوِلِ

اس کی نیابت میں بَلْ بھی آتا ہے مگر کم ہی؛ جیسے:

بَـلْ بَـلَـدٍ مِلْءُ الْفِجَاجِ قَتَـمُـهُ
لَا يُشْتَـرٰى كُتَّــانُـهُ وَجَهْـرَمُـهُ

رُبَّ محذوفہ کی نیابت میں واو، فا، بل میں سے کوئی نہ ہو اور یہ پھر بھی عمل کرے یہ بہت نادر ہے؛ جیسے:

رَسْـمِ دَارٍ وَقَـفْـتُ فِـىْ طَـلَـلِـهٖ
كِـدْتُ أَقْـضِى الْـحَيَاةَ مِنْ جَلَلِـهٖ

رسم کی جر رُبَّ کی وجہ سے ہے۔

رُبَّ کے بعد واقع اسم محض لفظاً مجرور ہوتا ہے؛ ورنہ جملے میں اس کا اعراب حسبِ موقع

Marfat.com

مبتدأ، مفعول بہ، مصدر یا ظرف کا ہوتا ہے؛ گویا کہ رب ہے ہی نہیں؛ جیسے: رُبَّ طَالِبٍ مُجِدٌّ رَاسِبٌ. رُبَّ أَخٍ لَکَ حَدَّثْتُ. رُبَّ رَمْیَةٍ صَائِبَةٍ رَمَیْتُ. رُبَّ یَوْمٍ مُشْمِسٍ قَضَیْتُهُ بِالرِّیْفِ. جہاں تک اس کے مجرور کے تابع کی بات ہے؛ اس میں دو باتیں ہیں اور دونوں جائز ہیں؛ تابع خواہ نعت ہو، عطف ہو، تاکید ہو یا بدل ہو: ایک مراعاۃ اللفظ اور دوسری مراعاۃ المحل؛ جیسے: رُبَّ طَالِبٍ مُجِدٍّ وَ مُدَرِّسٍ لَقِیْتُهُمَا؛ میں مدرّس کو جر دیں تو اس کا عطف لفظِ طالب پر ہوگا؛ اور اگر رفع دیں تو طالب کے محل پر ہوگا؛ کہ محل رفع میں مبتدأ ہے؛ یہی حال مجدّ کا ہے. یعنی صفت کو مرفوع بھی لا سکتے ہیں۔

رُبَّمَا: بتشدید البا و تخفیفها.

کبھی رُبَّ کے ساتھ ما زائدہ ہوتا ہے؛ جس کے عمل کے بارے مختلف آراء ہیں:

۱۔ مشہور قول یہ ہے کہ ما زائدہ رُبَّ کے عمل کو مانع ہے؛ (تَکُفُّ رُبَّ عَنْ عَمَلِهَا)؛ اس کے اسم نکرہ کے ساتھ اختصاص کو بھی زائل کر دیتا ہے؛ بلکہ اسے ماضی کے لئے خاص کر دیتا ہے؛ سوید بن أبی کاهل کا شعر ہے:

رُبَّمَا أُوْفَیْتُ فِیْ عَلَمٍ
تَرْفَعَنْ ثَوْبِیْ شَمَالَاتٌ

أو علی المضارع المتحقق الوقوع القریب من الماضی؛ یا ایسے مضارع پر جس کا ماضی کے قریب قریب واقع ہونا یقینی ہو:

رُبَّمَا تَکْرَهُ النُّفُوْسُ مِنَ الْأَمْ
رِ لَهُ فُرْجَةٌ کَحَلِّ الْعِقَالِ

یا نادر طور پر جملہ اسمیہ پر بھی آ جاتا ہے؛ جیسے:

رُبَّمَا الْجَامِلُ الْمُؤَبَّلُ فِیْهِمْ
وَعَنَاجِیْجُ بَیْنَهُنَّ الْمِهَارُ

مگر سیبویہ کو ان باتوں سے اتفاق نہیں؛ کیونکہ ان کے ہاں تو یہ فعلیہ جملوں کے ساتھ مختص ہے اور اسمیہ کے لئے شاذ ہے.

۲۔ جب یہ جملہ اسمیہ پر آتا ہے تو المبرّد کے نزدیک ما نہ تو زائدہ ہے نہ کافہ؛ بلکہ یہ

Marfat.com

نکرہ موصوفہ ہے. اندریں صورت اگر ما کا مذکورہ شعر میں اعراب نکرہ موصوفہ کا ہو تو الجامل مبتدأ محذوف کی خبر ہوگا؛ جو کہ سیبویہ کی رائے کے برعکس ہے.

۳۔ نکرہ پر اس کا داخل ہونا شاذ ہے؛ جیسا کہ شعر ہے:

رُبَّمَا ضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ صَقِيلٍ
بَيْنَ بُصْرَى وَطَعْنَةٍ نَجْلاءَ

جبکہ بعض نے شذوذ کا انکار کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ ما کا اعراب زائدہ غیر کافّة کا ہے.

۴۔ ما غیر زائدہ ہے؛ جس کا وجود رُبَّ کے عمل کو مانع نہیں؛ جس کی دلیل أمية کے شعر: رُبَّمَا تَكْرَهُ النُّفُوسُ مِنَ الْأَمْرِ لَهُ فَرْجَةٌ كَحَلِّ الْعِقَالِ. میں اس کی طرف ضمیر کا رجوع ہے. چونکہ لَهُ کی ضمیر مَا کی طرف عود کر رہی ہے لہٰذا یہ اسم ہے؛ کیونکہ ضمیر صرف اسم کی طرف رجوع کرتی ہے. اندریں صورت؛ تکره النفوس کا جملہ مَا نکرہ کی صفت ہے جو شیء کے معنٰی میں ہے.

رُبَّةَ : یہ رُبَّ کی لفظی مؤنث ہے؛ جو معنٰی، عمل اور احکام میں رُبَّ جیسا ہی ہے.

رُبَّتَمَا: رُبَّةَ کے ساتھ مَا زائدہ ہے؛ جیسے ؎

مَاوِيَّ يَا رُبَّتَمَا غَارَةٍ
شَعْوَاءَ كَاللَّذْعَةِ بِالْمِيسَمِ

(۹) عَنْ:

یہ ظاہر و ضمیر دونوں کے لئے جارہ ہے؛ جیسے: رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ وَ سَمِعْتُ عَنْهُ ﷺ. کبھی اس کے ساتھ ما زائدہ ہوتا ہے جو اس کے عمل کو مانع نہیں؛ جیسے: عَمَّا قَلِيْلٍ. اس کے کئی معنٰی ہیں:

۱۔ المجاوزة والبعد الحقيقي او المعنوي: یہ مجاوزت کے لئے ہے. جس کا بعد کبھی حقیقی تو کبھی معنوی ہوتا ہے؛ جیسے: رَمَى السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ. اِبْتَعَدَ عَنِ الْكِذْبِ.

۲۔ الاستعلاء بمعنٰی علی: جیسے: وَ مَنْ يَّبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ.

۳۔ مرادفة مِنْ: جیسے: وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ.

۴۔ مرادفة البا: بَا کی جگہ؛ جیسے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى.

Marfat.com

۵ ۔ مرادفة بعد: جیسے: قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِينَ.

٦ ۔ مرادفة عَلٰى: ذوالاصبع العدوانی کا شعر ہے:

لَاهِ ابْنُ عَمِّكَ لَا أَفْضَلْتَ فِيْ حَسَبٍ

عَنِّىْ، وَ لَا أَنْتَ دَيَّانِىْ فَتَخْزُوْنِىْ

۷ ۔ الظرفية: جیسے ۔

وَ آسِ سَرَاةَ الْحَيِّ حَيْثُ لَقِيْتَهُمْ

وَ لَا تَكُ عَنْ حَمْلِ الرِّبَاعَةِ وَانِيًا

۸ ۔ التعليل: جس کا مطلب ہے کہ اس کا مابعد اس کے لئے علت یا سبب ہے جو اس کے ماقبل میں ہے؛ جیسے: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ.

اور: وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِىْ آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ.

عَنْ بطوراسم: اگر اس پر مِنْ داخل ہو تو یہ جانب کے معنٰی میں اسم ہے؛ کیونکہ حرف جر اپنے جیسے حرفِ جر پر نہیں آتا ہے؛ جیسے:

وَ لَقَدْ أَرَانِىْ لِلرِّمَاحِ دَرِيْئَةً

مِنْ عَنْ يَمِيْنِىْ تَارَةً وَ أَمَامِىْ

یا کبھی عَلٰى بھی آجاتا ہے؛ جس کی مثال میں صرف ایک شعر ملتا ہے ۔

عَلٰى عَنْ يَمِيْنِىْ مَرَّتِ الطَّيْرُ سُنَّحًا

وَ كَيْفَ سُنُوْحٌ وَالْيَمِيْنُ قَطِيْعٌ

جبکہ عنعنہ تمیم میں یہ أَنْ کی طرح حرفِ مصدر ہے؛ جیسے عَنْ تَفْعَلَ؛ أَىْ: أَنْ تَفْعَلَ.

(۱۰) عَلٰى:

یہ ظاہر و ضمیر دونوں کو جر دیتا ہے؛ جیسے: تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ. تَوَكَّلْتُ عَلَيْهِ. جب یہ ضمیر کو جر دیتا ہے تو اس کا الف اپنی اصل پر پڑھا جاتا ہے. یہ بھی متعدد معنٰی دیتا ہے:

۱ ۔ الاستعلاء: یہ اپنے اسی معنٰی میں مشہور ہے؛ یہ استعلاء حقیقی بھی ہو سکتی ہے؛ جیسے جَلَسْتُ عَلَى السَّرِيْرِ. اور معنوی بھی؛ جیسے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یہ استعلاء کبھی تو مجرور پر ہوتا ہے جیسا کہ دی گئی مثالوں سے واضح ہے؛ اور کبھی اس پر جو مجرور ۔

Marfat.com

قرب وجوار میں ہے؛ جیسے: أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى. أَیْ: أَجِدُ الْهُدٰی قُرْبَ النَّارِ.

اگر اس کا استعمال ذاتِ باری کے لئے ہو تو استعلاء ہرگز مراد نہیں؛ جیسے؛ اِعْتَمَدْتُ عَلَى اللّٰهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَيْهِ. کیونکہ اللہ ربّ العزت پر استعلاء نہ توحقیقۃً جائز ہے نہ ہی مجازاً بھی کسی طرح جائز ہے. جب کہ اللہ جل شانہ کے بارے اس طرح کی تعبیرات از راہِ اسناد ہیں؛ یعنی میرا اعتماد و بھروسہ اللہ ہی کے سہارے ہے.

۲ ۔ المصاحبة: بمعنٰی مَعَ ؛ جیسے: وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْمَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ. وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ.

۳ ۔ الظرفيّة: بمعنٰی فِيْ؛ جیسے: وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا.

۴ ۔ المجاوزة : بمعنٰی عَنْ ؛القحيف العقيلی کا شعر ہے ؎

اِذَا رَضِيَتْ عَلَيَّ بَنُوْ قُشَيْرٍ
لَعَمْرُ اللّٰهِ أَعْجَبَنِيْ رِضَاهَا

۵ ۔ التعليل: بمعنٰی لام ؛ جیسے: وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ.

۶ ۔ مِنْ کے معنٰی میں: جیسے: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ. اَلَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ.

۷ ۔ بَا کے معنٰی میں: جیسے: بَدَأَ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ.

۸ ۔ عِنْدَ کے معنٰی میں: جیسے: وَ لَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ.

۹ ۔ استدراک پر دلالت کرنے والے لٰكِنَّ کے معنٰی میں: جس کا کوئی متعلق نہیں ہوتا؛ بقول شاعر ؎

وَ قَدْ زَعَمُوْا أَنَّ الْمُحِبَّ اِذَا دَنَا
يَمَلُّ وَ أَنَّ النَّأْيَ يَشْفِيْ مِنَ الْوَجْدِ
بِكُلٍّ تَدَاوَيْنَا فَلَمْ يُشْفَ مَا بِنَا
عَلٰى أَنَّ قُرْبَ الدَّارِ خَيْرٌ مِّنَ الْبُعْدِ

۱۰ ۔ زائدہ: (خلافا لسيبويه) حميد الهلالی کا شعر ہے:

أَبَى اللّٰهُ اِلَّا أَنَّ سَرْحَةَ مَالِكٍ
عَلٰى كُلِّ أَفْنَانِ الْعِضَاةِ تَرُوْقُ

Marfat.com

اور:

اِنَّ الْكَرِيْمَ ــ وَأَبِيْكَ ــ يَعْتَمِلُ

اِنْ لَمْ يَجِدْ يَوْمًا عَلٰى مَنْ يَتَّكِلُ

اس دلیل پر کہ تـروق کو متعدی ہونے کے لئے کسی حرف کی ضرورت نہیں بلکہ بنفسہ متعدی ہے؛ اسی طرح یجد بھی.

کبھی عـلـی محذوف ہوتا ہے اور اس کا مجرور نزع خافض کے سبب منصوب ہوتا ہے؛ جیسے: لَأَ قْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ.

اگر التباس کا خدشہ نہ ہو تو جار و مجرور دونوں محذوف ہوتے ہیں؛ جیسے: جَلَسْتُ عَلٰى مَا جَلَسْتَ ؛ أَيْ: مَا جَلَسْتَ عَلَيْهِ.

اگر عَلٰی پر مِنْ جارہ آئے تو یہ فَوْق کے معنٰی میں اسم ہے؛ کیونکہ حرفِ جار اپنے جیسے حرفِ جر پر داخل نہیں ہوتا ہے؛ جیسے:

نَزَلَ الْخَطِيْبُ مِنْ عَلَى الْمِنبَرِ؛ أَيْ: مِنْ فَوْقِهٖ.

اگر اس کے بعد ما استفہامیہ آئے تو اس کی شکل عَلَامَ کی ہوتی ہے.

(۱۱) كَ (كَافْ):

اسم ظاہر کو جر دیتا ہے؛ جیسے: وَجْهُ الْفَتَاةِ كَالْبَدْرِ. اس کے کئی معانی ہیں:

۱۔ التشبیہ : جیسے: اَلْأَمَانِيُّ الْخَادِعَةُ كَالسَّرَابِ.

۲۔ التعلیل : ایسا زیادہ تر اس وقت ہوتا ہے جب اس سے ما زائدہ کافہ متصل ہوتا ہے؛ سیبویہ سے منقول ہے: كَمَا أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ. یا پھر مَا مصدریہ متصل ہوتا ہے؛ جیسے: وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰكُمْ.

۳۔ التوكيد و هِيَ الزائدة: تاکید کے لئے زائدہ؛ جیسے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ؛ أَيْ: لَيْسَ شَيْءٌ مِثْلَهٗ یہاں مثل لَيْسَ کی خبر مقدم ہے؛ جو تقدیری فتحہ سے منصوب ہے؛ جس کے ظہور کو حرفِ جر زائدہ مانع ہے. عمر بن أبی ربیعة کا شعر ہے:

فَلَمَّا تَوَاقَفْنَا عَرَفْتُ الَّذِيْ بِهَا

كَمِثْلِ الَّذِيْ بِيْ حَذْوَكَ النَّعْلَ بِالنَّعْلِ

Marfat.com

۴ـ الاستعلاء: عَلٰی کے معنٰی میں؛ جیسے: کُنْ کَمَا أَنْتَ؛ أَی: کُنْ عَلَی الْحَالِ الَّذِیْ أَنْتَ عَلَیْهِ.

اس کے اعراب میں نحاۃ کے متعدد اقوال ہیں:

أ۔ مَا اسمِ موصول کاف کی وجہ سے محل جر میں ہے؛ أَنْتَ مبتدأ ہے جس کی خبر محذوف ہے؛ یا مبتدأ محذوف کی خبر ہے؛ جس کی تقدیر: کَمَا أَنْتَ کَائِنٌ ؛یا: کَمَا هُوَ أَنْتَ. ہے.

ب ۔ مَا زائدہ ملغاۃ ہے جو حرف کے عمل کو مانع نہیں؛ أَنْتَ کی ضمیر رفع ضمیر جر کی نیابت میں ہے؛ یوں جار و مجرور کُنْ کی خبر ہے.

ج۔ مَا کافہ اور کاف مکفوفہ ہے اور أَنْتَ مبتدأ ہے جس کی خبر محذوف ہے.

کبھی کاف کے ساتھ ما زائدہ ہوتا ہے جو اسے جر دینے سے روک دیتا ہے اور اس کے اسم کے ساتھ اختصاص کو بھی زائل کر دیتا ہے؛ پھر یہ ماضی پر بھی داخل ہوتا ہے؛ جیسے: مُدَرِّسُنَا نَاجِحٌ کَمَا کَانَ سَلَفُهُ. اور مضارع پر بھی؛ رؤبة بن العجّاج کا مصرعہ ہے.

....

لَا تَشْتُمِ النَّاسَ کَمَا لَا تُشْتَمُ

اور جملہ اسمیہ پر بھی؛ زیاد الأعجم کا کہنا ہے:

وَ أَعْلَمُ أَنَّنِیْ وَ أَبَا حُمَیْدٍ
کَمَا النَّشْوَانُ وَالرَّجُلُ الْحَلِیْمُ

اور عمرو بن براقة کا شعر ہے:

وَ نَنْصُرُ مَوْلَانَا وَ نَعْلَمُ أَنَّهُ
کَمَا النَّاسُ مَجْرُوْمٌ عَلَیْهِ وَجَارِمٌ

اس کا ضمیر کو جر دینا شاذ ہے؛ جس کی مثالیں تو بہت ہیں مگر سب خلافِ قیاس ہیں؛ جیسے:

خَلَّی الذِّنَابَاتِ شَمَالًا کَثَبًا
وَ أُمَّ أَوْعَالٍ کَهَا أَوْ أَقْرَبَا

رؤبة بن العجّاج کا قول ہے:

Marfat.com

وَ لَا تَـــرٰی بَـــعْلًا وَ لَا حَلَا ئِلَا
کَـــهُ وَ لَا کَهُـــنَّ اِلَّا حَــــاظِلاً

یہ مثــل کے معنٰی میں بطور اسم بھی آتا ہے جس کی شعر و نثر میں بے شمار مثالیں موجود ہیں؛ جس کا اعراب حسبِ موقع کبھی کَانَ کی خبر؛ کبھی اِنَّ کی خبر؛ کبھی فاعل؛ جیسے: مَا عَاتَبَ الْحُرَّ الْکَرِیْمَ کَنَفْسِہٖ. کبھی مفعول بہ؛ کبھی صفت؛ کبھی مفعول مطلق محذوف کی صفت؛ یا مفعول مطلق کے مصدر کے نائب کے طور پر؛ اور کبھی حرفِ جر کا معمول بن کر محلِ جر میں واقع ہوتا ہے؛ جیسے:

بِیُــضٌ ثَلَاثٌ کَــنِعَــاجٍ جُمٍّ
یَضْحَکْنَ عَنْ کَـالْبَرَدِ الْمُنْهَمِّ

ذو الرمّة کا شعر ہے:

أَبِیْتُ عَلٰی مَیٍّ کَئِیْباً، وَ بَعْلُهَا
عَلٰی کَـالنَّقَا مِنْ عَالِجٍ یَتَبَطَّحُ

حرف جر کا اپنے جیسے حرفِ جر پر داخلہ ممنوع ہے؛ لہٰذا محظور سے بچنے کے لئے کـالنقا کے کاف کو اسم مانے بغیر چارہ نہیں.

(۱۲+۱۳) مُذْ وَمُنْذُ:

یہ دونوں ایک دوسرے کی مثل ہیں؛ جن کے بعد مجرور و مرفوع اسم یا جملہ واقع ہوتا ہے؛ مگر منصوب نہیں آتا ہے. اگر اس کے بعد مجرور ہو تو یہ حرفِ جر ہے؛ جس کے لئے شرط ہے کہ:

مجرور اسم ظاہر ہو؛ اور وقت متصرف و معین ہو؛ مستقبل و مبہم نہ ہو. اگر زمانہ ماضی کا ہو تو یہ مِنْ ابتدائیہ کے معنٰی دیتا ہے؛ جیسے: مَا أَهْمَلْتُ مُذْ یَوْمِ الْخَمِیْسِ. اور اگر زمانہ حاضر و حال ہو تو یہ فِیْ کے معنٰی میں ہے؛ جیسے: مَا أَهْمَلْتُ مُنْذُ یَوْمِنَا. اور اگر اس کے بعد اسم معدود ہو تو یہ بیک وقت مِنْ اور اِلٰی کا معنٰی دیتا ہے؛ جیسے: مَا رَأَیْتُهٗ مُذْ ثَلَاثَةِ أَشْهُرٍ. أَیْ: أَنَّ عَدَمَ الرُّؤْیَةِ ابْتَدَأَتْ مِنْ أَوَّلِ الْمُدَّةِ اِلٰی نِهَایَتِهَا؛ یعنی نہ دیکھنے کا زمانہ شروع سے آخر تک ہے.

اندریں صورت یہ نہ تو ضمیر کو جر دیتا ہے؛ نہ وقتِ مبہم کو اور نہ ہی مستقبل کو؛ لہٰذا ہم نہ تو: مُذْهُ کہیں گے؛ نہ: مُذْ سَحَرٍ؛ اور نہ ہی: مُذْ غَدٍ. کہیں گے.

Marfat.com

اگراس کے بعد اسمِ مرفوع ہو؛ جیسے: مَا شَرِبْتُ مُذْ يَوْمُ الْجُمْعَةِ. یا: مُذْ يَوْمَانِ.
تو یہ مبتدأ ہے اور اسم مرفوع خبر ہے. یا یہ ظرف زماں ہونے کی وجہ سے خبر ہے اور اس کے بعد کا اسم مرفوع مبتدأ ہے. اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مُذْ یا مُنْذُ تو ظرف زماں ہے اور مابعد کَانَ تامہ محذوفہ کا فاعل ہے: اور فعل وفاعل سے بننے والا جملہ مُذْ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے محل جر میں ہے.

اگران (مُذْ وَ مُنْذُ) کے بعد جملہ فعلیہ ہو (جس کا فعل ماضی ہونا بدیہی ہے) جیسے

مَا زَالَ مُذْ عَقَدَتْ يَدَاهُ إِزَارَهُ
فَسَمَا فَأَدْرَكَ خَمْسَةَ الْأَشْبَارِ

یا جملہ اسمیہ ہو؛ جیسے: الأعشٰی کا شعر ہے:

وَ مَا زِلْتُ أَبْغِي الْمَالَ مُذْ أَنَا يَافِعٌ
وَلِيدًا وَ كَهْلاً حِينَ شِبْتُ وَ أَمْرَدَا

تو ایسے میں یہ ظرف زماں ہے جو اپنے بعد کے جملے کی طرف مضاف ہے؛ یا یہ زمن کے لفظِ محذوف کی طرف مضاف ہے اور زمن جملے کی طرف مضاف ہے. یہ بھی قول ہے کہ یہ مبتدأ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے جس کی تقدیر زمن ہے.

اگران کے بعد اِنَّ یا أَنَّ اور ان کے معمولین ہوں تو ھمزۃ مفتوحہ کے ساتھ تو یہ حرفِ جر ہیں؛ یا اسم ہوتے ہوئے مبتدأ ہیں اور مصدرِ مؤول محل رفع میں خبر ہے. یا ظرف ہیں اور مصدر محل جر میں مضاف الیہ ہے. جبکہ ھمزۃ مکسورہ کی صورت میں یہ صرف اسم یا ظرف ہوسکتے ہیں؛ جیسے: مَا رَأَيْتُهُ مُذْ اِنَّ وَالِدِيْ سَافَرَ. حرفِ جر نہیں۔

مُذْ اور مُنْذُ میں اگر کوئی فرق بیان کیا جاتا ہے تو وہ یہ کہ مُذْ کی نسبت مُنْذُ کے بعد اسم کا مجرور ہونا مرفوع ہونے سے ارجح ہے؛ جیسے: مَا رَأَيْتُهُ مُنْذُ يَوْمَيْنِ؛ اور: مَا رَأَيْتُهُ مُذْ يَوْمَانِ.

(۱۴) خَلَا:

یہ اِلَّا کی طرح استثناء پر دلالت کرتا ہے جو صرف مستثنٰی کو جر دیتا ہے؛ جیسے: أُحِبُّ أَصْدِقَائِيْ خَلَا خَالِدٍ. جبکہ جار ومجرور کسی کے متعلق نہیں کہ خلا حرف جر زائدہ کے مشابہ ہے جو نہ تو فعل کو اسم کے لئے متعدی بناتا ہے اور نہ ہی مستثنٰی کے علاوہ کو جر دیتا ہے.

Marfat.com

اس کا ایک پہلو فعل ماضی جامد کا ہے؛ جس کے بعد کا اسم منصوب مفعول بہ ہوتا ہے؛ جیسے: أُحِبُّ أَصْدِقَائِيْ خَلَا زَيْدًا. جس کا فاعل ضمیر ہے جو وجوبًا مستتر ہے؛ جو فعل مقدم کے مصدر کی طرف عائد ہے؛ یا بعض کی طرف عائد ہے اور یہ بعض سابقہ کل سے مفہوم ہے؛ یا اس وصف کی طرف جو فعلِ سابق سے مفہوم ہے؛ یعنی: خَلَا الْحُبُّ حُبَّ خَالِدٍ؛ أَوْ خَلَا بَعْضُهُمْ خَالِدًا؛ أَوْ خَلَا الْمَحْبُوْبُ خَالِدًا. جبکہ فعل وفاعل سے جملہ مستانفہ ہے؛ یا محل نصب میں حال ہے.

اگر اس پر مَا آجائے؛ جیسا کہ لبید کا شعر ہے:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ
وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ

اگر مَا کو اعراب مصدریہ کا دیا جائے تو خَلَا فعل ہے؛ کیونکہ ما مصدریہ صرف فعل پر ہی آسکتا ہے؛ جبکہ مابعد کا اسم مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے؛ مَا مصدریہ اور مابعد محل نصب میں حال ہیں.

اور اگر مَا کو زائدہ لیا جائے تو خَلَا میں دو صورتیں جائز ہیں:

أ۔ فعل؛ اور مابعد مفعول بہ منصوب؛ خلا اور مابعد سے تشکیل پانے والا جملہ محل نصب میں حال ہے؛ یا جملہ استئنافیہ ہے جس کا اعراب میں کوئی محل نہیں ہے.

ب۔ حرفِ جر؛ اور مابعد مجرور ہے.

اگر مستثنٰی یا متکلم کی ضمیر کے علاوہ کوئی اور ضمیر ہو؛ جیسے: خَلَاكَ، خَلَاهُ؛ تو اس کا اعراب محل نصب میں مفعول بہ کا ہے؛ یا محلِ جر میں ہے. جبکہ یا متکلم کی صورت میں اگر نون وقایہ ملائیں؛ جیسے: خَلَانِيْ؛ تو محلِ نصب میں مفعول بہ ہے؛ اور اگر خَلَايَ کہیں تو محل جر میں ہے.

(۱۵) عَدَا:

یہ بھی خَلَا کی طرح ادواتِ استثناء میں سے ہے؛ جو معنٰی، اعراب اور مَا مصدریہ کے دخول میں خَلَا جیسا ہے. اور اگر مستثنٰی یا متکلم ہو تو غالبًا نون وقایہ کے اتصال میں بھی؛ جیسے۔

تُمَلُّ النَّدَامٰى مَا عَدَانِيْ فَإِنَّنِيْ
بِكُلِّ الَّذِيْ يَهْوٰى نَدِيْمِيْ مُوْلَعٌ

Marfat.com

(۱۶) حَاشَا :

یہ کبھی استثناء پر دلالت کے لئے؛ کبھی لَا کے معنٰی میں؛ اور کبھی استثنائیہ معنٰی میں ہی فعل ماضی جامد؛ کبھی أَسْتَثْنِیْ کے معنٰی میں فعل متصرف متعدی؛ اور کبھی تنزیہ خالص کے لئے اسم ہوتا ہے؛ جس کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ اگر استثناء پر دلالت کرے تو اِلّا وغیرہ کی طرح کا کلمۂ استثناء ہے؛ جو یا تو حرفِ زائد کی طرح کا (شبیہ بالزائد) حرف جر ہے؛ جو صرفِ مستثنٰی کو جر دیتا ہے؛ جیسے: قَابَلْتُ الْقَوْمَ حَاشَا سَعِیْدٍ؛ یا فعل ماضی جامد ہے؛ جس کے بعد اسم منصوب مفعول بہ ہے. جس کا فاعل وجوباً مستتر ضمیر ہے جو فعل متقدم کے مصدر کی طرف عائد ہے؛ یا وہ وصف جو فعل سابق سے مفہوم ہے؛ یا البعض کا کلمہ ہے جو سابق کل سے سمجھا جاسکتا ہے؛ جیسا کہ اس سے پہلے خَلَا کے زمرے میں گزر چکا ہے؛ جیسے: رَجَعَ الْجُنُوْدُ حَاشَا السَّائِقَ.

اگر نادر طور پر اس پر مَا آجائے؛ تو مصدریہ کی صورت میں ہم حاشا کو فعل تصور کریں گے؛ لأنّ ما المصدريّة لا تدخل الّا على الفعل؛ جیسا کہ الأخطل کا شعر ہے۔

رَأَيْتُ النَّاسَ مَا حَاشَا قُرَيْشًا

فَإِنَّا نَحْنُ أَفْضَلُهُمْ فَعَالاً

اگر ما کو اعراب مصدریہ کے بجائے زائدہ کا دیا جائے تو حاشا کا اعراب فعل یا حرفِ جر کا ہوگا.

مستثنٰی اگر یا متکلم کے علاوہ کوئی ضمیر ہوئی؛ جیسا کہ حَاشَاکَ یا حَاشَاهُ؛ تو ضمیر یا تو محل نصب میں ہے یا جر میں ہے؛ جبکہ یا ضمیر متکلم کی صورت میں اگر ہم حَاشَانِیْ کہیں تو یہ محل نصب میں ہے؛ اور اگر حَاشَایَ کہیں تو نون وقایہ (جس کا فعل کے ساتھ متصل ہونا واجب ہے) سے خالی ہونے کی وجہ سے محل جر میں ہے. اگر غیر استثنائیہ ہو تو یہ:

۲۔ فعل متعدی متصرف بمعنٰی أَسْتَثْنِیْ ہے؛ جیسے: دَعَوْتُ الطُّلَّابَ حَاشَيْتِ الرَّاسِبِيْنَ. کبھی اس پر مَا نافیہ داخل ہوتا ہے؛ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: أُسَامَةُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ، مَا حَاشٰى فَاطِمَةَ. اور کبھی لَا نافیہ؛ جیسے:

Marfat.com

لَا أَرٰی فَاعِلاً فِی النَّاسِ یُشْبِهُهُ
وَ لَا أُحَاشِیْ مِنَ الْأَقْوَامِ مِنْ أَحَدٍ

حَـاشَـا استثنائیہ اوراس فعل میں جوفرق ہے وہ یہ کہ استثنائیہ حرف اور فعل غیر متصرف ہو سکتا ہے جس کا فاعل وجوباً مستتر ہوتا ہے اور اس پر داخل ہونے والا مَا یا تو مصدریہ ہوتا ہے یا زائدہ.

جبکہ یہ جو فعل ہے یہ متصرف ہے اور اس کا فاعل جوازاً مستتر ہے؛ جس کا الف رسم الخط میں بصورت یا ہوتا ہے اور مَا نافیہ داخل ہوتا ہے.

۳۔ اسم للتنزیہ الخالص: خالصۃً پاکی بیان کرنے کا اسم؛ اگر منوّن ہو تو مفعول مطلق ہے اور اس فعل کی وجہ سے منصوب ہے جس کے معنٰی میں یہ ہے اور وہ وجوباً محذوف ہے؛ اور جار و مجرور اسی فعل محذوف کے متعلقین ہیں؛ جیسے: حَاشاً لِلّٰہِ. اگر مضاف و منون نہ ہو؛ جیسے: حَاشَا لِلّٰہِ ؛ تو مفعول مطلق مبنی ہے بوجہ لفظاً و معنًی مشابہ ہونے کے حرف حَاشَا سے؛ (جو کہ روایتِ حفص میں بغیر الف کے ہے؛ جیسا کہ سورہ یوسف میں ہے: وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا ھٰذَا بَشَراً؛ اور: قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوْءٍ).

اگر منون نہ ہو اور مضاف ہو؛ جیسے: حَاشَا اللّٰہِ؛ تو معرب ہے.

(۱۷) وَ:

واو کی اقسام میں سے جارہ صرف وہ ہے جو قسم کے معنٰی میں آئے؛ جس کے لئے کسی لفظ کی کوئی تخصیص نہیں کہ تا کی طرح مقسم بہ اللّٰہ، الرّحمٰن یا رَبّ ہی ہو؛ اور نہ ہی اس کی قسم میں التماس و استعطاف مراد ہوتا ہے؛ جو صرف ظاہر کو جر دیتا ہے؛ جبکہ جار و مجرور کا متعلق وجوباً محذوف ہوتا ہے جس کی تقدیر أُقْسِمُ ہے؛ جیسے: وَاللّٰہِ لَأَعْمَلَنَّ بِأَمْرِ اللّٰہِ.

اگر واو قسمیہ کے بعد دوسرے تیسرے لفظ پر بھی واو ہو تو یہ واوِ عطف ہے؛ جیسے وَ التِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ. وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ. وَھٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِیْنِ. کبھی واوِ عطف بھی واوِ قسم پر آ جاتی ہے؛ جیسے:

وَ وَ اللّٰـہِ لَوْ لَا تَمْرُہٗ مَا حَبَبْتُہٗ
وَ لَا کَانَ أَدْنٰی مِنْ عُبَیْدٍ وَ مُشْرِقٍ

Marfat.com

قسم کا جواب لابدی ہے؛ ولہذا اس کے بعد جو مذکور ہے وہ اس کا جواب ہے نہ کہ خبر ہے؛ جیسے: وَاللّٰهِ لَنْ أُخَادِعَ ۔ اور اگر اس کا ماقبل ایسا ہو کہ جواب کو ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے یا قرائن (Body Language) مانع ہوں تو جوابِ قسم کا حذف واجب ہے؛ جیسے: لَنْ أُخَادِعَ وَاللّٰهِ ؛ یا: أُدَافِعُ وَاللّٰهِ عَنْ وَطَنِيْ. یا جب شرط اور قسم ایک ساتھ ہوں اور قسم مؤخر ہو تب بھی جواب کا حذف واجب ہے؛ جیسے: إِنْ أَخْلَصْتَ وَاللّٰهِ تُحْمَدْ ؛ یا جیسے: إِنْ أَخْلَصْتَ تُحْمَدْ وَاللّٰهِ. اس لئے کہ جو مذکور ہے وہ جوابِ شرط ہے؛ جبکہ قسم کا جواب محذوف ہے جس پر مذکور دلالت کر رہا ہے۔

قسم غیر استعطافی ہو تو اس کے جواب میں ذیل کی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(قسم غیر استعطافی وہ ہے جس کا جواب جملہ اخباریہ ہو؛ جبکہ استعطافی میں انشائیہ آتا ہے)

۱۔ فعل ماضی مثبت متصرف کی صورت میں قَدْ یا لَقَدْ کا لانا ضروری ہے؛ جیسے: وَاللّٰهِ قَدِ انْتَصَرَ الْمُسْلِمُوْنَ فِيْ بَدْرٍ.

۲۔ اگر فعل ماضی غیر متصرف ہو تو زیادہ تر لام آتا ہے؛ جیسے: اَلْمُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَنِعْمَ مَا يَعْمَلُ؛ مگر لَيْسَ کے ساتھ کچھ نہیں۔

۳۔ اگر فعل مضارع مثبت ہو تو لام و نون سے تاکید ضروری ہے؛ جیسے: وَ تَاللّٰهِ لَأَكِيْدَنَّ أَصْنَامَكُمْ.

۴۔ اگر جملہ اسمیہ مثبتہ ہو تو إِنَّ کا اقتران اور خبر میں لام واجب ہے؛ جیسے: وَ اللّٰهِ إِنَّ الْجِهَادَ لَوَاجِبٌ؛ لام نہ ہو ایسا کم ہی ہوتا ہے۔

۵۔ اگر جملہ اسمیہ مَا، لَا، إِنْ سے منفیہ ہو تو یہ کسی رابط کا محتاج نہیں۔

قسم اگر استعطافی ہو تو اس کا جواب جملہ انشائیہ ہوتا ہے؛ بخلاف غیر استعطافی کے؛ جیسے: بِاللّٰهِ هَلْ سَافَرَ أَخُوْكَ؟

یہ واو قسمیہ کے احکام تھے؛ واو عاطفہ کا ذکر حروفِ عطف کے ساتھ آئے گا؛ اس کی دیگر اقسام ملاحظہ کیجیے:

اولاً ۔ واو الاستئناف : ایسے میں یہ حرفِ غیر عامل ہے؛ مابعد مرفوع ہی رہتا ہے؛ جیسے: وَاتَّقُوا اللّٰهَ؛ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ.

Marfat.com

ثانیاً - واو المعیّة: اس کی تین اقسام ہیں:

۱ - ایک واوِ معیت عطف والی ہے کہ جب یہ مَعَ کے معنیٰ میں آتی ہے تو عطف کے ساتھ ساتھ نصاً معیت کے معنیٰ کا فائدہ بھی دیتی ہے؛ جس کے بعد کا اسم مرفوع آتا ہے جس کا عطف مبتدا پر ہوتا ہے اور خبر وجوباً محذوف ہوتی ہے جس کی تقدیر مقترنان یا متلازمان جیسے کلمہ سے کی جاتی ہے جو مصاحبت پر دلالت کرے؛ جیسے: كُلُّ جُنْدِيٍّ وَ سِلاحُهُ؛ أَيْ: كُلُّ جُنْدِيٍّ مَعَ سِلاحِهِ.

جو اگر نصاً معیت پر دلالت نہ کرے تو خبر کا حذف واجب نہیں بلکہ جائز ہوتا ہے؛ جیسے: كُلُّ رَجُلٍ وَ وَلَدُهُ.

۲ - ایسی واو جو یہ فائدہ دے کہ جو مابعد ہے وہ حدوث میں اس کا مصاحب ہے جو ما قبل میں ہے؛ یہ واو مضارع پر داخل ہوتی ہے جس کے بعد أَنْ مضمرہ وجوباً اسے نصب دیتا ہے؛ بشرطیکہ واو سے پہلے نفی یا طلب واقع ہو بغیر اسمِ فعل کے؛ اور مصاحبت مقصود ہو؛ جیسے:

لَا تَنْـهَ عَنْ خُـلُقٍ وَ تَأْتِيَ مِثْلَـهُ

عَارٌ عَلَيْكَ - اِذَا فَعَلْتَ - عَظِيْمٌ

یعنی نہی و اتیان کا ارتکاب آپ کی طرف سے آنِ واحد میں نہیں ہونے چاہییں.

یا پھر مضارع سے پہلے مصدرِ صریح واقع ہوا ہو؛ جیسے:

وَ لُبْسُ عِبَاءَةٍ وَتَقِرَّ عَيْنِيْ

أَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ لُبْسِ الشُّفُوْفِ

۳ - مفعول معہ کی واو؛ جو ایسے اسم سے پہلے آتی ہے جس کا اعراب مفعول معہ کا ہوتا ہے اور مَعَ کے معنیٰ میں ہوتی ہے؛ جیسے: سِرْتُ وَ النَّهْرَ؛ یہ واو اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ جس پر فعل واقع ہوا ہے وہ فعل کا مصاحب ہے.

واوِ معیت کے بعد کے اسم کا منصوب ہونا ان شرائط سے مشروط ہے:

۱- واو مَعَ کے معنیٰ میں ہو اور مصاحبت پر دلالت کرے؛ جیسے: سِرْتُ وَالنَّهْرَ.

یا: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ. یعنی: سردی جبات کی مصاحب ہے.

ایک مصاحبت منفی ہوتی ہے؛ جیسے:

Marfat.com

عَلَفْتُهَا تِبْناً وَ مَاءً بَارِداً
حَتّٰى غَدَتْ هَمَّالَةً عَيْنَاهَا

کیونکہ تقدیم علف کا زمانہ اور ہے اور تقدیم ماء کا اور؛ جس کی تقدیر: عَلَفْتُهَا تِبْناً وَ سَقَيْتُهَا مَاءً؛ ہے. جس کا تعلق عطفِ جملہ سے ہے.

۲۔ واو کا دخول اسم پر ہو نہ کہ جملہ پر؛ جیسے: سِرْتُ وَ النَّهْرَ ؛ اسم صریح ہو نہ کہ: اِشْتَرَكَ خَالِدٌ وَ سَعِيْدٌ کی طرح اسم عمدہ؛ کہ یہ فعل کی ضرورت ہونے کی وجہ سے اسم فضلہ نہیں. اسی طرح: لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَ تَأْتِيَ مِثْلَهُ ؛ کا اسم بھی صریح نہیں کہ اس کی تقدیر: لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَ اِتْيَانُكَ مِثْلَهُ عَارٌ؛ ہے. اس طرح واو کے بعد اسم مؤول ہے نہ کہ صریح ہے.

۳۔ واو سے پہلے ایسا جملہ مفیدہ واقع ہو جس میں فعل ہو؛ یا فعل کے معنیٰ و حروف والے کلمات؛ مثلاً: اسم فاعل، اسم مفعول، مصدر یا اسم فعل میں سے کوئی ہو؛ جیسے: اَلْمُزَارِعُ سَائِرٌ وَ النَّهْرَ.

ثالثاً : واو الحال:

یہ غیر عاملہ ہے؛ جو ایسے جملہ یا شبہ جملہ سے پہلے واقع ہوتی ہے جس کا اعراب محلِ نصب میں حال کا ہوتا ہے؛ جو صاحبِ حال کی ہیئت بیان کرتا ہے؛ جیسے: تَقَدَّمَ الْقَائِدُ جُنُوْدَهُ وَ هُوَ يَبْتَسِمُ ؛ أَوْ: وَ هُمْ يَبْتَسِمُوْنَ. پہلا حال قائد کا ہے جو کہ فاعل ہے؛ دوسرا جنودہ کا ہے جو مفعول بہ ہے. حالیہ جملہ میں ذیل کی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ خبریہ ہو؛ کیونکہ انشائیہ صاحبِ حال کے لئے بے معنیٰ ہے.

۲۔ غیر تعجبیہ ہو؛ کیونکہ مَا تعجبیہ میں کوئی بھی چیز عمل نہیں کرتی ہے.

۳۔ جملہ ایسے رابط پر مشتمل ہو جو اسے صاحبِ حال سے مربوط کر دے؛ مثلاً مناسب سی ضمیر؛ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ يَبْتَسِمُ ؛ جَاءَتْ هِنْدٌ تَبْتَسِمُ. یا ایسی واو کہ اس کی جگہ اِذْ لے سکے؛ جیسے: زَارَنِيْ وَالِدِيْ وَ وَلَدِيْ نَاجِحٌ. یا ضمیر و واو دونوں بھی ہو سکتے ہیں؛ جیسے: يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ.

احکامِ رابط:

۱۔ مندرجہ ذیل میں تو فقط ضمیر چاہیے:

Marfat.com

اَ ۔ جب حال جملہ فعلیہ ہو؛ اور فعل مضارع مثبت ہو؛ یا بغیر قَدْ کے لَا یا مَا سے منفی ہو اور اپنے جملہ معمولات سے مقدم ہو؛ جیسے :جَاءَ خَالِدٌ يَضْحَكُ .

ب ۔ جب حال جملہ مضارعیہ ہو اور لَا یا مَا سے منفی ہو؛ جیسے: مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ. جیسے کہ قولِ شاعر ہے:

عَهِدْتُكَ مَا تَصْبُوْ، وَ فِيْكَ شَبِيْبَةٌ
فَمَا لَكَ بَعْدَ الشَّيْبِ صَبًّا مُتَيَّمًا

ج ۔ حال جملہ مؤکدہ ہو جو ماقبل جملے کے مضمون کی تاکید میں ہو؛ جیسے: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ .

د ۔ حال جملہ معطوفہ ہو؛ جس کا عطف حال ماقبل پر ہو؛ یہ حال جملہ اسمیہ بھی ہو سکتا ہے؛ جیسے:فَجَاءَ هَا بَأْسُنَا بَيَاتاً أَوْ هُمْ قَائِلُوْنَ ؛ اور فعلیہ بھی؛ جیسے: دَخَلَ الْمَعْرِكَةَ مُتَوَكِّلاً عَلَى اللّٰهِ وَ هُوَ يَنْتَظِرُ النَّصْرَ.

ہ ۔ اِلَّا کے بعد حال جملہ اسمیہ ہو؛ جیسے: مَا قَرَأْتُ كِتَاباً اِلَّا الْقُرْآنَ أَصْدَقُ مِنْهُ ؛ یا جملہ فعلیہ ہو؛ جس کا فعل ماضی ہو؛ جیسے: يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ.

و ۔ حال جملہ فعلیہ ہو؛ جس کا فعل ایسا ماضی ہو جس سے پہلے أَوْ عاطفہ ہو؛ جیسے:

كُنْ لِلْخَلِيْلِ نَصِيْراً جَارَ أَوْ عَدَلَا
وَ لَا تَشُحَّ عَلَيْهِ جَادَ أَوْ بَخِلَا

۲ ۔ ذیل میں صرف واو چاہیے:

ا ۔ جب جملہ حالیہ لفظی یا تقدیری ضمیر ہو؛ جیسے: قَرَأْتُ الرِّسَالَةَ وَالْخَطُّ رَدِيْءٌ

ب ۔ مضارع مسبوق بقد ہو؛ جیسے: لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَ قَدْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ. یا اس کے معمولات میں سے کوئی اس پر مقدم ہو؛ جیسے: اِيَّاكَ نَعْبُدُ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ؛ جیسا کہ نَسْتَعِيْنُ کا جملہ مفعول بہ کے مقدم ہونے کی وجہ سے نعبد کی ضمیر کے لئے محل نصب میں حال ہے۔

۳ ۔ مندرجہ بالا کے علاوہ کا رابط ضمیر بھی ہو سکتی ہے اور ضمیر و واو دونوں بھی؛ جیسے

Marfat.com

جَاءَ خَالِدٌ كِتَابُهُ فِيْ يَدِهٖ ؛ أَوْ: وَكِتَابُهُ فِيْ يَدِهٖ. جَاءَ خَالِدٌ لَمْ يَنْجَحْ؛ أَوْ: وَ لَمْ يَنْجَحْ. جَاءَ خَالِدٌ مَا قَامَ أَبُوْهُ؛ أَوْ: وَ مَا قَامَ أَبُوْهُ.

ذوالحال کی شرائط:

صاحبِ حال کا معرفہ ہونا شرط ہے؛ مگر بعض مواضع میں نکرہ بھی ہوتا ہے؛ جیسا کہ:

۱۔ جب حال ذوالحال پر مقدم ہو؛ جیسے:

وَبِالْجِسْمِ مِنِّيْ بَيِّناً لَوْ عَلِمْتِهٖ
شُحُوْبٌ، وَ اِنْ تَسْتَشْهِدِيْ الْعَيْنَ تَشْهَدْ

۲۔ جب کسی وصف یا اضافت سے اس کی تخصیص کردی گئی ہو؛ جیسے: تَصَدَّقَ رَجُلٌ كَرِيْمٌ مُبْتَسِماً؛ أَرْجَعْتُ كِتَابَ تِلْمِيْذٍ نَظِيْفاً.

۳۔ جب حال نفی، استفہام یا نہی کے بعد واقع ہو؛ جیسے:

مَا حُمَّ مِنْ مَوْتٍ حِمًى وَاقِياً
وَلَا تَرٰى مِنْ أَحَدٍ بَاقِياً

اور:

يَا صَاحِ هَلْ حُمَّ عَيْشٌ بَاقِياً فَتَرٰى
لِنَفْسِكَ الْعُذْرَ فِيْ اِبْعَادِهَا الْأَمَلَا

قطریؔ کا شعر ہے:

لَا يَرْكَنَنْ أَحَدٌ اِلَى الْاِحْجَامِ
يَوْمَ الْوَغٰى مُتَخَوِّفاً لِحِمَامِ

۴۔ جب جملہ حالیہ کے ساتھ واو ہو ؛ جیسے: قَرَأْتُ كِتَاباً وَ أَوْلَادِيْ نَائِمُوْنَ. واو کا وقوع ہی اس بات کی تاکید کے لئے ہے کہ یہ جملہ حال کے لئے ہے نہ کہ صفت کے لئے؛ کیونکہ صفت وموصوف میں واو فاصل نہیں بنتی۔

۵۔ جب حال جامدہ ہو؛ جیسے: لَبِسَتِ الْمَرْأَةُ خَلْخَالًا حَدِيْداً وَ قُرْطاً ذَهَباً.

۶۔ جب نکرہ کا معرفہ سے یا ایسے نکرہ سے اشتراک ہو جس کے لئے حال کا آنا درست ہو؛ جیسے: دَخَلَ الِامْتِحَانَ زَيْدٌ وَ تِلْمِيْذٌ مُتَفَائِلَيْنِ. اور: دَخَلَ الْمَدْرَسَةَ تِلْمِيْذٌ مُجِدٌّ

Marfat.com

وَ مُعَلِّمٌ مُبْتَسِمِيْنَ.

ذوالحال کی نوعیت:

ذوالحال فاعل، نائب فاعل یا مفعول بہ ہوتا ہے؛ جبکہ سیبویہ کے مطابق مبتدأ کا بھی حال آتا ہے؛ جیسے: مُحَمَّدٌ صَغِيْرًا كَانَ مُجِدًّا.

جبکہ مضاف الیہ کے لئے یہ شرائط ہیں:

ا۔ مضاف مضاف الیہ کا جزء ہو؛ جیسے: أَ يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتاً. میتا کا اعراب أخ کے حال کا ہے اور أخ مضاف الیہ ہے؛ جس کا مضاف لحم ہے؛ اور یوں مضاف اپنے مضاف الیہ کا جزء ہوا۔

۲۔ مضاف مضاف الیہ کا شبہ جزء ہو؛ جیسے: ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفاً. حنيفا مضاف الیہ کا حال ہے بوجہ ملّة کے مضاف الیہ کا شبہ جزء ہونے کے؛ اور اس کے شبہ ہونے کی وجہ اپنے مضاف الیہ سے استغناء ہے۔

۳۔ مضاف حال میں عمل کرنے کا اہل ہو؛ یعنی اسم فاعل یا مصدر طرح کا ہو؛ مثلاً: إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعاً. لہٰذا جميعا كُم سے حال ہے؛ کیونکہ مرجع حال میں عمل کر رہا ہے۔

دلالتِ حال:

حال ذوالحال کی اس ہیئت کو بیان کرتا ہے جو اس پر طاری ہے؛ جو عموماً ایک عارضی کیفیت ہوتی ہے؛ جیسے: قَابَلَنِيْ زَيْدٌ ضَاحِكاً. کیونکہ کبھی عابسا کی کیفیت طاری ہونے کا بھی امکان موجود ہے۔

مگر کبھی حال عارضی ہیئت کے بجائے مستقل، ثابت اور لازم ہیئت کے لئے بھی آتا ہے جو اپنے صاحب سے جدا نہیں ہوتی؛ ایسا ذیل کے مواقع میں ہوسکتا ہے:

ا۔ جب حال اپنے عامل، صاحب یا مضمون جملہ کی تاکید کر رہا ہو؛ جیسے: وَ يَوْمَ أُبْعَثُ حَيّاً. اور: لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعاً. اور: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ.

۲۔ جب حال اور ذوالحال میں جدائی ممکن نہ رہے؛ جیسے: خَلَقَ اللّٰهُ الزَّرَافَةَ يَدَيْهَا أَطْوَلَ مِنْ رِجْلَيْهَا؛ اور: آمَنْتُ بِاللّٰهِ خَالِقاً؛ اور: أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلاً.

Marfat.com

حال کے جامدہ آنے کے مواقع:

۱۔ جب تشبیہ پر دلالت کرے؛ جیسے: نَفَرَتِ الْحَسْنَاءُ غَزَالاً ؛ أَیْ: تُشْبِهُ الْغَزَالَ. یا: سعر و قیمت پر دلالت کرے؛ جیسے: اِشْتَرَیْتُ الْأَرْضَ مِتْراً بِدِیْنَارٍ. یا: ترتیب کے لئے ہو؛ جیسے: قَامَتِ الطَّائِرَاتُ سِرْباً سِرْباً. (پہلا حال ہے؛ دوسرا تاکید کے لئے ہے)

۲۔ جب مفاعلت پر دلالت کر رہا ہو؛ جیسے: قَابَلْتُهُ وَجْهاً لِوَجْهٍ وَصَافَحْتُهُ یَداً بِیَدٍ.

۳۔ جب تفضیل کے انداز پر دلالت کر رہا ہو؛ جیسے: اَلْقَمَرُ بَدْراً أَجْمَلُ مِنْهُ هِلَالاً.

۴۔ جب عدد پر دلالت کر رہا ہو؛ جیسے: فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖ أَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً.

۵۔ جب حال مصدرِ صریح ہو اور معنیٰ مشتق کے دے رہا ہو؛ جیسے: حَدَّثَنِیْ صِدْقاً؛ أَیْ :صَادِقاً؛ وَمَدَحَ الْأَمِیْرَ اِرْتِجَالاً؛ أَیْ :مُرْتَجِلاً.

۶۔ جب حال اپنے صاحب کے مادّہ وصنف سے تعلق رکھتا ہو؛ جیسے: أُحِبُّ الْخَاتَمَ حَدِیْداً وَالْقُرْطَ ذَهَباً.

حال کی اقسام:

۱۔ مفرد: جو نہ جملہ ہو؛ نہ شبہ جملہ ہو؛ جیسے: دَخَلَ الْبَیْتَ مُبْتَسِماً.

۲۔ جملہ فعلیہ یا اسمیہ: دونوں میں ایک رابط کا ہونا ضروری ہے؛ جیسے: وَصَلَ وَالِدِیْ یَحْمِلُ هَدِیَّةً ، فَاسْتَقْبَلَهُ أَخِیْ وَهُوَ یَضْحَکُ.

۳۔ شبہ جملہ: جو ظرفِ تام یا جارّ و مجرور تام سے تشکیل پاتا ہے؛ جیسے: أَبْصَرْتُ الطَّائِرَةَ فَوْقَ السَّحَابِ؛ وَشَاهَدْتُ الْعُصْفُوْرَ فِی الْقَفَصِ.

ایک سے زائد حال کا جمع ہونا:

۱۔ کبھی ایک ہی ذوالحال کے لئے کئی ایک حال ہوتے ہیں جو واحد کی طرح سب کے سب اپنے صاحب سے مطابقت رکھتے ہیں؛ جیسے: یُعْجِبُنِی التَّاجِرُ أَمِیْناً مُخْلِصاً.

۲۔ اگر کلام التباس سے محفوظ ہو تو حال و صاحب دونوں متعدد آجاتے ہیں؛ جن میں سے ہر ایک اپنے صاحب کے مطابق ہوتا ہے؛ جیسے: أَکْبَرْتُ الْمُنَاضَلَةَ مُشَجِّعاً فِدَائِیَّةً. جس میں مشجّعا تا ضمیر کا حال ہے اور فدائیّۃ المناضلۃ کا.

Marfat.com

۳۔ کبھی ایک سے زائد حال اور ذوالحال بغیر ترتیب یوں جمع ہو جاتے ہیں کہ معنیٰ غیر واضح ہوتے ہیں؛ مثلاً حال ثانی کا اسمِ اول کے متعلق ہونا اور حال اول کا اسمِ ثانی کا حال ہونا؛ جیسے: شَاهَدْتُ أَخِيْ وَاقِفاً مُبْتَسِماً؛ اس جملے کا حال یہ ہے کہ واقفاتو اخی کا حال ہے جبکہ مبتسما تا ضمیر سے حال ہے۔

۴۔ کبھی لفظِ واحد، معنیً واحد سے حال متعدد ہوتا ہے اور صاحبِ حال بھی متعدد ہوتا ہے؛ ایسے میں صیغۂ حال جمع یا تثنیہ ہوتا ہے؛ جیسے: جَاءَتْ هِنْدٌ وَ سُعَادُ ضَاحِكَتَيْنِ ؛ وَ جَاءَ خَالِدٌ وَ سَعِيْدٌ وَ مُحَمَّدٌ ضَاحِكِيْنَ .

حال کے مواقع:

حال اپنے صاحب سے کبھی متاخر اور کبھی متقدم آتا ہے؛ جن میں سے ہر ایک کے لئے شرائط ہیں:

۱۔ ان ان صورتوں میں تاخر واجب ہے:

أ۔ جب محصورہ ہو؛ جیسے: وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ .

ب۔ جب ذوالحال فعل تعجب یا حرفِ ناسخ سے منصوب ہو جیسے: مَا أَجْمَلَ الْقَمَرَ بَدْراً . كَأَنَّ خَالِداً الْبَحْرُ كَرَماً .

ج۔ جب ذوالحال مضاف الیہ ہو؛ جیسے: يُعْجِبُنِيْ بَيْعُ التَّاجِرِ أَمِيْناً.

۲۔ تقدم واجب ہے:

جب ذوالحال محصور ہو؛ جیسے: مَا تَقَدَّمَ لِلْمَعْرَكَةِ فَرِحاً اِلَّا الشُّجَاعُ .

۳۔ مذکورہ کے علاوہ میں تقدیم وتاخیر دونوں جائز ہیں؛ جیسے: حَجَّ الْمُؤْمِنُ مُتَوَكِّلاً؛ حَجَّ مُتَوَكِّلاً الْمُؤْمِنُ؛ مُتَوَكِّلاً حَجَّ الْمُؤْمِنُ.

احوال عامل الحال:

حال کا عامل کبھی فعل، کبھی اسم فعل اور کبھی وہ جو بدون حروفِ فعل کے فعل والے معنیٰ پر دلالت کرے؛ مثلاً: ایسا اسم اشارہ جو أُشِيْرُ کے معنیٰ میں ہو؛ ایسا حرفِ تشبیہ جو أُشَبِّهُ کا معنیٰ دے رہا ہو؛ یا حرفِ تمنّی بمعنیٰ أَتَمَنّٰى ہو؛ یا حرفِ نداء ہو؛ یا ظرف ہو؛ یا جارّ و مجرور ہو۔

Marfat.com

حذفِ عامل:

حال کے عامل کا حذف کبھی واجب اور کبھی جائز ہوتا ہے.

ا۔ مندرجہ ذیل میں عامل وجوباً محذوف ہوتا ہے:

(ا۔ جب حال مفرد ہو اور جملۂ ماقبل کی تاکید کر رہا ہو؛ جس کے لئے جملے کے دونوں ارکان کا معرفہ و جامدہ ہونا شرط ہے؛ جیسے: زَيْدٌ أَبُوكَ عَطُوفاً.

ب۔ جب حال خبر کی نیابت کر رہا ہو؛ جیسے: كُلِي التُّفَّاحَ نَاضِجاً.

ج۔ جب حال اپنے عامل کی نیابت میں ہو؛ جیسے:

هَنِيئاً مَرِيئاً غَيْرَ دَاءٍ مُخَامِرٍ

لِعِزَّةِ مِنْ أَعْرَاضِنَا مَا اسْتَحَلَّتِ

د۔ جب حال مفردہ ہو اور زیادت، نقص یا توبیخ پر دلالت ہو؛ جیسے: دَعَوْتُ اللّٰهَ دَعْوَتَيْنِ فَصَاعِداً؛ أَيْ: فَذَهَبَ الدُّعَاءُ صَاعِداً. اور: أَ وُقُوفاً وَالْفِتْيَانُ قَدْ سَارُوا. (تم ابھی تک یہیں ہو جبکہ جوان چلے بھی گئے)

۲۔ جوازِ حذف:

اگر حذف پر دلیل ہو تو حذف جائز ہے؛ مثلاً: كَيْفَ تُحِبُّ التَّاجِرَ؟ کے جواب میں: أَمِيناً. کافی ہے.

عامل کی تقدیم و تاخیر:

ا۔ حال کے عامل کا حال پر مقدم ہونا واجب ہے:

اگر عامل فعل جامد ہو جیسا کہ فعلِ تعجب؛ یا اسم فعل ہو؛ یا معنوی ہو جیسا کہ اسمِ اشارہ.

۲۔ مؤخر ہونا واجب ہے:

اگر حال الفاظِ صدارت میں سے ہو؛ جیسے: كَيْفَ أَجَبْتَ عَنِ الْأَسْئِلَةِ؟

۳۔ تقدیم و تاخیر یکساں ہے: اگر عامل فعل متصرف ہو.

رابعاً: واو رُبَّ:

یہ رُبَّ کی نیابت میں ہوتی ہے؛ اس کا دخول اسم نکرہ کے ساتھ مخصوص ہے جو رُبَّ محذوفہ کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے نہ کہ واو سے. اس اسم مجرور کا اعراب مبتدأ کا ہے جو تقدیراً مرفوع

Marfat.com

ہے کہ محلاً تو یہ حرف جر شبیہ بالزائد کا مجرور ہے؛ جیسے:

وَلَيْلٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ أَرْخٰى سُدُوْلَهٗ
عَلَيَّ بِأَنْوَاعِ الْهُمُوْمِ لِيَبْتَلِي

خامسا: واو الفصل:

یہ رفع و جر کی حالت میں عَمْرو کا لاحقہ بنتی ہے تا کہ عُمَر اور عَمْرو میں فرق ملحوظ رہے؛ جیسے: أَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَبْلَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. جبکہ نصبی حالت میں واو کی ضرورت نہیں کہ فرق کے لئے عَمْرو کو تنوین ہی کافی ہے جو عُمَرُ کو منع ہے.

سادسا: واو الثمانية:

یہ ایک واو زائدہ ہے جو ثمانية کے عدد سے پہلے آتی ہے؛ جیسا کہ بعض نحویوں کا خیال ہے کہ عربوں کے ہاں عدد سبعة عددِ تام ہے اور اس سے اوپر عددِ مستأنف ہے جس سے پہلے واو لازمہ آتی ہے؛ جیسا کہ سورہ الکھف میں ہے: سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ. جیسا کہ: سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ؛ وَ يَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ. میں رابع اور سادس سے پہلے واو نہیں.

سابعا: واو الاعتراض:

اس کا تعلق جملہ معترضہ سے ہے؛ جیسے: اِحْتَرِمْ - وَرَعَاكَ اللّٰهُ - وَالِدَيْكَ.

ثامنا: الزائدة:

اس واو کے کوئی معنیٰ نہیں ہوتے؛ گویا اس کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے. جو زیادہ تر اِلَّا کے بعد آتی ہے؛ جیسے: مَا مِنْ عَالِمٍ اِلَّا وَلَهٗ هَدَفٌ. اور اِذَا یا حَتّٰی اِذَا کے بعد بھی؛ جیسے ۔

وَلَقَدْ رَمَقْتُكَ فِي الْمَجَالِسِ كُلِّهَا
فَاِذَا وَ أَنْتَ تُعِيْنُ مَنْ يَبْغِيْنِيْ

اور بسا مواقع ان کے علاوہ میں بھی؛ جیسا کہ دیے گئے شعر کے شروع میں؛ اور: كُلَّ عَامٍ وَ أَنْتُمْ بِخَيْرٍ؛ اور: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ.

تاسعا: علامة الرفع:

یہ واو اسماءِ خمسہ (جنھیں ہم ستہ مکبرہ کہتے ہیں) اور جمع مذکر سالم میں ضمہ کی نیابت

Marfat.com

کے لئے ہے؛ جیسے: هٰذَا أَبُوكَ ؛ وَهٰؤُلَاءِ مُهَنْدِسُوْنَ . لہٰذا واو ضمہ کے بدلے اور نون اس تنوین کا عوض ہے جو اس کے مفرد میں تھی؛ اسی وجہ سے اسے اضافت کی حالت میں حذف ہونا ہوتا ہے. اور اگر زیدون، عابدین کسی کا نام ہے تو اس کے اعراب میں تین آراء ہیں جو کہیں آچکی ہیں.

عاشراً: واو الجماعة / ضمیر متصل:

وہ واو جو عقلاء کی جمع مذکر میں بطور ضمیر آتی ہے؛ جسے جمع کی واو کہتے ہیں. یہ ماضی، مضارع، امر کے صیغوں میں ہوتی ہے؛ جس کا اعراب فاعل، نائب فاعل یا فعل ناسخ کے اسم کا ہوتا ہے؛ جیسے: اَلْعُلَمَاءُ يَعْمَلُوْنَ لِخَيْرِ الْوَطَنِ؛ وَ يَكُوْنُوْنَ مِشْعَلَ الْأُمَّةِ اِذَا أَخْلَصُوْا. جس کا زیادہ تر استعمال تو عاقل کے لئے ہے مگر کبھی غیر عاقل کے لئے بھی آجاتی ہے جب غیر عاقل کو بمنزلتِ عاقل لیا جائے؛ جیسے: يٰٓأَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ . یا جس کی متعدد اقسام ہوں اور قسم عاقل کو غلبہ حاصل ہو؛ یا ویسے ہی عاقل کو غیر عاقل پر غلبہ حاصل ہو.

حادی عشر: دالّ علی الجماعة :

جب فعل کے بعد فاعل مذکور ہو تو یہ اس کے صیغۂ جمع ہونے پر دلالت کرتی ہے؛ جیسے: وَ أَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؛ میں اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَسَرُّوْا کا فاعل ہے۔

☆☆☆☆☆

۲ ـ حروف مشبہ بالفعل (Verbal Particles)

اِنَّ أَنَّ كَأَنَّ لٰكِنَّ لَيْتَ لَعَلَّ

یہ حروف چونکہ اپنی ساخت، معنیٰ اور عمل میں فعل سے مشابہ ہیں اس لئے انہیں مشبہ بالفعل کہتے ہیں. یہ جملہ کے ناسخ ہیں؛ جو مبتدا و خبر کی حیثیت کو بدل دیتے ہیں. جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدأ کو اپنا اسم بنا کر اسے نصب اور خبر کو اپنی خبر بنا کر رفع دیتے ہیں؛ جیسے: اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ (آزمائش کا دارومدار بولنے اور بات چیت پر ہے)

(ا) - اِنَّ:

حرف تاکید و نصب؛ نواسخ جملہ میں سے ہے؛ مشبہ بالفعل کی سرپرستی کرتا ہے. جملہ

Marfat.com

اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدأ کو اپنے اسم کی بناء پر نصب اور خبر کو بر بناء اپنی خبر رفع دیتا ہے؛ جیسے: اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. أَنَّ کی طرح یہ اپنے معمولین کے ساتھ بتاویل مصدر نہیں ہوتا؛ نہ ہی اس کا اسم، اس کی خبر یا اس کی خبر کا معمول اس پر مقدم ہوتے ہیں؛ ولہٰذا: مُجِدٌّ اِنَّ مُحَمَّداً؛ یا: اِنَّ مُجِدٌّ مُحَمَّداً. درست نہیں؛ اگر خبر شبہِ جملہ ہو تو توسط جائز ہے؛ جیسے: اِنَّ فِی الدَّارِ مُحَمَّداً. جبکہ معمول خبر کا اسم و خبر کے درمیان آنا درست ہے؛ جیسے: اِنَّ مُحَمَّداً لِرِسَالَتِہٖ مُبَلِّغٌ؛ بشرطیکہ:

١۔ معمول پر لامِ ابتداء ہو.

٢۔ معمول اس کا متوسط ہو جو اِنَّ کے بعد ہے؛ جبکہ اس کا مابعد اسم بھی ہو سکتا ہے اور خبر بھی ہو سکتا ہے.

٣۔ خبر اس لائق ہو کہ اس پر لام داخل ہو سکے.

٤۔ خبر متاخر ہو تو اس کا خالی از لام ہونا.

٥۔ معمول حال، تمیز، مفعول مطلق یا مفعول لاجلہ نہ ہو؛ لہٰذا: اِنَّ زَیْداً لَتَأْدِیْباً ضَارِبٌ ابْنَہٗ؛ یا: اِنَّ زَیْداً لَخُرُوْجَ أَبِیْہِ خَارِجٌ؛ کہنا خلاف قاعدہ ہے.

اِنَّ کبھی بھی مہمل نہیں آتا کہ عمل نہ کرے؛ اگر کہیں اشکال ہو تو سمجھ لیجیے کہ اس کا اسم محذوف ہے جو ضمیر شان ہے؛ جیسا کہ الأخطل کا شعر ہے:

اِنَّ مَنْ یَدْخُلِ الْکَنِیْسَةَ یَوْماً

یَلْقَ فِیْهَا جَآذِراً وَ ظِبَاءً ا

اس شعر میں اِنَّ حرفِ تاکید و نصب؛ جبکہ مَنْ اسم شرط جازم ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ ان کا ماقبل ان کے مابعد میں عمل نہیں کرتا؛ اور نہ ہی ان کی صدارت کی وجہ سے ان کا ماقبل خود ان میں عمل کرتا ہے؛ بناء بریں اِنَّ کا اسم ضمیر شان محذوف ہے اور مابعد کا پورا جملہ خبر ہے. ایسا ہی معاملہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا ہے: اِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَاباً یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ. کہ المصوّرون مرفوع ہے.

اسم اِنَّ کی شرائط:

١۔ اِنَّ کا اسم ایسے الفاظ میں سے نہیں ہونا چاہیے جن کا مبتدأ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہونا لازم ہے؛ کیونکہ ان کی حیثیت جاری مجری امثال کی سی ہے جن میں تغییر جائز نہیں؛

Marfat.com

مثلاً: طوبیٰ، درّ. جیسے: طُوْبیٰ لَهُمْ ؛ وَ لِلّٰهِ دَرُّکَ.

۲۔ ایسا مبتدا نہ ہو جس کا حذف کرنا واجب ہو.

۳۔ کلماتِ صدارت میں سے نہ ہو؛ یعنی: اسماءِ شرط، استفہام، کم خبریہ، ما تعجبیہ، مبتدا مقرون بلام الابتداء. مگر ضمیر شان کو استثناء حاصل ہے؛ باوجودیکہ یہ ان میں سے ہے جنہیں تصدیر لازم ہے؛ جیسا کہ ارشادِ رسول ﷺ اور بیت الأخطل میں واقع ہے.

خبرِ انَّ کی شرائط:

۱۔ اِنَّ کی خبر کو انشائی یا طلبی نہیں ہونا چاہیے؛ جبکہ نِعْمَ، بِئْسَ، حَبَّذَا، لَا حَبَّذَا مستثنیٰ ہیں. جب کہ بیتِ شاعر ے

اِنَّ الَّذِیْنَ قَتَلْتُمْ أَمْسِ سَیِّدَهُمْ
لَا تَحْسَبُوْا لَیْلَهُمْ عَنْ لَیْلِکُمْ نَامَاً

کی تقدیر یہ ہے کہ خبرِ انَّ محذوف ہے؛ أَیْ: مَقُوْلٌ فِیْ شَأْنِهِمْ لَا تَحْسَبُوْا.

جبکہ أَنَّ اس شرط سے مستثنیٰ ہے کہ اس کی خبر جملہ انشائیہ بھی آجاتی ہے؛ جس میں قیاس یہ ہے کہ ایسا تب ہوتا ہے جب یہ مخففہ ہو؛ جیسے: وَ أَنْ عَسٰى أَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ.

۲۔ ان میں سے نہ ہو جن کی خبر کا حذف واجب ہے.

۳۔ منفی ہونے کی صورت میں اس پر لام الابتداء نہیں داخل ہوتا ہے؛ چنانچہ: اِنَّ زَیْدًا لَلَا یَقُوْمُ. غلط ہے. جبکہ:

وَ أَعْلَمُ اِنَّ تَسْلِیْماً وَ تَرْکاً
لَلَا مُتَشَابِهَانِ وَ لَا سَوَاءٌ

میں اس کا ورود شاذ ہے.

۴۔ اگر اِنَّ کی خبر ماضی متصرف بغیر قَدْ ہو؛ یا مضارع بغیر سِیْن یا سَوْفَ ہو تو لَام نہیں لگاتے.

۵۔ اِنَّ کی خبر اس پر ہرگز مقدم نہیں ہوتی؛ نہ ہی اس کے اسم پر. اگر ظرف یا جار مجرور ہو تو توسط جائز ہے؛ جیسے: اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً.

Marfat.com

اِنَّ کے همزة کے مکسور ہونے کے مواقع:

۱ ۔ ابتداء میں ہو؛ جیسے: اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ.

۲ ۔ جب جملہِ صِلہ کے صدر میں آئے؛ جیسے: قَابَلْتُ الَّذِیْ اِنَّہٗ صَدِیْقُ أَبِیْ.

۳ ۔ جب جملۂ صفت کے صدر میں ہو؛ جیسے: قَابَلْتُ رَجُلاً اِنَّہٗ فَاضِلٌ.

۴ ۔ جب جملہِ حال کے صدر میں ہو؛ جیسے: کَمَا أَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ؛ وَاِنَّ فَرِیْقاً مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکٰرِھُوْنَ.

۵ ۔ جب قول کے بعد مباشرةً واقع ہو اور اپنے معمولین کے ساتھ حکایتِ قول بیان کرے؛ جیسے: قَالَ اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ.

اگر قول حکایت کے بجائے جاری مُجری الظنّ ہو تو همزة مفتوح ہوگا؛ جیسے: أَتَقُوْلُ أَنَّ الْعَدْلَ مَعْدُوْمٌ؛ أَیْ: أَتَظُنُّ.

۶ ۔ جوابِ قسم ہو اور اس کی خبر پر لام ہو؛ جیسے: وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَصَادِقٌ.

۷ ۔ أَلَا استفتاحیہ کے بعد ہو؛ جیسے: أَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَاءُ.

۸ ۔ جملہ کے شروع میں ایسی خبر ہو جو اسمِ عین سے ہو؛ جیسے: مُحَمَّدٌ اِنَّہٗ رَسُوْلٌ.

۹ ۔ جب افعالِ قلوب میں سے کسی فعل کے بعد ہو اور معلّق باللام ہو؛ جیسے: عَلِمْتُ اِنَّ الِامْتِحَانَ لَصَعْبٌ. اگر لام حذف ہو جائے تو فتحہ واجب ہے۔

۱۰ ۔ حَیْثُ کے بعد آئے؛ جیسے: اِجْلِسْ حَیْثُ اِنَّ زَیْدًا جَالِسٌ.

۱۱ ۔ اِذْ یا اِذَا کے بعد واقع ہو؛ جیسے: اِحْتَرِمْہُ اِذْ اِنَّہٗ کَرِیْمٌ.

۱۲ ۔ حَتّٰی ابتدائیہ کے بعد ہو؛ جیسے: مُحَمَّدٌ شَھْمٌ حَتّٰی اِنَّہٗ یُسَاعِدُ الْغُرَبَاءَ.

جبکہ جواز کا ذکر أَنَّ کی بحث میں آئے گا۔

خبر اِنَّ کی نوعیت:

اِنَّ کی خبر مفرد، جملہ، شبہِ جملہ ہر طرح آتی ہے؛ جیسے: اِنَّ اللّٰہَ کَرِیْمٌ. اِنَّ الْجُنْدِیَّ یَحْرُسُ الْحُدُوْدَ. اِنَّ التِّلْمِیْذَ کِتَابَتُہٗ نَظِیْفٌ. اِنَّ الْعُصْفُوْرَ فَوْقَ الْغُصْنِ. اِنَّ الْمَاءَ فِی الِابْرِیْقِ.

Marfat.com

اِنَّ سے مَا کا اتصال:

جب اِنَّ اور اس کے اخوات سے مَا زائدہ ملتا ہے تو یہ انھیں لفظی عمل سے روک دیتا ہے مگر معنوی باقی رہتا ہے؛ یوں اِنَّ کا اثر جملے کے رکنین سے زائل ہو جاتا ہے؛ مگر لَیْتَ میں اعمال واہمال دونوں ہیں۔ اس مَا کو کافہ کہتے ہیں کہ اس نے اِنَّ کا عمل روک دیا ہے اور اِنَّ کو مکفوفہ کہتے ہیں؛ اس طرح ان دونوں کو کافّة و مکفوفة کا نام دیا گیا ہے. ایسے میں اِنَّ اسماء تک محدود نہ رہا بلکہ جملہ فعلیہ پر داخل ہونے کا بھی اہل ٹھہرا ؛ جیسے: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ . اور: اِنَّمَا یَعْمَلُ الصَّالِحُوْنَ لِخَیْرِ الْبَلَدِ . اب اس کے بعد والا اسم اپنی اصل کی طرف لوٹ کر مبتدأ ٹھہرا؛ نہ کہ اسم اِنَّ.

مَا موصولہ یا مصدریہ کافہ نہیں بلکہ اِنَّ کا عمل باقی رہتا ہے؛ جیسے: اِنَّ مَا عِنْدَکَ حَسَنٌ؛ أَیْ: اِنَّ الَّذِیْ عِنْدَکَ. اور: اِنَّ مَا فَعَلْتَ حَسَنٌ ؛ أَیْ : اِنَّ فِعْلَکَ حَسَنٌ.

اِنَّ مخففہ = اِنْ:

اِنَّ کبھی نادر طور پر مخفف بھی ہوتا ہے؛ جملہ فعلیہ پر آئے تو اہمال واجب ہے؛ جملے کا فعل اکثر ماضی ناسخ ہوتا ہے؛ جیسے: وَ اِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَةً اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ . اور کبھی مضارع ناسخ ہوتا ہے؛ جیسے: وَ اِنْ نَظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ. خلافِ قیاس یہ فعل کبھی غیر ناسخ بھی ہوتا ہے مگر یہ نادر بات ہے؛ جیسے ؎

شَلَّتْ یَمِیْنُکَ اِنْ قَتَلْتَ لَمُسْلِماً
حَلَّتْ عَلَیْکَ عُقُوْبَةُ الْمُتَعَمِّدِ

بالکل اسی طرح یہ جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جس میں زیادہ تر یہ مہمل ہی آتا ہے؛ جیسے: اِنْ زَیْدٌ قَادِمٌ . اور کبھی ثقیلہ کی طرح عمل بھی کرتا ہے کہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے؛ تب اس کے معمولین میں سے آخری پر لام مفتوحہ کا آنا لازم ہے؛ جسے اللام الفارقة کہتے ہیں کہ یہ ثقیلہ سے مخففہ اِنْ اور اِنْ نافیہ میں فرق کرتا ہے؛ جیسے: اِنْ مُحَمَّدًا لَرَسُوْلٌ؛ اور: اِنْ فِی الدَّارِ لَزَیْدًا. بشرطیکہ اِنْ کا یہ دوسرا معمول لام کے قابل ہو؛ بصورتِ دیگر یا تو لفظی دلیل دلالت کرے گی کہ یہ ثقیلہ سے مخففہ ہے؛ جیسا کہ خبر کا منفی ہونا؛ جیسے: اِنْ قَائِدُ الْجَیْشِ لَنْ یَخْدَعَ . یا معنوی دلیل سے پتہ چلے گا؛ جیسے ؎

Marfat.com

وَ نَحنُ أُبَاةُ الضَّيمِ مِنْ آلِ مَالِکٍ

وَ اِنْ مَالِکٌ کَانَتْ کِرَامَ الْمَعَادِنِ

جیسا کہ یہ مقام مدح ہے؛ جس کی غمازی بیت کا صدر کر رہا ہے؛ لہٰذا یہ اِنْ نافیہ نہیں ہوسکتا؛ ورنہ تو قبیلے کی مذمت لازم آئے گی؛ حالانکہ مقصود مدح ہے۔ جبکہ قولِ باری تعالیٰ: اِنْ هٰذَانِ لَسٰحِرَانِ. میں اہمال واضح ہے.اور جن کی قراءت میں نون بالتشدید ہے ان کے ہاں ھٰـذَانِ اِنَّ کا اسم ان کی لغت کے مطابق ہے جو مثنٰی کو ہمیشہ الف دیتے ہیں. یا پھر اِنَّ کا اسم محذوف ضمیر شان ہے؛ یا اِنَّ بمعنٰی نَعَمْ ہے.

اِنَّ اور اس کے معمولین کے بعد اگر کوئی اسم عاطف کے ہمراہ واقع ہو تو اسم اِنَّ پر عطف کی وجہ سے اسے نصب دے سکتے ہیں؛ اور مبتدا بنا کر رفع دے سکتے ہیں جس کی خبر محذوف ہے؛ جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ وَخَالِدًا؛ أَوْ: وَ خَالِدٌ. یہی قاعدہ اخواتِ اِنَّ میں سے لٰکِنَّ، أَنَّ کے لئے بھی ہے مگر دیگر شریک نہیں.

بنی تمیم کے بارے مشہور ہے کہ یہ اِنَّ اور اخواتِ اِنَّ کے اسم وخبر دونوں کو نصب دیتے ہیں؛ جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِماً. جس کی گواہی شعراءِ عرب کا کلام بھی دے رہا ہے؛ مثلاً: محمد بن ذؤیب کا شعر ہے ۔

کَأَنَّ أُذْنَیْهِ اِذَا تَشَوَّفَا

قَادِمَةً أَوْ قَلَماً مُحَرَّفاً

اور: عمر بن ربیعة کا قول ہے ۔

اِذَا اسْوَدَّ جُنْحُ اللَّیْلِ فَلْتَأْتِ فَلْتَکُنْ

خُطَاکَ خِفَافاً، اِنَّ حُرَّاسَنَا اُسْدًا

جبکہ جمہرة النحاة اس کی تخریج یوں کرتے ہیں کہ دوسرا اسم منصوب اِنَّ کی خبر محذوف سے حال ہے؛ جس کی تقدیر: اِنَّ حُرَّاسَنَا تَلْقَاهُمْ اُسْدًا؛ ہے.

لفظ اِنَّ کے دوسرے روپ:

ا۔ اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل کے علاوہ حرف بمعنٰی نَعَمْ بھی آتا ہے جو غیر عامل ہے؛ شاعر کا کہنا ہے:

Marfat.com

بَـكَـرَ الْـعَـوَاذِلُ فِـى الصَّبُوْ
حِ يَـلُـمْـنَـنِـىْ وَ أَلُـوْمُهُـنَّـهْ
وَ يَـقُـلْـنَ : شَيْـبٌ قَـدْ عَلَا
كَ، وَقَـدْ كَبِـرْتَ فَقُلْتُ اِنَّـهْ
أَىْ : نَعَمْ ؛ عَلَانِىَ الشَّيْبُ، وَ مَا زِلْتُ كَمَا كُنْتُ.

خزانة الأدب ج : 4 ص : 62 میں ہے کہ: عبد اللّٰہ بن الزبیر رضی اللّٰہُ عنہما نے ایک شخص کو بھیک نہ دی تو وہ غصہ کھا کر کہنے لگا: لَعَنَ اللّٰهُ نَاقَةً حَمَلَتْنِىْ اِلَيْكَ؛ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ : اِنَّ وَ رَاكِبَهَا؛ أَىْ: نَعَمْ ! وَلَعَنَ اللّٰهُ رَاكِبَهَا.

۲ ـــ اِنَّ أَنِيْنٌ مصدر سے واحد کے لئے فعل امر بھی ہے؛ اور وَآىٰ بمعنٰی وَعَدَ بنون تاکید موکد بھی ہے.

۳۔ اِنَّا اصل میں اِنَّـنَا ہے؛ جس میں نَا ضمیر اسم اِنَّ ہے؛ جس کا نون تخفیفاً محذوف ہے؛ یہی حال: أَنَّا، انّی، أنّی، كأنّا، كأنّی، لكنّا اور لكنّی کا ہے.

(۲) ـ أَنَّ :

اگر چہ أَنَّ اور اِنَّ میں کمال کی لفظی و معنوی مماثلت پائی جاتی ہے اور احکام میں بھی بہت زیادہ اشتراک ہے کہ اِنَّ کی طرح حرف نصب و تاکید ہے؛ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے؛ جیسے: عَلِمْتُ أَنَّ خَالِدًا مُجِدٌّ. اس کے اسم و خبر کی شرائط بھی وہی ہیں جو اِنَّ کی ہیں. تاہم اس میں اور اِنَّ میں جو سب سے بڑا فرق ہے وہ اس کا اپنے معمولین کے ساتھ بتاویل مصدر ہونا ہے؛ اور تب اس کے اعراب کے محلات ہیں:

۱۔ محلِ رفع:

۱۔ مذکورہ فعل کا فاعل بن کر؛ جیسے: أَوَ لَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا.

۲۔ فعل محذوف کا فاعل؛ جیسے: لَوْ أَنَّكَ نَاجِحٌ لَأَخَذْتَ جَائِزَةً ؛ أَىْ: لَوْ ثَبَتَ نَجَاحُكَ.

۳۔ نائب فاعل کے طور پر؛ جیسے: عُرِفَ أَنَّ الْمَقْعَدَ نَظِيْفٌ.

۴۔ مبتدأ؛ جیسے: وَمِنْ آيَتِهٖ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً.

Marfat.com

۵۔ اسمِ معنیٰ کی خبر؛ جیسے: اِعْتِقَادِیْ أَنَّکَ فَاضِلٌ.

ب ۔ محلِ جر:

ا۔ بذریعہ حرف؛ جیسے: ذٰلِکَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ.

۲۔ اضافت کی وجہ سے؛ جیسے: اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ.

۳۔ حَتّٰی جارہ کے بعد.

ج ۔ محلِ نصب:

غیرقول کے لئے مفعول بہ؛ جیسے: وَ لَا تَخَافُوْنَ أَنَّکُمْ أَشْرَکْتُمْ بِاللّٰهِ.

یہ والا مصدرِ مؤول نہ تو مفعول مطلق آتا ہے، نہ ظرف، نہ حال نہ تمییز اور نہ ہی ظَنَّ اوراس کے اخوات میں سے کسی کا مفعول بہ.

جوازِ کسرہ:

ا۔ اگر اِذَا فجائیہ کے بعد آئے تو أَنَّ یا اِنَّ میں سے جو مرضی ہے لائیں؛ جیسے: اِسْتَیْقَظْتُ فَاِذَا أَنَّ / اِنَّ الْمَطَرَ نَازِلٌ. یا:

۲۔ فا جوابیہ کے بعد ہو؛ جیسے: مَنْ أَخْلَصَ فِیْ عَمَلِهٖ فَأَنَّهٗ / فَاِنَّهٗ وُفِّیَ. یا:

۳۔ جب یہ قول کی خبر ہو اور خبر بمعنیٰ قول ہو؛ اور قولین کا فاعل بھی ایک ہو؛ جیسے: أَوَّلُ قَوْلِیْ أَنِّیْ / اِنِّیْ أَحْمَدُ اللّٰهَ.

فتحہ تب ہے جب یہ: أَوَّلُ قَوْلِیْ حَمْدُ اللّٰهِ ؛ کے معنیٰ میں ہو؛ اور کسرہ اس وقت ہے جب خبر کو اِنِّیْ أَحْمَدُ اللّٰهَ ؛ کی طرح جملہ مانا جائے؛ جو کسی رابط کا محتاج ہی نہیں کہ معنوی اعتبار سے خبر خود ہی مبتدأ ہے.

مصدرِ مؤول کے معنیٰ:

أَنَّ کی خبر مشتق ہو تو مصدرِ مؤول کے معنیٰ خبر کے لفظ سے ہی ہوں گے؛ جیسے: یُعْجِبُنِیْ أَنَّکَ نَاجِحٌ؛ أَیْ: یُعْجِبُنِیْ نَجَاحُکَ. اگر شبہ جملہ ہو تو تقدیر اِسْتِقْرَارٌ ہے؛ کیونکہ تب یہ مُسْتَقِرٌّ یا اِسْتَقَرَّ کا متعلق بنتا ہے؛ جیسے: عَلِمْتُ أَنَّکَ فِی الْمَدْرَسَةِ؛ أَیْ: عَلِمْتُ اِسْتِقْرَارَکَ. جبکہ جامد کی صورت میں تقدیر کَوْنٌ ہے؛ جیسے: عَلِمْتُ أَنَّ بِنَاءَکَ حَجَرٌ؛ أَیْ: عَلِمْتُ کَوْنَهٗ حَجَرًا.

Marfat.com

مصدرِ مؤوّل کا زمانہ:

زمانے پر اس کی دلالت حسبِ قرینہ مستقبل، حاضر، ماضی؛ کسی پر بھی ہو سکتی ہے؛ عدمِ قرینہ کی صورت میں اطلاق ہے۔

صدرِ مؤوّل چونکہ تاکید کا فائدہ دیتا ہے؛ اس لئے عَلِمْتُ اور اس جیسے یقین پر دلالت والوں کو اس پر مقدم رکھا جاتا ہے تاکہ موافقت برقرار رہے۔

اگر اس سے مَا زائدہ متصل ہو تو وہ اسے عمل سے روک دیتا ہے اور مخصوص بالاسماء بھی نہیں رہتا؛ جیسے: کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ.

أنَّ کی انفرادیت:

۱۔ یہ اپنے معمولین کے ہمراہ اپنے اخوات میں سے کسی کا بھی اسم ہو سکتا ہے (جبکہ دیگر ایسے نہیں ہیں) بشرطیکہ خبر شبہِ جملہ ہو اور اس پر مقدم ہو؛ جیسے: کَأَنَّ فِیْ نَفْسِیْ أَنَّکَ خَطِیْبٌ. أَنَّکَ خَطِیْبٌ کَأَنَّ کا اسم ہے جس کی خبر فِیْ نَفْسِیْ ہے۔

۲۔ اس کی خبر جملہ انشائیہ بھی آسکتی ہے؛ جیسے: وَ الْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ.

۳۔ اس سے حرفِ جر حذف بھی ہو سکتا ہے؛ جیسے: عَجِبْتُ أَنَّکَ خَطِیْبٌ؟ أَیْ: مِنْ أَنَّکَ خَطِیْبٌ.

۴۔ اگر التباس سے امن پائیں یا محذوف پر دلالت موجود ہو تو اسے اور اس کے معمولین کو حذف بھی کیا جا سکتا ہے؛ جیسے: أَیْنَ شُرَکَاءِیَ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ؛ أَیْ: تَزْعُمُوْنَ (أَنَّهُمْ شُرَکَائِیْ).

اسمِ أنَّ پر عطف:

اسمِ أنَّ پر اگر کسی اسم کا عطف ہو تو اعراب کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ معطوف کو عطف کی بناء پر نصب دیا جائے؛ جیسے: عَلِمْتُ أَنَّ زَیْدًا مُسَافِرٌ وَ خَالِدًا.

۲۔ مبتدا بنا کر رفع دیا جائے؛ جس کی خبر محذوف ہو گی؛ جیسے: عَلِمْتُ أَنَّ زَیْدًا مُسَافِرٌ وَ خَالِدٌ.

Marfat.com

خبرِ أنَّ :

اس کی خبر کے احکام وہی ہیں جو إنَّ یا مبتدأ کی خبر کے ہیں؛ جو کبھی مفرد، کبھی جملہ اور کبھی شبہِ جملہ ہوتی ہے۔

أنَّ مخففہ:

أَنَّ جب مخففہ آتا ہے تو یہ عاملہ آتا ہے نہ کہ مہملہ؛ جو عموماً افعالِ یقین یا بمنزلہ یقین؛ مثل عَلِمَ اور رَآی کے بعد آتا ہے۔ جس کا اسم ضمیرِ شان وجوباً محذوف ہوتا ہے؛ اور خبر یا تو جملہ اسمیہ ہوتی ہے؛ جیسے: وَ آخِرُ دَعْوٰهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

یا فعلیہ دعائیہ یا بددعائیہ ہوتی ہے؛ جیسے:

زَعَمَ الْفَرَزْدَقُ أَنْ سَيُقْتَلُ مَرْبَعًا

أَبْشِرْ بِطُوْلِ سَلَامَةٍ يَا مَرْبَعُ

جیسا کہ النمل میں ہے: أَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ .

اس کی خبر عموماً فعل جامد ہوتی ہے؛ جیسے: وَ أَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى.

اگر متصرف ہو تو مندرجہ ذیل میں سے کسی کے ذریعے مفصول ہوگی:

۱۔ حرفِ تنفیس (السین، سوف) سے؛ جیسے: عَلِمَ أَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى.

۲۔ لَمْ، لَا، لَنْ کے حروفِ نفی میں سے کسی کے ساتھ؛ جیسے: أَيَحْسَبُ أَنْ لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ؛ اور: أَيَحْسَبُ أَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ. جبکہ ان تین کے علاوہ دیگر حروفِ نفی میں سے کوئی مسموع نہیں۔

۳۔ لَوْ سے؛ جیسے: وَ أَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ.

۴۔ قَدْ سے؛ جیسے: وَ نَعْلَمُ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا.

۵۔ شرط سے؛ جیسے: أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا.

اس کے اسم کا ضمیر بارز ہونا نادر ہے؛ مثل اس شعر کے:

فَلَوْ أَنْكِ فِيْ يَوْمِ الرَّخَاءِ سَأَلْتِنِيْ

طَلَاقَكِ لَمْ أَبْخَلْ وَ أَنْتِ صَدِيْقُ

اس کی خبر کا مفرد آنا بھی نادر ہے؛ ایسے میں اس کے اسم کا مذکور ہونا لازم ہے؛ جیسا

Marfat.com

شعر ہے۔

بِـأَنَّكَ رَبِيـعٌ وَ غَيـثٌ مَـرِيـعٌ
وَ أَنَّكَ هُـنَـاكَ تَـكُـوْنَ الثِّمَالَا

(۳) ـ كَأَنَّ :

یہ اپنی ساخت کے اعتبار سے یا تو بسیطہ ہے؛ یا کاف اور أَنَّ سے مرکبہ ہے؛ جو مندرجہ ذیل معنی دیتا ہے:

۱ ـ التشبيه : زیادہ تر اسی معنی میں آتا ہے؛ جیسے: كَأَنَّ فِجَاجَ الْأَرْضِ حَلْقَةُ خَاتَمٍ.

۲ ـ الشكّ أو الظنّ : اگر قرائن دلالت کریں تو؛ جیسے: كَأَنَّ الْحَارِسَ نَائِمٌ.

کہا یہ جاتا ہے کہ خبر جامد ہو تو یہ تشبیہ کا فائدہ دیتا ہے؛ مشتق ہو تو شک کے لئے ہے۔

۳ ـ التقريب: جیسے: كَأَنَّ الْفَرَجَ آتٍ.

۴ ـ التحقيق : عمر بن أبي ربيعة کا شعر ہے۔

كَأَنَّنِي حِينَ أُمْسِي لَا تُكَلِّمُنِي
مُتَيَّمٌ يَشْتَهِي مَا لَيْسَ مَوْجُوْدًا

شاعر کو نہ تو اپنے اسیر عشق ہونے میں شک ہے اور نہ ہی یہ تشبیہ کے پیرائے میں ہے؛ بلکہ وہ اپنی جنونی کیفیت سے پوری طرح آگاہ ہے۔

اس کی خبر کی نوع، اسم کی شرائط اور ما زائدہ کے اتصال کے احکام وہی ہیں جو إِنَّ کے بارے مذکور ہیں۔

مخففہ:

جب یہ مخففہ ہوتا ہے تب بھی عمل کرتا ہے؛ جس کا اسم عموماً محذوف ضمیر شان بنتی ہے۔

اگر خبر جملہ اسمیہ یا مفرد ہو تو کسی فاصل کا محتاج نہیں؛ جیسے:

وَ صَدْرٍ مُشْرِقِ النَّحْرِ
كَأَنْ ثَدْيَاهُ حُقَّانِ

یعنی پستانوں کا حال اور شان یہ ہے کہ گویا مشکیزہ ہیں اور جیسے: وَجْهُ الْفَتَاةِ مُشْرِقٌ كَأَنْ قَمَرٌ؛ أَيْ: وَكَأَنَّهُ قَمَرٌ.

Marfat.com

ثدياه حقّان کا جملہ جو مبتدا اُو خبر سے مرکب ہے؛ محل رفع میں کَأنْ کی خبر ہے؛ جس کا اسم ضمیر شان محذوف ہے؛ اور جو ثَدْيَيْهِ کو منصوب روایت کرتے ہیں ان کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

اس کی خبر جملہ فعلیہ ہو اور فعل ماضی ہو تو قَدْ سے فصل واجب ہے؛ جیسے:

لَا يَهُولَنَّكَ اصْطِلَاءُ لَظَى الْحَرْ

بِ فَمَحْذُورُهَا كَأَنْ قَدْ أَلَمَّا

اس کا اسم محذوف نہ ہو یا ضمیر شان کے علاوہ کوئی دوسرا ہو یہ نادر ہے؛ مثل باعث بن صریم کے اس شعر کے:

وَ يَوْمًا تُوَافِيْنَا بِوَجْهٍ مُقَسَّمٍ

كَأَنْ ظَبْيَةٌ تَعْطُوْ اِلٰى وَارِقِ السَّلَمْ

ظبية کو نصب دیں تو یہ کأن کا اسم ہے؛ جملہ مابعد صفت ہے؛ جبکہ خبر محذوف ہے؛ أیْ: كَأَنْ ظَبْيَةً عَاطِيَةً هٰذِهِ الْمَرْأَةُ. جبکہ یہ مرفوع بھی مروی ہے؛ ایسے میں یہ کأن کی خبر ہے حالانکہ یہ مفرد ہے جو نادر بات ہے؛ اور اسم ضمیر شان محذوف ہے. جبکہ یہ ایک تیسری روایت میں مجرور بھی ہے؛ جس میں أنْ کا اعراب زائدہ کا ہے جو اس جار و مجرور کے درمیان ہے جو محذوف کے متعلق ہیں؛ اور یہ محذوف تُوَافِیْ کے فاعل کا حال ہے. ایسی ہی ایک روایت: كَأَنْ ثَدْيَيْهِ حُقَّانِ ؛ کے بارے بھی ہے۔

اس ضمن میں سب سے نادر بات اس کے اسم کا ایسا محذوف اسم ہونا ہے جو ضمیر شان نہ ہو؛ جیسے: اَلصَّارُوْخُ قَوِيٌّ كَأَنْ قَصْفُ الرَّعْدِ؛ أيْ : كَأَنْ صَوْتَهٗ قَصْفُ الرَّعْدِ.

كَأَنَّمَا:

اس صورت میں اس کے ساتھ ما زائدہ ہے نہ کہ موصولہ؛ جو اس کے عمل کو مانع ہے اور اختصاص بالاسماء کو زائل کرتا ہے؛ جس کی وجہ سے انھیں کافّة و مكفوفة کہتے ہیں؛ جیسے: كَأَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ. بخلاف موصولہ کے جو اَلَّذِيْ کا معنی دیتا ہے؛ یہ عمل کو مانع نہیں اور جدا لکھا جاتا ہے؛ جیسے: كَأَنَّ مَا تَأْكُلُهٗ مُرٌّ.

Marfat.com

(۴) - لٰکِنَّ:

کہا جاتا ہے کہ یہ لا اور اِنَّ سے مرکب ہے؛ جس میں کاف زائدہ ہے. ایک قول کے مطابق اس کی اصل لٰکِنْ اِنَّ ہے؛ ھمزۃ کے تخفیفاً حذف کے بعد لٰکِنْ کا نون اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔ یہ استدراک کا فائدہ دیتا ہے؛ جس کا مطلب کسی چیز کے ثبوت کے وہم کو رفع کرنا ہے؛ جیسے: اَلْکِتَابُ مُمَزَّقٌ لٰکِنَّهُ مُفِیْدٌ. یا اس کے مابعد کو ایسے حکم سے نسبت دینا ہے جو اس کے ماقبل کے مخالف ہو؛ جیسے: اَلْمَاءُ عَکِرٌ لٰکِنَّهُ طَاهِرٌ. اس کے بارے یہ بھی قول ہے کہ یہ استدراک کے ساتھ ساتھ تاکید کا بھی فائدہ دیتا ہے.

اس کے اسم و خبر کی شرائط وہی ہیں جو اِنَّ کے اسم و خبر کی ہیں. اس کی خبر میں لام الابتداء نہیں داخل ہوتا؛ بخلاف کوفیین کے جن کی دلیل یہ نادر شعر ہے:

یَلُوْمُوْنَنِیْ فِیْ حُبِّ لَیْلٰی عَوَاذِلِیْ
وَ لٰکِنَّنِیْ مِنْ حُبِّهَا لَعَمِیْدُ

حالانکہ ثقاۃ نے اسے نقل کرنے سے احتراز کیا ہے. پھر یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ لام زائدہ ہو نہ کہ لامِ ابتداء. بہرحال اس شعر کے سوا آپ کو کہیں بھی لام نہیں ملے گا؛ بناء بریں انھیں اسے دلیل نہیں بنانا چاہیے تھا؛ اسے ضرورتِ شعری گردانتے ہوئے صرفِ نظر سے کام لینا چاہیے تھا؛ اس پر طرہ یہ کہ قائل بھی مجہول ہے؛ جس کی وجہ سے حجت میں اور ضعف آ گیا ہے.

مخففہ:

جب اسے تخفیف دی جاتی ہے تو اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے؛ لغت میں اس کے اعمال کے بارے کوئی ٹھوس دلیل موجود نہیں؛ نہ ہی یہ جملہ اسمیہ والی تخصیص باقی رہتی ہے. اعراباً یہ حرفِ ابتداء ہوتا ہے جو استدراک کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ. اگر بعدہٗ مرفوع ہو تو مبتدا ہے؛ جیسے: لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ. اگر اس کے بعد ضمیر منفصل منصوب آئے تو فعل محذوف کا مفعول بہ ہے؛ جیسے:

وَ تَرْمِیْنَنِیْ بِالطَّرْفِ، اَیْ اَنْتَ مُذْنِبٌ
وَ تَقْلِیْنَنِیْ، لٰکِنْ اِیَّاکِ لَا اَقْلِیْ

Marfat.com

ما زائدہ کا اتصال:

جب اس سے ما زائدہ ملتا ہے تو یہ اسے عمل سے روک دیتا ہے؛ جنہیں کافہ ومکفوفہ کہتے ہیں؛ اور مختص بالجملہ اسمیہ بھی نہیں رہتا؛ أمرؤ القیس کا شعر ہے:

وَلٰکِنَّمَا أَسْعٰی لِمَجْدٍ مُؤَثَّلٍ

وَقَدْ یُدْرِکُ الْمَجْدَ الْمُؤَثَّلَ أَمْثَالِی

اگر ما موصولیہ ہو تو یہ کافہ نہیں؛ جیسے:

فَوَ اللّٰہِ مَا فَارَقْتُکُمْ قَالِیًا لَکُمْ

وَلٰکِنَّ مَا یُقْضٰی فَسَوْفَ یَکُوْنُ

یہ بات کاشانۂ ذہن میں حاضر رہنی چاہیے کہ ما موصولہ زائدہ کی طرح ملا کر نہیں لکھا جاتا.

اگر التباس کا خدشہ نہ ہو تو اسم کا جوازاً حذف اس کے خصائص میں سے ہے؛ جیسے:

وَمَا کُنْتُ مِمَّنْ یَدْخُلُ الْعِشْقُ قَلْبَہٗ

وَلٰکِنَّ مَنْ یُبْصِرْ جُفُوْنَکِ یَعْشَقُ

فعلین کے مجزوم ہونے سے واضح ہے کہ مَنْ اسماءِ شرط میں سے ہے؛ اور اسماءِ شرط میں ان کا ماقبل عمل نہیں کرتا؛ ثابت ہوا کہ لٰکِنَّ کا اسم ضمیر شان ہے.

اصلاً مخففہ:

ایک لٰکِنْ وہ ہے جو لٰکِنَّ سے مخففہ نہیں بلکہ اپنی اصل میں مخففہ ہے. اس کا استعمال بیک وقت بطور حرفِ عطف اور استدراک کے ہے؛ جو دوسرے کا پہلے کے ساتھ اعرب میں اشتراک بجالاتا ہے نہ کہ حکم میں. جس کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

ا۔ اس کا معطوف مفرد ہو؛ اس سے پہلے نفی یا نہی آئی ہو.

۲۔ اس سے واو نہ ملی ہو؛ جیسے: مَا فَتَحَ الْعِرَاقَ عَمْرٌو لٰکِنْ سَعْدٌ ؛ اور: لَا تُشَارِکْ خَالِدًا لٰکِنْ مُحَمَّدًا.

اگر عطف جملے کا ہو یا واو آئی ہو تو اس کا اعراب حرفِ ابتداء غیر عامل کا ہے جو استدراک کے لئے ہے؛ جیسے:

Marfat.com

إِنَّ ابْنَ وَرْقَاءَ لَا تُخْشٰى بَوَادِرُهُ
لٰكِنْ وَقَائِعُهُ فِي الْحَرْبِ تُنْتَظَرُ

اور: لَمْ تَبْدَأُ الدِّرَاسَةُ لٰكِنْ حَضَرَ الطُّلَّابُ ؛ اور: مَا أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ وَلٰكِنِ الْجَوُّ مُعْتَدِلٌ . اگر ایجاب کے بعد ہو تو ثقیلہ سے مخففہ حرف ابتداء ہے.

معلوم رہے کہ عاطفہ قصر قلب کے لئے ہے؛ جیسا کہ: مَا جَاءَ سَعِيْدٌ لٰكِنْ خَالِدٌ.
میں اس کا رد ہے جو اس کے برعکس سمجھے.

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ثقیلہ سے مخففہ کے بعد جملہ اسمیہ یا فعلیہ آئے تو یہ مبتدأ ہے واو ہو یا نہ ہو؛ جیسے: تَلَبَّدَتِ الْغُيُوْمُ لٰكِنِ الْجَوُّ مُعْتَدِلٌ ؛ اور: زُرْتُ مَكَّةَ لٰكِنْ أَخِيْ زَارَ الْمَدِيْنَةَ ؛ اور: يَجُوْدُ الْمُسْلِمُ بِمَالِهٖ وَ لٰكِنْ يَحْفَظُ دِيْنَهٗ؛ اور: وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ. خنساء کے شعر میں بھی ایسا ہی ہے:

إِنَّ الْجَدِيْدَيْنِ فِيْ طُوْلِ اخْتِلَافِهِمَا
لَا يَفْسُدَانِ وَ لٰكِنْ يَفْسُدُ النَّاسُ

(۵) ۔ لَيْتَ:

حرفِ تمنی ہے جو غالب طور پر تو مستحیل و ناممکن کے لئے ہے؛ جیسے:

فَيَا لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ يَوْمًا
فَأُخْبِرَهٗ بِمَا فَعَلَ الْمَشِيْبُ

یا جس کا حصول ارزاں نہ ہو؛ جیسے: لَيْتَ السَّلَامَ يَعُمُّ الْعَالَمَ . ممکنات سے اس کا واسطہ برائے نام ہے؛ جیسے: لَيْتَ الطَّعَامَ لَذِيْذٌ. اس کے اسم و خبر کی شرائط إِنَّ والی ہیں.

اگر اس کی خبر ضمیر منفصل منصوب ہو؛ جیسے:

مَرَّتْ بِنَا سَحَرًا طَيْرٌ فَقُلْتُ لَهَا:
طُوْبَاكِ، يَا لَيْتَنِيْ إِيَّاكِ، طُوْبَاكِ

تو ایسا شعری ضرورت کے تحت ہے؛ جس میں یہ ضمیر رفع کی نیابت میں ہے.

خبر اگر شبہ جملہ ہو تو اس کا صرف اسم پر تقدم جائز ہے؛ جیسے: لَيْتَ فِي الْمَالِ سَعَادَةً.

مندرجہ ذیل احکام اس کے خصائص میں سے ہیں:

Marfat.com

۱۔ جب اس سے ما زائدہ ملتا ہے تو اس کا جملہ اسمیہ والا اختصاص زائل نہیں ہوتا اور عاملہ ہوتا ہے؛ جیسے: لَيْتَمَا السَّعْدَ بِالْيَدِ. کبھی اخوات پر محمول کرتے ہوئے اہمال بھی اختیار کر لیتے ہیں؛ جیسے: لَيْتَمَا السَّعْدُ بِالْيَدِ؛ النابغة کے اس شعر کو دونوں طرح روایت کیا گیا ہے:

قَالَتْ: أَلَا لَيْتَمَا هٰذَا الْحَمَامُ لَنَا

إِلٰى حَمَامَتِنَا أَوْ نِصْفُهُ فَقَدِ

اگر الحمام کو رفع دیں تو یہ اہمال ہے جو هٰذَا سے بدل ہے؛ اور نصب ہو تو اعمال ہے۔

۲۔ اس کی خبر میں لام الابتداء نہیں داخل ہوتا؛ بخلاف خبر اِنَّ کے۔

۳۔ اس کے اسم پر عطف آئے تو اسم معطوف میں سوائے نصب کچھ جائز نہیں؛ تأخر و توسط دونوں صورتوں میں؛ جیسے: لَيْتَ زَيْدًا تَاجِرٌ وَخَالِدًا ؛ لَيْتَ زَيْدًا وَخَالِدًا تَاجِرَانِ. لَعَلَّ، كَأَنَّ میں بھی ایسا ہی ہے؛ جبکہ اِنَّ، أَنَّ، لٰكِنَّ میں رفع بھی جائز ہے۔

۴۔ اس کے اور اس کے اسم کے درمیان کوئی فاصل نہیں آسکتا؛ بخلاف أَنْ، كَأَنْ مخففتین کے۔

۵۔ کبھی اس کے اسم و خبر کی جگہ أَنَّ اور اس کے معمولین سے مصدرِ مؤول لے لیتا ہے؛ جیسے: لَيْتَ أَنَّ الْحَيَاةَ سَعِيْدَةٌ.

۶۔ اگر اس سے پہلے حرف نداء ہو؛ جیسے: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ. تو منادیٰ محذوف ہے؛ جیسا کہ يَا قَوْمِ وغیرہ میں ہوتا ہے؛ یا پھر نداء کی بجائے يَا تنبیہ کے لئے ہے۔

۷۔ اس کے بعد اکثر شِعْرِيْ کا لفظ ہوتا ہے؛ جیسے: لَيْتَ شِعْرِيْ بمعنٰی لَيْتَ عِلْمِيْ؛ یا: لَيْتَنِيْ أَعْلَمُ. جو کسی بات پر تعجب سے عبارت ہے؛ جس کی وجہ سے اس کے بعد استفہام لابدّی ہے؛ جیسے: لَيْتَ شِعْرِيْ أَشَقِيٌّ فُلَانٌ أَمْ سَعِيْدٌ ؟ شِعْرِيْ تو اس کا اسم ہے جبکہ خبر محذوف ہے؛ یا خبر کی جگہ جملہ استفہام نے لے رہا ہے۔

۸۔ جب اس سے یا متکلم ملتی ہے تو نون وقایہ آتا ہے؛ (بخلاف لَعَلَّ کے) جیسے: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ. قرآنِ کریم میں یہ ہر جگہ نون سے ہے؛ کبھی نادر طور پر محذوف بھی ہوتا ہے؛ زيد الخير کا شعر ہے:

Marfat.com

كَمُنْيَةِ جَابِرٍ إِذْ قَالَ: لَيْتَنِي
أُصَادِفُهُ وَ أُتْلِفُ جُلَّ مَالِي

(۶)۔ لَعَلَّ:

اس کے اسم وخبر کی شرائط اِنَّ کے اسم وخبر جیسی ہیں؛ یہ ان معنوں میں آتا ہے:

ا۔ ممکن کی توقع کے لئے؛ یعنی اچھائی کی امید اور برائی کے اندیشے کے لئے ہے؛ جیسے: لَعَلَّ وَلَدِیْ نَاجِحٌ ؛ اور: لَعَلَّ الْعَدُوَّ یَتَقَدَّمُ. اور یہ جو قرآنِ کریم میں ہے: فَأَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْ أَطَّلِعُ إِلٰى إِلٰهِ مُوْسٰى. تو یہ باعتبار فرعون کے گمان کے ہے کہ وہ اسے اپنی جہالت کے سبب ممکن سمجھ بیٹھا. اور اگر اس کا استعمال اللّٰہ تعالٰی کی طرف سے ہے تو تحقیق کے معنٰی دے گا.

۲۔ تعلیل واستفہام: اس کے ان معنٰی میں آنے میں اختلاف ہے اور استعمال بھی کم ہے؛ تعلیل کی مثال: فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشٰى؛ أَیْ: لِكَیْ يَتَذَكَّرَ.

استفہام جیسے:

وَ بُدِّلْتُ قَرْحًا دَامِيًا بَعْدَ صِحَّةٍ
لَعَلَّ مَنَايَانَا تَحَوَّلْنَ أَبْؤُسًا

اس شعر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کی خبر بغیر قَدْ کے ماضی متصرف بھی آسکتی ہے؛ یہی بات رسول اللّٰہ ﷺ کے اس ارشاد سے بھی واضح ہے: وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

اس کا وقوع بطور حرفِ جر بھی ہوا ہے؛ جو کہ لغتِ عقیل ہے؛ جو زائدہ کے مشابہ ہے جس کا کوئی متعلق نہیں؛ اس کا مجرور لفظاً مبتدأ ہے؛ جیسا کہ کعب بن سعد کا شعر ہے:

فَقُلْتُ: أُدْعُ أُخْرٰى وَ ارْفَعِ الصَّوْتَ جَهْرَةً
لَعَلَّ أَبِی الْمِغْوَارِ مِنْكَ قَرِيْبٌ

اسی کا ایک اور شعر ہے:

لَعَلَّ اللّٰهِ فَضَّلَكُمْ عَلَيْنَا
بِشَیْءٍ إِنَّ أُمَّكُمْ شَرِيْمٌ

Marfat.com

اس کے لامِ ثانی کی تخفیف تو ثابت نہیں؛ البتہ لامِ اول کا حذف جائز ہے؛ الأضبط بن قریع کا شعر ہے:

وَ لَا تُهِينَ الْفَقِيرَ عَلَّكَ أَنْ
تَرْكَعَ يَوْمًا وَ الدَّهْرُ قَدْ رَفَعَهْ

نافع بن سعد کا یہ شعر بھی اس کا شاہد ہے:

وَ لَسْتُ بِلَوَّامٍ عَلَى الْأَمْرِ بَعْدَمَا
يَفُوتُ ، وَ لٰكِنْ عَلَّ أَنْ أَتَقَدَّمَا

اس سے ما کا اقتران:

جب اس سے ما زائدہ ملتا ہے تو اسے عمل نہیں کرنے دیتا؛ پھر یہ کافہ و مکفوفہ کہلاتا ہے؛ اور اسماء والا اختصاص بھی گیا؛ اور جملہ فعلیہ پر اس کا دخول روا ٹھہرا؛ الفرزدق کہتا ہے:

أَعِدْ نَظَرًا يَا عَبْدَ قَيْسٍ لَعَلَّمَا
أَضَاءَتْ لَكَ النَّارُ الْحِمَارَ الْمُقَيَّدَا

مگر ما موصولہ عمل کو مانع نہیں؛ جیسے: لَعَلَّ مَا اشْتَرَيْتَهُ يَنْفَعُكَ.

یا متکلم کا اتصال ہو تو یہ عموماً نون وقایہ سے خالی ہوتا ہے؛ جیسے: لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ. اور: لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا. الفرزدق کہتا ہے:

وَ إِنِّي لَرَامٍ نَظْرَةً قِبَلَ الَّتِي
لَعَلِّي - وَإِنْ شَطَّتْ نَوَاهَا - أَزُورُهَا

جبکہ نون کا وجود کم ہی ملتا ہے؛ جیسے:

فَقُلْتُ : أَعِيرَانِي الْقَدُومَ لَعَلَّنِي
أَخُطُّ بِهَا قَبْرًا لِأَبْيَضَ مَاجِدِ

ایسا ہی حاتم کا شعر ہے:

أَرِينِي جَوَادًا مَاتَ هَزْلًا لَعَلَّنِي
أَرَى مَا تَرَيْنَ، أَوْ بَخِيلًا مُخَلَّدَا

اس کی خبر میں حرفِ تنفیس کا جواز بھی اس کا خاصہ ہے؛ جیسے:

Marfat.com

فَقُولَا لَهَا قَوْلاً رَقِيقاً لَعَلَّهَا
سَتَرْحَمُنِيْ مِنْ زَفْرَةٍ وَ عَوِيْلِ

اور أَنْ اور فعل مضارع سے مصدرِ مؤول کا اس کی خبر میں وقوع؛ جیسے: لَعَلَّ أَخِيْ أَنْ يَرْضٰى عَنْ عَمَلِيْ.

یہ بسا اوقات عَسٰی کے حکم میں ہوتا ہے؛ جیسا کہ ارشادِ نبوی میں ہے: فَلَعَلَّ بَعْضُكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ.

کیونکہ أَنْ جس طرح عَسٰی کی خبر میں داخل ہوتا ہے اس کی خبر میں بھی آتا ہے۔

☆☆☆☆☆

۳۔ حروفِ عطف (Conjunction Words)

حروفِ عطف دس ہیں: وَاوْ، فَا، ثُمَّ، حَتّٰی، أَوْ، إِمَّا، أَمْ، لَا، بَلْ، لٰكِنْ. یہ ایک کو دوسرے سے اعراباً و حکماً ملاتے ہیں۔

(ا)۔ واو:

یہ محض جمع اور متعاطفین کے مابین صرف لفظی و حکمی عطف کے لئے ہے؛ ترتیب و وقفہ کا فائدہ نہیں ہے اس میں؛ جیسے: سَافَرَ خَالِدٌ وَ مُحَمَّدٌ. یہ سفر ایک ساتھ بھی ہوسکتا ہے اور آگے پیچھے بھی؛ اور دونوں کے سفر میں تراخی و مہلت بھی آسکتی ہے۔

یہ ترتیب کا فائدہ دے گا اگر معنوی دلیل ہو تو؛ جیسے: وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوْحاً وَّ إِبْرٰهِيْمَ. یا لفظی دلیل ہو؛ جیسے: حَضَرَ الْمُعَلِّمُ وَالتِّلْمِيْذُ بَعْدَهٗ. اور کبھی تراخی کے لئے بھی ہوتا ہے؛ جیسے: إِنَّا رَادُّوْهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ. جیسا کہ اللہ رب العزت نے لوٹا تو دریا میں ڈالے جانے کے فوراً بعد دیا؛ مگر پیغام پہنچانے پر چالیسویں سال لگایا۔

احکام واو العطف:

یہ بعض امور میں دیگر حروفِ عطف سے مختلف ہے:

ا ـ محض عطف کا فائدہ دیتا ہے؛ جبکہ عطف کے ساتھ تعقیب و ترتیب یا تراخی محتاج دلیل ہیں۔

Marfat.com

۲ ۔ اس کا عطف مندرجہ ذیل کے لئے ہے:

ا۔ عام کا خاص پر؛ جیسے: رَبِّ اغْفِرْ لِی وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ. جبکہ خاص کے عام پر عطف میں اس کے ساتھ حَتّٰی بھی شریک ہے؛ جیسے: مَاتَ النَّاسُ وَالْأَنْبِیَاءُ / حَتَّی الْأَنْبِیَاءُ. جیسا کہ واضح ہے کہ عاطفہ کی صورت میں یہ جارہ نہیں ہیں؛ کہ معطوف توابع میں سے ہے۔

ب ۔ کسی مترادف کا اپنے مترادف پر؛ جیسے: قَالَ اِنَّمَا أَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ. کیونکہ الحزن بھی البث کے معنیٰ میں ہے۔

ج ۔ ایسے مفرد کا مفرد پر جسے جمع اور تثنیہ ہونے کا حق حاصل ہو؛ جیسے:

أَقَمْنَا بِهَا یَوْمًا وَ یَوْمًا وَ ثَالِثًا

وَ یَوْمًا لَهُ یَوْمُ التَّرَحُّلِ خَامِسٌ

د۔ سابق کا لاحق پر؛ جیسے: کَذٰلِکَ یُوْحِیْ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ.

ہ ۔ موصوفِ واحد کی ایسی مختلف صفات کا ایک دوسرے پر عطف جو لفظاً تو یکساں ہوں مگر معنیٰ مختلف ہوں؛ جیسے: قَابَلَنِیْ طُلَّابٌ أُرْدُنِیٌّ وَ لِیْبِیٌّ وَمِصْرِیٌّ وَ سُوْرِیٌّ. (جو و کے بعد ہے وہ موصوف نہیں بلکہ معطوف ہے)

و ۔ عقود کا نیف پر (النیّف اس عددِ مسلسل کو کہتے ہیں جو عقدین کے درمیان ہو) جیسے: ثَلَاثَةٌ وَ أَرْبَعُوْنَ؛ یا: نَیِّفٌ وَ أَرْبَعُوْنَ.

ز ۔ ایسے کا جسے اس کی ضرورت ہو؛ کہ معطوف علیہ کفایت نہ کرے؛ جیسے: تَشَارَکَ زَیْدٌ وَ مُحَمَّدٌ؛ وَ تَنَافَسَ نَاصِرٌ وَ کَمَالٌ.

ان دو جملوں کو ملانے کی صلاحیت صرف واو میں ہے؛ دوسرا کوئی اس لائق نہیں۔

۳ ۔ اس سے لَا کا اقتران ہے؛ اگر اس سے پہلے نفی یا نہی ہو اور واو سے معیت مقصود نہ ہو؛ جیسے: اَلْمُؤْمِنُ لَا یُصَادِقُ اللَّئِیْمَ وَ لَا الْمُخَادِعَ؛ (جبکہ الفاتحۃ کا غیر بھی نفی کا فائدہ دے رہا ہے؛ لہٰذا وَ لَا الضَّالِّیْنَ کا لا بھی اسی قبیل کا ہے)۔ اندریں صورت: مَا تَشَارَکَ خَالِدٌ وَ لَا سَعِیْدٌ؛ درست نہیں کہ یہاں واو میں معیت والے معنیٰ پائے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

۴ ۔اس کے ساتھ لٰکِنْ استدراکیہ مخففہ کا آنا؛ جیسے: مَا کَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ.

۵ ۔ یہ جب تقسیم کا فائدہ دے تو أَوْ کے معنٰی میں ہوتا ہے؛ جیسے: اَلْفِعْلُ مَاضٍ وَ مُضَارِعٌ وأَمْرٌ. اگر تخییر کا فائدہ دے تو پھر بھی أَوْ کے معنٰی میں ہے؛ جیسے:

وَ قَالُوْا: نَأَتْ فَاخْتَرْ لَهَا الصَّبْرَ وَ الْبُکَا
فَقُلْتُ: اَلْبُکَا أَشْفٰی إِذًا لِغَلِیْلِیْ

اس معنٰی میں عموماً یہ اِمَّا ثانیہ سے پہلے آتا ہے؛ جیسے: اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا.

٦ ۔یہ کبھی با کے معنٰی میں ہوتا ہے؛ جیسے: أَنْتَ أَعْلَمُ وَمَالُکَ.

٧ ۔ یہ مَعَ کے معنٰی میں بھی آتا ہے؛ تب یہ عطف کے ساتھ ساتھ نصاً معیت کے معنٰی بھی دیتا ہے. ایسے میں اس کے بعد ایک مرفوع اسم آتا ہے جس کا عطف مبتدأ پر ہوتا ہے؛ جیسے: کُلُّ جُنْدِیٍّ وَ سِلَاحُهٗ ؛ أَیْ : کُلُّ جُنْدِیٍّ مَعَ سِلَاحِهٖ. جس کی خبر وجوباً محذوف ہوتی ہے؛ جس کی تقدیر ایسے کلمہ سے کی جاتی ہے جو مصاحبت پر دلالت کرے مثل مُقْتَرِنَانِ یا مُتَلَازِمَانِ کے.

اگر نصاً معیت پر دلالت نہ کرے تو خبر کا حذف تب بھی جائز ہے؛ جیسے: کُلُّ رَجُلٍ وَوَلَدُهٗ.

٨ ۔ اغراء وتحذیر کے اسلوب میں عطف؛ جیسے: اَلصِّدْقَ وَالْاِخْلَاصَ؛ اور: اِیَّاکَ وَالْخِدَاعَ . پہلی مثال میں مفرد کا مفرد پر؛ جبکہ دوسری میں جملے کا جملے پر عطف ہے.

٩ ۔ اسم کا ایسی ضمیر متصل مرفوع پر عطف جس کی ضمیر منفصل سے تاکید کی گئی ہو؛ جیسے: ذَهَبْتُ أَنَا وَسَعِیْدٌ؛ کبھی یہ عطف بغیر تاکید بھی ہوتا ہے؛ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله و سلم کا ارشادِ گرامی ہے: کُنْتُ وَ أَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ.

١٠ ۔ ایسے محذوف عامل کے عطف کا جواز عامل مذکور پر جس کا معمول باقی ہو؛ جیسے:

إِذَا مَا الْغَانِیَاتُ بَرَزْنَ یَوْمًا
وَ زَجَّجْنَ الْحَوَاجِبَ وَ الْعُیُوْنَا

Marfat.com

العیون ایک محذوف عامل کا معمول ہے جس کی تقدیر کَحَّلْنَ ہے؛ اسی کا زَجَّجْنَ پر عطف ہے جو تجاوزاً ہے؛ ورنہ تو العیون کا الحواجب پر عطف ہو ہی نہیں سکتا کہ التزجیج تو الحواجب کی ہوتی ہے نہ کہ العیون کی؛ العیون کو تو الکحل چاہیے۔

۱۱ ۔ اگر دلیل موجود ہو تو یہ اور معطوف حذف بھی ہو سکتے ہیں؛ النابغة کا شعر ہے:

فَـمَـا كَانَ بَيْنَ الْخَيْرِ لَوْ جَاءَ سَالِمًا

أَبُـوْ حَـجَـرٍ، إِلَّا لَيَـالٍ قَلَائِـلُ

أَيْ: بَيْنَ الْخَيْرِ وَ بَيْنِيْ؛ کیونکہ بین ہے ہی ایک سے زائد کی اضافت کے لئے.

(۲) ۔ فا:

یہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان لفظی و حکمی اشتراک پیدا کرتا ہے؛ ترتیب و تعقیب کا فائدہ دیتا ہے. یہ ترتیب معنوی بھی ہو سکتی ہے؛ جیسے: جَاءَ خَالِدٌ فَسَعِيْدٌ؛ اور ذکری بھی (مفصل کا مجمل پر عطف)؛ جیسے: وَ نَـادٰى نُـوْحٌ رَّبَّـهُ فَـقَـالَ: رَبِّ إِنَّ ابْنِيْ مِنْ أَهْـلِـيْ. جبکہ تعقیب کا معنٰی معطوف و معطوف علیہ کے مابین ایک مناسب مہلت و مدت ہے؛ جو مختصر بھی ہو سکتی ہے اور لمبی بھی؛ جس کا انحصار معاملے کی نوعیت پر ہے؛ جیسے: أَكَـلَ فَشَبِـعَ، تَزَوَّجَ فَوُلِدَ لَهُ؛ کیونکہ زواج و ولادت کو حمل کی مدت درکار ہے جو حسبِ عادت نو ماہ ہے.

اگر معطوفات ایک سے زائد ہوں تو معطوف علیہ ایک ہی ہے؛ اور وہ ان میں سے پہلا ہے؛ جیسے: زُرْتُ طَـرَابُـلُسَ فَدِمَشْقَ فَالْقَاهِرَةَ فَعُمَّانَ. پس معطوف علیہ طرابلس ہے کہ یہی پہلا ہے؛ الا یہ کہ دلیل سے ثابت ہو جائے کہ معطوف علیہ ہر ایک کا وہ ہے جو اس سے پہلے ہے؛ جیسے: بَعَثَ اللّٰهُ سَيِّدَنَا اِبْرَاهِيْمَ فَمُوْسٰى فَعِيْسٰى فَمُحَمَّدًا عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

فا عطف کے خصائص:

۱ ۔ اگر معنٰی معلوم ہوں تو اس کا اپنے معطوف کے ساتھ حذف جائز ہے؛ جیسے: فَمَنْ كَانَ مِنكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ؛ أَيْ: فَأَفْطَرَ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ.

۲ ۔ معنٰی میں متحد ہوں تو مفصل کا مجمل پر عطف؛ جیسے: وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ.

۳ ۔ ایسے جملے کا عطف جو ضمیر سے خالی ہونے کی وجہ سے صلہ، خبر، نعت یا حال نہ ہو تو اس کا اپنے مناسبِ حال جملہ پر عطف؛ جیسے: هٰذَا الَّذِيْ شَارَكْتُهُ فَرَبِحَتِ التِّجَارَةُ؛ اور:

Marfat.com

اَلْمَعْرَكَةُ يَقُوْدُهَا الشُّهَدَاءُ فَيَنْصُرُنَا اللّٰهُ؛ اور: مَعْرَكَةٌ يَقُوْدُهَا قَائِدٌ يَخَافُ اللّٰهَ فَيَتَحَقَّقُ النَّصْرُ؛ اور: دَخَلَ الْجُنْدِيُّ الْمَعْرَكَةَ يَبْتَسِمُ فَفَرِحَ الْقَائِدُ.

۴۔ اگر معطوف علیہ اسم صریح (جو تقدیری طور پر فعل ہی ہو) ہو تو اس کے بعد کے مضارع کو جوازاً أَنْ مضمرہ سے نصب دیا جا سکتا ہے؛ جیسے:

لَوْلَا تَوَقُّعُ مُعْتَرٍّ فَأُرْضِيَهُ

مَا كُنْتُ أُوْثِرُ اِتْرَاباً عَلٰى تَرَبِ

۵۔ واو کے معنی میں بھی آتا ہے؛ أمرؤ القیس کا شعر ہے:

قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرٰى حَبِيْبٍ وَ مَنْزِلِ

بِسِقْطِ اللِّوٰى بَيْنَ الدَّخُوْلِ فَحَوْمَلِ

۶۔ کبھی تعلیل کے لئے بھی ہوتا ہے؛ جیسے:

رُبَّهُ فِتْيَةً دَعَوْتُ اِلٰى مَا

يُوْرِثُ الْمَجْدَ دَائِباً فَأَجَابُوْا

۷۔ شبہِ جواب اور شبہِ شرط کے درمیان ربط پیدا کرتا ہے؛ جب جملے میں حرفِ شرط نہیں ہوتا اور خبر ایسے اسماءِ مبہمہ میں سے ہوتی ہے جو عموم کا فائدہ دیتی ہے تو یہ خبر پر داخل ہوتا ہے؛ جیسے: اَلَّذِیْ يَتَقَدَّمُ فَلَهُ جَائِزَةٌ ؛ كُلُّ مَا سَدَّ فَقْراً فَهُوَ مَحْمُوْدٌ ؛ رَجُلٌ يُؤَدِّبُ ابْنَهُ فَهُوَ نَبِيْلٌ؛ اَلرَّجُلُ الْمُؤْمِنُ فَسَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ .

۸۔ یہ نکرہ کو اس لائق بنا دیتا ہے کہ مبتدا بنے؛ جیسے: اَلْأَيَّامُ دُوَلٌ اِنْ رَاقَكَ يَوْمٌ فَيَوْمٌ لَا يَرُوْقُ.

۹۔ أَمَّا کے جواب میں آتا ہے؛ جیسے: فَأَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ. وَ أَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ. یہی وہ مقام ہے جہاں مابعد کا اپنے ماقبل میں عمل کرنا درست مانا گیا ہے.

عاطفہ کے علاوہ اس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

أوّلاً: سببيّة: اس کا ماقبل اس کے مابعد کے لئے سبب ہوتا ہے؛ جس کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب یہ جمل وصفات کے عطف کے لئے آتا ہے؛ جیسے: أَكَلَ فَشَبِعَ ؛ فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؛ معلوم ہوا کہ توبہ کا سبب تلقی کلمات تھا. اور: فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى

Marfat.com

فَقَضٰی عَلَیْهِ . فا سببیہ مشروط طور پر اپنے بعد آنے والے مضارع کو وجوبا نصب دیتا ہے؛ نصب کی شرائط یہ ہیں:

اس سے پہلے نفی محض ہو؛ جیسے: لَمْ یَجْتَهِدْ فَیَفُوزَ؛ یا طلب محض ہو. طلب محض کے زمرے میں: نہی، استفہام، دعاء، تمنی، ترجی، عرض، تحضیض اور امر جو اسم فعل سے نہ ہو؛ آتے ہیں: نهی : وَلَا تَطْغَوْا فِیهِ فَیَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ؛ استفهام : فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَا؛ دعاء:

رَبِّ وَفِّقْنِیْ فَلَا أَعْدِلَ عَنْ
سُنَنِ السَّاعِیْنَ فِیْ خَیْرِ سُنَنْ

تمنّ : یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوْزَ فَوْزاً عَظِیْماً؛ ترجٍّ : لَعَلِّیْ أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ. أَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَأَطَّلِعَ اِلٰی اِلٰهِ مُوْسٰی .عرض : أَلَا تَزُوْرُنَا فَنُکْرِمَکَ؛ تحضیض: لَوْلَا أَخَّرْتَنِیْ اِلٰی أَجَلٍ قَرِیْبٍ فَأَصَّدَّقَ. أمر:

یَا نَاقُ سِیْرِیْ عَنَقاً فَسِیْحاً
اِلٰی سُلَیْمَانَ فَنَسْتَرِیْحَا

فا کے ذریعے مصدر مؤول کا عطف اس مصدر مصیّد پر ہے جو اس سے پہلے آیا ہے .

اگر پہلے نفی یا طلب نہ ہو تو مضارع کا رفع واجب ہے؛ جیسے: یَذْهَبُ اِلٰی الْمَدْرَسَةِ فَیَتَعَلَّمُ ؛ یا اِلَّا کے ذریعے نفی کی نقیض آ گئی ہو؛ جیسے: مَا أَنْتَ اِلَّا تَأْتِیْنَا فَتُحَدِّثُنَا ؛ یا نفی زَالَ پر داخل ہوئی ہو؛ کیونکہ یہ ہے ہی نفی کے لئے؛ اور نفی کی نفی اثبات ہے؛ جیسے: مَا زَالَ الْمَرَضُ مِنْ وَلَدِیْ فَیَبْرَئُ ؛ یا خبر کے لفظ کی وجہ سے طلب غیر محض ہو؛ جیسے: وَحَسْبُکَ الْحَدِیْثُ فَیَنَامُ النَّاسُ؛ یا اس وجہ سے طلب غیر محض ہو کہ اس کا مدلول اسم فعل ہے؛ جیسے: صَهْ فَأُخْبِرُکَ.

اگر اِلَّا سے نفی کی نقیض آئی ہو تو مضارع مقرون بالفا کا رفع واجب ہے؛ جیسے: مَا نَحْنُ اِلَّا نَذْهَبُ لِلْبَحْرِ فَنَسْبَحُ ؛ اگر اِلَّا بعد میں آئے تو رفع و نصب دونوں جائز ہیں؛ جیسے:

وَمَا قَامَ مِنَّا قَائِمٌ فِیْ نَدِیِّنَا
فَیَنْطِقَ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ أَعْرَفُ

Marfat.com

ثانیاً: للربط: یہ جوابِ شرط میں تب آتی ہے جب یہ جملہ شرط کی اہلیت سے محروم ہو؛ اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب یہ:

۱۔ جملہ اسمیہ ہو؛ جیسے: وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

۲۔ یا ایسا جملہ فعلیہ ہو جس کا فعل طلبی ہو؛ جیسے: اِنْ اَرَدْتَّ النَّجَاحَ فَاسْتَعِدَّ ؛ یا جامد ہو؛ جیسے: اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِیَ؛ یا منفی بلَنْ یا مَا ہو؛ جیسے: وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَنْ یَدْخُلَ ؛ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ؛ یا مقرون بقَدْ ہو؛ جیسے: قَالُوْا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ؛ یا حرفِ تنفیس ہو؛ جیسے: مَنْ یَسْرِقْ فَسَوْفَ تُقْطَعُ یَدُہٗ.

۳۔ یا ایسا فعلیہ جملہ ہو جس کا فعل لفظاً و معنًی ماضی ہو؛ حقیقةً ؛ جیسے: اِنْ کَانَ قَمِیْصُہٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ. یا لفظاً و معنًی ماضی تو ہو مگر مجازاً ؛ بوجہ مستقبل میں وقوع پذیر ہونے کے؛ جیسے: مَنْ جَاءَ بِالسَّیِّئَةِ فَکُبَّتْ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ.

اگر جوابِ شرط جملہ اسمیہ موجبہ ہو؛ اور أداة الشرط اِنْ یا اِذَا ہو تو فا کی نیابت کے لئے اِذَا فجائیہ کا آنا بھی درست ہے؛ جیسے: وَ اِنْ تُصِبْھُمْ سَیِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ اِذَا ھُمْ یَقْنَطُوْنَ . اور: ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ. کبھی ندرةً فا محذوف بھی ہوتی ہے؛ جیسا کہ حدیثِ لقطة میں ہے؛ فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُھَا؛ وَ اِلَّا اسْتَمْتِعْ بِھَا؛ اَیْ : فَاسْتَمْتِعْ .

ثالثاً: للاستئناف: جب جاری کلام اپنا معنٰی و مراد پورا کر لیتا ہے اور نئی بات کہنی ہوتی ہے تو فا لاتے ہیں؛ جسے استئناف کی فا کہتے ہیں؛ جیسے: اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ . جیسے ؎

اَلَمْ تَسْاَلِ الرَّبْعَ الْقَوَاءَ فَیَنْطِقُ
وَ ھَلْ تُخْبِرَنْکَ الْیَوْمَ بَیْدَاءُ سَمْلَقُ

اگر مذکورہ آیت میں فا عطف کی ہوتی تو فعل کو جزم دیتی؛ اگر سببیہ ہوتی تو نصب دیتی. یہی صورت شعر میں ینطق کے فعل کی ہے. ان فعلین کا رفع اس بات کو تقویت دے رہا ہے کہ یہ حرفِ استئناف ہی ہے؛ یا پھر جملے کے جملے پر عطف کے لئے ہے.

رابعاً : زائدة : اِذَا فجائیہ کے ساتھ فا زائدہ ہوتی ہے؛ جیسے: فُتِحَتِ الْبَابُ فَاِذَا

Marfat.com

اَلْمَطَرُ نَازِلٌ. خبر میں بھی اس کی زیادت کی اجازت ہے؛ بشرطیکہ خبر امر و نہی ہو؛ جیسے: اَلضَّيْفُ فَأَكْرِمْ وَ فَادَتَهُ؛ اور: اَلضَّيْفُ فَلَا تُهْمِلْهُ. اسم موصول کی خبر شرط کے معنیٰ کو متضمن ہو تو اس میں بھی زیادتِ فا جائز ہے؛ جیسے: اَلَّذِیْ يَنْجَحُ فَلَهُ مُكَافَأَةٌ. بلکہ بعض نے تو ہر اس مقام پر اس کی زیادت کی اجازت دی ہے جہاں اس کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہو؛ جیسے: مُحَمَّداً فَأَطِعْ؛ أَخَذْتُ عَشَرَةً فَحَسْبُ. جبکہ اِذَا والی زیادت زیادتِ لازمہ ہے۔

خامساً: الفاء الفصيحة: یہ وہ ہے جس کا عطف مقدر پر ہوتا ہے؛ اسے یہ نام ہی محذوف پر دلالت اور اس کے افصاح کی وجہ سے دیا گیا ہے؛ جیسے: وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ، فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ؛ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْناً؛ أَیْ: فَضَرَبَ فَانْفَجَرَتْ.

سادساً: للتوكيد: یہ حسبِ معمول قسم سے پہلے آتی ہے؛ جیسے: فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ.

سابعاً: للتفريع: جیسے: ضَعِ الْكُتُبَ مُرَتَّبَةً؛ فَكُتُبَ الرِّيَاضَةِ عَلَى الْيَمِيْنِ، وَكُتُبَ الْعُلُوْمِ عَلَى الشِّمَالِ.

ثامناً: فاء التزيين: جو کہ قَطُّ، حَسْبُ اور صَاعِداً پر آتی ہے؛ یہ ایسا حرف ہے جس کا اعراب میں کوئی محل و مقام نہیں؛ مہمل ہے عمل نہیں کرتا۔

(۳) - ثُمَّ؛ بضمّ الثّاء و تشديد الميم:

یہ مبنی علی الفتح ہے؛ یہ متعاطفین میں لفظاً و حکماً تشریک کا فائدہ دیتا ہے؛ اور ترتیب مع التراخی کا فائدہ بھی ہے؛ جیسے: بَعَثَ اللّٰهُ سَيِّدَنَا عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ نَبِيَّنَا مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ. جبکہ ترتیب سے مراد ترتیب الاخبار ہے نہ کہ ترتیب الحکم، جیسے کسی کا یہ کہنا: عَلِمْتُ بِقُدُوْمِ أَخِيْكَ الْيَوْمَ ثُمَّ عَلِمْتُ بِقُدُوْمِ وَالِدِكَ أَمْسِ. جبکہ تراخی سے مراد متعاطفین کے مابین حسبِ حال یا حسبِ عرف زمانی مدت ہے؛ جیسے زَرَعْتُ شَجَرَةً ثُمَّ سَقَيْتُهَا ثُمَّ أَكَلْتُ مِنْ ثَمَرِهَا؛ زراعت و سقی کے درمیان تو لمبا عرصہ نہیں ہوتا، مگر زراعت اور اکلِ ثمر کے درمیان سالوں مدت درکار ہے۔

اگر معطوف جملہ ہو تو حروفِ عطف: ثمّ، واو اور فا پر ھمزۃ استفہام کا دخول جائز

Marfat.com

ہے؛ جیسے: قُلْ أَ رَءَيْتُمْ إِنْ أَتٰيكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتاً أَوْ نَهَاراً مَّا ذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ. أَ ثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُمْ بِهٖ.

ثُـمَّ کے بعد مضارع کو جوازاً أَنْ مضمرہ سے نصب دینا جائز ہے؛ بشرطیکہ اس سے پہلے شرط یا طلب آئی ہو؛ یا مصدرِ مؤول (جوکہ أَنْ اور فعل مضارع سے تشکیل پایا ہے) کا عطف اسم صریح (مصدر) پر ہو؛ جیسے: لَا تَتَهَاوَنْ فِيْ حَقِّكَ ثُمَّ تَسْتَجْدِيَهٗ؛ أنس بن مدركة کا شعر ہے:

إِنِّيْ وَ قَتْلِيْ سُلَيْكاً ثُمَّ أَعْقِلَهٗ
كَـالثَّـوْرِ يَضْرِبُ لَمَّا عَافَتِ الْبَقَرُ

أعقله کا نصب اس أن کی وجہ سے ہے جو ثُمَّ کے بعد جوازاً مضمر ہے؛ جبکہ مصدر مؤول کا عطف قتلی کے مصدر پر ہے. جب اسے تا مفتوحہ سے لفظاً مؤنث بنالیا جاتا ہے تو پھر یہ جملے کے عطف کے لئے مخصوص ہوکر رہ جاتا ہے؛ جیسے:

وَ لَـقَـدْ أَمُـرُّ عَـلَـى اللَّئِيْمِ يَسُبُّنِيْ
فَـمَـضَـيْـتُ ثُـمَّـتَ قُـلْـتُ لَا يَعْنِيْنِيْ

(۴)- حَتّٰی:

یہ بمنزلہ واو ہے؛ اس کے ذریعے مفرد کا مفرد پر عطف ہوتا ہے؛ جو معطوف کو معطوف علیہ کا لفظاً وحکماً ساجھی بناتا ہے؛ بشرطیکہ:

۱۔ معطوف اسم ظاہر ہو نہ کہ ضمیر؛ معطوف کو معطوف علیہ کا حقیقةً یا تأویلاً حصہ ہونا چاہیے؛ جیسے: أَنْفَقْتُ رَا تِبِيْ حَتَّى الدَّرَاهِمَ؛ جیسا کہ الدراهم الراتب کا حقیقی جزء ہیں. اور: نَـزَلَ الْـمَطَرُ فَفَرِحَتِ الْأَرْضُ حَتَّى الْأَعْشَابُ؛ جبکہ الأعشاب الأرض کا بالتاویل جزو ہیں.

۲۔ عطف کا کوئی فائدہ اور مقصد ہونا چاہیے مثل امثلۂ مذکورہ کے؛ نہ کہ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلتَّائِبِيْنَ حَتّٰى تَائِبٍ؛ کی طرح.

۳۔ معطوف کو اپنے ماقبل کی ایسی غایت ہونا چاہیے جس میں درجاتی بلندی یا پستی کا پہلو ہو؛ جیسے: مَاتَ النَّاسُ حَتّٰى أَبُوْ جَهْلٍ؛ اور:

Marfat.com

قَهَرْنَاكُمْ حَتَّى الْكُمَاةَ فَأَنْتُمْ
تَهَابُونَنَا حَتَّى بَنِينَا الْأَصَاغِرَا

۴۔ عطف اگر مجرور پر ہوتو خافض کا اعادہ ضروری ہے؛ جیسے: سَلَّمْتُ عَلَى الْحَاضِرِيْنَ حَتّٰى عَلٰى أَخِيْ. جبکہ: سَلَّمْتُ عَلَى الْحَاضِرِيْنَ حَتّٰى أَخِيْ؛ کی صورت میں یہ عاطفہ نہیں جارہ ہوگا؛ جیسا کہ شعر ہے:

جُوْدُ يُمْنَاكَ فَاضَ فِي الْخَلْقِ حَتّٰى
بَائِسٍ دَانَ بِالْإِسَاءَةِ دِيْنًا

اگر کسی جگہ اس کا جارہ اور عاطفہ ہونا دونوں طرح روا ہوتو غلبہ جارہ کو حاصل ہے؛ کیونکہ یہ زیادہ تر آتا ہی جارہ ہے.

(۵)۔ أَوْ:

یہ مفرد و جملہ دونوں کے عطف کے لئے ہے؛ جو دو یا دو سے زائد چیزوں میں سے کسی ایک کے لئے ہوتا ہے؛ جب تک کہ اس سے پہلے نفی یا نہی نہ ہو؛ اگر ہوتو یہ نفی و نہی عام ہوگی جو ہر ہر فرد کی نفی و نہی کو شامل ہوگی؛ جیسے: لَا أُصَاحِبُ كَسُوْلاً أَوْ كَذُوْباً.

معانی أَوْ: یہ متعدد معانی کا مالک ہے جن کا ادراک سیاق و سباق سے ہوتا ہے:

۱۔ الشکّ؛ جیسے: قَابَلْتُ أَخَاكَ أَوِ ابْنَ عَمِّكَ.

۲۔ الابھام؛ جیسے: رَبِحْتُ عِشْرِيْنَ دِيْنَاراً أَوْ ثَلَاثِيْنَ ۔جیسا کہ مخاطب کو حقیقتِ حال سے ناواقف رکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں؛ ارشادِ باری ہے: وَ اِنَّا اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. شک اور ابہام کا فائدہ یہ تب ہی دے گا جب اس سے پہلے ایسا جملہ خبریہ آئے جس کی تصدیق و تکذیب ممکن ہو.

۳۔ الاباحة: دو یا دو سے زائد امور میں سے کسی ایک کا انتخاب؛ جبکہ سب کو جمع کرنا جائز ہو؛ جیسے: اِزْرَعْ أَرْضَكَ قُمْحاً أَوْ شَعِيْراً.

۴۔ التّخییر: ایسے دو یا دو سے زائد امور میں سے ایک کا انتخاب جن کا جمع کرنا ناجائز ہو؛ جیسے: تَزَوَّجْ هِنْداً أَوْ أُخْتَهَا.

اباحت و تخییر بھی اس وقت مفید ہوتے ہیں جب ان سے پہلے طلب بالأمر وارد ہو؛

Marfat.com

اگر نہی واقع ہو تو سب پر نہی کا اطلاق ہوگا.

۵ ۔ التقسیم : اس کا استعمال بیشتر علمی اسلوب میں آتا ہے؛ جیسے: اَلْخَبَرُ : مُفْرَدٌ أَوْ جُمْلَةٌ أَوْ شِبْهُ جُمْلَةٍ .

٦ ۔ بمعنی الواو للدلالة علی مطلق الجمع : مطلق جمع پر دلالت کے لئے واو کے معنی میں؛ جیسے:

وَقَالُوْا لَنَا ثِنْتَانِ لَا بُدَّ مِنْهُمَا
صُدُوْرُ رِمَاحٍ أُشْرِعَتْ أَوْ سَلَاسِلُ

أَیْ: صُدُوْرُ رِمَاحٍ وَ سَلَاسِلُ . جیسا کہ ثنتان اس بات کو واجب قرار دے رہا ہے کہ او کا معنی واو سے کیا جائے تا کہ معنی میں استقامت آ جائے. شاعر نے بھی اسے اسی نظر سے دیکھا ہے:

وَقَدْ زَعَمَتْ لَیْلٰی بِأَنِّیْ فَاجِرٌ
لِنَفْسِیْ تُقَاهَا أَوْ عَلَیْهَا فُجُوْرُهَا

۷ ۔ التفصیل: جیسے: وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا أَوْ نَصٰرٰی ؛ أَیْ: قَالَتِ الْیَهُوْدُ: كُوْنُوْا هُوْدًا، وَقَالَتِ النَّصَارٰی : كُوْنُوْا نَصَارٰی.

۸ ۔ الاضراب: گویا کہ بَلْ ہے؛ کہ ایک بات کہی؛ پھر غلطی کا احساس ہوا تو بَلْ کی طرح أَوْ سے مہمل قرار دے کر جو صحیح ہے وہ لے آئے؛ جسے اکثر نے نفی یا نہی کے تقدم سے مشروط کیا ہے اور نفی و نہی کا تکرار ہے؛ جیسے: مَا جَاءَ سَعِیْدٌ أَوْ مَا جَاءَ خَالِدٌ ؛ أَیْ: أَنَّ الَّذِیْ مَا جَاءَ هُوَ خَالِدٌ. کہ جب جملۂ اولیٰ کا غلط ہونا معلوم ہوا تو اس کا اہمال کر دیا اور جملۂ ثانیہ لے آئے؛ جریر کا شعر ہے۔

كَانُوْا ثَمَانِیْنَ أَوْ زَادُوْا ثَمَانِیَةً
لَوْلَا رَجَاؤُكَ قَدْ قَتَّلْتُ أَوْلَادِیْ

۹ ۔ اِلَّا یا حتّٰی کے معنی میں: جس کے بعد مضارع أَنْ سے منصوب ہوتا ہے جو وجوبا مضمر ہوتا ہے؛ اگر تو فعل پورا ہو چکا ہے اور اس کا حصول یکبارگی ہوا ہے تو أو بمعنی اِلّا ہے؛ جیسا کہ زیاد الأعجم کا کہنا ہے:

Marfat.com

وَ كُنْتُ إِذَا غَمَزْتُ قَنَاةَ قَوْمٍ
كَسَرْتُ كُعُوبَهَا أَوْ تَسْتَقِيمَا

اور اگر فعل کا حصول درجہ بدرجہ دھیرے دھیرے ہوا ہو تو معنٰی حتّٰی کے ہیں؛ جیسے:

لَأَسْتَسْهِلَنَّ الصَّعْبَ أَوْ أُدْرِكَ الْمُنٰى
فَمَا انْقَادَتِ الْآمَالُ إِلَّا لِصَابِرٍ

مضارع کے نصب اور أن کے اضمار کی صحت اس بات سے مشروط ہے کہ مصدرِ مؤول کا عطف اس مصدر پر ہو جو فعل مقدم سے مفہوم ہے؛ نہ کہ خود فعل پر؛ جو کہ غیر جائز ہے؛ جن کی تقدیر یوں ہوگی: كَسْرُ كُعُوبِهَا أَوِ اسْتِقَامَتُهَا . اور: اِسْتِسْهَالُ الصَّعْبِ أَوْ إِدْرَاكُ الْمُنٰى. اگر عطف اسمِ صریح پر ہو تو اس کے بعد مضارع کو کبھی أن مضمرہ جوازاً سے نصب دیا جاتا ہے؛ جیسے: وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا. اگر معطوف علیہ اسم غیر صریح (جس سے فعل والے معنٰی مقصود ہوں) ہو تو نصب جائز نہیں؛ جیسے: اَلْمُسَافِرُ أَوْ يُقِيْمُ أَخُوْكَ؟ جیسا کہ المسافر، بمعنٰی: الذی یسافر؛ ہے. ایسے میں رفع واجب اور نصب ممنوع ہے.

(٦) - إمّا:

دو میں سے دوسرا إمّا عاطفہ ہے؛ جیسے: فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ إِمَّا فِدَاءً ؛ ماقبل واو زائدہ ہے جو اس سے جدا نہیں ہوتی. بقول بعض یہ بھی پہلے کی طرح حرفِ عطف نہیں. بوجہ دخول حرفِ عطف واو کے؛ اور حرفِ عطف اپنے ہی مثیل پر مباشرۃً نہیں داخل ہوا کرتا؛ بلکہ یہ بھی انھیں معنٰی میں ہے جن میں پہلا ہے.

پہلے إمّا کے احکام:

یہ تفصیل کے لئے غیر عامل حرف ہے؛ جیسے: إِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَّ إِمَّا كَفُوْرًا. جس کے یہ فوائد ہیں:

١ ـــ التخییر: اگر تو تخییر مطلقاً ہے تو واجب ہے کہ إمّا سے پہلے طلب ہو؛ جیسے: اُدْخُلْ إِمَّا كُلِّيَةَ الطِّبِّ وَ إِمَّا كُلِّيَةَ التِّجَارَةِ.

اگر تخییر امر کے انداز میں ہو تو مضارع کا أنْ ملفوظہ کے ساتھ آنا شرط ہے؛ جیسے:

Marfat.com

رَجُلُ! اِمَّا أَنْ تَجْلِسَ وَ اِمَّا أَنْ تَمْضِیَ؛ یا پھر مقدرہ ہو؛ جیسے: فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَاءً؛ أَیْ: اِمَّا أَنْ تَمُنُّوا ...!!

۲۔ الاباحة: جس سے پہلے امر کا آنا شرط ہے؛ جیسے: اِزْرَعْ اِمَّا قُمْحًا وَ اِمَّا شَعِیْرًا. اباحت میں جمع امرین جائز ہوتا ہے جبکہ تخییر میں نہیں؛ یہی فرق ہے تخییر و اباحت میں.

۳۔ الابہام: اس میں اِمَّا سے پہلے جملہ خبریہ کا ہونا شرط ہے؛ جیسے: وَ آخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ.

۴۔ الشکّ: اگر فاعل تعییناً معلوم نہ ہو تو اِمَّا سے پہلے جملہ خبریہ کا ہونا شرط ہے؛ جیسے: سَیَحْضُرُ الْحَفْلَةَ اِمَّا الْمُدِیْرُ وَ اِمَّا نَائِبُهُ.

اگر التباس کا خدشہ نہ ہو تو پہلے اِمَّا کا ذکر ضروری نہیں؛ جیسے:

تُلِمُّ بِدَارٍ قَدْ تَقَادَمَ عَهْدُهَا
وَ اِمَّا بِأَمْوَاتٍ أَلَمَّ خَیَالُهَا

أَیْ: اِمَّا بِدَارٍ وَ اِمَّا بِأَمْوَاتٍ. اگر اجزاءِ کلام میں کوئی ایسا کلمہ پایا جائے جو دوسرے اِمَّا سے مستغنی کر دے تو اس کا حذف بھی جائز ہے؛ جیسے:

فَاِمَّا أَنْ تَكُوْنَ أَخِیْ بِصِدْقٍ
فَأَعْرِفَ مِنْكَ غَثِّیْ مِنْ سَمِیْنِیْ
وَ اِلَّا فَاطَّرِحْنِیْ وَ اتَّخِذْنِیْ
عَدُوًّا أَتَّقِیْكَ وَ تَتَّقِیْنِیْ.

اِمَّا مرکبہ:

ایک اِمَّا وہ ہے جو اِنْ شرطیہ اور مَا زائدہ سے حرفِ مرکب ہے؛ جس کا تکرار نہیں؛ جیسے: فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُوْلِیْ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا. جیسا کہ عبد یغوث بن وقاص کا شعر ہے

أَیَا رَاكِبًا اِمَّا عَرَضْتَ فَبَلِّغَنْ
نَدَامَایَ مِنْ نَجْرَانَ أَلَّا تَلَاقِیَا

Marfat.com

(ے)۔ أَمْ:

أَمْ عاطفہ دو قسم پر ہے: متصلہ اور منقطعہ:

ا۔ متصله: یہ وہ ہے جس سے پہلے یا تو همزة تسویہ آتا ہے؛ جو طالبِ جواب نہیں؛ کیونکہ اس کی ضرورت اخباری اسلوب میں پیش آتی ہے؛ جس کا اثبات نَعَمْ سے اور نفی لا سے ممکن ہوتی ہے؛ یعنی کلام تصدیق و تکذیب کا متحمل ہوتا ہے؛ جس کا ماقبل و مابعد ایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہوتا ہے؛ جیسے ابراھیم میں ہے: سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا.

یا پھر همزة استفہام ہوتا ہے؛ همزة اور أم دونوں مل کر طلبِ تعیین کا فائدہ دیتے ہیں؛ جیسے: أَ أَنْتَ الْمُسَافِرُ أَمْ أَخُوكَ؟

ا۔ اس أَمْ کے احکام جس سے پہلے همزة التسوية ہو:

جس أَمْ سے پہلے همزه تسویہ کا ہو اس کا بین الجملتین ہونا شرط ہے؛ ہر ایک جملہ اس لائق ہو کہ اس کی جگہ مصدر مؤول لے سکے؛ اس سے پہلے سَوَاءٌ یا اسی جیسا کوئی کلمہ واقع ہو؛ مثل لا أُبَالِي کے. جس سے اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ عند المتکلم حکم میں دونوں جملے برابر ہیں؛ اس کے نزدیک دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں؛ جیسے: يُطِيعُ الْجُنُودُ أَمْرَ قَائِدِهِمْ سَوَاءً أَ أَعْجَبَهُمْ أَمْ لَمْ يُعْجِبْهُمْ؛ پس اعجاب ہو یا عدمِ اعجاب؛ معاملہ ایک سا ہی ہے؛ کوئی فرق نہیں. جو بات قابلِ غور ہے وہ یہ کہ دونوں مصدروں کی تاویل بغیر کسی مصدری حرف کے کی گئی ہے؛ جسے کسی قاعدے سے کوئی سروکار نہیں؛ یعنی یہ ایک استثنائی معاملہ ہے؛ دونوں مصدر اپنے فعل کی جگہ پر ہیں.

اپنی ہیئت کے اعتبار سے دونوں جملے فعلیہ بھی ہو سکتے ہیں؛ جیسے: سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ؛ اور اسمیہ بھی؛ جیسے:

وَلَسْتُ أُبَالِي بَعْدَ فَقْدِيَ مَالِكاً
أَمَوْتِيَ نَاءٍ أَمْ هُوَ الْآنَ وَاقِعُ

اور:

وَمَا أَدْرِي وَلَسْتُ إِخَالُ أَدْرِي
أَ قَوْمٌ آلُ حِصْنٍ أَمْ نِسَاءُ

Marfat.com

کبھی پہلا فعلیہ اور دوسرا اسمیہ ہوتا ہے؛ اور اس کے برعکس بھی؛ جیسے: سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوْهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُوْنَ. اور: سَوَاءٌ عَلَيَّ أَأَنْتَ صَادِقٌ أَمْ تَكْذِبُ. دو میں سے جو جملہ منفی ہوگا وہی أَمْ کے بعد آئے گا؛ جیسے: سَوَاءٌ عَلَيْكَ أَحَضَرْتَ أَمْ لَمْ تَحْضُرْ.

مصدرِ اوّل کا اعراب اپنے موقع ومحل کے اعتبار سے ہوگا؛ جبکہ دوسرے کا بذریعہ أَمْ پہلے پر عطف ہوگا۔

ب۔ أَمْ مسبوقہ بہمزہ استفہام کے احکام:

همزة استفہام اور أَمْ مل کر دو مساوی چیزوں میں سے ایک کا تعین کرتے ہیں؛ أَمْ عموماً دو مجسم یا معنوی چیزوں کے درمیان آتا ہے جو مفرد ہوتی ہیں؛ جن میں سے ایک تو متکلم کو معلوم ہوتی ہے اور جو اسے معلوم نہیں اس کا وہ اس همزة استفہام (جسے همزة تعيين کہتے ہیں) اور أَمْ کے ذریعے تعین چاہتا ہے؛ جیسے: أَأَنْتَ الْمُدَرِّسُ أَمْ أَخُوْكَ؟ جیسا کہ أَمْ دو چیزوں أَنْتَ اور أَخُوْكَ کے درمیان واقع ہے اور شروع میں همزة ہے؛ جن کے ذریعے متکلم اس بات کی تعیین چاہتا ہے کہ دونوں میں سے مدرس کون ہے۔ اسے یہ معلوم ہے کہ دو میں سے ایک مدرس ہے؛ مگر کون مدرس ہے اس سے ناواقف ہے؛ پس اس کے سوال کا مقصد سوائے تعیین کے کچھ نہیں۔ اور اگر أَمُهَنْدِسٌ خَالِدٌ أَمْ طَبِيْبٌ؟ ہو تو: شخص معلوم ہے مگر پیشے سے نابلد ہے؛ جس کی وہ تعیین چاہتا ہے۔

أَمْ کبھی دو جملوں کے درمیان ہوتا ہے اور کبھی مفرد اور جملہ کے درمیان ہوتا ہے؛ جیسے: أَتُقِيْمُ فِي الْبَيْتِ أَمْ تَذْهَبُ لِلتَّنَزُّهِ. اور: أَقَرِيْبٌ مَا تُوْعَدُوْنَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّيْ أَمَدًا. نفی کو اس سے مؤخر کرنا واجب ہے؛ جیسے: أَمُتَعَلِّمٌ أَخُوْكَ أَمْ غَيْرُ مُتَعَلِّمٍ.

کبھی اپنے معطوف کے ساتھ محذوف بھی ہوتا ہے؛ جیسے:

دَعَانِيْ إِلَيْهَا الْقَلْبُ إِنِّيْ لِأَمْرِهِ
سَمِيْعٌ فَمَا أَدْرِيْ أَرُشْدٌ طِلَابُهَا

أَيْ: أَرُشْدٌ طِلَابُهَا أَمْ غَيٌّ.

أَمْ عاطفہ متصلہ کی دونوں قسموں همزة التسوية اور همزة استفهام کا موازنہ:

Marfat.com

همزۃ تسویہ کے بعد والا أمْ

۱۔ یہ أَمْ طالبِ جواب نہیں کہ یہ استفہام کے لئے ہے ہی نہیں.

۲۔ کلام کے خبری ہونے کی وجہ سے تصدیق وتکذیب ممکن ہے.

۳۔ لازم ہے کہ أم ایسے دو جملوں کے مابین ہو جن کی مصدری تاویل ممکن ہو.

همزۃ استفہام کے بعد والا أمْ

۱۔ معادلین میں سے کسی ایک کو بتلاتے ہوئے جواب ضروری ہے.

۲۔ کلام انشائی ہے.

۳۔ جملے مصدر نہیں بنتے کہ مسوغ (مصدری حرف) ہی نہیں.

۴۔ اس سے پہلے سواء یا اسی جیسا کوئی لفظ آتا ہے.

۲۔ المنقطعة: اس میں أَمْ متصلہ کی طرح همزة تسوية یا همزة تعیین نہیں ہوتا ہے. جس کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ دو ایسے جملوں کے مابین عاطفہ ہوتا ہے جو معنیٰ ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں؛ یہ بَلْ کے معنیٰ دیتا ہے؛ اضراب کے لئے آتا ہے؛ جس سے حکمِ سابق کا ابطال اور حکم جدید کا اثبات ہوتا ہے؛ جیسا کہ یونس میں ہے: لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ. أَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ؛ أَیْ: بَلْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ.

۲۔ اس سے پہلے یا تو خبر محض ہوتی ہے؛ جیسا کہ دی گئی قرآنی عبارت میں ہے؛ یا ایسا همزة جس کا استفہام حقیقی نہیں بلکہ بمنزلت نفی ہوتا ہے؛ جیسے: أَ لَهُمْ أَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا؛ یا اس سے پہلے بغیر همزة استفہام آتا ہے؛ جیسے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْأَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ؛ أَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ. بناء بریں اس کے ذریعے مفرد کا مفرد یا نعت کا نعت پر عطف نہیں؛ کہ ہم: قَابَلْتُ رَجُلاً أَمْ فَتَاةً؛ یا: أَرْشَدَنِی اِلَى الْخَيْرِ رَجُلٌ فَقِيْرٌ أَمْ مُهَذَّبٌ. کہہ سکیں.

دیگر أمْ:

۱۔ ایک أم وہ ہے جو بعض عرب قبائل کے ہاں أداة تعریف ہے؛ جو ال کا بدل ہے؛ جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا فرمان ہے: لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ

Marfat.com

الصِیَامُ فِی السَفَرِ؛ أَیْ: لیس من البرّ الصیام فی السفر.

۲۔ دوسرا وہ جو زائدہ ہے؛ جو تاکید کا فائدہ دیتا ہے؛ اگرچہ کم استعمال ہوا ہے؛ جیسے: أَفَلا تُبْصِرُوْنَ . أَمْ أَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا. اور:

یَا لَیْتَ شِعْرِیْ وَ لَا مَنْجیٰ مِنَ الْهَرَمِ
أَمْ هَلْ عَلَی الْعَیْشِ بَعْدَ الشَّیْبِ مِنْ نَدَمِ

(۸)۔ لَا عاطفہ:

لَا عاطفہ لا نافیہ کی اقسام میں سے ایک ہے؛ یہ ایسا حرف ہے جس سے سامع کو کسی حکم میں غلطی سے آگاہ کرتے ہوئے اسے صحیح حکم سے باخبر کیا جاتا ہے؛ معطوف سے حکم کی نفی اور معطوف علیہ کے لئے حکم کا اثبات ہوتا ہے؛ معطوف اعراب میں تو معطوف علیہ کا شریک ہوتا ہے مگر حکم میں مختلف ہوتا ہے؛ جیسے: یَنْتَصِرُ الشَّجَاعُ لَا الْجَبَانُ ؛ انتصار کی جبان سے نفی اور شجاع کے لئے اثبات کیا گیا ہے؛ جبکہ اعراب دونوں کا ایک ہے۔

اس کے عاطفہ ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط درکار ہیں:

۱۔ معطوفین کا اِفراد۔

۲۔ اس سے پہلے ایجاب، امر یا نداء چاہیے۔

۳۔ اس کے ساتھ کوئی اور عاطف نہیں ہونا چاہیے؛ چنانچہ کلام اگر: صَامَ زَیْدٌ لَا بَلْ خَالِدٌ؛ ہو تو حرفِ عطف بل ہے اور نفی کے لئے لا ہے. اور: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ کَافِرٌ وَ لَا مُشْرِکٌ؛ میں عاطف واو ہے اور لا تاکیدِ نفی کے لئے ہے۔

۴۔ معطوف ایسا مفرد نہیں ہونا چاہیے جو خبر، حال یا موصوفِ سابق کی صفت بن سکے؛ اگر ہے؛ تو لا غیر عاطفہ ہے جس کا تکرار ضروری ہے؛ جیسے: سَعِیْدٌ مُوَظَّفٌ لَا مُزَارِعٌ وَ لَا تَاجِرٌ؛ اور: جَاءَ نِیْ خَالِدٌ لَا مُبَشِّرًا وَ لَا مُنْذِرًا؛ اور: زَارَنِیْ رَجُلٌ کَرِیْمٌ لَا فَقِیْرٌ وَ لَا غَنِیٌّ.

۵۔ متعاطفین ایک دوسرے سے یوں مختلف ہوں کہ ایک دوسرے کا مصداق نہ ہوں؛ نہ ایک دوسرے کے مدلول میں داخل ہو سکیں اور نہ ایک دوسرے کے افراد میں شامل ہوں؛ بناء بریں: قَابَلْتُ زَیْدًا لَا اِنْسَانًا؛ درست نہیں کہ زید انسان کے مدلول میں شامل ہے اور اس کا شمار اسی کے افراد میں ہوتا ہے. اور: قَابَلْتُ زَیْدًا لَا رَجُلًا ؛ بھی جائز نہیں؛ البتہ: قَابَلْتُ زَیْدًا

Marfat.com

لَا مُحَمَّدًا؛ یا: قَابَلْتُ رَجُلًا لَا امْرَأَةً؛ ٹھیک ہے.

قصرِ قلب یا قصرِ افراد اس کے خصائص میں سے ہیں؛ جیسے: جَاءَ خَالِدٌ لَا سَعِیدٌ؛ اگر تو اس کے لئے ہے جو یہ سمجھتا تھا کہ سعید آیا ہے تو یہ قصرِ قلب ہے؛ اور اگر اس کا خیال تھا کہ دونوں ایک ساتھ آئے ہیں تو یہ قصرِ افراد ہے.

اگر معطوف ایک سے زائد ہوں تو لا کا تکرار نہیں؛ جیسے: زَارَنِی خَالِدٌ لَا سَعِیدٌ وَ زَیْدٌ وَ مُحَمَّدٌ.

لَا کی تفصیلی اور عمومی بحث:

لا تین طرح پر ہے: نافیہ، جازمہ، زائدہ

(ا) النافیة: یہ پانچ قسم پر ہے: جنس کی نفی کے لئے، وحدت کی نفی کے لئے، عطف کے لئے، حرفِ جواب اور نفی مجرد کے لئے.

ا ۔ لا نفی جنس کا: جسے لا للتبرئة بھی کہتے ہیں؛ یہ عاملہ ہے؛ اِنَّ والا عمل کرتا ہے؛ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے؛ اگر اسم غیر مفرد ہو تو اسے نصب دیتا ہے اور خبر کو رفع دیتا ہے. اگر اسم مفرد ہو تو مبنی بر فتحہ ہوتا ہے.

لا نفی جنس کا مضمون خبر کی جنس کے ان تمام افراد کی نفی کر دیتا ہے جو جو اس کے مدلول کے زمرے میں آتے ہیں؛ جیسے: لَا رَجُلَ قَائِمٌ؛ اس میں رجال کے ہر ہر فرد کے قیام کی نفی ہے. یہ عطف کا متحمل نہیں کہ بَلْ رَجُلَانِ کہہ سکیں؛ البتہ لَا رَجُلَ قَائِمٌ بَلِ امْرَأَةٌ کی بات اور ہے؛ کیونکہ اِمْرَأَةٌ اسمِ لَا کی جنس میں شامل ہی نہیں. لا النافیة للجنس ایک بار آئے تو عاملہ ہے؛ اگر تکرار ہو تو عمل والغاء دونوں ہیں.

لَا النافیة للجنس کے عمل کی شرائط:

ا ۔ ایسا نافیہ ہو جس کی نفی جنس میں نصاً موجود ہو؛ جو جنس کے تمام افراد کو اپنے جلو میں لیے ہوئے ہو.

۲ ۔ اس پر حرفِ جر نہ ہو؛ اگر ہوگا تو لا زائدہ ہوگا.

۳ ۔ اس کے اور اس کے اسم کے درمیان فاصل نہ ہو؛ اگر ہوگا تو لا ملغی ہوگا؛ جیسے: لَا فِیهَا غَوْلٌ.

Marfat.com

۴۔ اس کے اسم وخبر کا نکرہ ہونا؛ جیسے: لَا مُنَافِقَ مَحْبُوْبٌ. اگر ظاہراً معرفہ ہوا تو اسے تاویلاً نکرہ مان لیا جائے گا؛ مثلاً: قَضِيَّةٌ وَ لَا أَبَا حَسَنٍ لَهَا؛ کی تقدیر: وَ لَا مِثْلَ أَبِی حَسَنٍ لَهَا؛ کریں گے. کیونکہ مِثْلَ کو اضافت معرفہ نہیں بنا سکتی کہ اس میں ابہام بہت زیادہ ہے؛ اور ضرورت ہو تو نفی مثل نفی اصل کے مترادف ہوتی ہے. اور یہ مثل والی تقدیر اس سے کہیں بہتر ہے جو اس کی تقدیر: وَ لَا مُسَمّٰى بِهٰذَا الِاسْمِ لَهَا؛ سے کرتے ہیں؛ کیونکہ اس نام کے تو کئی لوگ ہوں گے.

لا نفی جنس کے اسم کے احوال: مفرد؛ غیر مفرد (مضاف یا شبیہ مضاف):

1۔ اگر مفرد (جو نہ مضاف ہو اور نہ ہی مضاف سے ملتا جلتا ہو؛ مثنی اور مجموع ہونے میں حرج نہیں) ہوگا تو لَا کے ساتھ مل کر خَمْسَةَ عَشَرَ والی ترکیب بنانے کی وجہ سے مبنی علی الفتح ہوگا اور محل نصب میں ہوگا؛ مگر اس کے فتح کی صورتیں کلمات کے مناسب حال ہوں گی؛ مثلاً: لَا مُنَافِقَ مَحْبُوْبٌ؛ مبنی علی الفتح ہے کہ مفرد ہے. اور: لَا رِجَالَ فِی الدَّارِ؛ بھی مبنی علی الفتح ہے کہ جمع تکسیر ہے. جبکہ: لَا مُنَافِقَيْنِ مَحْبُوْبَانِ؛ مبنی علی الیالین ہے بوجہ مثنی ہونے کے. اور: لَا مُنَافِقِيْنَ مَحْبُوْبُوْنَ؛ بوجہ جمع مذکر سالم ہونے کے مبنی علی الیا مدہ ہے. ایک شعر ہے:

يُحْشَرُ النَّاسُ لَا بَنِيْنَ وَ لَا آ
بَاءَ إِلَّا وَ قَدْ عَنَتْهُمْ شُؤُوْنُ

اور: لَا مُنَافِقَاتِ مَحْبُوْبَاتٌ؛ کی بناء بوجہ جمع مؤنث سالم ہونے کے کسرہ پر ہے؛ سلامۃ بن جندل کے اس شعر:

إِنَّ الشَّبَابَ الَّذِیْ مَجْدٌ عَوَاقِبُهُ
فِيْهِ نَلَذُّ، وَ لَا لَذَّاتِ لِلشَّيْبِ

میں لَذَّاتِ فتحہ اور کسرہ دونوں سے مروی ہے. کیونکہ لا کا اسم جمع مؤنث سالم ہو تو اس بارے علماء کی مختلف آراء ہیں:

ا۔ بغیر تنوین کے مبنی علی الکسرہ؛ جو کہ جمہور کی رائے ہے.

ب۔ منون مبنی علی الکسر؛ جس میں تنوین مقابلہ کی ہے جو منافیِ بناء نہیں. یہ ابن مالک کی رائے ہے.

Marfat.com

ج۔ مبنی علی الفتح؛ یعنی: لَذَّاتَ. بمطابق رائے المازنی.

د۔ فتح کی نیابت میں مبنی علی الکسر یا مبنی علی الفتح دونوں جائز ہیں.

2۔ مضاف ہونے کی صورت میں معرب منصوب ہوگا؛ جیسے: لَا صَاحِبَ خَیْرٍ مَمْقُوتٌ.

3۔ اگر شبیہِ مضاف (جس کے معنٰی کو مکمل کرنے کے لئے اس کے ساتھ کوئی مرفوع، منصوب یا مجرور موجود ہو) ہو تو یہ بھی معرب منصوب ہوگا؛ جیسے: لَا حَسَنًا فِعْلُهُ مَذْمُوْمٌ ؛ لَا سَائِلاً خَیْرًا مَرْدُوْدٌ ؛ لَا سَاعِیاً فِی الْخَیْرِ مُهَانٌ .

لَا نافیة للجنس کے اسم کی صفت کے احکام:

جب اسمِ لا مفرد ہو اور یہ منعوت بالمفرد ہو؛ اور دونوں میں کوئی فاصل نہ ہو؛ جیسے: لَا مُـؤْمِـنَ صَالِحاً مَذْمُوْمٌ. تو نعت کو اسمِ لا کے محل کی اتباع میں نصب بھی دے سکتے ہیں؛ کہ مبنی محلاً منصوب ہے (یعنی موصوف)؛ جیسا کہ دی گئی مثال میں ہے؛ اور لا اپنے اسم کے ساتھ محلِ رفع میں ہونے کی اتباع میں نعت مرفوع بھی ہوسکتی ہے؛ کہ لا اور اس کے اسم کو مبتدأ مان کر محلِ رفع میں سمجھا جائے؛ جیسے: لَا مُـؤْمِـنَ صَالِحٌ مَذْمُوْمٌ . اور اگر نعت و منعوت کی اسماءِ خمسة عشر والی ترکیب مان کر یہ کہا جائے کہ لا بعد میں داخل ہوا ہے تو فتحہ بھی جائز ہے.

اگر فاصل آگیا؛ جیسے: لَا جُـنْـدِیَّ عِـنْـدَنَا جَبَانٌ / جَبَاناً ؛ تو نصب و رفع جائز جبکہ خمسة عشر والی ترکیب کے فقدان کی وجہ سے بناء ممنوع ہے.

اسمِ لا مفرد ہو یا غیر مفرد؛ نعت غیر مفرد میں نصب و رفع ہے اور بناء ممنوع ہے؛ جیسے: لَا رَجُلَ صَاحِبُ فَضْلٍ شَقِیٌّ . لَا صَاحِبَ فَضْلٍ فَاعِلاً / فَاعِلٌ خَیْرًا تَعِیْسٌ.

جب لا پر همزة آتا ہے تو یہ عرض، تحضیض یا استفتاح کے لئے ہوتا ہے؛ جس میں یہ مہمل ٹھہرتا ہے؛ الا یہ کہ همزة استفهام سے نفی یا توبیخ مقصود ہو؛ یا پھر تمنی کا اَلَا ہو تو عاملہ ہے؛ استفہام عن النفی کی مثال میں المجنون کا شعر ہے:

أَ لَا اصْطِبَارَ لِسَلْمٰی أَمْ لَهَا جَلَدٌ؟

إِذَا أُلَاقِی الَّذِیْ لَاقَاهُ أَمْثَالِیْ

قصدِ توبیخ کی مثال:

Marfat.com

أَلا ارْعِوَاءَ لِمَنْ وَلَّتْ شَبِيْبَتُهُ
وَآذَنَتْ بِمَشِيْبٍ بَعْدَهُ هَرَمُ

قصدِ تمنی کی مثال:

أَلا عُمْرَ وَلّٰى مُسْتَطَاعٌ رُجُوْعُهُ
فَيَرْأَبَ مَا أَثْأَتْ يَدُ الْغَفَلاتِ

اس کے تمنی ہونے کی دلیل فاسببیہ کے بعد مضارع کا منصوب ہونا ہے.

اگر خبر لا عام بات ہو یا دلیلاً معلوم ہو تو اس کا حذف جائز ہے؛ جیسے: لَا رَاحَةَ؛ أَيْ: مَوْجُوْدَةٌ. اسی طرح: لَا بَأْسَ؛ أَيْ: عَلَيْكَ. جیسے کسی کا سوال ہو: هَلْ مِنْ كِتَابٍ جَدِيْدٍ لَدَيْكَ؟ اور اس کے جواب میں صرف اتنا کہہ دیں: لَا كِتَابَ. اگر ایسا نہیں تو خبر کا مذکور ہونا ضروری ہے؛ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ. اور جیسے: لَا زَارِعَ خَاسِرٌ.

اسمِ لا پر عطف اور لا کا تکرار (مسئلہ لا حول و لا قوۃ .....):

ہر وہ ترکیب جس میں لا کا تکرار ہو؛ جیسے: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ؛ جس میں پہلے لا اور اس کے اسم کے بعد ایک حرفِ عطف ہے؛ پھر ایک اور لا ہے اپنے اسم مفرد نکرہ کے ساتھ؛ تو ایسی ترکیب میں پانچ اوجہ ہیں:

1۔ اگر پہلے لا کا اسم مبنی بر فتحہ بنالیا جائے تو دوسرے کے اسم میں فتحہ، رفع اور نصب تین صورتیں ہیں.

فتحہ اس لئے کہ لا عاملہ ہے؛ جس کا عمل اِنَّ والا ہے اور واو حرفِ عطف کے ذریعے مفرد کا مفرد پر عطف ہے؛ جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. شاعر کا کہنا ہے ۔

لَا سَابِغَاتِ وَ لَا جَأْوَاءَ بَاسِلَةً
تَقِي الْمَنُوْنَ لَدَى اسْتِيْفَاءِ آجَالِ

رفع اس لئے کہ لا زائدہ مہملہ ہے اور اس اسم کا پہلے لا اور اس کے اسم کے محل پر عطف ہے؛ کہ یہ دونوں مل کر محل ابتداء میں ہیں.

اگر لا کو زائدہ لے لیں تو پھر بھی اس کے مابعد کا اسم مبتداٗ بننے کی وجہ سے مرفوع بنتا

Marfat.com

ہے. اور اگر یہ کہیں کہ دوسرا لا عاملہ ہے جس کا عمل لَیسَ والا ہے؛ تو بھی یہ مرفوع ہے؛ جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ. جیسے:

هٰذَا ـــ لَعَمْرُكُمْ ـ الصَّغَارُ بِعَيْنِهِ
لَا أُمَّ لِيْ ـ اِنْ كَانَ ذَاكَ ـ وَ لَا أَبٌ

نصب اس لئے کہ لا مہملہ ہے اور مابعد کا اسم واو سے معطوف ہے اسم لا کے محل پر، جو کہ محل نصب میں ہے؛ جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ . جیسے:

لَا نَسَــبَ الْيَـوْمَ وَ لَا خُـلَّةً
اِتَّسَـعَ الْـخَـرْقُ عَلَى الرَّاقِعِ

2 ـ اسم اول مرفوع ہونے کی صورت میں لا کے بعد اسم ثانی میں بناء علی الفتح یا رفع؛ یہ دو صورتیں جائز ہیں.

بناء اس لئے کہ لا عاملہ ہے اور اس کا عمل اِنَّ والا ہے؛ جیسے: لَا حَوْلٌ وَلَا قُـوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ . امیّة بن أبی الصلت کا شعر ہے:

فَلاَ لَـغْـوٌ وَ لَا تَـأْثِيْـمَ فِيْهَــا
وَ مَـا فَـاهُـوْا بِـهٖ أَبَـداً مُـقِيْـمٌ

رفع اس لئے کہ مبتدأ ہے؛ یا اس لئے کہ اس کا عطف ایسے لا کے اسم پر ہے جو عاملہ ہے اور اس کا عمل لَیسَ جیسا ہے؛ یا یہ کہ دوسرے کا عمل لیس والا ہے اور واو کے ذریعے جملے کا جملے پر عطف ہے؛ جیسے: لا حَوْلٌ ولا قوّةٌ الّا باللّٰه . شاعر کا کہنا ہے:

وَ مَـا هَـجَرْتُكِ حَتّٰى قُلْتِ مُعْلِنَةً
لَا نَـاقَةٌ لِـيْ فِـيْ هٰـذَا وَ لَا جَمَلٌ

جبکہ نصب کی یہاں گنجائش نہیں؛ یوں یہ پانچ صورتیں ہوئیں.

علاوہ ازیں لا کے بعد اسم اول منصوب ہو تو اسم ثانی میں بناء، رفع اور نصب ہیں؛ جیسے: لَا صَاحِبَ خَيْرٍ مُهَانٌ وَ لَا كَرِيْمَ؛ یا : كَرِيْمٌ ؛ یا: كَرِيْماً.

اگر لا کا تکرار نہ ہو؛ یا معطوف غیر مفرد ہو تو صرف رفع ونصب جائز ہے؛ بناء درست نہیں؛ جیسے: لَا كِتَابَ عِنْدِيْ وَ كُرَّاسَةٌ ؛ یا كُرَّاسَةً . قول شاعر ہے:

Marfat.com

فَلَا أَبَ وَ ابْنـاً مِثْـلَ مَرْوَانَ وَ ابْنِه
اِذَا هُـوَ بِـالْمَجْدِ ارْتَدٰى وَ تَأَزَّرَا

اور: لَا قَلَمَ وَكِتَابُ جَبْرٍ؛ یا: كِتَابَ جَبْرٍ. بناءاس لئے نہیں کہ تبرئۃ نہیں.
یہ مذکورہ تمام صورتیں اس وقت ہیں جب معطوف نکرہ ہو؛ اگر معرفہ ہوتو سوائے رفع کے کچھ نہیں؛ جیسے: لَا قَلَمَ وَ لَا الْكِتَابُ مَعِىْ؛ یا: لَا مُعَلِّمَ وَ لَا زَيْدٌ عِنْدِىْ؛ یا: لَا مُعَلِّمَ وَ زَيْدٌ عِنْدِىْ.

۲۔ النافية للوحدة۔ ایسا لا جوصرف ایک کی نفی کے لئے ہے؛ دویا اس سے اوپر کی تعداد مراد نہیں؛ جیسے: لَا رَجُـلٌ فِـى الدَّارِ بَلْ رَجُلَان . ایک کی نفی ہے دو کی نہیں؛ لہٰذا ایسا کہنا درست ہے . یہ ایسا عاملہ ہے جس کا عمل لیس والا ہے؛ مگر بنوتمیم کے ہاں یہ غیر عاملہ ہے اور تکرار ضروری ہے؛ اس کا مابعد مبتدا بناتے ہیں.

اہل حجاز کے ہاں یہ عامل ہے جو لیس والا عمل کرتا ہے؛

مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ یہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے:

1۔ اسم کا خبر پر مقدم ہونا.
2۔ اِلَّا سے اس کی نفی کی نقیض نہ آئی ہو.
3۔ اس کے بعد خبر کا معمول یا شبہ جملہ نہ واقع ہوا ہو.
4۔ نفی ایسی نہ ہو جیسی جنس کی ہوتی ہے.
5۔ یہ عمل نہیں کرتا مگر اشعار میں (اس شرط کو ابن ہشام نے قطر الندی میں ذکر کیا ہے).
6۔ معمولین کا نکرہ ہونا؛ جسے اکثر نحاۃ نے قبول نہیں کیا بوجہ نقیض کے جو شعراءِ عرب کے کلام میں بکثرت موجود ہے. لہٰذا بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے: وَ عَـمَـلُهَـا فِـى النَّكِرَاتِ أَكْثَرُ مِنَ الْمَعَارِفِ۔ معارف کی نسبت نکرات میں اس کا عمل دخل زیادہ ہے.

نکرہ میں عمل کی مثال:

تَعَزَّ فَلَا شَیْءٌ عَلَى الْأَرْضِ بَاقِياً
وَ لَا وَزَرٌ مِـمَّـا قَـضَى اللّٰهُ وَاقِياً

Marfat.com

معرفہ میں عمل کی مثال:

وَ حَلَّتْ سَوَادَ الْقَلْبِ لَا أَنَا بَاغِياً

سِوَاهَا ، وَلَا عَنْ حُبِّهَا مُتَرَاخِياً

اس کی خبر پر با آتی ہے مگر لیس کے مقابلے میں بہت کم؛ سواد بن قارب کا شعر ہے:

فَكُنْ لِيْ شَفِيْعاً يَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ

بِمُغْنٍ فَتِيْلاً عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

وبما أنها لنفي الوحدة فلك أن تقول: لا رجل في الدار بل رجلان.

۳ ۔ حرفِ جواب: یہ لا غیر عاملہ ہے؛ نفی کا فائدہ دینے کے لئے سوال کے رد کے لئے ہے؛ عموماً اس کے بعد کا جملہ محذوف ہوتا ہے؛ جیسے اس سائل کے سوال کے جواب میں لا کہنا؛ جس کا سوال: هَلْ عَادَ أَخُوْكَ ؟ یا اسی طرح کا کوئی دوسرا سوال ہو۔

۴ ۔ نفی محض کے لئے بطور حرفِ نفی۔ حرف نفی لمجرد النفي ۔: غیر عاملہ ہے؛ یہ الفاظِ صدارت میں سے نہیں مگر یہ کہ جوابِ قسم میں ہو؛ جیسے: وَاللّٰهِ لَا أَخُوْنُ وَطَنِيْ. اس طرح کا لا جملہ اسمیہ وفعلیہ دونوں پر آتا ہے؛ جیسے: لَا يُهْمِلُ الْعَامِلُ بِعَمَلِهٖ؛ اور: لَا فِيْهَا غَوْلٌ.

کبھی بین المتلازمین بھی آجاتا ہے؛ جیسے جار و مجرور، ناصب ومنصوب یا جازم ومجزوم کے مابین؛ جیسے: غَضِبَ زَيْدٌ مِنْ لَا شَيْءٍ ؛ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ؛ وَ إِلَّا (ان لا) تَفْعَلُوْهُ . اور عاطف ومعطوف کے مابین بھی مخل ہوتا ہے؛ جیسے: مَا جَاءَ زَيْدٌ وَ لَا عَمْرٌو.

لا کا تکرار: بعض جگہوں پر لا کا تکرار واجب ہے اور بعض میں واجب نہیں؛ وہ مواضع جہاں تکرار واجب ہے:

1۔ جب اس کے بعد ایسا جملہ اسمیہ ہو جو مصدرہ بمعرفہ ہو؛ جیسے: لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ .

2۔ جب لا عاملہ مہمل قرار پاجائے؛ جیسے: لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ.

3 ۔ جب مفرد پر داخل ہو اور یہ مفرد اسم سابق کی خبر یا حال یا صفت بن رہا ہو؛ جیسے:

Marfat.com

اَلنَّھرُ لا مُتَّسِخٌ وَ لا نَظِیفٌ؛ اِنحَدَرَ النَّھرُ لا سَرِیعاً وَ لا نَظِیفاً؛ بِقُربِنَا نَھرٌ لا مُتَّسِخٌ وَ لا نَظِیفٌ.

4۔ جب بعدہٗ لفظی ومعنوی ماضی ہو؛ جیسے: فَلاَ صَدَّقَ وَ لا صَلّٰی.

جب کہ مندرجہ ذیل مواقع میں لا کا تکرار واجب نہیں:

1۔ جب بعدہٗ فعل مضارع ہو؛ جیسے: لا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھرَ بِالسُّوءِ.

2۔ جب ماضی دعائیہ ہو؛ جیسے: لا شَلَّتْ یَمِینُکَ وَ لا فَضَّ اللّٰہُ فَاکَ وَ لا زَلَّتْ بِکَ الْقَدَمُ. ذو الرّمّۃ کہتا ہے:

اَلَا یَا اسْلَمِی یَا دَارَمَیَّ، عَلَی الْبِلٰی
وَ لَا زَالَ مُنْھَلًّا بِجَرْعَائِکِ الْقَطْرُ

3۔ جب فعل ماضی زمانۂ غیر ماضی کے لئے ہو؛ جیسے: لا أَھمَلْتُ بَعدَ الْیَومِ؛ یا یوں: لا فَعَلْتُ مُنکِرًا.

لا کا حذف:

قسم کے بعد فعل مضارع سے جوازاً لا نافیہ حذف ہوسکتا ہے؛ جیسے: قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ؛ أَیْ: تَاللّٰہِ لا تَفْتَؤُا.

جیسا کہ شاعر کا کہنا ہے:

فَحَالِفْ فَلا وَ اللّٰہِ تَھبِطُ تَلْعَۃً
مِنَ الْأَرْضِ اِلَّا أَنتَ لِلذُّلِّ عَارِفٌ

أَیْ: لا تَھبِطُ.

اس کے غیر میں جو محذوف ہے وہ شاذ ہے؛ جیسا کہ خداش بن زھیر کا شعر ہے:

وَ أَبْرَحُ مَا أَدَامَ اللّٰہُ قَوْمِی
بِحَمْدِ اللّٰہِ مُنْتَطِقاً مَجِیْدًا

عاطفہ، نفی جنس کا، وحدت کا، جوابیہ اور نفی مجرد کا؛ یہ سب لا نفی کا ہے؛ ان کے بعد آنے والی چھٹی قسم لا نہی کی ہے۔ عاطفہ کو یہاں ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ پہلے بیان ہو چکا ہے؛

(ب)۔ لا جازمہ: اسے لا ناہیہ سے موسوم کرتے ہیں؛ یہ مضارع کے لئے مخصوص ہے؛ اسے جزم دیتا ہے اور مستقبل کے لئے خاص کر دیتا ہے؛ نہی خواہ حقیقۃً ہو؛ جیسے: لا تُشْرِکْ

Marfat.com

بِاللّٰهِ؛ أبو الأسود کہتا ہے:

لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَ تَأْتِیَ مِثْلَهُ
عَارٌ عَلَیْکَ إِذَا فَعَلْتَ عَظِیْمُ

یا تنزیہا ہو؛ جیسے: وَ لَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَکُمْ ؛ یا دعاء ہو جیسے: رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا إِصْرًا ؛ یا التماساً ہو؛ جیسے: یَا أَخِیْ لَا تَلْعَبْ فَالْامْتِحَانُ قَرِیْبٌ ؛ شاعر کا کہنا ہے:

لَا تَضِیْقَنَّ بِالْأُمُوْرِ فَقَدْ تُکْ
شَفُ غَمَّاؤُهَا بِغَیْرِ احْتِیَالِ

جزم ان سب کو عام ہے. نہی مخاطب کے لئے اس لا کا مضارع پر دخول بہت ہے؛ جیسے: وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا ؛ بنسبت: لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ أَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؛ کے. اور فعل مبنی للمعلوم ہو تو متکلم یا متکلمین کے لئے نہی نادر بات ہے؛ قولِ شاعر ہے:

لَا أَعْرِفَنْ رَبْرَبًا حُوْرًا مَدَامِعُهَا
مُرَدَّفَاتٍ عَلٰی أَعْجَازِ أَکْوَارِ

أَعْرِفَ فعل مضارع نون مؤکدہ کی وجہ سے مبنی علی الفتح ہے جو لا ناہیہ کی وجہ سے محل جزم میں ہے؛ اور اگر فعل مبنی للمجہول ہو تو لا کی وجہ سے زیادہ تر مجزوم ہی ہوتا ہے.

طلب کے جواب میں مضارع مجزوم:

طلب خواہ امر سے ہو یا نہی سے اس کے جواب میں آنے والا مضارع جزم دیا جاتا ہے؛ کیونکہ طلب شرطِ محذوف کے قائم مقام ہے.

مضارع اگر نہی کے جواب میں ہو تو اس کی جزم کے لئے شرط ہے کہ اس کی تقدیر إِنْ سے ہو تو معنیٰ و مفہوم مناسب ہو جائے؛ جیسے: لَا تَأْمَنِ الدَّهْرَ تَبْلُغْ أَمَلَکَ ؛ بخلاف: لَا تَکْفُرْ تَدْخُلْ جَهَنَّمَ ؛ کے. کیونکہ یہاں إِنْ تقدیری سے معنی میں بگاڑ آتا ہے؛ لہٰذا مضارع کا مرفوع ہونا واجب ٹھہرا. الشّذور میں ابن هشام کا قول ہے: ''نہی کے بعد جزم اس سے مشروط ہے کہ جواب امر محبوب ہو؛ مکروہ ہو تو رفع ہے،، جس میں شرطِ مذکور کی مخالفت نہیں.

(ج) ـ لا زائدہ: اس کا کام صرف اور صرف نفی کی تاکید و تقویت ہے. اس کا شمار حشو کلام (فالتو بات) میں ہوتا ہے؛ جیسے: مَا [illegible] عامله ہے. اس کا استعمال

Marfat.com

کلام میں زور پیدا کرنے اور تاکید کے لئے ہے کہ یہ نہ بھی ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اگر صدرِ کلام میں آئے تو زائدہ نہیں بلکہ کسی مقدم کی نفی میں ہے؛ جیسے: لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ. میں منکرینِ بعث کا ردّ ہے؛ کچھ اسی طرح کی صورت: لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ. میں ہے۔

بَلْ عاطفہ سے پہلے آئے تو زائدہ ہے اور اضراب کے لئے ہے؛ جیسے: اَلطَّالِبُ حَاضِرٌ؛ لَا بَلْ غَائِبٌ.

(۹)۔ بَلْ:

اگر اس کے بعد مفرد ہو تو یہ ایسا حرفِ عطف ہے جو دوسرے کو پہلے کے اعراب میں شریک کرتا ہے حکم میں نہیں؛ جیسے: اِشْتَرَيْتُ كِتَاباً بَلْ قَلَماً.

بَلْ عاطفہ کے استعمال کے دو مواقع ہیں:

۱۔ اس سے قبل کلام موجب ہو یا امر کا صیغہ ہو؛ ایسے میں ایک تو یہ حکمِ سابق سے اضراب کا فائدہ دے گا؛ دوسرا یہ کہ حکم کو مابعد کی طرف پھیر دے گا؛ جیسے: صُمْتُ شَعْبَانَ بَلْ رَمَضَانَ؛ اور: خُذِ الْكِتَابَ بَلِ الْقَلَمَ. یوں شعبان اور الکتاب تو گویا کلام میں ہیں ہی نہیں کہ یہ اضراب کی وجہ سے مسکوت عنہ ٹھہرے؛ جبکہ الصوم اور الأخذ کا حکم شعبان اور الکتاب سے رمضان اور القلم کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔

۲۔ اس سے پہلے نفی یا نہی کی وجہ سے کلام غیر موجب ہو؛ تو ایسے میں یہ اپنے سے ماقبل اسم سے حکم کی نفی اور مابعد کے لئے اثبات ثابت کرے گا؛ جیسے: مَا زَرَعْتُ قَمْحاً بَلْ شَعِيرًا؛ اور: لَا تُصَاحِبِ الْأَشْرَارَ بَلِ الْأَخْيَارَ. پس حکم تو برقرار ہے مگر بَلْ سے بعد والے کے لئے نہ کہ پہلے کے لیے۔

عاطفہ کے علاوہ بَلْ ابتدائیہ بھی ہے جو اضراب کے لئے ہے؛ یہ اس موقع پر ہے جب اس کے بعد مفرد کی بجائے جملہ ہو؛ ایسے میں اس کا نام حرفِ استئناف ہے؛ جیسے: وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُ؛ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ. یہ بَلْ عاطفہ نہیں؛ کیونکہ بلحاظ اعراب دونوں جملوں میں کوئی تعلق ہی نہیں۔

جبکہ اضراب دو طرح کا ہے:

1۔ اضرابِ ابطالی: وہ جو حکمِ سابق کی نفی یا تکذیب کے لئے ہو؛ جس کے بعد ایک نیا حکم

Marfat.com

لایا جائے؛ جیسے: اَلْأُسْبُوْعُ خَمْسَةُ أَيَّامٍ بَلْ هُوَ سَبْعَةُ أَيَّامٍ.

2۔ اضراب انتقالی: جو حکم کو حکمِ سابق سے حکم جدید کی طرف منتقل کر دے؛ حکمِ سابق بھی برقرار رہے اور اس کے بعد ایک اور حکم لگا دیا جائے؛ جیسے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى. وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى. بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا. حکمِ سابق کا الغاء نہیں؛ اسے اس کے حال پر برقرار رکھتے ہوئے کلام کو حکم جدید کی طرف منتقل کیا گیا ہے۔ یوں دونوں حکم اپنی جگہ قائم ہیں۔

کبھی اضراب کی تاکید کے لئے بَلْ سے پہلے لا نافیہ کی زیادت کر دی جاتی ہے؛ جیسے:

وَمَا هَجَرْتُكِ لَا، بَلْ زَادَنِيْ شَغَفاً

هَجْرٌ وَ بُعْدُ تَرَاخٍىْ لَا اِلٰى أَجَلٍ

(۱۰)۔ لٰكِنْ:

یہ بیک وقت عطف و استدراک کا فائدہ دیتا ہے؛ دوسرے کو پہلے کے اعراب میں شریک بناتا ہے حکم میں نہیں؛

جس کی کچھ شرائط ہیں:

۱۔ اس کا معطوف مفرد ہو اور معطوف سے پہلے نفی یا نہی واقع ہو۔

۲۔ وَ لٰكِنْ نہ ہو۔ اس کے ساتھ واو نہ ہو۔ جیسے: مَا فَتَحَ الْعِرَاقَ عَمْرٌو لٰكِنْ سَعْدٌ؛ اور: لَا تُشَارِكْ خَالِدًا لٰكِنْ مُحَمَّدًا. عاطفہ قصر قلب کے لئے ہے؛ جیسے: مَاجَاءَ سَعِيْدٌ لٰكِنْ خَالِدٌ؛ اس کے لئے ہے جو اس کے الٹ سمجھے۔

غیر عاطفہ:

اگر عطف جملے کا ہو یا واو کے بعد آئے تو اس کا اعراب حرفِ ابتداء غیر عامل کا ہے جو استدراک کے لئے ہے؛ جیسے:

اِنَّ ابْنَ وَرْقَاءَ لَا تُخْشٰى بَوَادِرُهٗ

لٰكِنْ وَقَائِعُهٗ فِى الْحَرْبِ تُنْتَظَرُ

اور: لَمْ تَبْدَأ الدِّرَاسَةُ لٰكِنْ حَضَرَ الطُّلَّابُ؛ اور: مَا أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ وَلٰكِنِ الْجَوُّ مُعْتَدِلٌ. اگر بعد از ایجاب ہو تو ثقیلہ سے مخففہ حرفِ ابتداء ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

۴ ـ حروفِ تنبیہ (Attentional Interjection)

حروفِ تنبیہ تین ہیں: أَلَا، أَمَا، هَا. یہ مخاطب کو چوکنا کرنے کا فائدہ دیتے ہیں؛ مبادا کہ وہ کلام سے غفلت برتے اور بات پر دھیان نہ دے:

(۱) ـ أَلَا:

حرفِ تنبیہ واستفتاح؛ اپنے مابعد کی تاکید وتحقیق کے لئے ہے. یہ همزة اور لا نافیہ سے مرکب ہے؛ همزة اگر نفی پر داخل ہو تو تاکید کا فائدہ دیتا ہے. یہ جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے؛ جیسے: أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ ؛ اور:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ
وَ كُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلُ

اور: أَ لَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفاً عَنْهُمْ.

کبھی محض تنبیہ کے لئے ہوتا ہے؛ كثيّر عزّة کا شعر ہے:

أَلَا زَعَمَتْ أَنِّيْ تَغَيَّرْتُ بَعْدَهَا
وَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَا عَزُّ لَا يَتَغَيَّرُ

کبھی فعل ماضی کے ساتھ ملامت، ڈانٹ ڈپٹ اور تندیم کو مفید ہوتا ہے؛ جیسے: أَلَا زُرْتَ الْمَرِيْضَ. کبھی بعدہٗ إِنْ زائدہ ہوتا ہے؛ جیسے:

أَلَا إِنْ سَرٰى لَيْلِيْ فَبِتُّ كَئِيْباً
أُحَاذِرُ أَنْ تَنْأَى النَّوٰى بِغَضُوْبَا

علاوہ ازیں یہ مندرجہ ذیل میں مفید ہے۔

1۔ حرفِ عرض غیر عامل: طلب الشيء برفق و لیّن ۔ نرمی کے ساتھ بہتر انداز میں طلب ۔ جیسے: أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ.

اگر اس کے بعد کوئی اسم واقع ہو تو یہ فعل محذوف کا معمول ہے جس کی تفسیر فعل مذکور کر رہا ہے؛ جیسے: أَلَا حَجاً مَبْرُوْرًا تُؤَدِّيْهِ قَبْلَ فَوَاتِ الْأَوَانِ.

2۔ حرفِ تحضیض: یہ عرض جیسا ہی ہے سوائے اس کے کہ اس طلب میں اشتعال اور

Marfat.com

شدت کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ طلب الشیء بحثّ و شدّة ۔ جیسے: أَلا تتوحّدُوْنَ لِمُقَابَلَةِ عدوّکُم.

3۔ حرفِ توبیخ وانکار: جیسے:

أَلا ارْعِوَاءَ لِمَنْ وَلّتْ شَبِيْبَتُهُ
وَ آذَنَتْ بِمَشِيْبٍ بَعْدَهُ هَرَمُ

4۔ نفی کے بارے سوال کے لئے حرف ۔ حرف استفهام عن النفی ۔ قیس بن الملوّح کا شعر ہے:

أَلا اصْطِبَارَ لِسُلْمٰى أَمْ بِهَا جَلَدٌ
إِذَا أُلاقِي الَّذِيْ لاقَاهُ أَمْثَالِيْ

تیسری اور چوتھی طرح کی قسم میں یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور لا نفی جنس والا عمل کرتا ہے۔

5 ۔ أَتَمَنّٰى کے معنٰی میں حرفِ تمنّی (تمنا)؛ جو کہ همزة استفہام اور لا النافية للجنس سے مرکب ہے؛ جس کا عمل صرف اسم تک محدود ہو کر رہ گیا ہے؛ کیونکہ نہ اس کے لئے لفظی خبر ہے نہ تقدیری؛ بوجہ بمعنٰی أَتَمَنّٰى کے؛ کہ أَتَمَنّٰى جیسے فعل کی خبر نہیں ہوا کرتی. نہ تو اس کے اور اس کے اسم کے محل کو ملحوظ رکھنا جائز ہے اور نہ ہی الغاء جائز ہے اگر چہ مکرر آئے؛ کیونکہ یہ بمنزلت لَيْتَ کے ہے؛ جیسے:

أَ لا عُمَرَ وَلّٰى مُسْتَطَاعٌ رُجُوْعُهُ
فَيَرْأَبَ مَا أَثْأَتْ يَدُ الْغَفَلاتِ

چنانچہ مُسْتَطَاعٌ رُجُوْعُهُ کا جملہ صفتِ ثانیہ ہے نہ کہ خبر؛ جیسا کہ يَرْأَبَ کا فعل مضارع فا سببیہ کے بعد أن مضمرہ سے منصوب ہے؛ کیونکہ اس کا وقوع جوابِ تَمَنٍّ میں ہوا ہے جس پر ألا کی دلالت موجود ہے۔

(۲) ۔ أَمَا:

حرفِ تنبیہ واستفتاح غیر عامل بمنزلت أَ لا ؛ زیادہ تر قسم سے پہلے آتا ہے؛ جیسا کہ أبو صخر الهذلی کا شعر ہے:

Marfat.com

أَمَا وَالَّذِیْ أَبْكٰی وَ أَضْحَكَ وَالَّذِیْ
أَمَاتَ وَ أَحْیَا، وَالَّذِیْ أَمْرُهُ الْأَمْرُ

حرفِ تنبیہ کے علاوہ یہ:

1۔ أَلَا سے ملتا جلتا حرفِ عرض ہے جو فعل کے ساتھ خاص ہے؛ جیسے: أَمَا تَزُوْرُنَا فَنُرِیَکَ عَمَلَنَا.

2۔ حَقًّا کے معنٰی میں؛ جس کے بارے بعض کا قول ہے کہ یہ یہ والا أمَا نہیں؛ بلکہ همزة استفهام اور مَا اسم سے مرکبہ ہے جو بمعنٰی شیء ہے؛ جو فعل محذوف سے منصوب ہے جس کی تقدیر أَحَقَّهُ ہے؛ جیسے: أَمَا إِنَّهُ مُصِیْبٌ فِیْ مَا یَقُوْلُ.

3۔ استفہام انکاری کے لئے؛ جو کہ همزة استفهام اور ما نافیہ سے مرکب ہے؛ جیسے: أَمَا تَخْشَى اللهَ.

(۳) ۔ هَا : یہ کبھی حرف اور کہیں اسم ہوتا ہے:

حرفِ تنبیہ؛ یہ جن سے متصل ہوتا ہے وہ کلام کی صدارت کرتے ہیں.

اس کے اتصال کے مواضع یہ ہیں:

أ۔ ثَمّ کے علاوہ دیگر اسماءِ اشارہ کے ساتھ؛ جیسے: هٰذَا، هٰذِهٖ، هٰؤُلَاءِ. کبھی مفرد کے صیغے میں اس کے ساتھ خطاب کا کاف جمع ہو جاتا ہے؛ جیسے: هٰذَاکَ، هٰذِیْکِ. مثنٰی اور جمع میں کم ہی آتا ہے؛ جیسے:

یَا مَا أُمَیْلِحَ غِزْلَانًا شَدَنَّ لَنَا
مِنْ هٰؤُلَیَّائِكُنَّ الضَّالِ وَالسَّمُرِ

هٰؤلاء کی تصغیر کر کے اس سے کاف کا الحاق کیا گیا ہے.

ب۔ نداء میں أَیٌّ، أَیَّةٌ کی نعت یا بدل کے طور پر؛ جیسے: یَا أَیُّهَا الرَّجُلُ؛ یَا أَیَّتُهَا الْمُؤْمِنَةُ.

ج۔ اسم اشارہ کے ساتھ بطور ضمیر الرفع المخبر عنہ؛ جیسے: هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ؛ وَهَا أَنَذَا؛ ایسے میں اس کا استعمال بہت ہے؛ لیکن اگر خبر اسمِ اشارہ کے بجائے کسی اور کی ہو تو استعمال کم ہے؛ جیسے: هَا أَنَا مُسَافِرٌ.

Marfat.com

حرفِ تنبیہ کے علاوہ اس کی مندرجہ ذیل شکلیں ہیں:

ا۔ حرفِ تنبیہ سے منقول اسمِ فعل امر بمعنٰی خُذْ؛ یہ انوکھا اور واحد اسم الفعل ہے جو حرفِ جار کے علاوہ کسی اور حرف سے منقول ہے؛ کافِ خطاب کے ساتھ یا اس کے بغیر مقصور و ممدود مستعمل ہے؛ جیسے: هَا، هَاءَ، هَاكَ مذکر کے لئے اور هَاكِ مؤنث کے لئے. کبھی میم الجمع اس سے پیوست ہوتی ہے؛ جیسے: فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُ وْا كِتٰبِيَهْ.

۲۔ اسم الجلالہ کے ساتھ حرفِ قسم کا عوض؛ جیسے: هَاَللّٰهِ عَلَيْكَ أَنْ تَفْعَلَ؛ بمعنٰی بِاللّٰهِ عَلَيْكَ. اور اللہ اس حرفِ جر محذوف کی طرف سے مجرور ہوگا جس کی نیابت میں ها ہے. اس میں همزۂ وصل کے اسقاط و بقاء میں اختیار ہے؛ یعنی چاہیں تو هَا اَللّٰه کہیں؛ چاہے هَا اللّٰهِ بولیں دونوں قراءتیں ہیں. یہی صورت یا اللّٰه میں ہے. جبکہ مدِ منفصل میں قصر، توسط، طول تینوں ہیں.

☆☆☆☆☆

۵۔ حروفِ نداء (Interjections)

حروفِ نداء پانچ نہیں بلکہ چھے ہیں: يَا، أَيَا، هَيَا، أَيْ، وَا اور همزة.

أَيْ اور همزۃ مفتوحہ قریب کے لئے ہیں؛ أَيَا، هَيَا اور وَا بعید کے لئے ہیں؛ يَا قریب و بعید اور متوسط تینوں کے لئے ہے.

نداء کی دو قسمیں ہیں: ایک نداءِ محض. دوسری وہ جس کے ساتھ استغاثہ، ندبہ یا تعجب میں سے کوئی ہو.

(ا) ۔ يَا:

حروفِ نداء میں سے زیادہ استعمال اسی کا ہے؛ حرفِ نداء کے محذوف ہونے پر اسی کو مقدّر مانا جاتا ہے کسی اور کو نہیں؛ اللّٰـه اور مستغاث بھی اسی سے پکارے جاتے ہیں. جبکہ قرآن کریم میں نداء کے لئے صرف يَا ہی آیا ہے.

یہ عموماً نداءِ بعید کے لئے آتا ہے؛ یا اس کے لئے جو بعید کے حکم میں ہو؛ مثلاً نائم اور سا ہی. اسم کی تمیز یہی بنتا ہے؛ أَدْعُـوْ کی نیابت میں ہوتا ہے جس سے کسی شخص کی حاضری یا توجہ مقصود ہوتی ہے؛ یہ ایک ضمیر بھی اپنے دامن میں سمیٹے ہوتا ہے.

اس کا منادٰی اسم ظاہر ہوتا ہے؛ جیسے: يَا خَالِدُ تَقَدَّمْ! ضمیر مخاطب کا معاملہ مختلف

Marfat.com

یہ ہے؛ اس کے سوا کسی اور اسم مضمر کے لئے گنجائش نہیں.

منادیٰ کا اعراب:

منادیٰ یا تو محل نصب میں اپنی رفعی حالت پر مبنی ہوگا؛ یا سیدھا سیدھا منصوب ہوگا.

1۔ مبنی ان صورتوں میں ہوتا ہے:

أ۔ مفرد علم ہو: جو نہ مضاف ہو اور نہ مشابہ مضاف ہو؛ تثنیہ و جمع ہونے میں حرج نہیں؛ جیسے: يَا خَالِدُ أَقْبِلْ؛ يَا خَالِدَانِ أَقْبِلَا؛ يَا خَالِدُوْنَ أَقْبِلُوْا. یہ اپنی مفرد حالت میں تو مبنی بر ضمہ ہے کہ یہ مرفوع بالضم ہے؛ مثنی مبنی بر ألف ہے؛ جبکہ جمع مذکر سالم مبنی بر واو ہے.

ب۔ نکرہ مقصودہ: ایسا نکرہ معرفت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ نداء کا قصد ہو چکا ہے؛ جیسے: يا عَالِمُ فَقِّهْنَا.

کبھی شعر کو موزوں کرنے کے لئے یا قافیہ ملانے کے لئے مجبوراً تنوین یا نصب کا سہارا لینا پڑتا ہے؛ جیسے:

سَلَامُ اللّٰهِ يَا مَطَرٌ عَلَيْهَا
وَ لَيْسَ عَلَيْكَ يَا مَطَرُ السَّلَامُ

المهلهل عدیّ بن ربیعة کا شعر ہے:

ضَرَبَتْ صَدْرَهَا اِلَيَّ، وَ قَالَتْ
يَا عَدِيًّا لَقَدْ وَقَتْكَ الْأَوَاقِيُ

مگر جب منادیٰ مبنی متصلاً ایسے ابْنٌ کا موصوف ہو جو مضاف الی العلم ہو تو اسے مبنی بر ضمہ بنانا بھی جائز ہے اور ابن کی حرکت کے اتباع میں فتحہ بھی درست ہے؛ جیسے: يَا خَالِدُ بْنَ الْوَلِيْدِ؛ اور: يَا خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ؛ جیسے:

يَا طَلْحَةُ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَدْ وَجَبَتْ
لَكَ الْجِنَانُ وَبُوِّئْتَ الْمَهَا الْعِينَا

اس شعر میں اس کی روایت ظاہری ضمہ پر یا تقدیری ضمہ پر مبنی کی ہے؛ جس کے ظہور کو اتباعی حرکت مانع ہے.

Marfat.com

2۔ منصوب کے مواقع یہ ہیں:

أ۔ مضاف ہو: جیسے: یَا صَلَاحَ الدِّیْنِ.

ب۔ مضاف کے مشابہ ہو۔ الشبیه بالمضاف۔ مضاف کے مشابہ وہ ہے جس کے معنٰی کے اتمام کے لئے اس سے کچھ متصل ہو۔ اسی طرح ہر وہ نکرہ جو فاعل کو رفع دے؛ یا مفعول بہ کو نصب دے؛ یا موصوف بجملہ ہو؛ یا جار و مجرور یا ظرف کا اس سے تعلق ہو؛ جیسے: یَا حَسَناً وَجْهُهُ؛ یَا مُسْتَغْفِرًا رَبَّهُ؛ یَا مُتَعِظًا بِغَیْرِہٖ کُنْ صَالِحًا؛ وَغَیْرُهُمْ.

ج۔ نکرہ غیر مقصودہ: جیسے: یَا جُنْدِیًّا احْتَرِسْ؛ قول شاعر ہے:

أَیَـا رَاکِبًـا إِمَّـا عَـرَضْـتَ فَبَلِّغَا
نَـدَامَـایَ مِـنْ نَجْـرَانَ أَلَّا تَلَاقِیَا

اگر حرفِ نداء کے بعد اسم کے بجائے فعل یا حرف یا جملہ اسمیہ واقع ہو؛ جیسے:

أَلَا یَا اسْلَمِیْ یَا دَارَمَیَّ عَلَى الْبِلٰی
وَ لَا زَالَ مُنْهِلًّا بِجَرْعَائِکِ الْقَطْرُ

جیسے:

یَـا لَیْتَـنِـیْ وَأَنْـتِ یَـا لَـمِیْـسُ
فِـیْ بَـلَـدٍ لَیْـسَ بِهَـا أَنِیْـسٌ

جیسے:

یَـا لَعْنَةُ اللّٰـهِ وَ الْأَقْـوَامِ کُـلِّهِـمْ
وَ الـصَّـالِحِیْنَ عَلٰی سَمْعَانَ مِنْ جَارٍ

تو ایسے میں منادیٰ محذوف ہوتا ہے؛ جس کی تقدیر: یَا هٰؤُلَاءِ اور یَا قَوْمُ ہے۔ پھر یا حرفِ نداء کی بجائے حرفِ تنبیہ ہے۔

مگر یَـا مَرْحَبًـا اور یَـا أَهْلًا میں منادیٰ محذوف ہی ہے؛ جس کی تقدیر: یَا فُلَانُ أَهْلاً ہے۔

اَلْ والے کی نداء:

اگر اَلـرَّجُلُ، اَلْفَتَـاةُ جیسے اَلْ لگے اسم کی نداء مقصود ہو تو حرفِ نداء اور اس اسم کے

Marfat.com

درمیان أيّ یا أيّةُ لاتے ہیں اور ان کے ساتھ ھا تنبیہ کی ہوتی ہے؛ اور کبھی یـا أيُّهَا کے ساتھ مناسبِ موقع اسمِ اشارہ لے آتے ہیں؛ أبو الأسود کا شعر ہے:

يَـا أَيُّهَـا الـرَّجُـلُ الْـمُـعَـلِّـمُ غَيْـرَهُ
هَلَّا لِـنَـفْـسِـكَ كَـانَ ذَا التَّـعْـلِـيْـمُ

جیسے: يٰأَيَّتُهَا الْفَتَاةُ تَمَسَّكِيْ بِالْأَخْلَاقِ؛ اور: يٰأَيُّهٰذَا الطَّالِبُ اعْرِفْ نَفْسَكَ.

کبھی اداۃِ نداء محذوف بھی ہوتا ہے؛ جیسے: أَيُّهَا الرَّجُلُ تَقَدَّمْ.

أيّ کا اعراب ایسے منادیٰ کا ہے جو محل نصب میں مبنی علی الضم ہے اور اس کے ساتھ ھا تنبیہ کی ہے؛ بعدہٗ ال لگا اسم ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے؛ بوجہ صفت یا بدل ہونے کے. کہا یہ جاتا ہے کہ مشتق ہونے کی صورت میں صفت ہے اور جامد ہو تو بدل ہے.

جلالت کا لفظ اللّٰہ یا تو اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے یا پھر أيّها محذوف ہے کہ صرف يَآ اللّٰهُ پکارا جاتا ہے؛ جس سے عموماً حرفِ یا محذوف اور اس کے عوض آخر میں میم مشددہ ہوتی ہے؛ جیسے: اَللّٰهُمَّ. جبکہ یَـا اللّٰهُمَّ درست نہیں کہ عوض اور معوض عنہ کو جمع نہیں کیا جاتا؛ جس کا اعراب منادیٰ کا ہے جس کا حرفِ نداء محذوف ہے؛ محل نصب میں مبنی علی الضم ہے؛ اور میم حرفِ نداء کا عوض ہے. دونوں کا جمع شاذ ہے؛ جیسا کہ شعر ہے:

إِنِّـيْ إِذَا مَـا حَـدَثٌ أَلَـمَّـا أَقُوْلُ:
يَـا الـلّٰـهُـمَّ يَـا الـلّٰـهُـمَّـا

حرفِ نداء اور ال جمع نہیں ہوتے ماسوا اللّٰه؛ ایسا اسمِ جنس جو مشبہ بہ ہو؛ اور مسمّی الجمل کے؛ مگر شعری ضرورت کے تحت.

چنانچہ جب ال والے پر اداۃِ نداء آتا ہے تو ال چلا جاتا ہے؛ جیسے: اَلتِّلْمِيْذُ سے يَا تِلْمِيْذُ. مگر يَا الْقَمَرُ جَمَالاً میں القمر چونکہ اسم الجنس مشبہ بہ ہے اس لئے یا اور ال جمع ہیں؛ جس کی تقدیر: يَا شِبْهَ الْقَمَرِ جَمَالاً ہے. اور اَلْقَائِدُ خَالِدٌ کا جملہ چونکہ مسمّی کا درجہ حاصل کر چکا ہے؛ گویا کہ یہ ایک شخص کا نام ہے؛ لہٰذا یہ ال بھی علیٰ حالہ قائم رہے گا؛ جیسے: يَا الْقَائِدُ خَالِدٌ.

Marfat.com

حرفِ نداء کا حذف:

اگر حذف پر دلیل موجود ہو اور منادیٰ ضمیر، مستغاث یا مندوب نہ ہو تو حرفِ نداء کا حذف جائز ہے؛ اور منادیٰ حسبِ حال ویسا ہی رہے گا؛ اس کا اعراب وہی ہے جو حرفِ نداء کے حذف سے پہلے تھا؛ جیسے: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا؛ مُحَمَّدُ كُنْ شَفِيْعِيْ؛ اسمِ اشارہ سے بصریوں نے حذف منع کیا ہے؛ جبکہ کوفیوں کے ہاں روا ہے؛ جیسے: ثُمَّ أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُوْنَ أَنْفُسَكُمْ؛ أَیْ: يَا هٰؤُلَاءِ ؛ اور:

ذَا، ارْعِوَاءً ، فَلَيْسَ بَعْدَ اشْتِعَالَ الرَّأْ
سِ شَيْباً اِلَى الصِّبَا مِنْ سَبِيْلٍ

أَیْ: يَا ذَا.

اسمِ جنس سے بھی حذف جائز ہے؛ جیسے: أَصْبِحْ لَيْلُ؛ أَیْ: يَا لَيْلُ.

اگر منادیٰ ضمیر ہو، یا نداء کے ساتھ ساتھ مستغاث یا مندوب بھی ہو، یا منادیٰ بعید ہو، اسم الجلالہ کے آخر میں میم نہ ہو، یا نکرہ غیر مقصودہ ہو، یا متعجب منہ ہو تو حرف کا ہونا ضروری ہے او[ر] حذف منع ہے؛ جیسے: يَا أَنْتَ؛ يَا اِيَّاکَ؛ يَا لَزَيْدٌ؛ يَا زَيْدَاهُ؛ يَا اللّٰهُ؛ يَا رَجُلاً؛ يَا لَ[...] مِنْ مَنْظَرٍ بَدِيْعٍ .

جو پہلے ہی مبنی تھا:

هٰذَا اور مَنْ جیسے اسماءِ مبنیہ نداء میں تقدیراً مبنی برضمہ ہوتے ہیں؛ گویا کہ یہ پہلے م[...] نہ تھے اب محلِ نصب میں مبنی برضمہ ٹھہرے ؛ اور اس ضمہ کے ظہور کو بناءِ اصلیہ کی حرکت ما[...] ہے. یوں ہر وہ منادیٰ جو نداء سے پہلے مبنی تھا نداء کے بعد مبنی برضمہ ٹھہرا؛ مگر تقدیراً.

تابع المنادیٰ:

صفت، تاکید، بدل اور عطف جیسے توابع کے احکام یوں ہیں:

صفت اگر ایسا مضاف ہو کہ خود اس پر ال نہ ہو تو نصب واجب ہے؛ جیسے: يَا عُمَ[رُ] أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ. اگر ال لگا ہو؛ یا مضاف نہ ہو تو رفع و نصب کی دو صورتیں ہیں؛ جیسے: يَا عُ[مَرُ] الطَّاهِرُ النَّفْسِ؛ يَا عُمَرُ الْفَارُوْقُ.

تاکید کا حکم بھی وہی ہے جو صفت کا ہے؛ جیسے: يَا عُمَرُ نَفْسُهٗ ؛ وَيَا عَ[...]

Marfat.com

أَجْمَعُوْنَ / أَجْمَعِيْنَ .

معطوف اگر مضاف ہوتو نصب واجب ہے؛ جیسے: یَا عُمَرُ وَ أَبَا مُحَمَّدٍ. اگر مفرد بدوں ال ہوتو رفع لازم ہے؛ جیسے: یَا عُمَرُ وَ خَالِدُ. جبکہ ال والے مفرد میں رفع و نصب کی دوصورتیں ہیں؛ جیسے: یَا عُمَرُ وَالْغُلَامُ .

بدل کا حکم منادیٰ مستقل والا ہے؛ جیسے: یَا فَارُوْقُ عُمَرُ ؛ یَا عُمَرُ أَبَا مُحَمَّدٍ.

لیکن اگر معاملہ یَا سَعْدُ سَعْدَ الْأَوْسِ، یَا زَیْدُ زَیْدَ الْأَوْسِ، یَا تَمِیْمُ تَمِیْمَ الْأَوْسِ کی طرح کا ہوتو پہلے میں ضمہ تو ہے ہی کہ منادیٰ مفرد ہے؛ مگر اس میں نصب بھی ہے اگر اسے اسم ثانی کی طرف مضاف مان لیا جائے تو؛ یا اگر اس کی تقدیر یوں ٹھہرائی جائے کہ یہ محذوف کی طرف مضاف ہے جس پر مذکور دال ہے. جبکہ اسم ثانی میں صرف نصب ہے.

ترخیم:

نداء کا یہ خاصہ ہے کہ آپ اسم کا آخری حرف ازراہِ تخفیف حذف بھی کر سکتے ہیں.

اگر منادیٰ مبنی ہو (علم یا نکرہ مقصودہ) اور اس کے حروف تین سے زائد ہوں؛ تو آخر سے ایک یا دو حرفوں کو حذف کیا جا سکتا ہے؛ اور مرکبِ مزجی کا عجز بھی حذف کیا جا سکتا ہے.

1۔ حرفِ اخیر کا حذف: اگر آخر میں تانیث کی تا مدورہ ہوتو علم وغیر علم کی شرط کے بغیر ہی ترخیم جائز ہے؛ جیسے: یَا فَاطِمَةُ سے یَا فَاطِمَ؛ شاعر کہتا ہے:

أَفَاطِمَ مَهْلاً بَعْضَ هٰذَا التَّدَلُّلِ
وَ إِنْ كُنْتِ قَدْ أَزْمَعْتِ صَرْمِيْ فَأَجْمِلِيْ

جیسے: طَلْحَةُ سے یَا طَلْحَ ؛ یَا جَارِیَةُ سے یَا جَارِیْ ؛ جیسا کہ شعر ہے:

جَارِيَ لَا تَسْتَنْكِرِيْ عَذِيْرِيْ
سَيْرِيْ وَ إِشْفَاقِيْ عَلٰى بَعِيْرِيْ

اور شَاةٌ سے یَا شَا ؛ جیسا کہ عربوں کے ہاں مسموع ہے: یَا شَا ادْجُنِیْ.

اگر مؤنث بتا مدورہ نہیں تو: ایسا علم مبنی بر ضمہ ہونا جو رباعی یا اس سے اوپر ہو؛ مرکبِ اضافی یا اسنادی نہ ہو؛ اس کی شرائط میں سے ہیں؛ جیسے: جعفر سے یَا جَعْفُ؛ ناصر سے یَا نَاصُ؛ حارث سے یَا حَارُ؛ جیسا کہ شعر ہے:

Marfat.com

يَـا حَـارِ لَا أُرْمَيَـنْ مِـنْكُمْ بِدَاهِيَةٍ
لَمْ يَلْقَهَا سُوْقَةٌ قَبْلِيْ وَ لَا مَلِكٌ

یزید سے یا یزِیْ؛ اس بارے قول شاعر ہے:

فَـقُـلْتُمْ : تَعَالَ يَا يَزِي بْنَ مُخَرَّمٍ
فَـقُـلْـتُ لَكُمْ : اِنِّيْ حَلِيْفُ صُدَاءٍ

زَیْنَبُ سے یا زَیْنُ؛ لمیس سے یا لَمِیْ؛ شاعر کا کہنا ہے:

تَـنَـكَّـرْتِ مِـنَّـا بَـعْـدَ مَعْرِفَةٍ لَمِيْ
بَـعْدَ التَّصَافِيْ وَ الشَّبَابِ الْمُكَرَّمِ

2۔ اگر حرفِ اخیر سے پہلے حرفِ مدہ زائدہ ہو؛ اور اس مدہ سے پہلے تین حرف ہوں تو آخر سے دونوں کو حذف کیا جا سکتا ہے؛ جیسے: عثمان سے یا عُثْمُ؛ عمران سے یا عِمْرُ؛ مروان سے یا مَرْوُ؛ شعری مثال ہے:

يَـا مَـرْوُ اِنَّ مَـطِيَّـتِـيْ مَحْبُوْسَةٌ
تَـرْجُـو الْـحِـبَاءَ وَ رَبُّـهَا لَمْ يَيْأَسِ

نعمان سے یـا نُـعْمُ؛ منصور سے یا مَـنْصُ؛ أسماء سے یا أَسْمَ؛ اس بارے یوں شعر ہے:

قِـفِـيْ فَانْظُرِيْ يَا أَسْمَ هَلْ تَعْرِفِيْنَهُ؟
أَ هٰـذَا الْـمُـغِيْرِيُّ الَّذِيْ كَانَ يُذْكَرُ

اگر حرفِ مدہ چوتھے نمبر پر نہ ہو؛ جیسے: سعید؛ یا مدہ کی بجائے ویسے ہی حرفِ علت ہو؛ جیسے: منوّر؛ یا غیر زائدہ ہو؛ جیسے: مختار تو ترخیم بحرفین غیر جائز ہے۔

حرفین لین؛ جیسے: فرعَوْن، غُرْنَیْق کی ترخیم بعض کے ہاں ممنوع اور بعض کے ہاں مرخوص ہے؛ جبکہ ترجیح ممنوع کو حاصل ہے تاکہ کسی طرح کا التباس نہ پیدا ہو۔

3۔ پورے کلمہ کا حذف؛ جو کہ مرکب مزجی کا عجز ہے؛ جیسے: سیبویہ سے یا سِیْبَ؛ معدیکرب سے یا مَعْدِیْ۔

Marfat.com

اسم مرخم کا اعراب:

اسم مرخم میں دو لغات ہیں:

1۔ ایک لغت ان کی ہے جو محذوف کو یوں مقدر مانتے ہیں گویا کہ وہ موجود ہے؛ جس میں باقی ماندہ حرفِ اخیر خود اپنی حالت پر قائم رہتا ہے؛ جیسے: یَا فَاطِمَ، یَا جَارِ، یَا مَنُصُ؛ جس میں منادیٰ کا اعراب محل نصب میں حرفِ محذوف پر تقدیری ضمہ سے مبنی برضمہ کا ہے۔

2۔ دوسری لغت ان کی ہے جو محذوف کو ہر اعتبار سے محذوف ہی مانتے ہیں کہ بعد از ترخیم حرفِ اخیر وہی ہے جو ظاہر میں ہے؛ اور یہی ظاہری ضمہ کے ساتھ مبنی برضمہ ہے؛ جیسے: یَا فَاطِمُ، یَا جَارُ اور یَا مَنُصُ میں بنائی ضمہ نہ کہ حرفِ صاد کا حرکتی ضمہ۔ اب منادیٰ کا اعراب محل نصب میں مبنی بر ظاہری ضمہ کا ہے۔

نوٹ:

ا۔ لغتِ عرب میں چونکہ اسم معرّب (جس کی تعریب کی گئی ہو؛ جو اصلاً عربی لفظ نہ ہو بلکہ کسی دوسری زبان سے لیکر اسے عربی کا رنگ دے دیا گیا ہو) کے اخیر میں واقع واو مدہ کو یا مدہ سے بدل دیتے ہیں؛ لہٰذا ترخیم میں محذوف کو مقدر نہ ماننے والوں کے ہاں ثمود، نصوح، حسود کی ترخیمی شکل یَا ثَمِیُ؛ یَا نَصِیُ؛ یَا حَسِیُ کی سی ہوگی۔

ب۔ بعض کی ترخیم بغیر کسی قاعدے اور قیاس کے ہے؛ لبید کا شعر ہے:

دَرَسَ الْمَنَا بِمُتَالِعٍ فَأَبَانِ

فَتَقَادَمَتْ، بِالْحَبْسِ فَالسُّوبَانِ

جیسا کہ المنا سے قائل کی مراد المنازل کی ہے۔ العجّاج کا کہنا ہے:

قَوَاطِناً مَكَّةَ مِنْ وَرُقِ الْحَمِيُ

....

جس سے اس کی مراد الحمام ہے۔ اسی قبیل کا شعر ہے:

فَلَسْتُ بِآتِيهِ وَلَا أَسْتَطِيعُهُ

وَلَكِ اسْقِنِيُ إِنْ كَانَ مَاءُكَ ذَا فَضْلٍ

جس سے مراد ولکن اسقنی ہے۔

Marfat.com

یا کا یہ استعمال تو بطور حرفِ نداء ہے؛

جبکہ اس کا استعمال اور طرح بھی ہے:

1۔ حرف استغاثة: نداء کے ساتھ ساتھ بیک وقت یا کا استعمال حرفِ استغاثہ کا بھی ہے؛ مستغاث بہ پر اس غرض سے داخل کیا جاتا ہے تاکہ وہ مستغاث لأ جلہ کی مدد کو آئے اور اس کی تکلیف کو رفع کرے. جس میں یہ نداء واستغاثہ دونوں کا فائدہ دیتا ہے. جب کہ استغاثہ کے لئے صرف یـا ہی ہے کوئی دوسرا حرفِ نداء اس معنی میں مستعمل نہیں اور نہ ہی استغاثہ میں اس کا حذف جائز ہے؛ جیسے :یَا لَزَیْدٍ لِلْمِسْکِیْنِ. جس میں زید مستغاث (بہ) اور المسکین مستغاث لأ جلہ ہے. المستغاث به کے لئے لازم ہے کہ وہ: یا تو علم ہو، یا مضاف ہو، یا شبہ مضاف ہو، یا نکرہ مقصودہ ہو، یا ایسا معرف باللام ہو جو مجرور بلام مفتوحہ ہو. اور یہ جار و مجرور یہ ہی کے متعلقان ہیں؛ کیونکہ یـا أَلْتَجِئُ یا أَسْتَغِیْثُ کے معنٰی دے رہا ہے؛ جیسے: یَـا لَرَجُلِ الْأَمْنِ لِلْمِسْکِیْنِ.

اس کا لام دو جگہ مکسور ہوتا ہے:

ا۔ جب اس سے پہلے واو عاطفہ ہو اور یا غیر مذکور ہو؛ جیسے:

یُبْکِیْکَ نَاءٍ بَعِیْدُ الدَّارِ مُغْتَرِبٌ
یَا لَلْکُهُوْلِ وَ لِلشُّبَّانِ لِلْعَجَبِ

اگر یا ہو اتو لام مفتوح ہوگا؛ جیسے:

یَـا لَقَوْمِیْ وَ یَا لَأَمْثَالِ قَوْمِیْ
لِأُنَـاسٍ عُتُوُّهُمْ فِـی ازْدِیَـادٖ

ب۔ جب مستغاث بہ یا متکلم کی ہو؛ جیسے: یَا لِیْ لِوَلَدِیْ.

رہی بات المستغاث لأجله کی تو یہ یا تو ہمیشہ لام مکسور سے مجرور ہوتا ہے یا مِنْ سے مجرور ہوتا ہے؛ جیسے: یَـا لَعُمَرَ لِلْمِسْکِیْنِ / مِنَ الْمِسْکِیْنِ. اور جار و مجرور یا کے متعلق ہیں کہ یہ ألتجئ یا أَسْتَغِیْثُ کے معنٰی میں ہے.

مستغاث بہ کا حکم:

ا۔ اس کا اعراب اس منادٰی کا سا ہو جس کے شروع میں لام نہیں اور آخر میں

Marfat.com

نہیں؛ جیسے: یَا عُمَرُ لِلْمِسْكِينِ؛ جیسے:

أَ لَا يَــا قَــوْمُ لِلْـعَـجَـبِ الْعَجَـبِ

وَ لِـلْـغَـفَلَاتِ تَـعْـرِضُ لِلْأَرِيْـبِ

۲۔ اس کے آخر میں الف کا الحاق ہو بغیر اس کے کہ شروع میں لام ہو؛ جیسے:

يَـــا يَـــزِيْــدَا لِآمِـلٍ نَيْـلَ عِـزٍّ

وَ غِـنًـى بَـعْـدَ فَـاقَـةٍ وَ هَـوَانٍ

اس صورت میں حالتِ وقف میں اس الف کے بعد کبھی ھا سکتہ بھی ملحق ہوتی ہے؛ جیسے: يَا يَزِيْدَاهُ. یہ محل نصب میں مبنی بر تقدیری ضمہ ہے؛ اور یہ ضمہ اس الف زائدہ پر ہے.

۳۔ اسے موقع کی مناسبت سے لام مفتوحہ یا مکسورہ سے مجرور ہونا چاہیے؛ اور استعمال بھی اسی کا زیادہ ہے؛ جبکہ پہلا بہت کم مستعمل ہے.

مستغاث لأجلہ کا حکم:

المستغاث لأجلہ کا وہی ایک حکم ہے جو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اسے لام مکسورہ یا مِنْ سے مجرور ہونا چاہیے.

2۔ حرفِ نداء تعجب کے ساتھ: اگر بغیر مستغاث بہ یا مستغاث لأجلہ بصورت استغاثہ آئے تو اسم کے ساتھ وابستہ کسی چیز پر تعجب مقصود ہوتا ہے؛ جیسے: يَا لَلْحَرِّ؛ يَا لَلدَّاهِيَةِ؛ يَا لَلْغَلَاءِ. یہ مستغاث بہ کی طرح مجرور بلام مفتوحہ ہوتا ہے؛ کبھی الف ملحق ہوتا ہے؛ جیسے:

وَ يَـوْمَ عَـقَـرْتُ لِلْعَذَارٰى مَطِيَّتِي

فَيَـا عَـجَـبَـا مِـنْ كُوْرِهَا الْمُتَحَمَّلِ

3۔ حرفِ نداء وندبہ: نُدْبَة کے معنی میت کے محاسن گنوانا، اس پر واویلا کرنا کے ہیں؛ اگر نداء محض سے التباس سے محفوظ ہو تو ندبہ کے لئے ہے؛ جریر عمر بن عبد العزیز پر ندبہ کہتے ہوئے کہتا ہے:

حُمِّلْتَ أَمْرًا عَظِيمًا فَاصْطَبَرْتَ لَهُ

وَ قُـمْـتَ فِيْـهِ بِـأَمْرِ اللّٰهِ يَا عُمَرَا

ندبہ کے احکام وَا کے ذیل میں گنوائے جائیں گے.

Marfat.com

ایک لفظ ہے یَا لَا ؛اس کی اصل یَا لَفُلَانٍ ہے؛ جس میں یا کا اعراب حرفِ نداء و استغاثہ کا ہے؛ جس سے مراد یَا لَفُلَانٍ لِزَیْدٍ ہے؛ اسی طرح یَا لَکَ کو عرب خلافِ قیاس تعجب سے تعبیر کرتے ہیں؛ جیسے: یَا لَکَ مِنْ رَجُلٍ! اور: یَا لَکَ رَجُلاً! جس میں یا حرفِ نداء برائے تعجب اور منادٰی محذوف ہے؛ اور لَکَ جار و مجرور منادٰی محذوف کے متعلقان ہیں؛ اس منادٰی محذوف کی تقدیر: عَجَبًا ہے؛ جبکہ رَجُلاً تمیز ہے.

(۲)- وَا:

حرفِ نداء للبعید کے علاوہ یہ حرفِ ندبہ بھی ہے؛ جس کے ذریعے مندوب کو پکارا جاتا ہے. کبھی بیک وقت یہ ندبہ اور استغاثہ کا ایک ساتھ فائدہ دیتا ہے؛ جس کا اندازہ سیاق و قرائن سے ہوتا ہے؛ جیسا کہ اس عربی عورت کا: وَا مُعْتَصِمَاهُ؛ پکارنا.

اس کا مندوب یا تو معرفہ ہوتا ہے، یا مضاف الی المعرفہ، یا ایسا موصول جو اپنے صلہ کی بدولت مشہور ہو اور بغیر ال ہو. حرفِ ندبہ کا حذف درست نہیں؛

مندوب کا لفظی استعمال تین طرح سے کیا جاتا ہے:

1 — اس کے معاملہ کو منادٰی کی طرح دیکھا جائے؛ جیسے: وَا خَالِدُ! وَا صَلَاحَ الدِّیْنِ! وَا مَنْ فَتَحَ الْأَنْدَلُسَ!

2 — مندوب کے آخر میں ألف بڑھایا جائے جسے ألف الندبة کہتے ہیں؛ جیسے: وَا خَالِدَا! وَا صَلَاحَ الدِّیْنَا! وَا مَنْ فَتَحَ الْأَنْدَلُسَا! اور اگر دو ألف جمع ہو گئے تو پہلا اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جائے گا؛ جیسے: وَا مُوْسَا!

3- حالتِ وقف میں ألف کے بعد سکتہ کی ھا لائی جائے؛ جیسے: وَا خَالِدَاهْ؛ وَا صَلَاحَ الدِّیْنَاهْ؛ وَا مَنْ فَتَحَ الْأَنْدَلُسَاهْ. ندبہ بغیر نداء نہیں؛ اندریں صورت اسے اکثر نے ندبہ ہی کے ساتھ مختص رکھا ہے چہ جائیکہ أدوات النداء میں جگہ دیں؛ یعنی یہ نداءِ محض کے لئے نہیں ندبہ کے اشتمال میں آتا ہے.

اعراب المندوب:

تین میں سے پہلی صورت میں مندوب کا اعراب منادٰی کی طرح مبنی بر ضمہ یا ظاہری فتحہ سے منصوب کا ہے؛ جبکہ قسم ثانی میں مبنی یا ألف سے پہلا منصوب بتقدیری حرکت ہے.

Marfat.com

تیسری قسم میں بھی یہی اعراب ہے کہ محض ھا سکتہ کا فرق ہے؛ اور ھا سکتہ درج کلام میں نہیں آتی مگر ضرورۃً.

(۳) - أَيَا:

ندائے بعید کے لئے ہے یا جو بعید کے حکم میں ہو جیسے سویا ہوا یا بیہوش شخص - کالنّائم والسّاهی - جیسے: أَيَا شَرِيْفَ الْقَوْمِ.

(۴) - هَيَا:

نداءِ بعید کے لئے ہے؛ الحطيئة کا شعر ہے:

فَقَالَ: هَيَا رَبَّاهُ ضَيْفٌ وَ لَا قِرٰى

بِحَقِّكَ لَا تَحْرِمْهُ تَا اللَّيْلَةَ اللَّحْمَا

(۵) - أَيْ:

نداءِ قریب و بعید کے لئے ہے؛ ابن برهان کے مطابق یہ متوسط کے لئے ہے؛ کبھی آیْ بول کر درمیان میں ألف لاتے ہیں.

(۶) - أَ:

یہ نداءِ قریب کے لئے ہے؛ یہ قرب حقیقی بھی ہو سکتا ہے اور ذہنی بھی؛ أمرؤ القيس کا قول ہے:

أَفَاطِمُ مَهْلاً بَعْضَ هٰذَا التَّدَلُّلِ

وَ اِنْ كُنْتِ قَدْ أَزْمَعْتِ صَرْمِیْ فَأَجْمِلِیْ

علاوہ ازیں أخفش اور کوفیوں نے آ مدہ کو بھی نداءِ بعید کے لئے؛ اور مدوالے آی کو بھی کوفی نحاۃ نے اہل عرب سے نداءِ بعید کے لئے حکایت کیا ہے.

☆☆☆☆☆

۶- حروفِ ایجاب (Affirmative Adverbs)

یہ حروف جوابیہ حروف ہیں؛ جو عموماً کسی سوال کے جواب میں ہاں یا نہیں کا فائدہ دیتے ہیں؛ جو تعداد میں آٹھ ہیں:

Marfat.com

نَعَمْ ، بَلٰی، لَا ، اِیْ، أَجَلْ، جَلَلْ، جَیْرِ، اِنَّ.

(۱) ۔ نَعَمْ :

جس کا نون اور عین مفتوح اور میم ساکن ہے. جواب و اعلام کے لئے ہے؛ اعرابی اعتبار سے غیر عامل ہے. اگر سوال کے بعد آئے تو جواب کے لئے ہے؛ جیسے: هَـلْ سَـافَـرَ أَخُوکَ؟ کا جواب نَعَمْ سے ہے. اگر خبر کے بعد ہو (خبر خواہ مثبت ہو یا منفی) تو تصدیق کے لئے ہے؛ جیسے: سَافَرَ خَالِدٌ؛ مَا سَافَرَ زَیْدٌ. اگر فعلِ طلب کے بعد ہو تو وعدہ کے لئے ہے؛ جیسے آپ مجھ سے کہیں: تَصَدَّقْ؛ اور میں جواب میں کہوں: نَعَمْ . یا: هَلَّا تَبْتَعِدَ عَنِ الْأَشْرَارِ؛ جیسے کلام کے جواب میں ہو تب بھی وعدہ ہے.

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر صدرِ کلام میں ہو تو حرفِ تاکید ہے؛ جیسا کہ جحدر بن مالک کے کلام میں ہے:

أَ لَیْسَ اللَّیْلُ یَجْمَعُ أُمَّ عَمْرٍو
وَ اِیَّانَا، فَذَاکَ بِنَا تُدَانِیْ
نَعَمْ، وَ أَرَی الْهِلَالَ کَمَا تَرَاهُ
وَ یَعْلُوْهَا النَّهَارُ کَمَا عَلَانِیْ

اور اگر: أَلَیْسَ أَخُوکَ مُسَافِراً؟ کی طرح استفہام میں نفی ہو اور ارادہ اثبات کا ہو تو جواب میں: بَلٰی؛ لائیں گے. اور اگر مراد نفی ہو تو : نَعَمْ؛ بولیں گے. جبکہ یہاں لَا کہنا درست نہیں کہ لا اثبات کی نفی کے لئے ہے نہ کہ نفی کی نفی کے لئے.

نَعَمْ نفی و اثبات دونوں کے بعد آتا ہے.

لَا اثبات کے بعد آتا ہے.

بَلٰی منفی استفہام کے بعد آتا ہے.

(۲) ۔ بَلٰی:

یہ تصدیقی جواب کے لئے ہے؛ نفی کے بعد واقع ہوتا ہے؛ نفی کا ابطال کر کے ایجاب فائدہ دیتا ہے. حروفِ جواب میں سے یہ واحد حرف ہے جو نفی کے ابطال کے لئے استعمال ہوتا ہے. نفی خواہ استفہامِ حقیقی والی ہو؛ جیسے: أَ لَیْسَ الْبَحْرُ کَبِیْرًا ؟ بَلٰی . یا استفہام توبیخی ہو؛ جیسے

Marfat.com

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ لَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ؟ بَلٰى... یا یہ استفہام تقریری ہو؛ جیسے: أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟ قَالُوْا بَلٰى. یا اصلاً تو استفہام ہی نہ ہو مگر مفہوماً ہو؛ جیسے: زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا؛ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ.

اگر ارادہ اثباتِ نفی کا ہو تو جواب میں نعم کہتے ہیں؛ مثلاً: أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ؟ کے جواب میں بَلٰى کہنے سے نفی کے ابطال سے اِنَّ اللّٰهَ بِكَافٍ عَبْدَهُ کا اثبات ہو گیا لیکن (اللہ بچائے) نعم کہنے سے نفی کے اثبات کے بعد معنیٰ ہوں گے: لَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ.

بَلٰى نہیں آتا مگر نفی کے بعد؛ لَا ایجاب کے بعد آتا ہے؛ نَعَمْ نفی وایجاب دونوں کے بعد آتا ہے.

(۳) ۔ لَا:

غیر عامل ہے؛ نفی کا فائدہ دینے کے لئے سوال کے رد کے لئے ہے. اس کے بعد جملے عموماً محذوف ہوتے ہیں؛ جیسے: هَلْ عَادَ أَخُوْكَ؟ لَا . لَا کے بعد مَا عَادَ أَخِيْ کا جملہ محذوف ہے.

(۴) ۔ إِيْ:

نَعَمْ کے معنٰی میں غیر عامل ہے. جو عموماً قسم سے پہلے استفہام کے بعد سائل کو جواب دینے کے لئے آتا ہے؛ جیسے: وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ أَحَقٌّ هُوَ؛ قُلْ إِيْ وَ رَبِّيْ إِنَّهُ لَحَقٌّ. مخبر کی تصدیق کے لئے غیر استفہام کے لئے بھی ہے؛ جیسے: اَلْإِسْلَامُ حَقٌّ ؛ کہنے والے کی تصدیق کرتے ہوئے: إِيْ وَاللّٰهِ ؛ کہنا.

(۵) ۔ أَجَلْ :

جیم کے فتحہ سے. غیر عامل؛ سائل کی آگاہی کے لئے ہے؛ جیسے؛ هَلْ ذَاكَرْتَ دَرْسَكَ؟ أَجَلْ. تصدیق کے لئے بھی ہے؛ جیسے: ذَاكَرْتُ دَرْسِيْ ؛ یا : ذَاكِرْ دَرْسَكَ؛ کی تصدیق کرتے ہوئے أَجَلْ کہہ سکتے ہیں. کہا جاتا ہے کہ خبر کے بعد نَعَمْ کی نسبت أَجَلْ کہنا بہتر ہے اور استفہام کے بعد نعم زیادہ مناسب ہے. یہ ایفاءِ عہد کے لئے بھی ہے؛ جیسے طالبِ مدد سے یہ کہنا: أَجَلْ.

أَجَلْ، نَعَمْ ، جَلَلْ ، جَيْرِ ،بَلٰى ، إِيْ اور لَا میں یہ خوبی ہے کہ تاکیدِ لفظی میں

Marfat.com

دیگر حروفِ جواب کی طرح ان کے مابعد کا تکرار نہیں؛ جیسے: اِنَّ الْکَرِیْمَ اِنَّ الْکَرِیْمَ لَا یُضَامُ ؛ یا: اِنَّ الْکَرِیْمَ اِنَّہٗ لَا یُضَامُ ؛ کی نسبت صرف: أَجَلْ أَجَلْ آتِیکَ . کہیں گے؛ اور حرفِ جواب النفی کو استعمال کرتے ہوئے: لَا لَا أَبُوْحُ بِالسِّرِّ؛ کہیں گے.

(٦)۔ جَلَلْ :

نَعَمْ کے معنیٰ میں حرفِ جواب ہے.

اس کا استعمال اور بھی کئی طرح سے ہے: عظیم کے معنیٰ میں اسم ہے؛ جیسے:

فَلَئِنْ عَفَوْتُ لَأَعْفُوَنْ جَلَلاً

وَلَئِنْ سَطَوْتُ لَأُوْهِنَنْ عَظْمِیْ

یا یَسِیْرٌ کے معنیٰ میں ہوسکتا ہے؛ جیسا کہ: أمرؤ القیس نے اپنے باپ کے قتل کی خبر سن کر کہا:

أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ سِوَاهُ جَلَلُ

....

یہ مِنْ أَجْلِ کے معنیٰ میں بھی آتا ہے؛ جیسے:

رَسْمِ دَارٍ وَقَفْتُ فِیْ طَلَلِهٖ

كِدْتُ أَقْضِی الْحَیَاةَ مِنْ جَلَلِهٖ

أَیْ مِنْ أَجْلِهٖ؛ وَقِیْلَ مِنْ عَظْمَتِهٖ فِیْ عَیْنِیْ.

(٧)۔ جَیْرِ :

نَعَمْ کے معنیٰ میں حرفِ جواب ہے. التقاءِ ساکنین سے بچنے کے لئے مبنی بر کسرہ ہے؛ تخفیفاً مبنی بر فتحہ بھی درست مانا گیا ہے؛ منوّن بھی دیکھا گیا ہے. بطور اسم حَقًّا کے معنیٰ میں بھی آتا ہے جس کا اعراب فعل محذوف کے مصدر کا ہے. اور کبھی ظرف بمعنیٰ أَبَدًا ہوتا ہے.

ذیل میں درج شعر کو لیجیے؛ جس میں یہ مبنی علی الکسر بطور حرفِ قسم واقع ہوا ہے؛ جس کی دلیل اس کے بعد لام کا آنا ہے؛ جس کا کوئی اعرابی محل نہیں:

قَالُوْا: قُهِرْتَ فَقُلْتُ جَیْرِ لَیُعْلَمَنْ

عَمَّا قَلِیْلٍ أَیُّنَا الْمَقْهُوْرُ

Marfat.com

(۸) ـ اِنَّ :

نَعَمْ کے معنیٰ میں حرف غیر عامل ہے؛ شاعر کا کہنا ہے:

بَکَرَ الْعَوَاذِلُ فِی الصُّبُو
حِ یَلُمْنَنِیْ وَ أَلُوْمُهُنَّهُ
وَ یَقُلْنَ: شَیْبٌ قَدْ عَلا
کَ، وَ قَدْ کَبِرْتَ فَقُلْتُ اِنَّهُ

أیْ: نَعَمْ عَلانِیَ الشَّیْبُ وَ مَازِلْتُ کَمَا کُنْتُ.

منقول ہے کہ عبد اللّٰہ بن الزبیر نے ایک سائل کو محروم رکھا تو وہ بگڑ کر کہنے لگا: لَعَنَ اللّٰهُ نَاقَةً حَمَلَتْنِیْ اِلَیْکَ؛ اس پر ابن الزبیر نے فرمایا: اِنَّ وَ رَاکِبَهَا. أیْ: نَعَمْ، وَلَعَنَ اللّٰهُ رَاکِبَهَا.

حاصلِ بحث:

نعم کلام سابق کی تقریر و تصدیق کے لئے ہے؛ یہ کلام مثبت و منفی خبر بھی ہوسکتا ہے؛ جیسے: سَافَرَ خَالِدٌ؛ وَمَا سَافَرَ خَالِدٌ. اور مثبت یا منفی استفہام بھی؛ جیسے: أَجَاءَ زَیْدٌ؟ وَأَ مَاجَاءَ زَیْدٌ؟ ان سب کے جواب میں نَعَمْ کہنا درست ہے.

بَلٰی استفہامی وخبری دونوں طرح کی نفی کے لئے ہے؛ جیسے: أَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰی. اور: لَمْ یَقُمْ زَیْدٌ. کا جواب بھی بَلٰی ہے؛ یعنی: قَدْ قَامَ. لَا استفہام کے بعد نفی کے لئے ہے؛ جیسے: هَلْ رَأَیْتَ شَیْئاً؟ لَا.

اِیْ استفہام کے بعد اثبات کے لئے ہے؛ جس کے بعد قسم ضروری ہے؛ جیسے: هَلْ کَانَ کَذَا؟ اِیْ وَاللّٰهِ.

اجل، جلل، جیر اور انّ کسی بھی طرح کے مثبت کلام کے جواب میں تصدیق یا اعلام وغیرہما کے لئے ہیں؛ جیسے: هَلْ ذَاکَرْتَ دَرْسَکَ؟ ذَاکَرْتُ دَرْسِیْ؛ ذَاکِرْ دَرْسَکَ. کے جواب میں نعم کی طرح ان چاروں میں سے کوئی بھی لاسکتے ہیں.

☆☆☆☆☆

۷ ـ حروفِ زائدہ (Introductory Adverbs)

اِنْ، أَنْ، مَا، لَا، مِنْ، بَا، کَاف، لَام، فَا، أَمْ، اِلَّا، اَلْ، أَلف.

(۱) ـ اِنْ :

اس کی زیادت تاکید کے لئے ہے. زیادہ تر یہ ذیل کے مواقع میں زائد ہوتا ہے:

۱ ـ مَا نافیہ کے بعد؛ جیسے:

Marfat.com

مَا اِنْ أَتَيتُ بِشَیءٍ أَنتَ تَكْرَهُهُ
اِذَنْ فَلا رَفَعتُ سَوْطِی اِلٰی یَدِیْ

ب ۔ مَا مصدریہ کے بعد؛ جیسے:

وَ رَجِّ الْفَتٰی لِلْخَیرِ مَا اِنْ رَأَیْتَهُ
عَلَی السِّنِّ خَیرًا لَا یَزَالُ یَزِیدُ

ج ۔ مَا حجازیہ عاملہ کے بعد؛ جیسے:

بَنِی غُدَانَةَ مَا اِنْ أَنْتُمْ ذَهَباً
وَ لَا صَرِیفاً، وَ لٰكِنْ أَنْتُمُ الْخَزَفُ

د ۔ مَا موصولہ کے بعد؛ جیسے:

یُرَجِّی الْمَرْءُ مَا اِنْ لَا یَرَاهُ
وَ تَعْرِضُ دُوْنَ أَدْنَاهُ الْخُطُوْبُ

ہ ۔ أَلَا استفتاحیہ کے بعد؛ جیسے:

أَلَا اِنْ سَرٰی لَیْلِیْ فَبِتُّ كَئِیباً
أُحَاذِرُ أَنْ تَنْأَی النَّوٰی بِغَضُوباً

(۲) ۔ أَنْ:

اِنْ کی طرح تاکید کا فائدہ دیتا ہے؛ اس کے زائدہ ہونے کے مواضع یہ ہیں:

اِ۔ زیادہ تر لَمَّا توقیتیہ کے بعد واقع ہوتا ہے؛ جیسے: وَ لَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطاً سِیءَ بِهِمْ.

ب ۔ مذکور یا محذوف فعل قسم اور لَوْ کے درمیان؛ مذکور کی مثال:

فَأُقْسِمُ أَنْ لَوِ الْتَقَیْنَا وَ أَنْتُمْ
لَكَانَ لَكُمْ یَوْمٌ مِنَ الشَّرِّ مُظْلِمٌ

محذوف کی مثال:

أَمَا وَاللّٰهِ أَنْ لَوْ كُنْتَ حُرًّا
وَ مَا بِالْحُرِّ أَنْتَ وَ لَا الْعَتِیقِ

Marfat.com

ج ۔ اِذَا کے بعد؛ جیسے:

فَـأَمْهَـلَـهُ حَتّٰی اِذَا أَنْ كَـأَنَّـهُ
مُـعَـاطِیْ يَدٍ فِیْ لُجَّةِ الْمَاءِ غَامِرٌ

د۔ نادر طور پر کاف جارّہ اور اس کے مخفوض کے درمیان؛ جیسے:

وَ يَـوْمـاً تُـوَافِيْـنَـا بِوَجْـهٍ مُقَسَّمٍ
كَـأَنْ ظَبْيَةٍ تَعْطُوْ اِلٰی وَارِقِ السَّلَمُ

(۳) ۔ مَا:

مَا زائدہ دو طرح ہے؛ کافہ اور غیر کافہ.

1 ۔ کافہ کی تین اقسام ہیں:

ا۔ عمل رفع کو کافہ ۔ کافّة عن عمل الرفع ۔ یہ: شَدَّ، قَصُرَ، طَالَ، قَلَّ، كَثُرَ کے پانچ افعال سے لاحق ہوتا ہے اور انہیں یوں عمل سے روک دیتا ہے کہ انہیں فاعل کی ضرورت نہیں رہتی؛ اور معنیٰ پر بھی اثر انداز نہیں ہوتا؛ کیونکہ زائدہ ہے؛ معنوی اعتبار سے اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے. اس کا اتصال اس بات سے مشروط ہے کہ زائدہ اور موصولہ میں فرق ممکن ہو کہ اس کے بعد ایسا جملہ فعلیہ ہو جو اس کے فرق کو واضح کر دے؛ جیسے: طَالَـمَا وَفَيْتَ بِوَعْدِكَ ؛ قَلَّمَا يَصْدُقُ الْمُخَادِعُ ؛ كَثُرَمَا يَحْمَدُ النَّاسُ الْأَمِيْنَ. شَدَّ مَا يُعْجِبُنِیْ سَعْيُكَ.

اگر بعدۂ کوئی اسم آجائے تو یہ شاذ ہے یا شعری ضرورت ہے یا مؤول ہے؛ جیسا کہ اس شعر میں ہوا ہے:

صَدَدْتِ فَأَطْوَلْتِ الصُّدُوْدَ، وَ قَلَّمَا
وِصَالٌ عَلٰی طُوْلِ الصُّدُوْدِ يَدُوْمُ

ب۔ بیک وقت نصب و رفع دونوں کے عمل کو کافہ ہو ۔ كافّة عن العمل النصب والرفع معاً. یہ وہ ہے جو حروف مشبہ بالفعل میں سے اِنَّ، أَنَّ، كَأَنَّ، لٰكِنَّ، لَعَلَّ سے تو وجوبا متصل ہوتا ہے اور ان کا اسماء کے ساتھ والا اختصاص ختم کر دیتا ہے اور انہیں فعل پر داخل ہونے کا اہل بنا دیتا ہے؛ ایسے میں اسے کافہ ومکفوفہ کہتے ہیں. جبکہ لَيْتَ سے اس کا اتصال جوازا ہے؛ جس سے اس کا اختصاص بالاسماء بھی زائل نہیں ہوتا.

Marfat.com

اگر ما ان حروف سے کتابۃً جدا ہو تو موصولہ ہے؛ جیسے: اِنَّ مَا کَتَبْتَهٗ جَيِّدٌ.

ج ۔ عمل جر کو کافہ ۔ کافّة عن عمل الجرّ ۔ یہ حروفِ جر میں سے رُبَّ اور کاف سے مل کر اکثر انھیں عمل سے روکتا ہے؛ نتیجۃً یہ جملہ اسمیہ وفعلیہ پر بھی داخل ہوتے ہیں؛ جیسا کہ نهشل بن حری کا شعر ہے:

أَخٌ مَاجِدٌ لَمْ يَخْزُنِي يَوْمَ مَشْهَدٍ
كَمَا سَيْفُ عَمْرٍو لَمْ تَخُنْهُ مَضَارِبُهُ

جذيمة الأبرش کا کہنا ہے:

رُبَّمَا أَوْفَيْتُ فِي عَلَمٍ
تَرْفَعَنْ ثَوْبِي شَمَالَاتُ

رُبَّمَا تقریباً ایسے جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے جس کا فعل ماضی کا ہو؛ کیونکہ یہ تکثیر و تقلیل کو مفید ہے؛ اور تقلیل و تکثیر کا تعین صرف ماضی میں کیا جا سکتا ہے؛ جیسا کہ دیے گئے شعر سے واضح ہے۔ یا پھر مضارع بمنزلت ماضی ہو؛ جیسے: رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ. اس لئے کہ باری تعالیٰ کا علم مضارع کے بارے بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ ماضی کے بارے میں۔

جملہ اسمیہ پر اس کا دخول نادر بات ہے؛ جیسے:

رُبَّمَا الْجَامِلُ الْمُؤَبَّلُ فِيهِمْ
وَعَنَاجِيجُ بَيْنَهُنَّ الْمِهَارُ

بشرطیکہ مـا کا اعراب نکرہ موصوفہ کا نہ ہو کہ اس کے بعد مبتدأ محذوف سے تشکیل پانے والا جملہ جس کی خبر الجامل بنے؛ اس کی صفت ہو۔

ان جارہ حرفین کے ساتھ یہ عموماً کافہ نہیں آتا؛ چنانچہ کـاف اپنے بعد والے اسم کو اور رُبَّ نکرہ کو حسبِ سابق مجرور کرتے ہیں؛ جیسے:

وَنَنْصُرُ مَوْلَانَا، وَنَعْلَمُ أَنَّهُ
كَمَا النَّاسِ مَجْرُوْمٌ عَلَيْهِ وَجَارِمُ

جیسے:

Marfat.com

رُبَّمَا ضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ صَقِيْلٍ
بَيْنَ بُصْرىٰ وَ طَعْنَةٍ نَجْلَاءَ

یہ ظروف سے بھی ملتا ہے؛ جیسا کہ یہ اِذْ سے مل کر شرط کے معنیٰ کو متضمن ہوتا ہے؛ حرف بن کر فعلین کو جزم دیتا ہے؛ فعل اول شرط اور دوسرا اس کا جواب بنتا ہے؛ جیسے:

فَاِنَّکَ اِذْ مَا تَأْتِ مَا أَنْتَ آمِرٌ
بِهٖ تُلْفِ مَنْ اِيَّاهُ تَأْمُرُ آتِيًا

جیسا کہ حَيْثُ سے مل کر اسمِ شرط ہو جاتا ہے اور فعلین کا جازم بنتا ہے؛ جیسا کہ قولِ شاعر ہے:

حَيْثُمَا تَسْتَقِمْ يُقَدِّرْ لَکَ اللّٰهُ
نَجَاحاً فِيْ غَابِرِ الْأَزْمَانِ

یہ بَيْنَ اور بَعْدُ سے بھی متصل ہوتا ہے؛ جیسے:

بَيْنَمَا نَحْنُ بِالْأَرَاکِ مَعاً
اِذْ أَتَى رَاکِبٌ عَلٰى جَمَلِهٖ

2۔ غیر کافہ:

اس کی زیادت یا تو کسی کے عوض میں ہوتی ہے؛ یا بلا عوض؛ اگر عوض میں ہو تو مندرجہ ذیل کے عوض میں ہوگا:

أ۔ کان کے عوض میں زائدہ؛ أَنْ مصدریہ متصلہ بلام التعلیل کے بعد؛ جیسے: أَمَّا أَنْتَ مُنْطَلِقًا انْطَلَقْتُ؛ جس کی اصل: اِنْطَلَقْتُ لِأَنْ کُنْتَ مُنْطَلِقًا؛ ہے۔ شعری مثال ہے:

أَبَا خُرَاشَةَ أَمَّا أَنْتَ ذَا نَفَرٍ
فَاِنَّ قَوْمِيْ لَمْ تَأْکُلْهُمُ الضَّبُعُ

جس میں کلام کی اصل: لِأَنْ کُنْتَ ذَا نَفَرٍ ہے؛ جس میں سے پہلے حرفِ جر لام کو اختصاراً حذف کیا؛ پھر اختصاراً ہی کان کو حذف کیا؛ اور اس کے عوض ما زائدہ لے آئے۔ پھر ضمیر متصل کا انفصال کرتے ہوئے اسے ضمیر منفصل سے بدل دیا تو کلام: أَنْ مَا أَنْتَ ذَا نَفَرٍ. ٹھہرا۔ جو نون کے ادغام کے بعد: أَمَّا أَنْتَ ذَا نَفَرٍ ہوگیا۔ پس أن مصدریہ اور ما زائدہ کان

Marfat.com

محذوفہ کے عوض میں ہے؛ أَنْتَ اسمِ کان اور ذَا اس کی خبر ہے. یہ موضع ان مواضع میں سے ہے جہاں کان تو محذوف ہوتا ہے مگر اس کے اسم وخبر باقی رہتے ہیں.

ب ـ اِنْ شرطیہ کے بعد؛ جیسے: فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُوْلِیْ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا؛ جیسے: اِفْعَلْ هٰذَا اِمَّا لَا؛ عبد یغوث بن وقاص کے شعر میں ہے:

أَیَـا رَاکِبًـا اِمَّـا عَـرَضْتَ فَبَلِّغَنْ
نَـدَامَـایَ مِـنْ نَجْـرَانَ أَلَّا تَلَاقِیَـا

ج ـ بہت سے مواقع ہیں جہاں یہ بغیر کسی عوض کے زائدہ ہوتا ہے؛ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

اِنْ کے بعد؛ جیسے: وَ اِمَّـا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ ؛ أَیٌّ کے بعد؛ جیسے: أَیًّا مَّـا تَـدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی؛ أَیْنَ کے بعد؛ جیسے: أَیْـنَ مَا تَکُوْنُوْا یَأْتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعاً؛ مَتٰی کے بعد؛ جیسا کہ قولِ الأعشٰی ہے:

مَتٰی مَـا تُنَاخِیْ عِنْدَ بَابِ ابْنِ هَاشِمٍ
تُـرَاحِـیْ وَ تَـلْقٰی مِنْ فَوَاضِلِهٖ نَدًا

غَیْرُ کے بعد؛ جیسے:

مِـنْ غَیْـرِ مَـا سُقْمٍ، وَ لٰکِنْ شَفَّنِیْ
هَـمٌّ أَرَاهُ قَـدْ أَصَـابَ فُـؤَادِیْ

قَبْلُ کے بعد؛ جیسے: وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ. لَا سِیَّمَا میں سِیَّ کے بعد؛ اس حالت میں ما کے بعد والا اسم مجرور کہیں گے؛ جیسے: أُحِبُّ الْمُجِدِّیْنَ لَا سِیَّمَا زَیْدٍ سِیَّ کے تفصیلی احکام کو ان شاء اللّٰه الگ سے متفرقات کے باب میں ذکر کیا جائیگا. اِذَا کے بعد؛ جیسے: اِذَا مَا عَمِلْتَ خَیْرًا فَلَا تَمُنَّنْ. اور لَوْ کے بعد مَا زائدہ اداۃ عرض بن جاتا ہے جیسے: لَوْ مَا زُرْتَنَا. حروف جر بَا، عَنْ، مِنْ کے بعد؛ جیسے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ؛ عَمَّا قَلِیْلٍ؛ مِمَّا خَطِیْئٰتِهِمْ. شَتَّانَ کے بعد؛ جیسے: شَتَّانَ مَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکَ. کَثِیْرًا اور قَلِیْلًا کے بعد؛ جیسے: کَثِیْرًا مَا أُحَدِّثُهٗ؛ وَقَلِیْلًا مَا یَسْتَمِعُ لِنُصْحِیْ. بَیْنَ سے پہلے؛ جیسے اِجْلِسْ مَا بَیْنَ زَیْدٍ وَخَالِدٍ. تابع اور متبوع کے درمیان؛ جیسے: مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً ؛ بشرطیکہ

Marfat.com

بَعُوْضَةً کو مَثَلاً کے بدل کا اعراب دیا جائے۔

(۴) ـ لَا:

اس کی زیادت سے نفی کی تقویت وتاکید مقصود ہوتی ہے؛ جس کی زیادتی حشوِ کلام میں سے شمار کی جاتی ہے؛ جیسے: مَا مَنَعَکَ أَلَّا تَسْجُدَ. یہ غیر عاملہ ہے. اگر اسے کلام سے خارج بھی کر دیا جائے تو معنیٰ میں کوئی کمی نہیں واقع ہوگی مگر کلام میں وہ زور نہیں رہے گا.

اگر کلام کے صدر میں آئے تو زائدہ نہیں بلکہ کسی مقدم کی نفی کے لئے ہے؛ جیسے: لَا أُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ؛ جس میں منکرینِ بعث کے انکار کا ردّ ہے اور یہ رد پہلے سے مفہوم ہے.

یہ اضراب کے لئے آنے والے بَلْ عاطفہ سے پہلے بھی زائدہ آتا ہے؛ جیسے: اَلطَّالِبُ حَاضِرٌ، لَا بَلْ غَائِبٌ.

(۵) ـ مِنْ:

یہ جب زائدہ ہوتا ہے تو کسی کا متعلق نہیں ہوتا؛ جو ان معنیٰ کو مفید ہے:

أ ـ التنصیص علی العموم ـ عمومیت کا فائدہ دینے اور اس پر نصّ قائم کرنے کے لئے؛ جیسے: مَا جَاءَ مِنْ أَحَدٍ.

ب ـ توکید العموم ـ عمومیت کی تاکید کے لئے ـ اس مقصد کے حصول کے لئے یہ ایسے الفاظ پر داخل ہوتا ہے جو صیغۂ عموم کے لئے مستعمل ہیں جیسا کہ أَحَدٌ، دَیَّارٌ.

اس کی زیادت مندرجہ ذیل شرائط سے مشروط ہے:

1 ـ اس سے پہلے نفی یا نہی یا استفہام (بذریعہ ھمزۃ یا ھَلْ) یا شرط (الفارسی کے مطابق) ہونی چاہیے؛ مگر کوفی ان میں سے کسی بھی شرط کو نہیں مانتے.

2 ـ اس کا مجرور نکرہ ہو؛ مگر الأخفش 1 اور 2 کی ان شرطوں سے انکاری ہیں.

3 ـ اس کا مجرور فاعل ہو؛ جیسے: مَا جَاءَنِیْ مِنْ رَجُلٍ؛ یا مفعول بہ ہو؛ جیسے: ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ؛ یا مبتدأ ہو؛ جیسے: ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ؛ یا نائب فاعل یا مفعول مطلق ہو مگر اکثر نحوی اس 3 شرط کو خاطر میں نہیں لاتے.

یہ اثبات میں صرف کَمْ خبریہ کی تمیز میں زائدہ ہوتا ہے؛ اور ایک فعل متعدی ان دونوں میں فاصل ہوتا ہے؛ جیسے: کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ.

Marfat.com

جہاں یہ زائدہ ہو وہاں لٰکِنْ اور بَلْ سے عطف منع ہے؛ چنانچہ: مَا جَاءَنِیْ مِنْ رَجُلٍ بَلْ رَجُلَیْنِ؛ درست نہیں.

(٦)۔ بَا:

با زائدہ جارہ تو ہوتا ہے مگر یہ با اصلیہ والے معنٰی نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کا کوئی متعلق ہوتا ہے؛ بخلاف حروفِ شبیہ بالزائد: رُبَّ، خَلَا، عَدَا، حَاشَا کے کہ ان کے معنٰی ہوتے ہیں متعلق نہیں. اس کے زائدہ ہونے کے مواضع یہ ہیں:

1۔ فاعل کے ساتھ. اور یہ زیادتی تین طرح ہے: **واجبہ، غالبہ، ضرورۃ**

(ا۔ الواجبة: فعل تعجب أَفْعِلْ کے فاعل کے ساتھ زائدہ واجبہ ہوتا ہے؛ جیسے: أَکْرِمْ بِسَعِیْدٍ؛ أَیْ: مَا أَکْرَمَ سَعِیْدًا. أَفْعِلْ بشکل امر ماضی کا ہی صیغہ ہے جو کسی بھی طرح کی ضمیر سے خالی ہے؛ متعجب منہ اس سے پہلے نہیں آسکتا کہ صیغۂ تعجب بننے کے بعد یہ متصرف نہیں رہا. اور اس متعجب منہ (جو کہ اصلاً فاعل ہی ہے) کے ساتھ با جارہ کی زیادتی اس لئے لازم ٹھہری کہ فعل امر کے صیغے کے بعد کسی کا مرفوع ہونا روا نہیں. اگر ایک فعل تعجب کا دوسرے پر عطف ہو تو بوجہ دلالت دوسرے کا المتعجَّب منہ اکثر محذوف ہوتا ہے؛ جیسے: أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ؛ أَیْ: وَ أَبْصِرْ بِهِمْ.

ب۔ الغالبة: کَفٰی بمعنٰی اِکْتَفِ کے فاعل کے ساتھ: جیسے: وَ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا.
اگر اکتف کے معنٰی نہیں تو زائدہ نہیں؛ جیسے:

عُمَیْرَةَ وَدِّعْ اِنْ تَجَهَّزْتَ غَادِیًا
کَفَی الشَّیْبُ وَالْإِسْلَامُ نَاهِیًا

جیسے: وَ کَفَی اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ؛ کیونکہ اب کَفٰی بمعنٰی: أَجْزَأَ یا وَفٰی یا أَغْنٰی ہے. یہی معاملہ اس کے مفعول کا ہے.

ج۔ الضرورة: شاعر کا کہنا ہے:

أَلَمْ یَأْتِیْکَ ۔ وَالْأَنْبَاءُ ۔ تَنْمِیْ
بِمَا لَاقَتْ لَبُوْنُ بَنِیْ زِیَادِ

یہاں ما فاعل ہے یَأْتِیْ کا جس کے ساتھ با شعر کی موزونیت کے لئے ہے. اور اس کی ایک زیادت وہ ہے جو غیر لازمہ کہلاتی ہے.

Marfat.com

2۔ مفعول بہ میں: اس کی یہ زیادت سماعی ہے؛ جیسے: وَهُزِّيْ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ؛ جو بیشتر كَفٰى، عَرَفَ، عَلِمَ، دَرٰى، جَهِلَ، سَمِعَ، أَحَسَّ، أَلْقٰى، مَدَّ اور أَرَادَ کے مفعول کے ساتھ اس وقت آتا ہے جب یہ متعدی بیک مفعول ہوتے ہیں.

3۔ حَسْبُ بمعنی كَافِ کے ساتھ؛ جیسے: بِحَسْبِكَ دِرْهَمٌ. ایسے مبتدأ کے ساتھ جو إِذَا فجائیہ کے بعد واقع ہو؛ جیسے: خَرَجْتُ فَإِذَا بِالْمَطَرِ نَازِلٌ. کیف کے بعد واقع ہونے والے مبتدأ کے ساتھ؛ جیسے: كَيْفَ بِكَ إِذَا خَرَجْتَ؟ جس کی اصل: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا خَرَجْتَ؟ ہے؛ جب ضمیر مرفوع أَنْتَ پر حرف جر داخل ہوا تو اس کی جگہ وہ ضمیر لے آئے جو حرفِ جر کو قبول کرے. جس کا اعراب یوں ہے: بـا حرفِ جر زائدہ؛ کـاف ضمیر محل رفع میں مبتدأ جو کہ ضمیر نصب و جر ہے اور یہاں ضرورۃً ضمیر رفع کی نیابت میں ہے.

4۔ خبر میں: منفی میں تو اس کی زیادت قیاسی ہے؛ موجب میں سماعی. قیاسی:

أ۔ لَيْسَ کی خبر میں: جیسے: أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ؛ خبر کے مقام پر واقع اس کے اسم متاخر کے ساتھ؛ جیسے: لَيْسَ الصِّدْقَ بِأَنْ تَزِيْدَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ.

ب۔ مَا حجازیہ عاملہ جو لَيْسَ والا عمل کرے کی خبر میں؛ اور تمیمیہ غیر عاملہ کی خبر میں؛ جیسے: وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ؛ اور: مَا السَّعَادَةُ بِجَمْعِ مَالٍ وَ لَا تَفَاخُرٌ بِالْحَسَبِ.

اس کی یہ زیادت تاکید کو مفید ہے. سماعی: جیسا کہ عبيد بن ربيعة کا شعر ہے:

فَلَا تَطْمَعْ - أَبَيْتَ اللَّعْنَ - فِيْهَا
وَمَنْعُكَهَا بِشَيْءٍ يُسْتَطَاعُ

5۔ لَا نافیہ کی خبر میں: جیسے: لَا خَيْرَ بِخَيْرٍ بَعْدَهُ النَّارُ.

6۔ كَانَ منفی کی خبر میں: جیسے: مَا كَانَ الرَّسُوْلُ بِكَاذِبٍ.

7۔ ایسے حال میں جس کا عامل منفی ہو؛ جیسے:

فَمَا رَجَعَتْ بِخَائِبَةٍ رِكَابٌ
حَكِيْمُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مُنْتَهَاهَا

8۔ النفس یا العین والی تاکید میں؛ جیسے: خَطَبَ الْقَائِدُ بِنَفْسِهِ.

9۔ نَاهِيْكَ کے بعد اکثر آتا ہے؛ جیسے: نَاهِيْكَ بِالزَّمَنِ مُؤَدِّبًا. نَاهِيْ فعل نَهٰى

Marfat.com

سے اسمِ فاعل ہے بمعنٰی حَسْبُکَ یا کَافِیکَ؛ جس کا اعراب حسبِ موقع ہوتا ہے؛ جیسے:
نَاهِیکَ بِالْعِلْمِ مُرْشِدًا؛ جس میں مُرْشِدًا تمیز ہے اور العلم فاعل ہے.

10۔ اسمِ فعل عَلَیْکَ کے بعد: الأخطل کا شعر ہے:

فَعَلَیْکَ بِالْحَجَّاجِ لَا تَعْدِلْ بِهِ
أَحَدًا، إِذَا نَزَلَتْ عَلَیْکَ أُمُوْرٌ

(۷)۔ کاف (ک):

یہ زائدہ ہو تو تاکید کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: لَیْسَ کَمِثْلِهِ شَیْءٌ؛ أَیْ: لَیْسَ شَیْءٌ مِثْلَهُ. جس میں مثل لیس کی خبر مقدم فتحہ مقدرہ سے منصوب ہے. جیسا کہ عمر بن أبی ربیعة کا شعر ہے:

فَلَمَّا تَوَاقَفْنَا عَرَفْتُ الَّذِیْ بِهَا
کَمِثْلِ الَّذِیْ حَذْوَکَ النَّعْلَ بِالنَّعْلِ

(۸)۔ لام:

اس کی زیادت تاکید کے لئے ہے؛ جو اس طرح ہے:

ا۔ فعل متعدی اور اس کے مفعول کے مابین معترضہ؛ جیسا کہ ابن میّادة کا شعر ہے:

وَ مَلَکْتَ مَا بَیْنَ الْعِرَاقِ وَ یَثْرِبٍ
مِلْکًا أَجَارَ لِمُسْلِمٍ وَمُعَاهِدِ

ب۔ متضایفین (مضاف و مضاف الیه) کے درمیان معترضہ؛ جیسے:

یَا بُؤْسَ لِلْحَرْبِ الَّتِیْ
وَضَعَتْ أَرَاهِطَ فَاسْتَرَاحُوْا

أَیْ: یَا بُؤْسَ الْحَرْبِ.

ج۔ لٰکِنَّ کی خبر میں؛ جیسے: وَلٰکِنَّ الْأَمْرَ لَشَدِیْدٌ.

د۔ اسمِ فعل کے فاعل میں زائدہ؛ جیسے: هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ.

لام زائدہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: جارہ، غیر عاملہ:

1۔ جارّة: جس کا مابعد مجرور یا محل جر میں ہو؛ مجرور کی امثلہ اوپر آ چکی ہیں؛ جبکہ اس

Marfat.com

کا مجرور محلاً زیادہ تر اس وقت آتا ہے جب یہ فعل اور اس کے مفعول کے درمیان آتا ہے؛ جیسے: أُرِیْدُ لِأَ تَعَلَّمَ؛ اور مضاف ومضاف الیہ کے درمیان؛ جسے المقحمة کہتے ہیں؛ جیسے: لَا أَبَا لَکَ. یہ ایسی عبارت ہے جو کسی کی مدح میں مبالغے کے لئے بولتے ہیں؛ گویا کہ ممدوح ایسا بے نیاز ہے جسے ماسوی اللہ باپ تک کی پرواہ نہیں؛ یا ایسا خود مختار اور (Self made) ہے کہ اپنی زندگی خود جیتا ہے اسے باپ کا سہارا نہیں چاہیے. عموماً یہ عبارت جملہ معترضہ کے طور پر حشوِ کلام میں واقع ہوتی ہے؛ جس کی اعراب میں کوئی جگہ نہیں؛ جیسے کہ زهیر کہتا ہے:

سَئِمْتُ تَکَالِیْفَ الْحَیَاۃِ وَمَنْ یَعِشْ
ثَمَانِیْنَ حَوْلاً ۔ لَا أَبَا لَکَ ۔ یَسْأَمُ

اس کے اعراب بارے مختلف آراء ہیں: مشہور رائے یہ ہے کہ لا نفی جنس کا ہے اور أبا اس کا اسم ہے؛ جو ان کی لغت کے مطابق جو اسماءِ ستہ مکبرہ کو ہمیشہ ألف کا اعراب دیتے ہیں مبنی علی الالف ہے؛ اور لک جار و مجرور اس کی خبر ہے.

ابن هشام کی رائے موافق أَبَا اسمِ لا مضاف اور کاف مضاف الیہ ہے؛ لام مضاف ومضاف الیہ کے مابین مقحمہ ہے؛ اور خبر محذوف ہے؛ جس کی بنیاد أبو حیّة النمری کے اس شعر کو بنایا گیا ہے جس میں یہ بغیر لام مذکور ہے:

أَبِالْمَوْتِ الَّذِیْ لَا بُدَّ أَنِّیْ
مُلَاقٍ ــــ لَا أَبَاکِ ــــ تُخَوِّفِیْنِیْ

اس تفصیل کے بعد ہم واپس اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں. اور لام جارہ زائدہ جس کا مجرور محلاً ہو ایسے مفعول میں زائدہ ہوتا ہے جس کے عامل میں ضعف موجود ہوتا ہے؛ اس ضعف کا سبب یا تو اس کا تأخر ہوتا ہے؛ جیسے: اِنْ کُنْتُمْ لِلرُّؤْیَا تَعْبُرُوْنَ؛ یا بوجہ اس کے مشتق ہونے کے؛ جیسے: فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ؛ جسے لام التقویة کہتے ہیں.

2 ــ غیر عاملة: یہ زیادہ تر ان مواضع میں آتا ہے: خبر مبتدأ میں؛ جیسے: مُحَمَّدٌ لَرَسُوْلٌ؛ خبر أَنَّ میں؛ جیسا کہ ایک قراءت یہ بھی ہے: اِلَّا أَنَّهُمْ لَیَاکُلُوْنَ الطَّعَامَ (الفرقان: 20)؛ خبر لٰکِنَّ میں؛ جیسے: وَلٰکِنَّ مُحَمَّدًا لَقَادِمٌ؛ خبر ما زال میں؛ جیسے:

Marfat.com

وَ مَا زِلْتُ مِنْ لَيْلٰى لَدُنْ أَنْ عَرَفْتُهَا
لَكَالْهَائِمِ الْمُقْصٰى بِكُلِّ مُرَادِ

رَأٰى کے مفعولِ ثانی میں؛ جیسے: أَرَاکَ لَمُنْقِذِی.

(۹)۔ أَمْ :

اس کا استعمال بہت کم ہے؛ تاکید کے لئے ہے؛ جیسے: أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ. أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِی هُوَ مَهِيْن. اور:

يَا لَيْتَ شِعْرِی وَ لَا مَنْجٰی مِنَ الْهَرَمِ
أَمْ هَلْ عَلَى الْعَيْشِ بَعْدَ الشَّيْبِ مِنْ نَدَمِ

(۱۰)۔ اِلَّا:

اِلَّا زائدہ کے کوئی معنٰی نہیں ہوتے؛ ذو الرّمّة کا شعر ہے:

حَرَاجِيجُ مَا تَنْفَکُّ اِلَّا مُنَاخَةً
عَلَى الْخَسْفِ أَوْ نَرْمِی بِهَا بَلَدًا قَفْرًا

(۱۱)۔ اَلْ :

ال زائدہ کے بارے بعض کی رائے ہے کہ یہ سماعی ہے. یہ معرفہ پر آئے تو اس کی تعریف میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور اگر نکرہ پر داخل ہو تو تنکیر میں فرق نہیں آتا. یہ چار طرح ہے:

1۔ علم جب تثنیہ یا جمع کے صیغے سے آتا ہے تو اس پر ال لگاتے ہیں؛ تاکہ نیت میں اس کا نکرہ ہونا معلوم ہو سکے؛ جیسے: اَلْمُحَمَّدَانِ، اَلزَّيْدُوْنَ.

2۔ بعض اعلام اس کے بغیر آتے ہی نہیں؛ ان میں اس کی زیادتی لازم ہے؛ جیسے: اَلسَّمَوْأَلُ، اَلْيَسَعُ؛ بعض ظروف پر؛ جیسے: اَلْآنَ؛ ایسے اسمِ موصول پر جس کا وجود ہی اس سے تشکیل پائے؛ جیسے: اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ وغیرھا؛ بعض اعلام پر ان کے مدلول اصلی کی نشاندہی کے لئے آتا ہے کہ غالب طور پر یہ آتے ہی اسی کے لئے ہیں؛ جیسا کہ اَلْمَدِيْنَةُ : لِمَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ مُحَمَّدٍ ﷺ؛ اَلْكِتَابُ: لِكِتَابِ سِيْبَوَيْهِ فِی النَّحْوِ؛ اَلْأَعْشٰی: جو ایک مشہور شاعر کے لئے ہے؛ حالانکہ اصلاً یہ ہر اس شخص کے لئے ہے جسے رات کو دکھائی نہ دے.

آخری مذکورہ تین اعلام سے اضافت و تعجب کی حالت میں ال حذف ہو جاتا ہے؛ جیسے:

Marfat.com

زُرْتُ مَدِينَةَ الرَّسُولِ؛ هٰذَا أَعْشٰی قَیْسٍ؛ قَرَأْتُ فِی کِتَابِ سِیْبَوَیْهِ.

3 ۔ ان اعلام میں جو کسی عارضی صفت کی وجہ سے اپنا لیے جاتے ہیں؛ اس صفت کا ظہور تو گاہے گاہے ہی ہوتا ہے مگر اعلام تو دائمی ہوتے ہیں؛ جیسے: اَلرَّشِیْدُ، اَلْحَارِثُ، اَلْمِقْدَادُ، اَلصُّبَاحُ. حالانکہ علمیت سے پہلے یہ حدث کے لئے تھے. جب یہ علمیت کی طرف منتقل ہوئے تو ان پر ال لگایا تا کہ صفتِ قدیمہ کی جھلک بھی دکھائی دے اور اصلی معنیٰ بھی قائم رہیں.

4 ۔ ایک نوع وہ ہے جو صرف شعری استعمال کے لئے ہے؛ اور وہ ہے شعر کے وزن کی استقامت کے لئے اس کا استعمال؛ جیسے:

وَ لَقَدْ جَنَیْتُکَ أَکْمُؤًا وَعَاقِلاً

وَ لَقَدْ نَهَیْتُکَ عَنْ بَنَاتِ الْأَوْبَرِ

شاعر کو اپنی شعری مجبوری کے تحت بنات أوبر میں ال لانا پڑا تا کہ وزن پورا ہو جائے. جبکہ بنات أوبر جمع ہے ابن أوبر کی؛ ابن أوبر ایک بے مزہ پودا ہے. جمع کا یہ انداز غیر ذوی العقول میں اپنایا جاتا ہے؛ جیسے: ابن عرس سے بنات عرس؛ ابن آوی سے بنات آوی نہ کہ بنو.

شاعر اسے تمیز پر لانے سے بھی نہیں ہچکچاتا؛ جیسے:

رَأَیْتُکَ لَمَّا أَنْ عَرَفْتَ وُجُوهَنَا

صَدَدْتَ وَطِبْتَ النَّفْسَ یَا قَیْسُ عَنْ عَمْرٍو

جس کی اصل: وَ طِبْتَ نَفْساً؛ تمیزاً منصوب ہے؛ مگر شاعر کو استقامتِ وزن کے لئے ال داخل کرنا پڑا؛ جو کہ نثر میں شاذ ہے.

(۱۲) ۔ الف :

الف زائدہ ایک وہ ہے جو الألف الکافّة کہلاتا ہے. یہ ظرف بَیْنَ کے ساتھ مضاف الیہ کے عوض زائدہ آتا ہے؛ جیسے: بَیْنَا کُنْتُ فِی السُّوقِ قَابَلَنِی أَخِی.

دوسرا وہ جو آواز لگانے کے لئے زائد ہوتا ہے؛ جیسا کہ منادیٰ مستغاث، متعجب منہ یا مندوب میں آتا ہے؛ جیسے:

Marfat.com

يَـا يَـزِيـدَا لِآمِـلٍ نَيـلَ عِـزٍّ
وَ غِـنًـى بَـعْـدَ فَـاقَـةٍ وَ هَـوَانِ

جیسے: يَا عَجَبًا لِهٰذِهِ الْمُصِيبَةِ !

جیسا کہ جریر کا شعر ہے:

حُـمِّـلْتَ أَمْرًا عَظِيماً فَاصْطَبَرْتَ لَهُ
وَ قُـمْـتَ فِيـهِ بِـأَمْـرِ الـلّٰهِ يَا عُمَرَا

(۱۳)۔ أَنْ:

اس کی زیادت تاکید کے لئے ہے؛

جس کے مواضع ہیں:

1۔ زیادہ تر لَمَّا توقیتیہ کے بعد ہوتا ہے؛ جیسے: وَ لَـمَّا أَنْ جَاءَ تْ رُسُلُنَا لُوطاً سِيْءَ بِهِمْ.

2۔ لَوْ اور فعل قسم کے درمیان؛ یہ فعل محذوف بھی ہوسکتا ہے اور مذکور بھی؛ جیسے:

أَمَـا وَالـلّٰـهِ أَنْ لَـوْ كُنْتَ حُرًّا
وَ مَـا بِـالْـحُـرِّ أَنْـتَ وَ لَا الْعَتِيقِ

اور:

فَـأُقْسِـمُ أَنْ لَـوِ الْتَـقَيْـنَـا وَأَنْتُـمُ
لَـكَـانَ لَـكُـمْ يَـوْمٌ مِنَ الشَّرِّ مُظْلَمٌ

4۔ نادر طور پر کاف جارہ اور اس کے مخفوض کے درمیان؛ جیسے:

وَ يَـوْمـاً تُـوَافِيْـنَـا بِـوَجْـهٍ مُقَسَّمٍ
كَـأَنْ ظَبْيَةٍ تَـعْطُو إِلَى وَارِقِ السَّلَمْ

ان کے علاوہ اگر کوئی زائدہ ہے بھی تو اس کا ذکر کسی اور کے ضمن میں مل جائے گا؛ جبکہ بہت سے ان میں سے بھی پہلے ہی ضمناً بیان ہو چکے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

۸ ۔ حرفانِ تفسیر = حرفا تفسیر
(Explanatory Conjunctions)
أَیْ ، أَنْ

یہ دو کلام کی وضاحت کے لئے ہیں. علاوہ ازیں أَعْنِیْ اور تَعْنِیْ جیسے صیغوں کا بھی سہارا لیا جاتا ہے.

(۱) ۔ أَیْ :

یہ جملہ و مفرد دونوں کی تفسیر کے لئے ہے. مفرد؛ جیسے: هٰذَا غَضَنْفَرٌ؛ أَیْ: أَسَدٌ. جس کا مابعد یا تو بدل ہے یا عطفِ بیان. جملہ؛ جیسے: لَقَدْ قَرَأْتُ دَرْسِیْ؛ أَیْ: دَرَسْتُهُ. اس کے بعد واقع ہونے والے جملے کو جملہ مفسرہ کہتے ہیں؛ جس کا اعراب میں کوئی محل نہیں؛ وَقِیْلَ هِیَ مُسَایِرَةٌ فِی الْإِعْرَابِ لِمَا تُفَسِّرُهُ ۔ بقول بعض اس پر اعرابا وہ جملہ اثر انداز ہوتا ہے جس کی یہ تفسیر کرتا ہے.

اگر یہ تقول کے بعد اور ایسے فعل سے پہلے آئے جو ضمیر ت کے لئے مسند ہو تو تا فاعل کو ضمہ دینا واجب ہے؛ جیسے: تَقُوْلُ: اِسْتَكْتَمْتُهُ الْحَدِيْثَ؛ أَیْ: سَأَلْتُهُ كِتْمَانَهُ. لیکن اگر أَیْ کی بجائے إِذَا ہو تو ت کا فتحہ لازم ہے؛ کیونکہ إِذَا تَقُوْلُ کے لئے ظرف ہے؛ جیسے: اِسْتَكْتَمْتَهُ الْحَدِيْثَ إِذَا سَأَلْتَهُ كِتْمَانَهُ.

(۲) ۔ أَنْ :

أن مفسرہ غیر عاملہ ہے. یہ توضیح مراد میں بمنزلت أی کے ہے؛ جس کے بعد عموماً فعل امر ہوتا ہے؛ جیسے: فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ. اس کے بعد کے جملوں کا کوئی اعرابی محل نہیں ہوتا.

جس کی کچھ شرائط ہیں:

1 ۔ اس سے پہلے ایسا جملہ فعلیہ ہونا چاہیے جس کے حروف تو قول والے نہ ہوں مگر معنٰی یہی ہوں؛ اس کے بعد کا جملہ تامہ ہوتا ہے جو معنٰی ماقبل کی تفسیر میں ہوتا ہے؛ جیسا کہ اوپر کی مثال سے واضح ہے. اس شرط کو مدِنظر رکھیں تو: هٰذَا ذَهَبٌ أَنْ عَسْجَدٌ؛ صحیح نہیں؛ أی آئے تو

Marfat.com

ٹھیک ہے. قُلْتُ لَهُ أَنْ تَأَدَّبْ؛ بھی مناسب نہیں کہ قلت آیا ہے؛ اس کی بجائے: أَشِرْتُ إِلَيْكَ أَنْ تَأَدَّبْ؛ درست ہے.

2۔ اس پر حرفِ جر نہیں آنا چاہیے؛ بناء بریں: كَتَبْتُ إِلَيْهِ بِأَنْ تَصَدَّقْ؛ غیر جائز ہے؛ ایسے میں تو یہ مصدریہ ہے.

اگر اس کے بعد لا لگا فعل مضارع ہو؛ جیسے: سَأَلْتُكَ أَنْ لَا تُغْضِبْ وَالِدَكَ؛ تو حالتِ جزم میں لا ناہیہ ہے؛ رفع میں نافیہ اور أن مفسرہ ہے. جبکہ فعل کے منصوب ہونے میں أن مصدریہ اور لا نافیہ ہوگا.

☆☆☆☆☆

۹ ۔ حروفِ مصدریہ (Conjunctions Introductory)

مَا، أَنْ ، أَنَّ

مَا اور أَنْ جملہ فعلیہ پر داخل ہو کر اپنے مابعد کو تاویلاً مصدر بناتے ہیں؛ جبکہ أَنَّ یہی عمل جملہ اسمیہ میں کرتا ہے:

(ا)۔ مَا:

مَا مصدریہ مابعد سے مل کر مصدرِ مؤول بنتا ہے اور جملے کے لئے ہے.

مَا مصدریہ دو طرح ہے:

1۔ مصدریہ ظرفیہ زمانیہ: جس کی تقدیر مدت اور وقت ہے. یہ بیشتر فعل متصرف کے ساتھ آتا ہے؛ یہ فعل عموماً دَامَ یا مضارع منفی بلم ہوتا ہے؛ جیسے: وَ أَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا؛ أَيْ: مُدَّةَ دَوَامِي حَيًّا. اور: مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ؛ أَيْ: مُدَّةَ بَقَاءِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ. اور: إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ؛ أَيْ: مُدَّةَ اسْتِطَاعَتِي

مضارع غیر منفی کے ساتھ کم ہی آتا ہے؛ جیسے:

أُطَوِّفُ مَا أُطَوِّفُ، ثُمَّ آوِي
إِلَى بَيْتٍ قَعِيدَتُهُ لَكَاعِ

اس کا فعل جامد کے ساتھ آنا شاذ ہے؛ جیسے:

Marfat.com

أَ لَيْسَ أَمِيرِيْ فِي الْأُمُوْرِ بِأَنْتُمَا
بِمَا لَسْتُمَا أَهْلَ الْخِيَانَةِ وَالْغَدْرِ

اگراس کے بعد ظاہراً اِنْ زائدہ ہوتو پیچیدگی سے بچنے کے لئے مَا کوتقدیراً نافیہ ہی کہیں گے نہ کہ مصدریہ؛ اور اِنْ کی یہ زیادت قیاسی ہوگی؛ جیسا کہ المعلوط القریعی کا شعر ہے:

وَ رَجِّ الْفَتٰى لِلْخَيْرِ مَا اِنْ رَأَيْتَهُ
عَلَى السِّنِّ خَيْراً لَا يَزَالُ يَزِيْدُ

2۔ مصدریہ غیر ظرفیہ: جو مصدر کو زمانے سے مقید نہ کرے۔ یہ ماضی و مضارع دونوں کو عام ہے؛ جیسے: آمِنُوْا كَمَا آمَنَ النَّاسُ.

اور: لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ. قول شاعر ہے:

يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ
وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَاباً

جیسے: عَجِبْتُ مِمَّا يَتَهَاوَنُ الْقَوْمُ.

أَيْ: كَاِيْمَانِ النَّاسِ؛ وَ بِسَبَبِ نِسْيَانِهِمْ ؛ وَ يَسُرُّ الْمَرْءَ ذَهَابُ اللَّيَالِيْ؛ وَ مِنْ تَهَاوُنِ الْقَوْمِ .

مَا مصدریہ جملہ اسمیہ پر کم ہی آتا ہے؛ جیسے: يَسُرُّنِيْ مَا قَوْمِيْ مُتَعَاوِنُوْنَ.

(۲) ۔ أَنْ:

جب یہ مصدری ہوتا ہے تو ناصبہ اور استقبال کے لئے بھی ہوتا ہے؛ یہ فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور مستقبل میں اس کے وقوع کا تعین کرتا ہے؛ جیسے: أُحِبُّ أَنْ تَجْتَهِدَ. أَنْ اور فعل مل کر تاویلاً مصدر ہوتے ہیں؛ اس مصدر کا اعراب کلام کے تقاضہ کے مطابق ہوتا ہے؛ کبھی مبتدأ؛ جیسے: وَ أَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ؛ أَيْ صِيَامُكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ. کبھی خبر یا فاعل یا مفعول بہ یا اسم عَسٰى یا مجرور (کبھی اضافت سے اور کبھی حرف جر سے)؛ جیسے: اَلْجِهَادُ أَنْ تُعْلِيَ كَلِمَةَ الْحَقِّ؛ يَسُرُّنِيْ أَنْ تَصَدَّقَ؛ يُحَاوِلُ خَالِدٌ أَنْ يَّتَقَدَّمَ؛ وَ عَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ؛ اور: أَطْمَعُ فِيْ أَنْ أُصَاحِبَكَ.

أَنْ مصدریہ کو یوں حذف کرنا کہ اس کا عمل اور مصدری روش باقی رہے اس بارے نحاۃ

Marfat.com

میں اختلاف ہے؛ بعض نے منع کیا تو بعض نے سماع وضرورت میں جائز قرار دیا ہے؛ جیسا کہ نحاۃ کے ہاں مشہور مقولہ ہے: تَسْمَعَ بِالْمُعِیدِیِّ خَیْرٌ مِنْ أَنْ تَرَاہُ ؛ أَیْ : سَمَاعُکَ .
طرفة بن العبد کے اس شعر میں بھی ایسا ہی ہے:

أَلَا أَیُّهَا الزَّاجِرِیُّ أَحْضُرَ الْوَغٰی
وَ أَنْ أَشْهَدَ اللَّذَّاتِ هَلْ أَنْتَ مُخْلِدِیُ

أَحْضُرَ کے نصب سے؛ جبکہ ازروئے قیاس ناصب کے حذف کے بعد فعل مضارع کو رفع چاہیے؛ مگر جس نے حذف کیا اور پھر بھی مضارع کو منصوب رکھا اس نے أَنْ ثانیہ کے وجود کو کافی سمجھا جو اس کے نہ صرف اخوات میں سے ہے بلکہ مثل ہے.

اگر عَلِمَ اور اس جیسے دیگر افعال یقین کے بعد آئے تو اس کے بعد فعل کو رفع دیں گے؛ کیونکہ اب یہ ثقیلہ سے مخففہ ہے؛ اور اگر ظَنَّ کے بعد ہو تو مخففہ یا ناصبہ ہے.

اگر قسم کے بعد آئے؛ جیسے: أُقْسِمُ بِاللّٰهِ أَنْ لَوْ جَاءَ لَأَکْرَمْتُهُ ؛ یا لَمَّا حینیہ کے بعد واقع ہو؛ جیسے: فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ؛ تو زائدہ ہے.

یہ کبھی مصدریہ غیر ناصبہ بھی ہوتا ہے؛ جس کے بعد فعل مضارع مرفوع ہوتا ہے یا ماضی پر داخل ہوتا ہے؛ جو تقدیراً مصدر بنتے ہیں؛ جیسے:

أَنْ تَقْرَآنِ عَلٰی أَسْمَاءَ ۔ وَیْحَکُمَا ۔
مِنِّی السَّلَامَ وَ أَلَّا تُشْعِرَا أَحَدًا

اور: مَا کَانَ عَمَلَ أَخِیهِ إِلَّا أَنْ نَصَحَ؛ أَیْ: إِلَّا النُّصْحَ .

(۳) ۔ أَنَّ :

حرفِ مصدری، نصب اور تاکید ۔ مشبہ بالفعل ۔ یہ اپنے معمولین کو ساتھ لے کر مصدر مؤول ہوتا ہے؛

جس کا اعراب واحکام ہیں:

ا۔ محل رفع میں:

1۔ فعل مذکور کے فاعل کے طور پر؛ جیسے: أَوَلَمْ یَکْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا.

2۔ فعل محذوف کا فاعل؛ جیسے: لَوْ أَنَّکَ نَاجِحٌ لَأَخَذْتَ جَائِزَةً ؛ أَیْ :

Marfat.com

ثَبَتَ نَجَاحُکَ لَأَخَذْتَ جَائِزَۃً ۔

3۔ نائب فاعل بن کر؛ جیسے: عُرِفَ أَنَّ الْمَقْعَدَ نَظِیْفٌ.

4۔ مبتدأ؛ جیسے: وَ مِنْ آیٰتِہٖ أَنَّکَ تَرَی الْأَرْضَ خَاشِعَۃً ۔

5۔ اسم معنی کی خبر بن کر؛ جیسے: اِعْتِقَادِیْ أَنَّکَ فَاضِلٌ.

ب۔ محل جر میں:

جو کہ تین طرح ہے: حرفِ جر کے ذریعے؛ جیسے: ذٰلِکَ بِأَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ ۔

اضافت کے ذریعے؛ جیسے: اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ. حتّٰی جارہ کے بعد.

ج۔ محل نصب میں:

مفعول بہ بن کر محل نصب میں (بشرطیکہ فعل کا مادہ قول سے نہ ہو) ؛جیسے: وَ لَا تَخَافُوْنَ أَنَّکُمْ أَشْرَکْتُمْ بِاللّٰہِ. جبکہ اس طرح کا مصدرِ مؤول مفعول مطلق، یا ظرف، یا حال، یا تمیز، یا ظَنَّ اور اس کے اخوات میں سے کسی کا مفعول بہ بن کر نہیں آتا ہے.

تین مقام ایسے ہیں جہاں اَنَّ کے ھمزہ کو چاہیں تو فتحہ دیں اور چاہیں تو کسرہ دیں:

ا۔ جب اِذَا فجائیہ کے بعد آئے؛ جیسے: اِسْتَیْقَظْتُ فَاِذَا اِنَّ الْمَطَرَ نَازِلٌ ۔

۲۔ جب فا جوابیہ کے بعد آئے؛ جیسے: مَنْ أَخْلَصَ فِیْ عَمَلِہٖ فَاِنَّہٗ وَفِیٌّ ۔

۳۔ جب یہ قول کی خبر ہو اور خبر قول کے معنی میں ہو؛ اور قولین کا فاعل ایک ہی ہو؛ جیسے: أَوَّلُ قَوْلِیْ اِنِّیْ أَحْمَدُ اللّٰہَ.

اگر معنی: أَوَّلُ قَوْلِیْ حَمْدُ اللّٰہِ؛ مراد لیے جائیں تو فتحہ ہے.

اگر: اِنِّیْ أَحْمَدُ اللّٰہَ؛ کو جملہ مانا جائے (جو کہ أوّل قولی کی خبر ہے) تو کسرہ ہے. ایسے میں اسے کسی رابط کی بھی ضرورت نہیں؛ کیونکہ خبر خود ہی معنوی مبتدأ ہے.

☆☆☆☆☆

۱۰ ــ حروفِ تحضیض Exhortive Adverbs

هَلَّا ، أَلَّا ، لَوْلَا ، لَوْمَا

ان حروف کا مقام صدارت ہے؛ جملے کے شروع میں ہوتے ہیں. اگر یہ مضارع پر

Marfat.com

داخل ہوں تو تحضیض (طلبِ شدید) کا فائدہ دیتے ہیں؛ جیسے: هَلَّا تُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ! اور ماضی پر عام طور پر ملامت کے لئے داخل ہوتے ہیں؛ جیسا کہ عنترۃ کا شعر ہے:

هَلَّا سَأَلْتِ الْخَيْلَ يَا ابْنَةَ مَالِكٍ
اِنْ كُنْتِ جَاهِلَةً بِمَا لَمْ تَعْلَمِيْ

(۱) ۔ هَلَّا:

اداۃِ تحضیض. اس کا دخول صرف فعل پر ہے؛ مضارع پر آئے تو عمل پر آمادہ کرنے کا فائدہ دیتا ہے. ماضی پر اکثر توبیخ کے لئے آتا ہے.

اگر اس کے بعد کوئی اسم واقع ہو تو وہ فعل محذوف کا معمول ہے جس کی تفسیر میں فعل مذکور ہے؛ جیسے: هَلَّا نَفْسَكَ هَذَّبْتَهَا؛ جس کی تقدیر: هَلَّا هَذَّبْتَ نَفْسَكَ هَذَّبْتَهَا؛ ہے. یا فعل مضمر کا معمول ہے جس کی تقدیر حسبِ معنیٰ کی جائے گی؛ جیسے:

اَلْآنَ بَعْدَ لَجَاجَتِيْ تَلْحُوْنَنِيْ
هَلَّا التَّقَدُّمُ وَالْقُلُوْبُ صِحَاحٌ

أَيْ: هَلَّا حَصَلَ أَوْ وُجِدَ أَوْ ثَبَتَ التَّقَدُّمُ.

یا اسم سے متاخر فعل کا معمول ہے؛ جیسے: هَلَّا سِلَاحَكَ حَمَلْتَ.

(۲) ۔ أَلَّا:

غیر عامل ہے؛ دیگر ادواتِ تحضیض کی طرح جملہ فعلیہ خبریہ پر داخل ہوتا ہے؛ جیسے: أَلَّا تَسْتَعِدُّ لِلِامْتِحَانِ.

(۳) ۔ لَوْلَا:

جب یہ حرفِ تحضیض ہوتا ہے تو مختص بالفعل ہوتا ہے. اگر ماضی کے ساتھ ہو تو توبیخ کے لئے ہے؛ جیسے: لَوْلَا دَافَعْتَ عَنْ نَفْسِكَ؛ اگر مضارع پر آئے تو فعل پر اکسانے کے لئے ہے؛ جیسے: لَوْلَا تَصْفَحُ عَنْ أَخِيْكَ؛ لولا تستغفر اللّٰه.

کبھی اس کے بعد فعل ماضی بمنزلت فعل امر ہوتا ہے؛ جیسے: فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ. اگر اس کے بعد فعل کے بجائے کوئی اسم ہو تو یہ فعل متاخر کا معمول ہوگا؛ جیسے: لَوْلَا أَبَاكَ احْتَرَمْتَ. (کیونکہ ادواتِ تحضیض تو صرف فعل پ

Marfat.com

داخل ہوتے ہیں) یا فعل محذوف کا معمول ہوسکتا ہے جس کی تفسیر میں اس کے بعد کا فعل مذکور ہے؛ جیسے: لَوْلَا أَبَاکَ احْتَرَمْتَهُ. یا اپنے سے پہلے واقع فعل مذکور سے مفسر ہوگا؛ جیسے:

تَعُدُّوْنَ عَقْرَ النِّيْبِ أَفْضَلَ مَجْدِكُمْ

بَنِيْ ضَوْطَرِیْ، لَوْلَا الْكَمِيَّ الْمُقَنَّعَا

أَیْ: لَوْلَا تَعُدُّوْنَ الْكَمِيَّ. یا پھر عامل محذوف ہے جس کا اندازہ سیاق کلام سے ہوسکتا ہے؛ یا پھر حال ہوگا؛ جیسے: لَوْلَا مَرَضَکَ قَبْلَ أَنْ یَزِیْدَ؛ أَیْ: لَوْلَا عَالَجْتَ مَرَضَکَ قَبْلَ أَنْ یَزِیْدَ.

کبھی لولا اور فعل کے درمیان اِذْ ، اِذَا یا جملہ شرطیہ معترضہ فاصل ہوتا ہے؛ جیسے: فَلَوْلَا اِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوْا؛ فَلَوْلَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ؛ فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ. تَرْجِعُوْنَهَا. (حرفِ تخصیض والی بحث یہاں ختم ہوچکی ہے)

باوجودیکہ اس کے بعد فعل واقع ہو؛ پھر بھی یہ تخصیض؛ توبیخ یا تندیم کے لئے موزوں نہ ہوتو امتناع وجود کے لئے حرف ہے؛ جیسا کہ أبو ذؤیب کا شعر ہے:

أَلَا زَعَمَتْ أَسْمَاءُ أَنْ لَا أُحِبُّهَا

فَقُلْتُ: بَلٰی، لَوْلَا یُنَازِعُنِیْ شُغْلِیْ

أَیْ: لَوْلَا أَنْ یُنَازِعَنِیْ شَغْلِیْ؛ کہ فعل سے پہلے أن کا اضمار ہے.

اور یہ جو حرف امتناع لوجود والا قصہ ہے وہ یوں ہے کہ:

لَوْلَا بطور حرفِ امتناع لوجود:

لولا حرفِ تخصیض اور حرفِ جر کے علاوہ کسی وجود کے امتناع کے لئے بھی ہے جو غیر عاملہ ہے. یہ شرط کے معنٰی کو متضمن ہوتا ہے؛ شرط کے امتناع کی وجہ سے جواب کے امتناع پر دلالت کرتا ہے؛ جیسے: لَوْلَا زَیْدٌ لَأَکْرَمْتُکَ ؛أی: لولا وجود زید لأکرمتک. پس زید کا وجود اکرام کے آڑھے آگیا. یہ اسم ظاہر پر بھی آتا ہے؛ جیسے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

اور جریر کا شعر ہے:

Marfat.com

لَوْلَا الْحَيَاءُ لَهَاجَنِي اسْتِعْبَارُ
وَلَزُرْتُ قَبْرَكِ وَالْحَبِيْبُ يُزَارُ

اور مصدرِ مؤول پر بھی؛ جیسے: وَلَوْلَا أَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفاً مِّنْ فِضَّةٍ. نُصَيْب کا شعر ہے:

وَلَوْلَا أَنْ يُقَالَ صَبَا نُصَيْبٌ
لَقُلْتُ بِنَفْسِيَ النَّشَأُ الصِّغَارُ

اور ضمیرِ منفصل پر بھی؛ جیسے: لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ. جیسے: لَوْلَا أَنَا؛ وَلَوْلَا هُوَ. یہ جس پر داخل ہوتا ہے اس کا اعراب مبتدأ کا ہوتا ہے جو کہ کوفیوں کا مذہب ہے؛ اگر بات عام اور معمول کی ہو تو خبر کا محذوف ہونا واجب ہے؛ غلبہ تو اسی کو حاصل ہے مگر شذوذاً مذکور بھی ہوتی ہے؛ جیسے:

لَوْلَا أَبُوْكَ وَلَوْلَا قَبْلَهُ عُمَرُ
أَلْقَتْ إِلَيْكَ مَعَدٌّ بِالْمَقَالِيْدِ

جس میں عُمَرُ مبتدأ اور قَبْلَهُ خبر ہے؛ حالانکہ یہاں خبر کا حذف واجب تھا؛ قَبْلَهُ جو کہ ظرف ہے اسے محذوف کا متعلق بنا کر حال کا اعراب دیا جائے نہ کہ خبر کا؛ تو یہ ایک اور صورت ہے. بعینہ اسی طرح کی صورت اس شعر میں ہے:

وَلَوْلَا بَنُوْهَا حَوْلَهَا لَخَبَطْتُهَا
كَخَبْطَةِ عُصْفُوْرٍ وَلَمْ أَتَلَعْثَمُ

فبنوها: مبتدأ، وحولها: خبر، وكان من حقه أن يحذف؛ ألا اذا أعرب متعلقا بمحذوف الخبر.

اگر خبر کا مضمون کچھ خاص نوعیت کا ہو اور اس پر دلالت موجود نہ ہو تو ذکر واجب ہے؛ جیسے: لَوْلَا وَالِدِيْ مُسَافِرٌ مَا جَلَسْتُ مَكَانَهُ. کیونکہ غیر مذکور ہونے کی صورت میں معنیٰ میں بگاڑ پیدا ہوگا یا بدل بھی سکتے ہیں؛ اگر دلیل موجود ہو تو ذکر واجب نہیں جائز ہے؛ جیسے: مَنْ طَلَبَ مِنْكَ الْحُضُوْرَ؟ کے جواب میں: لَوْلَا وَالِدِيْ مَا حَضَرْتُ؛ یا یوں: لَوْلَا وَالِدِيْ طَلَبَ مِنِّيْ مَا حَضَرْتُ.

Marfat.com

اگر ضمیر متصل پر داخل ہو تو تب بھی یہی حکم ہے؛ جیسے:

أَوْمَتْ بِعَيْنَيْهَا مِنَ الْهَوْدَجِ

لَوْلَاكَ فِي ذَا الْعَامِ لَمْ أَحْجُجِ

الیزید بن الحکم کا شعر ہے:

وَكَمْ مَوْطِنٍ لَوْلَايَ طِحْتَ كَمَا هَوَى

بِأَجْرَامِهِ مِنْ قُنَّةِ النِّيقِ مُنْهَوِي

ضمیر متصل ضمیر منفصل کی نیابت میں ہے جو محل رفع میں مبتدأ ہے؛ جس کے لئے جواب کا ہونا ضروری ہے: جیسے:

لَوْلَا الْإِصَاخَةُ لِلْوُشَاةِ لَكَانَ لِي

مِنْ بَعْدِ سُخْطِكَ فِي الرِّضَاءِ رَجَاءٌ

جبکہ جمہور کا تو یہ کہنا ہے کہ: لولا کے بعد تو خبر مبتدأ خاص آتی ہی نہیں؛ جو ہے یہ شاذ یا مؤول ہے ___ قال الجمهور: لا يكون خبر المبتدأ بعد (لولا) كونا خاصًا؛ وما ورد من ذلك فهو شاذٌ أو مؤول.

چونکہ یہ مختص بالاسماء ہے؛ لہٰذا اگر اس کے بعد فعل مضارع ہو تو اس کی تاویل مصدر سے ضروری ہے؛ جیسے:

أَلَا زَعَمَتْ أَسْمَاءُ أَنْ لَا أُحِبُّهَا

فَقُلْتُ: بَلَى، لَوْلَا يُنَازِعُنِي شُغُلِي

جس کی تقدیر: أَنْ يُنَازِعَنِي ہے. جو أن مصدریہ سے منصوب ہے؛ مگر جب أن حذف ہو گیا تو فعل کو رفع مل گیا.

اگر چہ أن کے حذف کے بعد بھی فعل کو نصب دیا جاتا ہے؛ جیسا کہ نحویوں کا یہ قول:

تسمعَ بالمعيديّ خير من أن تراه؛ أى: أن تسمع.

لولا کو حرفِ جر بھی شمار کیا جاتا ہے؛ جو سیبویہ کی رائے میں صرف ضمیر کو جر دیتا ہے؛ جیسے: لولای، ولولاک، ولولاه؛ جس کے مجرور کا موضع مبتدأ ہونے کی وجہ سے رفع کا ہے اور خبر محذوف ہے. یہ بحث حرفِ امتناع کی رہی نہ کہ تحضیض کی.

Marfat.com

(۴)۔ لَوْمَا:

یہ بھی حرفِ تحضیض کے علاوہ حرفِ امتناع لوجود ہے؛ جو استعمال، شروط اور اقسام میں لولا سے مشابہ ہے.

☆☆☆☆☆

۱۱۔ قَدْ

حرفِ تقلیل، شک، تحقیق، تکثیر، تقریب، توقع، تاکید اور نفی ہے. یہ ایسے فعل کے ساتھ مختص ہے جو متصرف، خبری اور مثبت ہونے کے ساتھ ساتھ جازم و ناصب اور حرفِ تنفیس سے خالی ہو.

یہ لَیْسَ، عَسٰی، نِعْمَ، بِئْسَ، حَبَّذَا، لَا حَبَّذَا، مَازَالَ، مَا فَتِئَ، مَا بَرِحَ اور مَا انْفَکَّ پر داخل نہیں ہوتا ہے. نہ ہی هَبْ اور تَعَلَّمْ جیسے اخواتِ ظَنَّ پر اور نہ ہی افعال شروع پر آتا ہے.

اس کے معانی کی تفصیل یوں ہے:

1۔ تقلیل، تکثیر، شک:

اگر مضارع پر داخل ہو تو زیادہ تر تقلیل و شک کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: قَدْ أَصُوْمُ غَدًا؛ جبکہ ایسے میں تھوڑا بہت تحقیق کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے جس کا اندازہ حقیقتِ حال سے ہو جاتا ہے؛ جیسے شاعر کا یہ کہنا:

قَدْ یُدْرِکُ الْمُتَأَنِّیْ بَعْضَ حَاجَتِهٖ
وَقَدْ یَکُوْنُ مَعَ الْمُسْتَعْجِلِ الزَّلَلُ

اور تکثیر کے لئے بھی ہو سکتا ہے؛ جیسے:

قَدْ أَتْرُکُ الْقِرْنَ مُصْفَرًّا أَنَامِلُهٗ
کَأَنَّ أَثْوَابَهٗ مُجَّتْ بِفِرْصَادِ

2۔ ماضی کے ساتھ تحقیق کے لئے آنا: النعمان بن المنذر کا شعر ہے:

Marfat.com

قَدْ قِيلَ مَا قِيلَ اِنْ صِدْقاً وَ اِنْ كَذِباً

فَمَا اعْتِذَارُكَ مِنْ قَوْلٍ اِذَا قِيلَا

اگر قرینہ موجود ہو تو مضارع کے ساتھ بھی تحقیق کے لئے ہے؛ جیسے: قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ.

3۔ ماضی کو حال کے قریب لانے کے لئے ــــ تقریب الماضی من الحال۔ جیسے: قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ. (فی اذان الاقامة)

4۔ توقع کے لئے: اس وقت جب آپ کسی سے فعلِ معین کے منتظر ہوں؛ توقع میں یہ ماضی کے لئے مخصوص ہے؛ جیسے: قَدْ وَعَدَنِیْ بِالزِّيَارَةِ؛ أَیْ: اِنِّیْ أَتَوَقَّعُ زِيَارَتَهُ.

اگر محذوف پر دلیل ہو تو اس کا مابعد حذف بھی ہو سکتا ہے؛ قول النابغة ہے:

أَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا

لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَ كَأَنْ قَدِ

أَیْ: وَ كَأَنْ قَدْ زَالَتْ.

اس کے ساتھ اکثر لام القسم پیوستہ ہوتا ہے؛ جیسے: لَقَدْ وَعَدَنِیْ بِالْعَطَاءِ.

ابن هشام اور ابن سيّدة نے اسے حرفِ نفی کہا ہے؛ مگر اسے غریب بتلایا گیا ہے۔

قَدْ کا استعمال بطور اسم یا اسمِ فعل:

اس کا استعمال حَسْبُ بمعنی كَافٍ کے مترادف اسم کا بھی ہے؛ النابغة کے اس شعر کو لیجیے:

قَالَتْ لَيْتَمَا هٰذَا الْحَمَامُ لَنَا

اِلٰى حَمَامَتِنَا أَوْ نِصْفُهُ فَقَدِ

اپنی وضع میں حرف سے مشابہت کی وجہ سے یہ مبنی لفظ ہے؛ بقول بعض معرب ہے؛ لہٰذا آپ کو: قَدُ الْقَرْيَةِ طَبِيبٌ؛ کہنے کا حق بھی حاصل ہے۔ اور اگر مضاف بیا متکلم ہو تو قَدِیْ اور قَدْنِیْ دو طرح سے مروی ہے؛ مگر زیادہ تر نون سے۔ اس شعر میں دونوں جمع ہیں:

قَدْنِیَ مِنْ نَصْرِ الْخُبَيْبَيْنِ قَدِیْ

لَيْسَ الْإِمَامُ بِالشَّحِيحِ الْمُلْحِدِ

Marfat.com

اگر بعدہٗ اسمِ منصوب ہوتو یَکْفِیْ کے معنٰی میں اسمِ فعل مضارع ہے؛ جیسے: قَدْ زَیْدًا دِرْھَمٌ.

☆☆☆☆☆

۱۲ ۔ حرفینِ استفہام (Interrogative Adverbs)

ھمزۃ اورھل

أ اور ھَلْ کا محل اور مقام صدرِ کلام ہے. جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ دونوں پر داخل ہوتے ہیں.

(۱)۔ ھمزۃ (أ):

استفہام کے لئے اصلی حرف یہی ہے. یہ مبنی علی الفتح ہے؛ مفرد کے بارے سوال کے لئے آتا ہے اور تصور کا سماں باندھتا ہے ـــ ترد للتصوّر ـ جیسے: أَ مُحَمَّدٌ أَخُوکَ أَمْ خَالِدٌ؟ جبکہ یہ تصدیق کے لئے بھی آتا ہے؛ جس میں نسبت کے بارے سوال ہوتا ہے ـــ کما ترد للتصدیق ـ (السؤال عن النسبة) ـ جیسے: أَ مُسَافِرٌ أَخُوکَ؟

تصدیق کے لئے صرف ھمزۃ اور ھَلْ ہی ہیں؛ باقی ادواتِ استفہام محض تصور کا فائدہ دیتے ہیں. اور ھَلْ کے بارے یہ وضاحت ضروری ہے کہ تصدیق کا فائدہ ھَلْ ہی دیتا ہے نہ کہ اس کے بعد واقع اِلَّا ؛ جیسے: ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ. ھمزۃ زیادہ افعال کے ساتھ ہی آتا ہے؛

جس کے احکام دیگر ادواتِ استفہام سے مختلف ہیں:

1۔ ھمزۃ استفہام کا حذف جائز ہے؛ اس سے پہلے أَمْ ہے یا نہیں اس سے فرق نہیں پڑتا؛ جیسا کہ عمر بن أبی ربیعة کا شعر ہے:

لَعَمْرُکَ مَا أَدْرِیْ وَ اِنْ کُنْتُ دَارِیًا
بِسَبْعٍ ـــ رَمِیْنَ الْجَمْرَ ـ أَمْ بِثَمَانٍ؟

بسبع سے پہلے (أ) جوازاً محذوف ہے ـ بغیر أَمْ کی مثال:

طَرِبْتُ وَ مَا شَوْقًا اِلَی الْبِیْضِ أَطْرَبُ
وَ لَا لَعِبًا مِنِّیْ وَ ذُو الشَّیْبِ یُلْعَبُ؟

Marfat.com

أیْ: أَ وَذُو الشَّیْبِ یُلْعَبُ؟

2۔ یہ مثبت ومنفی دونوں طرح کے جملوں پر داخل ہوتا ہے؛ جیسے: أَ مُسَافِرٌ أَخُوکَ أَمْ مُقِیْمٌ ؟اور: أَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ؟

3-یہ حروفِ عطف: فا، واو اور ثُمَّ سے پہلے آتا ہے؛ جیسے:أَ فَلَمْ یَسِیْرُوْا. أَ وَ لَمْ یَنْظُرُوْا. أَ ثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُمْ بِہٖ. جبکہ دیگر ادواتِ استفہام حروفِ عطف کے بعد واقع ہوتے ہیں؛ اور یہ واجب بھی ہے.

4۔ اگر نفی پر داخل ہو تو تحقیق کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: أَ لَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ.

5۔ اپنے معادل کے ساتھ اس کے معادل کا حذف بھی جائز ہے؛ جیسا کہ أبو ذؤیب الھذلی کا قول ہے:

دَعَانِیْ اِلَیْهَا الْقَلْبُ اِنِّیْ لِأَمْرِہٖ
سَمِیْعٌ، فَمَا أَدْرِیْ أَ رُشْدٌ طِلَابُهَا؟ (ام غیّ)

جس کی تقدیر یہ ہے کہ طلابھا کے بعد: أَمْ غَیّ ــ جو کہ أ رشد کا معادل ہے ــ محذوف ہے.

یہ کبھی استفہام والے اپنے حقیقی معنی (طلب الفھم و السؤال عن مجھول) سے خروج کر کے اور طرح کے بلاغی معنی میں استعمال ہوتا ہے؛ مثلاً:

أ۔ التعجب: جیسے: أَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ.

ب۔ التھکّم: استہزاء اور ڈانٹ ڈپٹ کے لئے؛ جیسے:قَالُوْا یٰشُعَیْبُ أَ صَلٰوتُکَ تَأْمُرُکَ أَنْ نَتْرُکَ مَا یَعْبُدُ آبَاؤُنَا.

ج۔ الِاسْتِبْطَاءُ: جیسے: أَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ.

د ـــ التوبیخ: اگر اس کے بعد فاعل کے لئے ملامت اور زجر وتوبیخ واقع ہو تو؛ جیسے: أَ تَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ.

ہ ـــ التقریر: مخاطب سے ایسی بات کا اقرار کرانا جو اس کے ہاں ثابت شدہ ہے؛ مثلاً بیٹے سے کرسی ٹوٹ گئی تو اس سے یوں گویا ہونا: أَ کَسَرْتَ الْکُرْسِیَّ؟ بشرطیکہ اس سے اقرار مقصود ہو. اور اگر زور اس پر ہے کہ توڑنے والا وہی ہے اور وہ طوعاً اقرار نہیں کر رہا تو پھر کلام کا

Marfat.com

اندازیوں ہوگا: أَ أَنْتَ کَسَرْتَ الْکُرْسِیَّ؟ کیونکہ جس سے اقرار مطلوب ہے اس کا همزة کے فوراً بعد آنا واجب ہے؛ اس بارے الحطیئة کا شعر ہے:

أَلَمْ أَکُ جَارَکُمْ؟ وَیَکُوْنَ بَیْنِیْ
وَ بَیْنَکُمُ الْمَوَدَّةُ وَالْإِخَاءُ

و۔ الانکار: مطلب یہ کہ همزة کے بعد جو کچھ مذکور ہے وہ خلافِ واقعہ ہے؛ اس بارے ہمیں مخاطب سے اتفاق نہیں بلکہ انکار ہے؛ جیسے: أَ فَأَصْفٰکُمْ رَبُّکُمْ بِالْبَنِیْنَ وَ اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰئِکَةِ اِنَاثاً.

(۲) ۔ هَلْ :

غیر عامل ہے۔ نسبت کے بارے ایجابی استفہام کے لئے آتا ہے (طلب التصدیق الایجابی) جیسے: هَلْ أَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ. جس کا استفہام نہ تو الغاشیة کے بارے ہے اور نہ ہی الحدیث کے بارے ہے؛ بلکہ وصول حدیث کی نسبت بارے ہے ۔۔ فالاستفهام عن نسبة وصول الحدیث۔

اس کے ذریعے تصور (ادراک المفرد) بارے استفہام نہیں؛ نہ ہی یہ تصدیق سلبی کے لئے ہے؛ ولہٰذا: هَلْ أَخُوْکَ قَامَ أَوْ أَبُوْکَ؟ نہ کہیں گے اور نہ ہی: هَلْ لَمْ یُسَافِرْ أَبُوْکَ؟ کہیں گے؛ یہ مواضع همزة کے ہیں نہ کہ هَلْ کے.

هَلْ کے خواص:

۱ ۔ یہ تصدیق ایجابی کے لئے مخصوص ہے.

۲ ۔۔ جب مضارع پر آتا ہے تو اسے استقبال کے لئے مخصوص کر دیتا ہے؛ پھر اس پر سین یا سوف نہیں داخل ہوتے.

۳ ۔ یہ حرفِ تاکید اِنَّ پر داخل نہیں ہوتا ہے.

۴ ۔ یہ جملہ شرطیہ پر داخل نہیں ہوتا؛ کیونکہ جملہ شرطیہ میں نفی و ایجاب دونوں کا احتمال ہے.

۵ ۔ اختیاراً ایسے اسم پر داخل نہیں ہوتا جس کے بعد فعل ہو؛ لہٰذا: هَلْ مُحَمَّدٌ سَافَرَ؟ نہیں؛ هَلْ مُحَمَّدٌ مُسَافِرٌ؟ ہے.

۶ ۔۔ حروفِ عطف اور أم کے بعد آتا ہے پہلے نہیں؛ جیسے: فَهَلْ یُهْلَکُ اِلَّا الْقَوْ

Marfat.com

الْفٰسِقُوْنَ. اور: قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ. أَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ.

۷ ۔ کبھی اس سے نفی مراد ہوتی ہے؛ جس کی دلیل اس کے بعد خبر پر اِلَّا یا با کا دخول ہے؛ جیسے: هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ. الفرزدق کا شعر ہے:

يَقُوْلُ إِذَا اقْلَوْلٰى عَلَيْهَا وَأَقْرَدَتْ

أَلَا هَلْ أَخُوْ عَيْشٍ لَذِيْذٍ بِدَائِمِ

۸ ۔ هَلْ والے جملے کا اپنے سے پہلے والے جملہ خبریہ پر عطف ہونا درست مانا گیا ہے؛ جیسے:

وَ إِنَّ شِفَائِىْ عَبْرَةٌ مُهْرَاقَةٌ

وَ هَلْ عِنْدَ رَسْمٍ دَارِسٍ مِنْ مُعَوَّلِ

اس کا قَدْ کے معنی میں آنا بھی مذکور ہے؛ جیسا کہ: هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ؛ میں اس کی تفسیر قَدْ سے کی گئی ہے؛ جس کی دلیل اس شعر میں اس پر همزة کا دخول ہے:

سَائِلْ فَوَارِسَ يَرْبُوْعٍ بِشَدَّتِنَا

أَهَلْ رَأَوْنَا بِسَفْحِ الْقَاعِ ذِى الْأَكَمِ

مگر المغنی میں ابن هشام نے اس سے انکار کرتے ہوئے اس آیت میں استفہام کو انکاری استفہام کہا ہے؛ اور کہا کہ صحیح یہ ہے کہ یہ شعر ہی أَمْ هَلْ سے ہے نہ کہ أَهَلْ سے؛ جیسا کہ السیرافی نے ذکر کیا ہے؛ بوجہ اس کے کہ حرف حرف پر داخل نہیں ہوتا؛ جبکہ أَمْ منقطعہ ہے؛ یا یہ أَهَلْ والی روایت ہی شاذ ہے جو لائق قیاس نہیں۔

خلافِ قیاس اس پر اَلْ بھی مسموع ہے؛ جیسا کہ مذکور ہے کہ جب أبو الرقیش سے کہا گیا کہ: هَلْ لَکَ فِىْ زُبْدٍ وَ تَمْرٍ؟ تو اس کا جواب تھا: أَشَدُّ الْهَلْ.

☆☆☆☆☆

۱۳ ۔ حروفِ شرط (Conditional Conjunctions)

إِنْ، لَوْ، أَمَّا

یہ صدرِ کلام میں واقع ہوتے ہیں۔ ہر ایک دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ یہ دونوں جملے اسمیہ بھی ہو سکتے ہیں اور فعلیہ بھی؛ یا کوئی ایک اسمیہ اور دوسرا فعلیہ۔

Marfat.com

(۱)۔ اِنْ :

اصلی حرفِ شرط یہی ہے ــ هى أمّ الباب فى أدوات الشرط ـ جازم فعلین ہے. پہلا فعل الشرط اور دوسرا اس کا جواب و جزاء کہلاتا ہے؛ جیسے: وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهِ.

اگر کوئی اسم حرفِ شرط پر مقدم ہو تو اس کا اعراب مبتدأ کا ہے؛ کیونکہ ان کا مابعد ان کے ماقبل میں عمل نہیں کرتا؛ جیسے: اَلْكِتَابُ اِنْ قَرَأْتَهُ أَفَدْتَّ مِنْهُ.

جب اِنْ کے بعد لا نافیہ آتا ہے تو نون کتابۃً بھی محذوف ہوتا ہے؛ جیسے: اِلَّا تَـنْـصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ. اگر اِنْ کا جواب ایسے جملہ اسمیہ سے ہو جس سے پہلے اداۃِ نفی میں سے کوئی نہ ہو تو فاء الربط کی جگہ اِذَا فجائیہ کا استعمال جائز ہے؛ جیسے: وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ. مگر دیگر ادواتِ شرط میں ایسا نہیں.

(۲)۔ لَوْ :

لـو شرطیہ کے بارے متعدد اقوال ہیں؛ مشہور اور متداول قول یہ ہے کہ یہ غیر عامل حرفِ امتناع ہے جو شرط کے معنیٰ کو متضمن ہے ــ حرف امتناع لامتناع غير عامل متضمّن معنى الشرط ـ یعنی حدوثِ شرط کے امتناع کی وجہ سے اس کا حصول ممتنع ہے جو جواب میں مذکور ہے؛ جیسے: لَوْ أَصْغـى لَفَهِمَ ؛ چنانچہ فہم کا امتناع اصغاء کے امتناع کی وجہ سے ہے. اس بارے یہ بھی قول ہے کہ اگر معاملہ برابر برابر کا ہو تو امتناع شرط باعث ہوگا امتناع جواب کا؛ جیسے لَوْ أَكَـلَ لَشَبِـعَ ؛ جبکہ جواب میں عمومیت امتناع کو لازم نہیں کرتی؛ جیسے: لَـوِ اشْتَـدَّ الْبَرْدُ لَلَبِسَ الصُّوْفَ. جیسا کہ اس کے بعد استدراک کا آنا بھی درست مانا گیا ہے؛ جیسے: لَوْ صَدَقَ لَـنَـجَا؛ لٰكِنَّهُ لَمْ يَصْدُقْ. اس کے بارے یہی کہا گیا ہے کہ یہ اتنا عام، اشمل اور نہایت د... حرف ہے کہ کسی کی بھی جگہ لے سکتا ہے. اس کے بعد عموماً ایسا فعل ماضی آتا ہے جو لفظاً و معنیً ماضی ہوتا ہے؛ جیسے: لَـوْ ذَاكَـرَ دُرُوْسَـهُ لَنَجَحَ . کبھی ایسا ماضی بھی ہوتا ہے جو لفظاً تو ماضی ہے مگر معنیً مستقبل ہوتا ہے؛ جیسے: وَ لْيَـخْـشَ الَّـذِيْـنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ. اگر اس کے بعد لفظاً فعل مضارع آئے گا تو یہ معنیً ماضی میں چلا جائے گا؛ جیسے: كُثَيِّر عَزَّة کا شعر ہے:

Marfat.com

لَوْ يَسْمَعُوْنَ كَمَا سَمِعْتُ حَدِيْثَهَا
خَرُّوْا لِعَزَّةَ رُكَّعاً وَ سُجُوْداً

جس کا جواب ماضی مثبت ہوتا ہے؛ جس کے ساتھ لام ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی؛ جیسے: لَوْ قَامَ قُمْتُ؛ یا: لَقُمْتُ. اور قَدْ بھی آ سکتا ہے؛ جیسے:

لَوْ شِئْتِ قَدْ نَقَعَ الْفُؤَادُ بِشَرْبَةٍ
تَدَعُ الْحَوَائِمَ لَا يَجِدْنَ غَلِيْلاً

بغیر لام مضارع منفی بلَمْ بھی آ سکتا ہے؛ جیسے: لَوْ أُغْلِقَ الْبَابُ لَمْ يُسْرَقِ الْبَيْتُ. اگر جواب منفی بمَا ہو تو زیادہ تر بغیر لام ہوتا ہے؛ جیسے: لَوْ أُغْلِقَ الْبَابُ مَا سُرِقَ؛ یا: لَمَا سُرِقَ الْبَيْتُ.

اس کے جواب میں جملہ اسمیہ جس کے ساتھ لام یا فا ہو کا آنا نادر ہے؛ جیسے: وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ؛ شاعر کا کہنا ہے:

لَوْ كَانَ قَتْلٌ يَا سَلَامُ فَرَاحَةٌ
لٰكِنْ فَرَرْتُ مَخَافَةً أَنْ أُوْسَرَا

اگر دلیل باقی ہو تو جواب حذف بھی ہو سکتا ہے؛ ایسے میں عموماً لَوْ کے ساتھ واو الحال لگا ہوتا ہے؛ جیسے:

قَوْمٌ إِذَا حَارَبُوْا شَدُّوْا مَآزِرَهُمْ
دُوْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ بَاتَتْ بِأَطْهَارٍ

چونکہ لَوْ افعال کے لئے خاص ہے؛ لہٰذا اگر اس کے بعد مرفوع اسم آئے تو وہ یا تو فعل محذوف کا فاعل ہے یا کان محذوفہ کا اسم ہے؛ جیسے:

أَخِلَّايَ لَوْ غَيْرُ الْحِمَامِ أَصَابَكُمْ
عَتَبْتُ، وَلٰكِنْ مَا عَلَى الدَّهْرِ مَعْتَبٌ

اور: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةِ؛ أَيْ: لَوْ قَالَهَا غَيْرُكَ؛ أَوْ: لَوْ كَانَ غَيْرُكَ قَالَهَا.

اگر اسم منصوب ہو تو یہ فعل محذوف کا مفعول بہ یا کان محذوفہ کی خبر ہے؛ جیسے: لَوْ

Marfat.com

زَیۡدًا رَأَیۡتُهٗ أَکۡرَمۡتُهٗ؛ جیسا کہ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے: اِلۡتَمِسۡ وَ لَوۡ خاتَمًا مِنۡ حَدِیۡدٍ؛ أَیۡ: وَ لَوۡ کَانَ الۡمُلۡتَمَسُ خاتَمًا مِنۡ حَدِیۡدٍ. اور اگر بعدہٗ مصدر مؤول ہو؛ جیسے: وَ لَوۡ أَنَّهُمۡ آمَنُوۡا وَ اتَّقَوۡا لَمَثُوۡبَةٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ خَیۡرٌ؛ تو اس کا اعراب فعل محذوف کے فاعل کا ہوگا؛ جس کی تقدیر ثَبَتَ یا اسی معنیٰ میں کسی اور سے؛ یعنی: لَوۡ ثَبَتَ اِیۡمَانُهُمۡ. ایسے میں یہ بھی قول ہے کہ اب اس کا فعل کے ساتھ والا اختصاص بھی رخصت ہوا؛ اور یوں اِس کے بعد کا مصدر مبتدأ ٹھہرا جس کی خبر محذوف ہے؛ جس کی تقدیر: لَوۡ اِیۡمَانُهُمۡ ثَابِتٌ. ہے؛ جو کہ مذہبِ سیبویہ ہے.

اِنۡ شرطیہ اور لَوۡ میں فرق:

فعل مضارع اگر لَوۡ کے بعد آئے تو اسے ماضی کی تحویل میں دے دیتے ہیں؛ جیسے: لَوۡ یُطِیۡعُکُمۡ فِیۡ کَثِیۡرٍ مِّنَ الۡأَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ؛ جبکہ اِنۡ کے بعد کے ماضی کو استقبال میں لے جاتے ہیں؛ جیسے: فَاِنِ انۡتَهَوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ.

حرفِ شرط کے علاوہ لَوۡ اور طرح بھی ہے:

لَوۡ مصدریہ:

یہ بمنزلتِ أَنۡ موصول حرفی بھی ہے؛ جو نہ نصب دیتا ہے، نہ جواب کا محتاج ہے اور نہ ہی اپنے صلہ کی طرف کسی عائد کا. اس کے موصول ہونے کی علامت اس میں بتاویل مصدر کی گنجائش کا وجود ہے؛ اس کے بعد ماضی کا ماضی رہنا ہے اور مضارع کا استقبال کے لئے خالص ہونا ہے. جو زیادہ تر وَدَّ، یَوَدُّ یا ان افعال کے بعد آتا ہے جو وُدٌّ کے معنیٰ دیتے ہیں؛ مثلاً: رَغِبَ، أَحَبَّ، اِخۡتَارَ؛ جیسے: وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡهِنُ فَیُدۡهِنُوۡنَ ؛اور: یَوَدُّ أَحَدُهُمۡ لَوۡ یُعَمَّرُ أَلۡفَ سَنَةٍ. ضروری نہیں کہ یہ ان افعال کے بعد ہی آئے؛ جیسا کہ قتیلة بنت النضر کا شعر ہے:

مَا کَانَ ضَرَّکَ لَوۡ مَنَنۡتَ وَ رُبَّمَا
مَنَّ الۡفَتٰی وَ هُوَ الۡمَغِیۡظُ الۡمُحۡنَقُ

ایسے میں مصدر فعل محذوف کا فاعل ہوتا ہے جس کی تقدیر ثَبَتَ یا اسی طرح کے کسی اور فعل سے ہو سکتی ہے؛ یا مفعول بہ ہو سکتا ہے؛ یا موقع و محل کے موافق خبر بھی ہو سکتا ہے.

Marfat.com

عرض پر دلالت کرنے والا حرف:

لَوْ عرض پر دلالت کے لئے بھی آتا ہے، جو غیر عامل ہے؛ جیسے: لَوْ تَزُوْرُنِیْ فِیْ بَلَدِیْ.

لو بطور حرفِ تمنی:

یہ تمنّی کے لئے بھی ہے؛ جو اپنے جواب میں فا سببیہ کے بعد أَنْ مضمرہ کے ذریعے مضارع کو نصب دیتا ہے؛ جیسے: لَوْ یَعُوْدُ الشَّبَابُ فَنَسْعَدَ بِأَیَّامِہٖ .

حرفِ جازم:

لَوْ کو جازم بھی سنا گیا ہے؛ لقیط کا شعر ہے:

تَامَتْ فُؤَادَکَ لَوْ یَحْزُنْکَ مَا صَنَعَتْ

إِحْدٰی نِسَاءِ بَنِیْ ذُھْلِ بْنِ شَیْبَانَا

حرفِ تقلیل:

لو تقلیل پر دلالت کے لئے بھی ہے؛ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: اِتَّقِ النَّارَ وَ لَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ.

لَوْ وصلیہ:

یہ شرطیہ جیسا ہی ہے مگر محتاجِ جواب نہیں؛ اس سے پہلے واو حالیہ ہوتا ہے؛ جیسے: وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَ لَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ .جس سے مقصود وصل ہے اور جملہ حالیہ ہے۔

(۳) ۔ أَمَّا:

حرفِ شرط، تفصیل اور تاکید؛ جس کے بعد اسم ہوتا ہے۔

أَمَّا حرفِ شرط ہے؛ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَأَمَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ أَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ. جس کی دلیل اس کے جواب میں رابطہ کے لئے فا جزائیہ کا وقوع ہے؛ جو عطف کی فا نہیں کیونکہ یہ خبر پر داخل ہوئی ہے اور خبر کا مبتدا پر عطف نہیں ہوتا؛ نہ ہی یہ زائدہ ہے کہ کلام اس سے مستغنی نہیں. اگر کلام اس کے بغیر (فا کے بغیر) ہو بھی تو یہ مقدرہ ہے؛ جیسے: فَأَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ أَ کَفَرْتُمْ بَعْدَ إِیْمَانِکُمْ ؛جس کی تقدیر: فَیُقَالُ لَھُمْ أَ کَفَرْتُمْ؟ ہے۔

یہ تفصیل کا فائدہ بھی دیتا ہے جیسا کہ مذکورہ آیت سے ظاہر ہے؛ اور: لِکُلِّ نَاجِحٍ جَائِزَۃٌ ؛ أَمَّا الْمُتَفَوِّقُ فَلَہٗ رِحْلَۃٌ سِیَاحِیَّۃٌ .

Marfat.com

بقول سِیْبَوَیْهُ یہ مَهْمَا یَكُنْ مِنْ شَیْءٍ کا قائم مقام ہے جو تاکید وشرط کے لئے ہے؛ جیسے: أَنْتُمْ بَاقُوْنَ هُنَا أَمَّا أَنَا فَمُنْطَلِقٌ؛ أی : مَهْمَا یَكُنْ مِّنْ شَیْءٍ فَأَنَا مُنْطَلِقٌ؛ جو بعدہٗ: أَمَّا فَأَنَا مُنْطَلِقٌ؛ بن گیا. بعدازاں فا کو مؤخر کر کے اسے خبر پر لے آئے؛ جواب فعل الشرط اور اداۃ دونوں کا قائم مقام ہے.

اگر اس کے بعد اسم مرفوع یا ضمیر آئے تو اس کا اعراب مبتدأ کا ہے اور فا خبر پر آئے گی اور جملہ محل جزم میں جوابِ شرط ہے؛ جیسے:

وَ لَمْ أَرَ كَالْمَعْرُوْفِ، أَمَّا مَذَاقُهُ
فَحُلُوٌ، وَ أَمَّا وَجْهُهُ فَجَمِيْلٌ

اگر اسم منصوب ہو؛ جیسے: فَأَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ. وَ أَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ. تو فعل متاخر کا مفعول بہ ہے؛ بشرطیکہ اس نے اپنے مفعول سے وفا نہ کی ہو؛ جیسا کہ مذکورہ آیتین میں فعل کے بعد کوئی مفعول نہیں. یہی وہ موقع ہے جہاں فا الجزاء کے مابعد کا اس کے ماقبل میں عمل کرنا درست مانا گیا ہے اور مفعول بہ کا مقدم ہونا واجب ہے تا کہ یہ أَمَّا اور فعل کے درمیان فاصل ہو جائے؛ کیونکہ أَمَّا کے فوراً بعد ایسے فعل کا آنا درست نہیں جس کے ساتھ جزاء کی فا ہو؛ ہاں اگر معاملہ یوں ہوں: أَمَّا الْيَوْمَ فَسَاعِدْ نَفْسَكَ؛ تو تقدیم مفعول کی حاجت نہیں؛ بوجہ فاصل کے موجود ہونے کے. اگر فعل نے اپنے مفعول کو نہ چھوڑا ہو تو أَمَّا کے بعد اسم منصوب کا اعراب اس فعل کے مفعول بہ کا ہے جو وجوباً محذوف ہے؛ جس کی تفسیر فعل مذکور کر رہا ہے؛ جیسے: أَمَّا النَّافِذَةَ فَقَدْ أَقْفَلْتُهَا.

أمَّا اور فا میں فاصل اجزاءِ کلام:

1۔ المبتدأ : جیسے: أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَلَهُ الْجَنَّةُ.

2۔ الخبر: جیسے: أَمَّا فِي الْبَيْتِ فَرَجُلٌ.

3۔ مفعول به للفعل المتأخّر أو لفعل محذوف يفسّره المذكور؛ جیسے: أمّا الكتابَ فقرأتُه.

4۔ ظرف متعلق بأمّا أو بالفعل المحذوف وجوبا؛ جیسے: أمّا اليومَ فإنّي ذاهب؛ اور: أمّا اليومَ فسأذهب الى السوق.

Marfat.com

5۔ جملة الشرط: ارشادِ باری ہے: فَأَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ. فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ.
ضرورتِ شعری کے تحت فا کا حذف جائز ہے؛ الحارث المخزومیؔ کا شعر ہے:

فَـأَمَّـا الْقِتَـالُ لَا قِتَـالَ لَـدَيْكُمْ
وَلٰكِنَّ سَيْرًا فِيْ عِرَاضِ الْمَوَاكِبِ

نثر میں یہ قول کے بعد تو حذف ہوتا ہی رہتا ہے؛ جیسے: فَـأَمَّـا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُـمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؛ أی: فَيُقَالُ لَهُمْ أَكَفَرْتُمْ؟ مگر القول کے بغیر کم ہی حذف ہوتا ہے۔

یہ تو أَمَّا بسیطہ تھا؛

جبکہ یہ مرکبہ بھی ہے:

ا۔ حرفِ عطف أَمْ اور ما استفہامیہ سے مرکبہ؛ اس کے بعد ذَا آتا ہے؛ جیسے: أَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. جس میں أَمْ حرفِ عطف اور مَا استفہامیہ مبتدأ ہے۔

ب۔ أَنْ مصدریہ اور مَا زائدہ سے مرکبہ؛ جیسے:

أَبَـا خُـرَاشَةَ أَمَّـا أَنْـتَ ذَا نَفَرٍ
فَـاِنَّ قَـوْمِـيْ لَـمْ تَـأْكُلْهُمُ الضَّبُعُ

جس میں کلام کی اصل: لِأَنْ كُنْتَ ذَا نَفَرٍ؛ ہے۔ جس میں سے حرفِ جر کو اختصاراً حذف کیا؛ پھر مزید مختصر کرنے کے لئے كَـانَ کو حذف کر کے اس کے عوض مَـا زائدہ لائے؛ ضمیر متصل علیحدہ ہوئی تو اسے منفصل سے بدل دیا اور کلام: أَمَّـا أَنْـتَ ذَا نَفَرٍ؛ ہوگیا۔ جس میں أَنْ مصدریہ اور مَا زائدہ كَانَ محذوفہ کا عوض ہے۔ أَنْتَ اسم کان اور ذا اس کی خبر ہے۔
یہ وہ موضع ہے جہاں کان تو حذف ہوجاتا ہے مگر اس کے اسم وخبر مذکور ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

۱۴۔ كَلَّا

حرفِ زجر وردع ہے؛ زیادہ تر انھیں معنٰی میں آتا ہے؛ یعنی: اِنْتَـهِ عَنْ مَا أَنْتَ فِيْهِ ۔ اپنی حرکت سے باز آ ۔ أی: منـع الـمقابل بشدّة من الاسترسال ؛ اِمّا لبُطلان

Marfat.com

دعواہ؛ أولمجاوزته الحدّ؛ جیسے: أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا. كَلَّا! سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ ... اگر اس کا ماقبل ردع وزجر کے لائق نہ ہو تو یہ اِیْ یا نَعَمْ کے معنٰی میں حرفِ جواب ہے جو قسم سے پہلے آتا ہے؛ جیسے: وَ مَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ. كَلَّا وَالْقَمَرِ. یا اَلَا کے معنٰی میں حرفِ استفتاح ہے؛ جیسے: كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ. اسی لئے بعدہٗ اِنَّ کا همزۃ مکسور آتا ہے. یا پھر حرفِ ردونفی ہے؛ جیسے: كَلَّا لَمْ يَحْضُرْ زَيْدٌ.

اس کے بارے راجح قول یہی ہے کہ یہ بسیطہ ہے؛ جبکہ بقول بعض یہ لَا نافیہ اور کاف تشبیہ سے مرکب ہے؛ جسے تقویتِ معنٰی اور اس وہم سے نکالنے کے لئے مشدد کیا کہ ہر ایک حرف اپنے اصلی معنٰی میں ہے. الکسائی نے اس کے معنٰی کو وسعت دیتے ہوئے کہا کہ یہ حَقًا کے معنٰی میں بھی آتا ہے؛ جیسے: كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى.

☆☆☆☆☆

۱۵۔ کُلَّمَا

تکرار و معاودہ کا فائدہ دیتا ہے. جو کُلَّ (منصوب علی الظرفیۃ) اور مَا سے مرکبہ ہے؛ ما یا تو مصدریہ ہے جس کے بعد ظرفِ زماں محذوف ہے؛ یا نکرہ موصوفہ بمعنٰی وقت ہے. یہ تکرار کا فائدہ تو دیتا ہے مگر ایک ہی جملہ میں لفظاً مکرر نہیں آتا. جس کے بعد فعل ماضی کا وقوع ہوتا ہے؛ قرآن کریم میں یہ صرف اسی طرح آیا ہے؛ جیسے: كُلَّمَا أَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ.

ماضی کے بجائے اس کے بعد مضارع بھی آسکتا ہے مگر کم ہی؛ جیسے:

أَفْنَانِيْ وَ لَا يَفْنٰى نَهَارٌ
وَلَيْلٌ كُلَّمَا يَمْضِيْ يَعُوْدُ

☆☆☆☆☆

۱۶۔ أَيٌّ

یہ سات طرح سے ہے:

1۔ شرطیہ: فعلین کو جزم دیتا ہے؛ پہلا فعل شرط اور دوسرا اس کا جواب ہوتا ہے. یہ معرفہ کی طرف مضاف ہوتا ہے؛ جیسے: أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ. اور نکرہ کی طرف بھی؛ جیسے: أَيٌّ

Marfat.com

كِتَابٍ قَرَأْتَهُ يُفِدْكَ؛ اور کبھی اضافت سے منقطع ہوتا ہے؛ جیسے: أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى؛ جس میں مَا زائدہ ہے. یہ واحد اداۃِ شرط ہے جو معرب ہے؛ حسبِ اضافت عاقل وغیر عاقل، ظرفِ زماں وظرفِ مکاں ادواتِ شرط میں سے ہر ایک کے معنٰی پر دلالت کرتا ہے؛ جیسے: أَيُّ رَجُلٍ يَحْتَرِمْكَ فَهُوَ مُهَذَّبٌ؛ أَيَّ كِتَابٍ تَقْرَأْ أَقْرَأْ؛ أَيَّ مَكَانٍ تَذْهَبْ أَذْهَبْ مَعَكَ؛ أَيَّ وَقْتٍ تُسَافِرْ أُسَافِرْ. اگر مضاف الی المصدر ہو تو فعلِ شرط کا مفعول مطلق ہے؛ جیسے: أَيَّ مُدَافَعَةٍ تُدَافِعْ عَنْ وَطَنِكَ تُحْمَدْ. أَيٌّ معرب ہے اور اس کا اعراب حرکات سے ہوتا ہے. اگر مقطوع عن الاضافت ہو تو تنوین عوض سے منون ہوتا ہے؛ جیسے: أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى.

اس کی اضافت نکرہ کی طرف تو غیر مشروط ہے؛ جبکہ معرفہ کے لئے ضروری ہے کہ یہ یا تو:

ا۔ جنس پر دلالت کر رہا ہو؛ جیسے: أَيَّ الْحَيَوَانِ تُحِبَّ أُحِبَّ؛ یا:

ب۔ حقیقی متعدد ہو؛ جیسے: أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ؛ یا:

ج۔ تقدیری متعدد ہو؛ جیسے: أَيُّ الصُّورَةِ تُعْجِبُكَ تُعْجِبْنِيْ؛ بمعنٰی: أَيُّ أَجْزَاءِ الصُّورَةِ. یا مکرر آئے؛ جیسے: أَيَّ رَجُلٍ وَأَيَّ فَتَاةٍ تُحَدِّثُ أُحَدِّثُ.

2۔ استفہامیہ: فصاحت کا تقاضہ ہے کہ یہ مذکر ومؤنث، مفرد وغیر مفرد اور عاقل وغیر عاقل سب کے لئے ایک ہی لفظ سے آئے؛ جیسے: وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ؛ اور: فَأَيَّ آيٰتِ اللهِ تُنْكِرُوْنَ. کبھی مؤنث کے مطابق بھی ہوتا ہے؛ جیسے:

بِأَيِّ كِتَابٍ أَمْ بِأَيَّةِ سُنَّةٍ
تَرٰى حُبَّهُمْ عَاراً عَلَيَّ وَ تَحْسِبُ

کبھی یہ مخفف ہو کر ساکن آتا ہے؛ شاعر کہتا ہے:

تَنَظَّرْتُ نَصْراً وَالسِّمَاكَيْنِ أَيْهُمَا
عَلَيَّ مِنَ الْغَيْثِ اسْتَهَلَّتْ مَوَاطِرُهُ

یہ دیگر ادواتِ استفہام کی طرح مبنی نہیں بلکہ معرب بالحرکات ہے اور ابہام کے ازالہ کے لئے اسے اضافت لازم ہے؛ جیسے: أَيُّ رَجُلٍ سَاعَدَكَ؟ جبکہ اسے اضافت سے جدا کرنا بھی جائز ہے؛ پھر یہ منون ہوگا؛ ایسے میں یہ مسئول عنہ کے اعرب کے اتباع میں مرفوع،

Marfat.com

منصوب، مجرور آئے گا؛ جیسے: قَابَلْتُ رَجُلاً ؛ کے قائل سے؛أَیًّا ؟ اور: حَدَّثَنِی رَجُلٌ ؛ کے قائل سے: أَیٌّ؟ کہیں گے نکرہ کی طرف اس کی اضافت اطلاقاً ہے؛ جب کہ معرفہ کے لئے وہی شرائط ہیں جو شرطیہ کے لئے ہیں؛ جیسے:أَیُّ الْمَنْزِلِ أَجْمَلُ؟ بمعنٰی أَیُّ غُرَفِهِ؟ یا أَیُّ أَجْزَائِهِ أَجْمَلُ؟ متعدد کی مثال؛ جیسے:

أَلا تَسْأَلُوْنَ النَّاسَ أَیِّی وَأَیُّکُمْ

غَدَاةَ الْتَقَیْنَا کَانَ خَیْرًا وَأَکْرَمَ

چونکہ یہ الفاظِ صدارت میں سے ہے اس لئے اس میں اس کا ماقبل عمل نہیں کرتا؛ ماسوا حرفِ جر با کے؛ یہ اصلی ہو تو بھی عمل کرتا ہے؛ جیسے: وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِأَیِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ. اور زائدہ بھی؛ جیسے: فَسَتُبْصِرُ وَ یُبْصِرُوْنَ. بِأَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنَ.

اگر مکرر آئے تو ضمیر کی طرف اس کی اضافت جائز ہے؛ جیسے:

فَلَئِنْ لَقِیْتُکَ خَالِیَیْنِ لَتَعْلَمَنْ

أَیِّیْ وَ أَیُّکَ فَارِسُ الْأَحْزَابِ

3 ـــ **اسمِ موصول:** جو مذکر و مؤنث، مفرد و غیر مفرد، عاقل و غیر عاقل میں سے ہر ایک کے لئے ایک ہی لفظ سے آتا ہے؛

جس کے لئے شرائط ہیں:

ا۔ اس سے پہلے اس کا عامل آیا ہو؛ اس کے بعد جملہ صلہ ہو.

ب۔ اس کے عامل کا مدلول مستقبل کا زمانہ ہو؛ کیونکہ مضارع میں ایک ابہام ہوتا ہے جو موصول والے ابہام سے مطابقت رکھتا ہے؛ بخلاف ماضی؛ کہ اس کی تحدید و تعیین أَیّ کے ابہام کے لائق نہیں.

اگر یہ مضاف ہو (جس کا مضاف الیہ صرف معرفہ ہوتا ہے؛ بخلاف ابن عصفور کے) اور صدرِ صلہ محذوف ہو تو یہ مبنی بر ضمہ ہے؛ جیسے: ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَةٍ أَیُّهُمْ أَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا. لیکن اگر مضاف تو ہے مگر صدرِ صلہ مذکور ہے تو معرب بالحرکات ہے؛ جیسے: قَابَلْتُ أَیُّهُمْ هُوَ أَفْضَلُ. غیر مضاف بھی معرب بالحرکات اور منون ہے؛ صدرِ صلہ مذکور رہو یا غیر مذکور؛ جیسے: رَأَیْتُ أَیًّا هُوَ أَفْضَلُ؛ وَ رَأَیْتُ أَیًّا أَفْضَلُ.

Marfat.com

جبکہ علماءِ کوفہ میں سے ایک گروہ اسے ہر حال میں معرب گردانتا ہے؛ مضاف ہو یا غیر مضاف، صدرِ صلہ مذکور ہو یا غیر مذکور جیسا کہ غسّان بن وعلة کے اس شعر:

أَذَا مَـا لَـقِيـتَ بَنِـىْ مَـالِكٍ
فَسَـلِّـمْ عَـلَـى أَيُّهُـمْ أَفْـضَلُ

کے بارے قول ہے کہ اس میں أَيُّهُـمْ معرب بالکسرہ اور مبنی علی الضم دونوں طرح مروی ہے۔

4۔ **تعجبیہ**: یہ تعجب کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے: أَىُّ طَالِبٍ زَيْدٌ! وَ أَىُّ طَالِبَةٍ فَاطِمَةُ!

5۔ **معنی میں کمال اور وصف پر دلالت کرنے والے اسم کے طور پر**: جو ایک مبہم اسم کے طور پر آتا ہے؛ جس کا ابہام اس کا مضاف الیہ دور کرتا ہے جو نکرہ ہوتا ہے۔ یہ نہ معرفہ کی طرف مضاف ہو اور نہ ہی تکرار آتا ہے۔ یہ معرب بالحرکات ہے۔

یہ یا تو نکرہ کی صفت بنتا ہے؛ جیسے: أَنْـتَ قَـائِدٌ أَىُّ قَـائِدٍ؛ یا مصدرِ محذوف کی صفت ہوتا ہے؛ جیسے: تَكَلَّمْتُ أَىَّ تَكَلُّمٍ؛ بمعنی: تَـكَلَّمْتُ تَكَلُّماً أَىَّ تَكَلُّمٍ؛ أَىْ: تَـكَلُّماً عَظِيْماً. اس وقت یہ ایسے مصدر کی نیابت کر رہا ہوتا ہے جس کا مقام مفعول مطلق کا ہے۔

علاوہ ازیں یہ معرفہ کے لئے حال بھی بنتا ہے؛ جیسے: لِلّٰـهِ أَبُـو بَـكْـرٍ أَىَّ خَـلِيْـفَةٍ؛ الراعی النمیریّ کا شعر ہے:

فَـأَوْمَـأْتُ أِيْـمَـاءً خَفِيًّـا لِحَبْتَـرٍ
فَلِلّٰـهِ عَيْـنَـا حَبْتَـرٍ أَيَّمَـا فَتَـى

6۔ ایسی نداء کے لئے وُصلة جس میں ال ہو مثلاً الانسان؛ جسے یَا الْأُنْسَانُ نہ کہیں گے کہ جس نداء والے اسم کے ساتھ ال ہو اس کے لئے وصلہ (وُصْـلَةُ الْـكَلَامِ : A catch word) مقرر ہے؛ جیسے: يَأَيُّهَا الْأُنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ. أَىُّ محل نصب میں منادی مبنی علی الضم ہے؛ اس کے بعد کا اسمِ معرف ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے۔ جو یا تو منادی کی صفت ہے یا بدل۔ کہا یہ جاتا ہے کہ مشتق ہو تو صفت، جامد ہو تو بدل ہے۔ مگر ال والا اس سے مستثنیٰ ہے؛ جیسے: يَا اَللّٰهُ؛ اور: يَا الْقَمَرُ جَمَالاً! یعنی جو پہلے سے ہی معرّف باللام ہو۔

أَىُّ کی صفت صرف وہی اسم بنتا ہے جس کے ساتھ ال ہوتا ہے؛ جیسے: يَـا أَيُّهَا الْوَلَدُ؛

Marfat.com

یا اسمِ اشارہ؛ جیسے: یَا أَیُّھٰذَا الْمُعَلِّمُ؛ یا ال والا اسمِ موصول؛ جیسے: یَا أَیُّھَا الَّذِیْ قَدَّمَ الْخَیْرَ.

7۔ **اسلوبِ اختصاص میں ایک اسم جو مخصوص پر دلالت کرتا ہے؛ جس کا مقصود فخر یا تواضع** کی غرض میں ضمیر کو بیان کرنا ہے؛ یہ ضمیر عموماً أَنَا یا نَحْنُ کی ضمیر متکلم ہوتی ہے؛ جیسے: أَنَا أَیُّھَا الرَّجُلُ أَفْتَقِرُ إِلَی اللّٰہِ؛ نَحْنُ أَیُّھَا الطَّلَبَۃُ رِجَالُ الْمُسْتَقْبَلِ.

یہ مبنی علی الضم؛ فعل محذوف (أُخُصُّ) کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہوتا ہے. اسے مبنی علی الضم ہونا لازم ہے. تانیث کے ساتھ مؤنث آتا ہے؛ ہر حال میں مفرد ہوتا ہے؛ اس کا لفظاً و تقدیراً جدا آنا لازم ہے کہ اضافت کا اندیشہ نہ رہے، جس کے بعد ھا تنبیہ کا آنا لابدی ہے. اس کا وصف معرف باللام ہوتا ہے جس کا اس کے ضمہ کی اتباع میں مرفوع ہونا لازم ہے.

☆☆☆☆☆

١٧۔ لام مزحلقہ

اَللَّامُ الْمُزَحْلَقَۃُ وہ لامِ ابتداء ہے جو خبر إِنَّ پر داخل ہوتا ہے؛ جیسے: إِنَّ الْمَوْتَ لَحَقٌّ. جس کی اصل: لَئِنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ؛ ہے. چونکہ یہ اپنی جگہ سے ہٹا ہوا ہے اس لئے اس کا نام مزحلقہ ہے ۔ اپنی جگہ سے ہٹا ہوا، لڑکا ہوا ۔ جس کی وجہ افتتاحِ کلام میں تاکیدین کی ناپسندیدگی ہے. کلام کی اصل: أَنَّ لَلْمَوْتَ حَقٌّ؛ نہیں؛ کہ اس طرح تو عامل و معمول کے مابین وہ آجائے گا جسے صدر میں ہونا چاہیے؛ اور یہ غیر جائز ہے.

اللام المزحلقۃ کے إِنَّ کی خبر پر دخول پر اتفاق ہے؛ مگر بعض شرائط کے ساتھ: اسم سے مؤخر ہو؛ مثبت غیر منفی ہو؛ فعل ماضی متصرف ہو تو بغیر قَدْ نہ ہو.

جو مندرجہ ذیل صورتوں میں ہو سکتی ہے:

ا۔ مفرد: جیسے: إِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاءِ.

ب۔ جملہ اسمیہ: جیسے: إِنَّ رَبَّکَ لَرَحْمَتُہٗ وَاسِعَۃٌ. پہلے پر ہو یا دوسرے پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا؛ جیسے: إِنَّ رَبَّکَ رَحْمَتُہٗ لَوَاسِعَۃٌ.

ج۔ شبہ جملہ: جیسے: وَ إِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ.

د۔ متصرف و جامد فعل مضارع؛ سین و سوف سے خالی ہو؛ جیسے: إِنَّ اللّٰہَ لَیَعْلَمُ

Marfat.com

السّرَّ؛ اور: اِنَّ زَیْدًا لَیَذُرُ الشَّرَّ .

ہ۔ فعل ماضی جامد: جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَنِعْمَ الصَّدِیْقُ .

و۔ ماضی مقرون بقَدْ: جیسے: اِنَّ الاِمْتِحَانَ لَقَدِ انْتَهٰی. کسائی وھشام کے نزدیک بغیر قد بھی روا ہے.

اللام المزحلقة اِنَّ کے اخوات کی خبر پر نہیں داخل ہوتا ہے. یہ صرف اِنَّ کے ساتھ خاص ہے.

☆☆☆☆☆

۱۸۔ نون

حرفِ معانی نون: متحرک بھی ہوتا ہے اور ساکن بھی؛ پھر ساکن دو طرح ہے: ایک وہ جس کا ساکن ہونا جزم سے مؤکد اور کتابۃً (خطاً ورسماً) موجود ہوتا ہے؛ دوسرا وہ جو مرقوم ومکتوب نہیں بلکہ لفظ کی اخیر حرکت کے تابع ہے جس کی علامت دو زبر دو زیر دو پیش ہے. دوسری حرکت نون بنانے کی علامت ہے نہ کہ حرکت کو بڑھانے اور اسے تقویت دینے کے لئے ہے. جسے تنوین کہتے ہیں.

نون کی اقسام:

اولاً: نون زائدہ غیر عاملہ:

۱۔ تثنیہ کے الف و یا کے بعد؛ یہ یا تو اسمِ مفرد کی تنوین کا عوض ہے؛ یا اس کی حرکت کا؛ یا یہ باور کرانے کے لئے کہ مابعد اس کا مضاف الیہ نہیں؛ جو مکسورہ مخففہ ہوتا ہے؛ جیسے: جَاءَ الرَّجُلَانِ وَ مَعَهُمَا فَتَاتَانِ. بوقتِ اضافت اسے حذف کر دیا جاتا ہے؛ جیسے: جَاءَ مُعَلِّمَا الْمَدْرَسَةِ . اس کے مفتوح یا مضموم ہونے کی لغات بھی ہیں؛ جیسے:

عَلٰی أَحْوَذِیَّیْنَ اسْتَقَلَّتْ عَشِیَّةً
فَمَا هِیَ اِلَّا لَمْحَةٌ وَ تَغِیْبُ

اور:

یَا أَبَتَا أَرَّقَنِی الْقِذَّانُ
فَالنَّوْمُ لَا تَطْعَمُهُ الْعَیْنَانُ

Marfat.com

اسمِ موصول اور اسمِ اشارہ مثنّیٰ میں اس کے مشدد ہونے کی قراءت بھی ہے؛ جیسے: فَذٰنِّکَ بُرْهَانَانِ؛ اور: وَالَّذَانِّ يَأْتِيٰنِهَا مِنكُمْ.

۲ ــ جمع مذکر سالم کی واو اور یا کے بعد؛ جس کی حرکت فتحہ ہے؛ جیسے: جَاءَ الْمُهَنْدِسُوْنَ؛ شاذاً مکسور بھی آتا ہے؛ جریر الخطفی کا شعر ہے:

عَـرَفْـنَـا جَـعْـفَـراً وَ بَـنِـیْ أَبِـيْـهِ
وَ أَنْـكَـرْنَـا زَعَـانِفَ آخَـرِيْـنِ

اور:

وَ مَــاذَا تَـبْـغِـیْ شُـعَـرَاءُ مِـنِّـیْ
وَ قَـدْ جَـاوَزْتُ حَـدَّ الْأَرْبَـعِـيْـنِ

نون الجمع بھی نون المثنّٰی کی طرح عوض کا یا زائدہ ہے؛ عندالاضافت یہ بھی محذوف ہوتا ہے؛ کبھی ضرورۃً تثنیہ اور جمع کا نون اضافت میں بھی باقی رکھا جاتا ہے.

۳ ــ الف زائدہ کے بعد؛ اور الف سے پہلے کم از کم تین حرف ہوتے ہیں' اس الف اور نون کی وجہ سے اسمِ علم ممنوع الصرف ہوتا ہے؛ جیسے: زَيْدَانُ، عُثْمَانُ، عِمْرَانُ. جبکہ صفت محض الف ونون زائدتان سے ممنوعاً من الصرف نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے اس کا تا تانیث سے خالی ہونا اور فَعْلَانُ کے وزن پر آنا بھی شرط ہے؛ جیسے: عَطْشَانُ.

ثانیاً: نون مضارع:

متکلمین پر دلالت کے لئے مضارع کا پہلا حرف بنتا ہے؛ جیسا کہ أتيــن میں گنوایا جاتا ہے. اگر اس کا ماضی غیر رباعی ہو تو یہ مفتوح ہوتا ہے؛ جیسے: نَشْكُرُ، نَفْتَخِرُ، نَسْتَغْفِرُ؛ اگر ماضی رباعی ہو تو ضمہ واجب ہے؛ خواہ تمام حروف اصلی ہوں یا کوئی زائدہ بھی ہو؛ جیسے: نُبَعْثِرُ، نُكْرِمُ.

ثالثاً: افعال خمسہ کا نونِ رفع:

جب مضارع سے تثنیہ کا الف، جمع کی واو یا مخاطبہ کی یا ملتی ہے تو ان سے نون ملحق ہوتا ہے؛ جو تثنیہ میں مکسور اور جمع و مخاطبہ میں مفتوح ہوتا ہے؛ جیسے: يَكْتُبَانِ، تَكْتُبَانِ؛ يَكْتُبُوْنَ، تَكْتُبُوْنَ؛ تَكْتُبِيْنَ؛ جنہیں افعال خمسہ کہا جاتا ہے. جن کا رفع ثبوتِ نون سے ہے جو ضمہ کی نیابت میں ہے؛ اگر کوئی ناصب و جازم داخل ہو تو یہ نون حذف ہو جاتا ہے؛ جیسے: لَنْ

Marfat.com

یَکْتُبَا، لَمْ یَکْتُبُوْا؛ نصب وجزم کی حالت میں الف الاثنین، واو الجماعة اور یاء المخاطبة محل رفع میں فاعل ہوتے ہیں؛ اگر بناء مجہول پر ہو تو نائب فاعل بنتے ہیں.

اگر افعال خمسہ سے متکلم کی یا ضمیر مل رہی ہو تو نصبی وجزمی حالت میں نون وقایہ آتا ہے؛ جیسے: لَمْ یَعْطُوْنِیْ، لَنْ یَعْطُوْنِیْ. جبکہ رفعی حالت میں دو میں سے ایک یا تو تخفیفاً حذف کر دیا جاتا ہے؛ جیسے: یَعْطُوْنِیْ؛ یا ادغام ہوتا ہے؛ جیسے: تَعْطُوْنِّیْ؛ یا فکِ ادغام؛ جیسے: تَعْطُوْنَنِیْ.

رابعاً: نون تاکید:

نون التوکید مضارع کے آخر میں لاحق ہوتا ہے؛ اگر مباشرۃً آئے تو یہ مضارع کو مبنی برفتحہ بنا دیتا ہے؛ حالانکہ یہ معرب تھا؛ اور اسے مستقبل کے لئے معین کر دیتا ہے؛ حالانکہ حال کا بھی احتمال تھا.

یہ اصلاً تو مشددہ ہی ہے؛ جیسے: وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَا آذَیْتُمُوْنَا ؛ اور کمال بلاغت بھی اسی کو حاصل ہے؛ مگر مخففہ بھی مروج ہے؛ جیسے: وَ اللّٰهِ لَأَخُذِ مَنْ وَطَنِیْ. حالتِ وقف میں کبھی الف سے بدل دیا جاتا ہے؛ جیسے:

فَمَنْ یَکُ لَمْ یَثْأَرْ بِأَعْرَاضِ قَوْمِهٖ
فَأنّیْ — وَ رَبِّ الرَّاقِصَاتِ — لَأَثْأَرَا

یہ مخصوص بالفعل ہے اور افعال میں سے بھی ماضی کی ہرگز تاکید نہیں کرتا؛ اور جو ہے وہ شاذ یا شعری ضرورت ہے جسے وجہِ قیاس نہیں ٹھہرایا جا سکتا؛ جیسے:

دَامَنَّ سَعْدُکَ لَوْ رَحِمْتَ مُتَیَّماً
لَوْلَاکَ لَمْ یَکُ لِلصَّبَابَةِ جَانِحاً

اسم فاعل پر آئے تو یہ بھی شاذ ہے؛ جیسے: أَقَائِلُنَّ أَحْضَرُوا الشُّهُوْدَا (جو کسی کے شعر کا حصہ ہے).

أَفْعِلْ بِ کے فعل تعجب کے ساتھ آئے تب بھی؛ جیسے:

وَمُسْتَبْدِلٍ مِنْ بَعْدِ غَضْبٰی صُرَیْمَةً
فَأَحْرِ بِهٖ مِنْ طُوْلِ فَقْرٍ وَأَحْرِیَا

أَحْرِیَا کی اصل أَحْرِیَنَّ ہے؛ جسے شاذّاً تخفیف دے کر الف سے اس لئے بدلا ہے

Marfat.com

کہ فعل ماضی بصورت امر آیا ہے۔

فعل امر کی تاکید غیر مشروط طور پر جائز ہے کہ یہ ہمیشہ استقبال کے لئے آتا ہے؛ جو کہ مبنی برفتحہ ہوتا ہے؛ جیسے: سَاعِدَنَّ الْمُحْتَاجَ.

مضارع کی تاکید کے تین احکام ہیں: واجب، جائز، ممتنع:

۱۔ واجب: مضارع اگر مستقبل ومثبت جوابِ قسم ہے اور اپنے لام سے غیر مفصول ہے تو تاکید واجب ہے؛ جیسے: وَ تَاللّٰهِ لَأَكِيْدَنَّ أَصْنَامَكُمْ؛ وَاللّٰهِ لَأَخْدُمَنَّ وَطَنِيْ.

۲۔ ممتنع: اگر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہوئی تو تاکید ممنوع ہے؛ جیسے غیر مستقبل ہونا، منفی ہونا، غیر جوابِ قسم ہونا یا کسی فاصل کی وجہ سے مضارع سے لام کا مفقود ہونا؛ جیسے: وَاللّٰهِ لَا أَخُوْنُ أَخِيْ؛ سَوْفَ أَفِيْ بِالْوَعْدِ؛ وَاللّٰهِ سَوْفَ أَذْكُرُ الْمَعْرُوْفَ.

۳۔ جائز: مندرجہ ذیل صورتوں میں بغیر لام بھی تاکید جائز ہے:

أ۔ جب فعل شرط إنْ کے بعد آئے اور أنْ کے بعد ما زائدہ ہو؛ جیسے: أَمَّا تَجْتَهِدَنَّ تَبْلُغْ مُرَادَكَ.

ب۔ جب فعل سے پہلے کوئی ایسا ہو جو طلب پر دلالت کر رہا ہو؛ جیسے: نہی، دعاء، تمنی، امر یا تحضیض؛ جیسے: لَا تَهْمَلَنَّ وَاجِبَكَ؛ لَا يُرِيَنَّكَ اللّٰهُ مَكْرُوْهاً؛ لَيْتَكَ تَنْصَحَنَّ نَفْسَكَ؛ وَلَتَعْمَلَنَّ الْخَيْرَ؛ هَلَّا تَزُوْرَنَّ وَالِدَكَ وَهُوَ مَرِيْضٌ.

ج۔ مَا زائدہ کے بعد بشرطیکہ اس سے پہلے رُبَّ نہ ہو؛ نہ ہی اس کے بعد لَمْ ہو؛ جیسے: بِعَيْنٍ مَا أَرَيَنَّكَ هٰهُنَا؛ اور: يَرْبَحُ التَّاجِرُ أَذَا مَا يُخْلِصَنَّ.

مَا سے پہلے رُبَّ یا بعدہٗ لَمْ ہو تو تاکید نادر ہے؛ کیونکہ رُبَّ مضارع کو ماضی بنا دیتا ہے؛ اسی طرح لَمْ بھی؛ جیسے:

رُبَّمَا أَوْفَيْتُ فِيْ عَلَمٍ
تَرْفَعَنْ ثَوْبِيْ شَمَالَاتٌ

اور:

يَحْسَبُهُ الْجَاهِلُ مَا لَمْ يَعْلَمَا
شَيْخاً عَلٰى كُرْسِيِّهِ مُعَمَّماً

Marfat.com

جس کی اصل يَعْلَمَنْ ہے؛ اس کا الف نون سے منقلبہ ہے۔

د۔ لَا نافیہ؛ مَنْ؛ مَهْمَا شرطیہ کے بعد؛ جیسے: وَ اتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۔ اور:

وَ مَنْ تَثْقَفَنْ مِنْهُمْ فَلَيْسَ بِآيِبٍ
أَبَداً وَ قَتْلُ بَنِي قُتَيْبَةَ شَافِي

اور:

وَ مَهْمَا تَشَأْ مِنْهُ فَزَارَةُ تُعْطِكُمْ
وَ مَهْمَا تَشَأْ مِنْهُ فَزَارَةُ تَمْنَعَا

خامساً: نون وقایہ:

نون الوقاية غیر عاملہ زائدہ حرف ہے جو یا متکلم سے پہلے اس لئے آتا ہے کہ فعل یا اس سے جو متصل ہے اسے کسرہ سے بچائے تاکہ معنیٰ میں التباس نہ ہو؛ جیسے: سَلَّمَنِي أَخِي الْكِتَابَ. اگر نون نہ ہوتا تو اسے سَلَّمِيْ أَخِيَ الْكِتَابَ ہونا تھا؛ کیونکہ یا کو اپنے ماقبل کسرہ چاہیے مگر فعل اس سے انکاری ہے؛ ایسے میں فعل کو کسرہ سے بچانے کے لئے نون لائے۔

جس کے مواضع یہ ہیں:

(ا۔ جب متکلم کی یا مفعول بہ واقع ہو تو اس سے نون وقایہ کا اقتران واجب ہے؛ جیسا کہ یہ مندرجہ ذیل میں مفعول بہ واقع ہے:

١۔ ماضی مضارع امر تینوں کے لئے؛ جیسے:

دَعَانِي أَخِي وَالْخَيْلُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ
فَلَمَّا دَعَانِي لَمْ يَجِدْنِي بِقُعْدُدِ

اور: رَبِّ هَبْ لِي حُكْماً وَّ أَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِيْنَ. اور: أَنْ كُنْتُ مَشْغُولاً لا تَسْأَلُونِ؛ یہاں نون وقایہ کا کسرہ بتلا رہا ہے کہ اس کے بعد یا المتکلم محذوف ہے۔

نون الرفع کا نون الوقاية میں ادغام بھی درست ہے؛ جیسے: تُبَشِّرُونِّي؛ مگر ن النسوة کا ادغام نہیں؛ جیسے: اَلنِّسَاءُ يَنْصَحْنَنِي؛ نہ ہی حذف ہے۔

٢۔ فعل استثناء خَلَا، عَدَا، حَاشَا کے لئے ۔ اگر بطور حرف استعمال ہوں تو پھر نون

Marfat.com

وقایہ کا اتصال نہیں ۔

۳۔ فعل تعجب کے لئے؛ جیسے: مَا أَحْوَجَنِیْ لِعَفْوِ اللّٰهِ.

۴۔ اسم فعل کے لئے؛ جیسے: دَارَكَنِیْ بمعنیٰ أَدْرِكْنِیْ.

۵۔ جب یا متکلم لَیْسَ کا اسم بنے؛ جیسا کہ عرب کہتے ہیں: عَلَیْهِ رَجُلاً لَیْسَنِیْ؛ أَیْ: لِیَلْزِمْ رَجُلاً غَیْرِیْ.

کبھی شعری ضرورت کے تحت حذف بھی ہوسکتا ہے؛ جیسے:

عَـدَدْتُ قَـوْمِـیْ كَـعَدِیْدِ الطَّیْسِ

أَذْ ذَهَـبَ الْـقَـوْمُ الْـكِـرَامُ لَیْسِـیْ

۶۔ جب لَیْتَ (من أخوات انّ) کا اسم واقع ہو؛ جیسے: یٰلَیْتَنِیْ لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّیْ أَحَدًا. جبکہ حذف شاذ ہے؛ جیسے:

كَـمُنْیَةِ جَـابِـرٍ أَذْ قَـالَ لَیْتِـیْ

أُصَـادِفُـهٗ، وَ أَفْـقِـدُ جُلَّ مَالِیْ

۷۔ جب مِنْ یا عَنْ میں سے کسی کا مجرور ہو؛ جیسے: أَخَـذَ مِـنِّیْ؛ سَمِعَ عَنِّیْ.

اس کا حذف شاذ یا شعری ضرورت ہے؛ جیسے:

أَیُّهَـا السَّـائِلُ عَنْهُـمْ وَ عَـنِـیْ

لَسْـتُ مِـنْ قَیْسٍ وَلَا قَیْسُ مِنِیْ

ب ـ مندرجہ ذیل میں نون وقایہ کا اثبات جائز ہے:

۱۔ جب یا ضمیر متکلم کی لَدُنْ، قَدْ بمعنیٰ یَكْفِیْ یا قَطْ بمعنیٰ حَسْبُ ہو تو غلبہ اسی کو حاصل ہے کہ نون ہو؛ جیسے: لَـدُنِّیْ، قَدْنِیْ، قَطْنِیْ. تاہم آپ لَدُنِیْ، قَدِیْ اور قَطِیْ بھی کہہ سکتے ہیں.

۲۔ جب یہ لَعَلَّ (من أخوات اِنَّ) کا اسم بنتی ہے تو عموماً نون وقایہ سے خالی ہوتی ہے؛ جیسے: لَعَلِّیْ أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ.

۳۔ اگر اَنَّ، أَنَّ، كَـأَنَّ، لٰكِنَّ؛ کا اسم بنے تو نون کا ہونا نہ ہونا برابر ہے؛ جیسے: اِنِّیْ آنَسْتُ نَارًا؛ یا: أَنَّنِیْ مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَ أَرٰی؛ اسی طرح كَأَنِّیْ کہیں یا كَأَنَّنِیْ؛ یکساں ہے

Marfat.com

ج۔ اگر متکلم کی یا مِنْ یا عَنْ کے سوا کسی اور جارہ کا مجرور ہو تب وقایہ کا نون نہیں؛ جیسے: لِیْ. اسی طرح اگر عَدَا، خَلَا، حَاشَا؛ حرف استعمال ہوں تب بھی نہیں؛ جیسے:

فِیْ فِتْیَةٍ جَعَلُوا الصَّلِیْبَ اُلٰهَهُمْ

حَاشَایَ اَنِّیْ مُسْلِمٌ مَعْذُوْرٌ

سادساً۔ نون النسوہ:

یہ ایک ضمیر ہے جو محل رفع میں عاقل وغیرہ کے لئے فاعل بنتی ہے؛ جو ہمیشہ مفتوح رہتا ہے؛ جیسے: اَلْفَتَیَاتُ یُشَارِکْنَ فِیْ خِدْمَةِ الْوَطَنِ ؛ وَقَدَّمْنَ الْمَعُوْنَةَ؛ وَاحْفَظْنَ الْخَیْرَ.

اگر بعدہٗ فاعل ظاہر مذکور ہو؛ (جیسا کہ أکلونی البراغیث کی لغت ایسی ہی ہے) تو یہ تانیث پر دلالت کے لئے حرف ہے؛ جیسے: یُشَارِکْنَ الْفَتَیَاتُ فِیْ خِدْمَةِ الْوَطَنِ. یہ لغت اور یہ بات ان کے قول کے خلاف ٹھہری جو اس کو اس حال میں بھی حرف کے بجائے ضمیر مانتے اور فاعل گردانتے ہیں؛ اور جو اس کا مابعد ہے؛ جیسا کہ الفتیات اسے اس فاعل کا بدل یا مبتدأ گردانتے ہیں. اگر یہ ماضی کے ساتھ ہو تو اسے مبنی بر سکون بنا دیتا ہے؛ حالانکہ یہ مبنی بر فتحہ تھا؛ جیسے: اَلنِّسَاءُ دَافَعْنَ عَنِ الْوَطَنِ. مضارع کو بھی مبنی بر سکون بنا تا ہے؛ حالانکہ یہ معرب تھا؛ جیسے: اَلنِّسَاءُ یُسَارِعْنَ فِیْ أَدَاءِ الْوَاجِبِ.

اگر نون النسوۃ والے مضارع پر حرفِ جزم آئے تو یہ مبنی بر سکون ہی ہے مگر محلاً مجزوم ہے. اگر مدغم ہو تو فکِ ادغام ہوگا؛ جیسے: مَرَرْنَ، یَمْرُرْنَ.

اگر نون نسوہ والے کی تاکید مقصود ہو تو نونین کے مابین الف کو فاصل ٹھہرانا واجب ہے کہ کئی ایک نون کا اجتماع ناپسند کیا گیا ہے؛ جیسے: یَنْهَضْنَانِّ؛ جس کی بنیاد یَنْهَضْنَ پر ہے. اب نون تاکید ثقیلہ مکسور ہوگا حالانکہ یہ مفتوح تھا.

سابعاً۔ نون تنوین:

نون التنوین ایک زائد حرف ہے جو بغیر تاکید اسم سے لفظاً ملحق ہوتا ہے نہ کہ خطاً؛ جسے لکھائی میں دوہری حرکت سے ظاہر کیا جاتا ہے.

یہ مندرجہ ذیل اقسام پر مشتمل ہے:

ا۔ تنوین تمکین: یہ اسماءِ معربہ منصرفہ کے آخر میں اس لئے آتی ہے کہ ان کا اعراب

Marfat.com

کو جگہ دینا معلوم ہو جائے؛ جس کے بعد اسمِ منون اسم متمکن کہلاتا ہے؛ جبکہ غیر منصرف ایسا نہیں ہوتا؛ جیسے: تِلْمِيذٌ مُجِدٌّ اسْتَلَمَ جَائِزَةً. یہ اپنی عمومی حالت میں حالتِ وقف میں الف ہو جاتا ہے؛ جیسے: قَابَلْتُ زَيْدًا سے زَيْدَا. جو ایسا نہیں وہ شاذ یا شعری ضرورت کے تحت ہے؛ بقول اُمْرُؤُ الْقَيْسِ:

وَيَوْمَ دَخَلْتُ الْخِدْرَ خِدْرَ عُنَيْزَةٍ
فَقَالَتْ لَكَ الْوَيْلَاتُ اِنَّكَ مُرْجِلِيْ

۲۔ تنوینِ تنکیر: اس کا الحاق بعض مبنی الفاظ کے ساتھ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ ان کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے؛ جس کا حذف اس بات کی دلیل ہے کہ اب ان سے معروف مراد ہے؛ یہ معاملہ زیادہ تر اسمِ فعل، ویہ پر ختم ہونے والے علم اور عجمی اعلام میں پیش آتا ہے۔

اگر آپ صَهٍ کو منوّن بولتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنے ہمکلام کو ہر طرح کی بات سے منع کر رہے ہیں اور اسے مطلق چپ رہنے کا کہہ رہے ہیں؛ اور اگر آپ صَهْ کو غیر منوّن لاتے ہیں تو اس کا مطلب ہے آپ صرف اس موضوع اور بات سے روک رہے ہیں جس میں وہ فی زمانہ بات کر رہا ہے۔ اسی پر مَهْ کو قیاس کیجیے۔ اور اگر آپ سِيبَوَيْهِ کو بغیر تنوین بولیں گے تو مراد معروف نحوی ہے؛ منوّن ہونے کی صورت میں اس نام کا کوئی بھی انسان مراد ہو سکتا ہے۔

۳۔ تنوین مقابلہ: اس کا الحاق جمع مذکر سالم کے مقابلہ میں جمع مؤنث سالم سے اس لئے کیا جاتا ہے کہ دونوں میں ایک توازن و تعادل قائم ہو؛ جیسے: مُعَلِّمَاتٌ، مُخْلِصَاتٌ بمقابلہ: مُعَلِّمُوْنَ، مُخْلِصُوْنَ.

۴۔ تنوینِ عوض: جس کی اقسام ہیں:

أ۔ حرفِ محذوف کے عوض: جیسا کہ اسمِ منقوص نکرہ کی رفعی و جری حالت میں یا محذوفہ کے عوض؛ جیسے: جَاءَ قَاضٍ؛ وَمَرَرْتُ بِقَاضٍ. جس میں یا محذوفہ جس کے عوض تنوین ہے تقدیراً مرفوع بالضم یا مجرور بالکسر ہے۔ اسی طرح اس اسمِ فاعل معتل الآخر میں جو جمع تکسیر پر ہو؛ جیسے: بَاكِيَةٌ سے بَوَاكٍ؛ جَارِيَةٌ سے جَوَارٍ.

تین حالتوں میں یا کا حذف نہیں:

حالتِ نصب میں؛ جیسے: رَأَيْتُ قَاضِيًا. شَاهَدْتُ بَوَاكِيَ.

Marfat.com

معرف باللام میں؛ جیسے: اَلْقَاضِیُ. اَلْبَوَاکِیُ.

تثنیة میں؛ جیسے: رَأَیْتُ قَاضِیَیْنِ.

ب ـ کلمہ کا عوض: جو عموماً کُلٌّ، بَعْضٌ اور أَیٌّ کے ساتھ ہوتی ہے جب یہ مقطوع عن الاضافت ہوتے ہیں؛ جیسے: وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی. اور: اُنْظُرْ کَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ.

ج ـ عوض جملہ: جب اِذْ اپنے ظرف کی طرف مضاف ہوتا ہے تو تنوین ایک پورے جملے کا عوض ہوتی ہے؛ جیسے: فَلَوْلَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ. وَ أَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ. أَیْ: وَأَنْتُمْ حِیْنَ اِذْ بَلَغَتِ الرُّوْحُ الْحُلْقُوْمَ. یہی حکم ساعتئذٍ، وَقْتَئِذٍ، لَیْلَتَئِذٍ، عِنْدَئِذٍ، یَوْمَئِذٍ اور بَعْدَئِذٍ کا ہے۔

مگر مندرجہ ذیل دو طرح کی تنوین اس حکم سے خارج ہے:

1 ـ تنوین الترنّم: اس کا الحاق قوافی مطلقہ سے ہوتا ہے؛ یہ اس حرف مدہ کے بدلے میں ہے جسے شعراء قافیہ کے بعد لاتے ہیں؛ جیسے:

أَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ
وَ قُوْلِی اِنْ أَصَبْتَ لَقَدْ أَصَابَنْ

جس کی اصل: اَلْعِتَابَا اور أَصَابَا ہے۔

ب ـ التنوین الغالی: یہ قوافی مقیدہ سے ملحق ہوتی ہے؛ جیسے:

قَاتِمُ الْأَعْمَاقِ خَاوِی الْمُخْتَرَقْنْ
مُشْتَبِهُ الْأَعْلَامِ لَمَّاعُ الْخَفَقْنْ

جس کی اصل اَلْمُخْتَرَقْ ہے. جسے غالی کا نام شاید اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ یہ وزن کی حد کو پار کر چکی ہے۔

تنوین کا حذف: ذیل کے مواضع میں تنوین حذف ہو جاتی ہے:

ا ـ معرّف باللام سے۔

۲ ـ مضاف سے؛ جیسے: جَرِیْدَةُ الصَّبَاحِ مُفِیْدَةٌ. کیونکہ مضاف الیہ کو بمنزلہ تنوین تصور کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

۳۔ الممنوع من الصرف سے؛ جسے غیر منصرف یا منع صرف بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ حالتِ وقف میں تا مدوّرہ سے مطلقاً؛ جیسے: أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلاً مَّا بَعُوْضَةً. اور دیگر سے رفعی وجری حالت میں؛ جیسے: اَلشَّارِعُ نَظِيْفٌ. جبکہ حالتِ نصب میں یہ الف ہو جاتی ہے؛ جیسے: مَا صَادَقْتُ جَاهِلاً؛ یہ الف کا لکھا جانا اسی کے سہارے کے لئے ہے۔

۵۔ جب علمِ مفرد کی صفت ایسا ابن یا ابنة ہو جو کسی اور علم کی طرف مضاف ہے؛ جیسے: دَعَانَا اَلَى التَّوْحِيْدِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ.

☆☆☆☆☆☆☆

جملہ کی اقسام (Kinds of Sentence)

تعریف: مرکبِ تام کو جملہ کہتے ہیں. الفاظ کی ایسی ترکیب و ترتیب جو سامع کو مفید ہو. یہ بنیادی طور پر چار قسم پر ہے:

اسمیہ، فعلیہ، ظرفیہ، شرطیہ

۱۔ اسمیہ: وہ جو مبتدأ اور خبر سے ترکیب پائے؛ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ.

۲۔ فعلیہ: وہ جو فعل اور فاعل سے ترکیب پائے؛ جیسے: قَامَ زَيْدٌ.

جملہ اسمیہ میں موضوعِ بحث (Subject) چونکہ مبتدأ ہوتا ہے اس لئے اسے مسند الیہ کہتے ہیں؛ جبکہ خبر کو مسند کہتے ہیں. جملہ فعلیہ میں بات چونکہ فاعل کی ہو رہی ہوتی ہے اس لئے مسند الیہ بھی فاعل ہی ہے کہ بات کا دار و مدار اسی پر ہے؛ اور فعل مسند ہے؛ کہ محتاجِ فاعل ہے۔

۳۔ ظرفیہ: وہ جو ظرف و مظروف سے ترکیب پائے؛ جیسے: عِنْدِيْ مَالٌ. عندی ظرف اور مال مظروف ہے۔

۴۔ شرطیہ: جو شرط و جزاء پر مشتمل ہو؛ جیسے: اِنْ تُكْرِمْنِيْ أُكْرِمْكَ.

اپنے معنی و مفہوم اور صفت کے اعتبار سے جملہ نو (۹) طرح ہے: (۱) مبيّنة أو تبيينيّة (۲) معلّلة (۳) معترضة (۴) مستأنفة (۵) نتيجيّة (۶) ابتدائيّة (۷) مقطوعة (۸) حاليّة (۹) معطوفة.

۱۔ مبيّنہ: یہ مجمل کلامِ سابق کی تفصیل میں ہوتا ہے؛ جیسے: اَلْكَلِمَةُ عَلٰى ثَلٰثَةِ أَقْسَامٍ اِسْمٌ وَ فِعْلٌ وَحَرْفٌ؛ جس میں الكلمة على ثلثة أقسام کلام مجمل ہے جس کی

Marfat.com

تبیین اسم و فعل و حرف سے کی گئی ہے. جبکہ اسم و فعل و حرف کی تقدیر: أَوَّلُهَا اسْمٌ وَ ثَانِيهَا فِعْلٌ وَ ثَالِثُهَا حَرْفٌ؛ ہے.

۲ ــ معلّلہ: وہ جو کلام سابق کے لئے علت ثابت ہو؛ جیسا کہ قولِ رسول ﷺ ہے: لَا تَصُوْمُوْا فِيْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ؛ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَ شُرْبٍ وَ بِعَالٍ. جس میں نھی صوم کی علت یہ بتلائی گئی ہے کہ یہ کھانے پینے اور زوجیت کے دن ہیں.

۳ ــ معترضہ: ایسا جملہ یا شبہ جملہ جو کسی دوسرے جملے کے اجزاء کے درمیان بلا تعلق واقع ہو؛ جس طرح: اَلنِّيَّةُ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ. تو ایک سادہ جملہ ہے؛ مگر: النية فی الوضوء ليست بشرط؛ میں فِي الْوُضُوْءِ ترکیب سے ہٹ کر آڑھے آ رہا ہے.

۴ ـ مستأنفہ: یہ ایک نیا جملہ ہوتا ہے جو سائل کے جواب میں لایا جاتا ہے؛ جس طرح اگر سوال یہ ہو: لِمَ رَفَعْتَ زَيْدًا ؟ تو اس کے جواب میں: لِأَنَّهُ فَاعِلٌ. جملہ مستأنفہ ہے.

۵ ــ نتیجہ (نتيجيّة) : وہ جو کلام سابق کا نتیجہ(Conclusion) بیان کرے؛ جیسے: اَلْجَزْمُ مُخْتَصٌّ بِالْأَفْعَالِ وَالْخَفْضُ مُخْتَصٌّ بِالْأَسْمَاءِ. کا قاعدہ بیان کرنے کے بعد نتیجۃً یہ کہنا: فَلَيْسَ بِالْأَفْعَالِ خَفْضٌ وَ لَا فِي الْأَسْمَاءِ جَزْمٌ.

پہلے جملے میں یہ قاعدہ بیان ہوا کہ سکون و جزم فعل کے ساتھ خاص ہے؛ زیر اسم کے لئے ہے. جس کے نتیجے میں یہ کہا گیا کہ افعال کے ساتھ زیر نہیں اور اسماء میں جزم نہیں.

٦ ـ ابتدائیہ: جو ابتداء میں یوں واقع ہو کہ اگلا جملہ اس کی وضاحت میں ہو؛ جیسے: اَلْكَلِمَةُ عَلٰى ثَلٰثَةِ أَضْرُبٍ؛ جس کی تبیین میں: اِسْمٌ وَ فِعْلٌ وَ حَرْفٌ. آتا ہے.

۷ ــ مقطوعہ: جو بغیر ربط محض گنتی بتلانے کے لئے آئے؛ جیسے: اَلْبَابُ الْأَوَّلُ، اَلْبَابُ الثَّانِيْ ..... وغیرھما.

۸ ــ حالیہ: جو محض حال و ذوالحال سے مل کر بنے؛ جیسے: جَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَ أَبُوْهُ رَاكِبٌ. اس میں أَبُوْهُ رَاكِبٌ جملہ حالیہ ہے.

۹ـ معطوفہ: جس کا اپنے ماقبل پر عطف ہو؛ جیسے: جَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَ أَبُوْهُ رَاكِبٌ. میں أَبُوْهُ رَاكِبٌ کا اپنے ماقبل پر واو کے ذریعے عطف ہے.

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

اعرابِ جملہ

جملہ کی تعریف: فعل اور فاعل مل کر جملہ بناتے ہیں؛ جیسے: ذَهَبَ زَيْدٌ. مبتدأ و خبر بھی جملہ ہے؛ جیسے: أَنَا رَجُلٌ. یا جو بھی کلام مرکب تام کی تعریف پر پورا اترے۔ متکلم سکوت اختیار کرے تو مخاطب کو کلام فائدہ دے۔ جسے مرکب اسنادی، مرکب مفید، جملہ یا کلام بھی کہتے ہیں۔ اکثر نحاۃ جملہ اور کلام کو مترادف گردانتے ہیں؛ مگر زیادہ تر کلام اسی کو کہا جاتا ہے جو زائد از جملہ ہو۔ کبھی محض مبتدأ یا اکیلی خبر پورا جملہ ہوتا ہے؛ جیسے: اَللّٰهُ يَخْلُقُ. میں يخلق خبر ہے جو بجائے خود ایک جملہ ہے۔

اعرابِ جملہ: بعض کے نزدیک جملہ مبنی الاصل ہے؛ لہٰذا جملہ یا تو اعراب سے خالی ہوگا؛ ہوگا تو محلاً ہوگا۔

معیارِ اعراب: کسی جملے کا اعراب میں کوئی محل ہے یا نہیں؛ اس کے لئے بعض نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے: پرکھا جائے کہ جملہ غیرِ جملہ میں تبدیل ہوسکتا ہے یا نہیں؛ اگر ہوجائے تو محلاً معرب ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی تاویل کر کے اسے اسم مفرد بنا کر دیکھا جائے؛ اگر معنیٰ پہلے جیسے ہی ہیں تو اعراب ہے اور اگر معنیٰ بگڑیں تو اعراب نہیں؛ جیسے: اَلْحِصَانُ سَرْجُهُ جَمِيلٌ؛ میں سَرْجُهُ جَمِيلٌ کی تاویل اسم مفرد سے ممکن ہے کہ اسے اَلْحِصَانُ جَمِيلُ السَّرْجِ کر دیا جائے؛ جس سے یہ قائم مقام اسم مفرد ہوجائے گا۔

بعینہٖ: نَزَلْنَا عَلٰى مَاءٍ يَجْرِيْ؛ کو ہم نزلنا علی ماء جارٍ کہہ کر يجری اسم مفرد بنا سکتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ سَرْجُهُ جَمِيلٌ اور يجری ایسے جملے ہیں جو محلاً معرب ہیں۔ اس کے برعکس: شَكَرْتُ الَّذِيْ سَاعَدَنِيْ؛ میں سے ساعدنی کو بتاویل مصدر کرنا چاہیں تو ممکن نہیں؛ کیونکہ یہ جملہ صلہ ہے اور صلۃ الموصول صرف جملہ ہوسکتا ہے نہ کہ اسم مفرد۔ لہٰذا ایسے جملے کا کوئی اعراب نہیں۔

اسی طرح: أَخُوكَ أَعَزَّكَ اللّٰهُ جَنَاحُكَ. میں أعزک اللہ جملہ معترضہ ہے جو دعاءً حائل ہے؛ جس کی مفرد سے تاویل ممکن نہیں؛ یوں یہ بھی اعراب سے فارغ ہے۔

سات جملے ایسے ہیں جن کا اعراب ہے؛ سات ہی ایسے ہیں جن کا اعراب نہیں

Marfat.com

جن کا اعراب ہے وہ یہ ہیں:

۱ ـ جملة الخبر: وہ جو خبر بن رہا ہو؛ یہ خبر کسی مبتدأ کی بھی ہو سکتی ہے؛ جیسے: اَلْحَقُّ يَعْلُوْ. یا ناسخ کی بھی؛ جیسے: أَنَّ الْوَرْدَ رَائِحَتُهُ مُنْعِشَةٌ ؛ اور: صَارَ الْوَاجِبُ أَدَاءُهُ صَعْبٌ. جملۃ الخبر یا تو محلاً مرفوع ہوتا ہے یا منصوب.

۲ ـ جملة المفعول به: ایسا جملہ جو مفعول بہ کی جگہ ہو؛ جس کا اعرابی محل منصوب ہوتا ہے؛ جیسے: حَسِبْتُ أَخَاكَ يُجِيْدُ الْخِطَابَةَ ؛ کہ يجيد الخطابة کا جملہ حسبت کا مفعول ثانی ہے. یہ عموماً قول کا مقولہ بنتا ہے؛ جیسے: قَالَ اَنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ. اور: قَالَ أَنِّیْ فَقِيْرٌ اَلَى اللّٰهِ غَنِيٌّ عَنْ عِبَادِهِ. اگر نائب فاعل بن گیا تو محلاً مرفوع ہوگا.

۳ ـ جملة الحال: جو حال واقع ہو. حال چونکہ منصوب ہوتا ہے لہٰذا یہ محلاً منصوب ہوگا؛ جیسے: أَتٰى نَعِيْمٌ يَرْكُضُ. اور: أُوَدِّیْ وَاجِبِیْ وَ أَنَا قَرِيْرُ الْعَيْنِ. جس کا خبریہ ہونا لازم ہے؛ کیونکہ جملہ انشائیہ حال نہیں ہوا کرتا.

۴ ـ الجملة المضاف اليها: جو مضاف الیہ ہو؛ جس کا محل جرّ ہے. اس کا مضاف زیادہ تر ظرف زماں آتا ہے. یہ فعلیہ بھی ہو سکتا ہے؛ جیسے: اِجْلِسْ حَيْثُ يَنْتَهِیْ بِكَ الْمَجْلِسُ؛ اسمیہ بھی؛ جیسے: وَ اذْكُرُوْا اِذْ أَنْتُمْ قَلِيْلٌ. حَيْثُ اور اِذْ مضاف جبکہ يَنْتَهِیْ بِكَ الْمَجْلِسُ اور أنتم قليل کے دونوں جملے مضاف الیہ ہیں.

۵ ـ جملة جواب الشرط الجازم المقترن بالفا: ایسا جملہ جو کسی جازم کی شرط کا جواب ہو اور اس سے فا ملی ہو؛ جیسے: وَ مَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ؛ جیسے: اِنْ تَدْرُسْ فَسَوْفَ تَنْجَحُ. اگر ایسے جملے میں اِذَا فجائیہ ہو تو جملے کا اسمیہ ہونا اور اِنْ شرطیہ کا بارز ہونا واجب ہے؛ جیسے: وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنُطُوْنَ. اگر یہ مضارع سے مصدرہ ہو تو لفظاً و محلاً دونوں طرح مجزوم ہوگا؛ جیسے: اِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ.

٦ ـ الجملة التابعة لمفرد: جو کسی مفرد کے تابع ہو؛ نہ کہ جملہ کے. اس کا اعراب حسب متبوع ہے اور محلاً ہے. جو یا تو نعت ہوتا ہے؛ جیسے: مَرَّتْ سَيَّارَةٌ لَوْنُهَا أَصْفَرُ؛ اور: لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ يُسْتَطَبُّ بِهِ؛ اور: لِأَخِيْكَ بَصِيْرَةٌ يُرْشِدُهَا حِسٌّ لَطِيْفٌ. یا حرف کے ذریعے معطوف ہوتا ہے؛ جیسے: أَوَ لَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰفّٰتٍ وَّ يَقْبِضْنَ؛

Marfat.com

کہ یقبضن کا واو کے ذریعے صفّت پر عطف ہے.

بعض نے جملۂ مبدلہ کو بھی اسی سے ملحق بتلایا ہے؛ جیسے: وَ أَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا؛ میں الّذین ظلموا بدل ہے النجوی سے.

۷ ـ الجملة التابعة لجملة لها محلّ من الاعراب : جو کسی ایسے جملے کے تابع ہو جس کا اعراب میں کوئی محل ہو؛ جیسے: لِأَخِيْكَ بَصِيْرَةٌ يُرْشِدُهَا حِسٌّ لَطِيْفٌ؛ وَ يُؤَازِرُهَا عَقْلٌ رَاجِحٌ. یہ معطوف بھی ہوسکتا ہے؛ جیسے: زَيْدٌ قَامَ وَ قَعَدَ أَبُوْهُ. اور بدل بھی، بشرطیکہ تابع اپنے متبوع سے معنی ومراد میں بڑھ کر ہو؛ جیسے:

أَقُوْلُ لَهُ ارْحَلْ لَا تُقِيْمَنَّ عِنْدَنَا

وَإِلَّا فَكُنْ فِي السِّرِّ وَالْجَهْرِ مُسْلِماً

لا تقیمنّ عندنا کا جملہ ارحل سے بدل ہے۔ اگرچہ دونوں کی مراد ایک ہے مگر لا تقیمنّ عندنا میں معنوی زور زیادہ ہے.

بعض نے استثنائیہ اور مسند الیہ کے جملوں کو بھی اعراب والوں میں شمار کیا ہے. جملۂ مستثنی کی مثال: لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ؛ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ؛ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ. میں من تولّی و کفر مبتدأ اور فیعذّبه الله خبر ہے. جو بوجہ استثناء منقطع ہے. جملہ مسند الیہا کی مثال: سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَ أَنْذَرْتَهُمْ؛ میں جملہ ء أنذرتهم مبتدأ ہونے کی وجہ سے مسند الیہ ہے.

جمل جن کا اعراب میں محل نہیں:

١ ـ الجملة الابتدائية : وہ جو اوائل کلام میں واقع ہو؛ جس طرح بات اگر یہاں سے شروع کی جائے کہ: اَللّٰهُ غَفُوْرٌ. جب اس سے پہلے کچھ ہے ہی نہیں تو یہ ابتدائیہ ہے. جملہ مستانفہ بھی اعراباً ابتدائیہ ہی ہے؛ جو اگرچہ درج کلام میں آتا ہے مگر از روئے اعراب اپنے ماقبل سے منقطع ہوتا ہے؛ جیسے: فَلاَ يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ. اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ. میں اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ قول کا مقولہ نہیں بلکہ جملہ مستانفہ ہے۔ بعض تو ابتدائیہ اور مستانفہ کو مترادف گردانتے ہیں۔

اگر کسی جملے کا عامل مؤخر ہونے کی وجہ سے ملغٰی ہو جائے؛ حالانکہ یہ عامل تھا؛ جیسے:

Marfat.com

زَیْدٌ قَائِمٌ أَظُنُّ. تو یہ بھی ابتدائیہ کے حکم میں ہے.

جملۃ الشرط کا حکم بھی ابتدائیہ کا سا ہے.

۲ ۔ جملة الصلة : جواپنے موصول کا صلہ واقع ہو؛ جیسے: أَفْلَحَ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ. مگر جملہ موصول کا اعراب ہے؛ جیسے: لِیَقُمْ أَیُّھُمْ فِی الدَّارِ. لَأُکْرِمَنَّ أَیُّھُمْ عِنْدَکَ. اور: اُمْرُرْ بِأَیِّھِمْ ھُوَ أَفْضَلُ. تیسری مثال میں أَیّ اسم موصول کا کسرہ کا اعراب اس کا معرب ہونا بتلا رہا ہے. غسّان بن وعلة کا شعر ہے:

اِذَا مَا لَقِیْتَ بَنِیْ مَالِکٍ

فَسَلِّمْ عَلٰی أَیِّھِمْ أَفْضَلُ

جبکہ بعض أَیّ کو مبنی علی الضم کہتے ہیں.

۳ ۔ الجملة المفسّرة لِمَا قَبْلَھَا: جملہ مفسرہ۔ جواپنے ماقبل کی تفسیر میں ہو۔ جسے تفسیر یہ اور مبینہ بھی کہتے ہیں؛ جواصل سے زائد محض وضاحت کے لئے آتا ہے؛ جیسے: عَلَیْکَ نَفْسَکَ ھَذِّبْھَا. جس میں ھَذِّبْھَا کا کوئی اعراب نہیں کہ جملہ مفسرہ ہے؛ جوایک اضافی کلام ہے. اسی طرح: زُھَیْرًا أَکْرَمْتُهُ.

آیۂ کریمہ: اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ. کے بارے ابن ھشام کی یہی رائے ہے کہ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ. کا جملہ جملہ مفسرہ ہے.

مفسرہ جملہ تین طرح ہے: ایک وہ جو بغیر حرفِ تفسیر ہو؛ امثلہ مذکورہ اسی کی مثالیں ہیں. دوسرا وہ جو أَیْ سے آئے. تیسرا وہ جس میں أَنْ ہو؛ جیسے: فَأَوْحَیْنَا اِلَیْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ.

۴ ۔ الجملة المعترضة : جس کا دوسرا نام اعتراضیہ ہے. یہ تقویت وتسدید کلام کے لئے دو متلازم چیزوں کے درمیان آتا ہے؛ جیسے: أَنْتَ أَیَّدَکَ اللّٰہُ تُحْسِنُ انْتِھَازَ الْفُرَصِ. یہ جن متلازمین کے درمیان آتا ہے وہ فعل اور اس کا معمول، مبتدا وخبر، موصول وصلہ، قسم وجواب، شرط وجواب، صفت وموصوف، مضاف ومضاف الیہ اور جار ومجرور جیسے کوئی دو جزو ہوتے ہیں. صفت وموصوف؛ جیسے: وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ. میں لقسم عظیم صفت وموصوف ہیں جن کے مابین لو تعلمون کا جملہ معترضہ ہے. شرط وجواب؛ جیسے: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ. میں فان لم تفعلوا فاتقوا النّار شرط وجواب ہیں اور ولن تفعلوا

Marfat.com

جملہ معترضہ ہے. مضاف ومضاف الیہ؛ جیسے: هٰذَا غُلَامُ وَاللّٰهِ زَيْدٍ. والله جملہ ہے اور معترضہ ہے. جارو مجرور؛ جیسے: بِوَ اللّٰهِ أَلْفِ دِرْهَمٍ. جبکہ اصل جملہ بألف درهم ہے.

۵ ـ جملة جواب القسم: قسم کے جواب والے جملے کا بھی اعراب نہیں؛ جیسے: أُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَأَفْعَلَنَّ كَذا. لأفعلنّ كذا نہ محلاً مرفوع نہ منصوب نہ ہی مجرور ہے؛ جوکہ ہر قسم کی قسم کو عام ہے. خواہ فعل اور حرفِ قسم دونوں مذکور ہوں؛ جیسا کہ مذکورہ مثال میں؛ خواہ صرف حرف قسم مذکور ہو؛ جیسے: وَ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ. اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ. میں انک لمن المرسلين کا کوئی اعراب نہیں. خواہ دونوں غیر مذکور ہوں؛ جیسے: أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ. میں انّ لكم لما تحكمون جوابِ قسم ہے.

٦ ـ جملة جواب الشرط غير الجازم مطلقا؛ وجملة جواب الشرط الجازم غير المقترن بالفا: غیر جازم کی شرط کے جواب والے جملے کا تو مطلقاً کوئی محل نہیں؛ جیسے: اِذَا جِئْتَنِيْ أَكْرَمْتُكَ؛ لَوْجَاءَ زَيْدٌ لَأَكْرَمْتُهُ؛ لَوْلَا زَيْدٌ لَأَكْرَمْتُكَ؛ لَمَّا جَاءَ زَيْدٌ لَأَكْرَمْتُكَ؛ اور: كَيْفَ تَصْنَعُ أَصْنَعُ. مگر جازم کے جوابی جملے کے اعراب سے فارغ ہونے کے لئے اس کا فا سے خالی ہونا شرط ہے؛ جیسے: مَنْ لَا يَتَّقِ الشَّتْمَ يُشْتَمْ. کے يشتم کا کوئی اعرابی محل نہیں.

۷ ـ الجملة التابعة لجملة لا محلّ لها من الاعراب: اگر متبوعہ جملہ کا کوئی اعراب نہیں تو تابع کا بھی نہیں؛ جیسے: اَلشَّمْسُ أَكْبَرُ مِنَ الْأَرْضِ؛ وَ الْأَرْضُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَمَرِ. پہلا ابتدائیہ ہونے کی وجہ سے خارج از اعراب ہے؛ دوسرا تبعیت کی وجہ سے.

جملوں کے محل اعراب کے اعتبار سے کلام کی ترکیب:

قال الله تعالیٰ: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا؛ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ؛ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ؛ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّآتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ؛ وَمَكْرُ أُولٰئِكَ هُوَ يَبُوْرُ. (فاطر :10)

۱ ـ قال الله: ابتدائیہ ہونے کی وجہ سے کوئی اعراب نہیں.

۲ ـ تعالیٰ: جملہ معترضہ ہے؛ کوئی اعراب نہیں.

۳ ـ من كان يريد العزّة فللّٰه العزّةُ جميعا: قال کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے

Marfat.com

محلاً منصوب ہے؛ یہ تین جملوں سے مرکب ہے:

۴۔ من کان یرید العزّة : شرطیہ ہے؛ جس کا حکم ابتدائیہ کا سا ہے؛ جس کا کوئی اعراب نہیں.

۵۔ یُرِیْدُ العزّة : خبر کان ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے.

۶۔ فللہ العزّة جمیعا: جواب الشرط الجازم المقترن بالفاء ہونے کی وجہ سے محلاً مجزوم ہے.

شرط اور جوابِ شرط مل کر قال کا مفعول بہ ہے؛ جسے قول کا مقولہ بھی کہتے ہیں؛ جو محل نصب میں ہے.

۷۔ الیہ یصعد الکلم الطیّب: مستأنفہ ہے؛ کوئی محل نہیں.

۸۔ والعمل الصّالح یرفعه: مستأنفہ پر عطف کی وجہ سے خالی از اعراب ہے.

۹۔ یرفعه: والعمل الصالح کی خبر ہے؛ محل رفع میں ہے.

۱۰۔ والّذین یمکرون السّیآت لھم عذاب شدید: مستأنفہ ہونے کی وجہ سے اعراب نہیں.

۱۱۔ یمکرون السّیآت: جملہ صلۃ الموصول ہے؛ اعراب میں کوئی محل نہیں.

۱۲۔ لھم عذاب شدید: والّذین یمکرون السّیئات کی خبر ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے.

۱۳۔ ومکر أولئک ھو یبور: لھم عذاب شدید پر عطف کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے.

۱۴۔ ھو یبور: ومکر أولئک کی خبر ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے.

۱۵۔ یبور: ھو کی خبر ہے؛ اس لئے محل رفع میں ہے.

نوٹ: جس جملے کے صدر میں واو ہے اور اس کا عطف نہیں تو واو استئناف کی ہے جو غیر عاملہ ہوتی ہے.

جملۃ النعت اور جملۃ الحال میں فرق:

ذوالحال معرفہ ہوتا ہے؛ جبکہ موصوف بالجملہ نکرہ ہوتا ہے. بناء بریں جملہ اگر اسم نکرہ

Marfat.com

کے بعد ہے تو صفت ہے؛ اگر معرفہ کے بعد ہے تو حال ہے؛ جیسے: سَمِعْتُ دِیْکًا یَصِیْحُ. میں یصیح فعل و فاعل سے صفت ہے؛ اور اگر یوں ہو: سَمِعْتُ الدِّیْکَ یَصِیْحُ. اب یصیح کا جملہ حال ہے اور محلاً منصوب ہے۔

انّ صاحب الحال يكون معرفة؛ أمّا المنعوت بالجملة فيكون نكرة. ولذلک قال النحويون: الجمل بعد النكرات صفات وبعد المعارف أحوال، فاذا قلت: سمعت ديكا يصيح ؛ كانت جملة يَصِيْحُ نعتًا. واذا قلت: سمعت الديک يصيح؛ كانت جملة يَصِيْحُ حالا في محل نصب.

☆☆☆☆☆☆☆

متفرقات واعادہ

اس حصہ میں مختلف انواع کے قواعد و بحوث دیے گئے ہیں؛ جن میں سے اکثر پہلے ہی کسی نہ کسی عنوان کے ضمن میں درج ہیں۔

۱۔ تمیز

تمیز اصل میں تمییز بروزن تفعیل ہے۔ یہ ایسا اسم نکرہ ہے جو اپنے ماقبل سے ابہام ختم کرتا ہے۔ یہ ابہام عموماً عدد، کیل، وزن یا مساحت و مسافت کے لئے مستعمل الفاظ سے پیدا ہوتا ہے؛ جسے وضاحت درکار ہوتی ہے؛ اسی وضاحت کو تمیز کہتے ہیں؛ اور جس کی وضاحت میں یہ ہے اسے ممیَّز کہتے ہیں؛ جیسے: لَا أَمْلِکُ شِبْرًا أَرْضًا؛ میں شبرا ممیّز اور أرضا تمیز واقع ہے۔

تمیز عدد کیل وزن اور مساحت کے علاوہ کی بھی آسکتی ہے؛ جیسے: هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا. کبھی ایک پورے جملے کے بعد تمیز اس لئے آتی ہے کہ جملے کے بارے جو ابہام ہے اسے رفع کرے؛ جیسے: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا. ایسے میں ممیّز ملحوظ ہوتا ہے؛ جس کے لئے کوئی لفظ نہیں ہوتا بلکہ محض مفہوم پر انحصار ہوتا ہے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا؛ اور: حَسْبُکَ بِالْعِلْمِ مُرْشِدًا. بھی تمیز کی مثالیں ہیں؛ اگرچہ اسے حال سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

Marfat.com

اعراب تمیز: تمیز عموماً منصوب ہی ہوتی ہے؛ جیسے :شَرِبْتُ کُوْبًا مَاءً؛ جو اضافت یا مِنْ سے مجرور بھی ہوسکتی ہے؛ جیسے :شَرِبْتُ کُوْبَ مَاءٍ؛ اور :شَرِبْتُ کُوْبًا مِنْ مَاءٍ.

تمیز عدد: عدد کی تمیز کو معدود بھی کہتے ہیں.

تمیز عدد سے بحث کرنے سے پہلے عدد سے بحث کرنا ضروری سمجھتا ہوں:

اعراب عدد: عدد کا اعراب حسبِ موقع و موضع ہوگا:

1۔ اگر مفرد ہے تو معرب بالحرکات ہے.

2۔ اثنا عشر اور اثنتا عشر کا معاملہ تثنیہ جیسا ہے؛ جس میں دوسرا جزء مبنی برفتحہ ہے.

3۔ اثنا اور اثنتا کے علاوہ جب باقی اعداد عشر کے ساتھ ترکیب بناتے ہیں تو دونوں جزء مبنی برفتحہ ہوتے ہیں؛ جیسے :اِنِّیْ رَأَیْتُ أَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا. عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ. سَلَّمْتُ عَلٰی ثَلَاثَ عَشَرَةَ فَتَاةً.

4۔ عقود یعنی عشرون، ثلاثون وغیرہما کا اعراب جمع مذکر سالم والا ہے کہ یہ اسی سے ملحق ہیں.

5۔ واحد، اثنان کا اعراب حسبِ موصوف ہوگا؛ کیونکہ صفت توابع میں سے ہے.

عدد کی تذکیر و تانیث:

1۔ ثلثة سے تسعة تک کا عدد اپنے معدود کے بالعکس ہوتا ہے؛ مضاف ہو تب بھی؛ جیسے :ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ وَثَلَاثُ بَنَاتٍ؛ عَشَرَ کے ساتھ مرکب آئے تب بھی؛ جیسے: ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَلَدًا. ثَلَاثَ عَشَرَةَ فَتَاةً؛ معطوف علیہ ہو تب بھی؛ جیسے :ثَلَاثٌ وَعِشْرُوْنَ فَتَاةً؛ ثَلَاثَةٌ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلًا.

2۔ عَشَرَةٌ اگر مفرد ہو تو مؤنث کے ساتھ مذکر اور مذکر کے ساتھ مؤنث ہوگا؛ جیسے: عَشْرُ فَتَیَاتٍ وَعَشَرَةُ رِجَالٍ. مرکب ہو تو موافق ہوگا.

3۔ عقود، مِائَةٌ اور أَلْفٌ میں باعتبار تذکیر و تانیث تغیر نہیں؛ جیسے :عِشْرُوْنَ رَجُلًا وَ عِشْرُوْنَ فَتَاةً وَمِائَةُ بَعِیْرٍ.

4۔ وَاحِدٌ، اِثْنَانِ بوجہ صفت ہونے کے تذکیر و تانیث میں بھی اپنے موصوف کے تابع ہیں.

Marfat.com

تمییز العدد کے احکام:

1۔ واحد اور اثنان مذکر ہوں یا مؤنث تمییز کے محتاج نہیں کہ یہ بطور صفت آتے ہیں ۔

2۔ ثلاث سے عشرة تک کی تمییز مجرور اور جمع ہوتی ہے؛ عموماً جمع قلت آتی ہے؛ جیسے: ثَلاثَةُ غِلْمَةٍ وَثَلاثُ أَنفُسٍ. مگر مائة اس سے مستثنیٰ ہے کہ جب اس کے ساتھ ثلاث سے تسع تک میں سے کوئی آئے تو افراد واجب ہے؛ جیسے: ثلاثمائة. نہ کہ ثَلاثُ مِئَاتٍ یا ثَلاثُ مِئِیْنَ ۔

3۔ أحد عشر سے تسعة وتسعین تک کی تمییز مفرد منصوب ہوتی ہے؛ جیسے: وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْباً. اور: اِنَّ هٰذَا أَخِیْ؛ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً؛ وَلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۔

4۔ مائة اور ألف کی تمییز مفرد مخفوض ہوتی ہے؛ جیسے: وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةِ سِنِیْنَ؛ اگر مائةِ کی اضافت والی قراءت لی جائے تو. جبکہ قراءتِ عاصم مائةٍ کی تنوین والی میں یا تو سِنِیْنَ کا کلمہ ثلث مائةٍ سے بدل ہے؛ یا ثلث کا عطفِ بیان ہے. ایسے میں سنین کو منصوب مانیں گے. اگر سنین کو مجرور لیں گے تو یہ مائةٍ کی نعت ہوگا؛ اس صورت میں یہ تمییز نہیں کہ اس طرح تو مدت نو سو سال ہوئی؛ یعنی تین سو سال کے تین سیٹ (Set) جو مراد کے خلاف ہے۔

تعریف العدد : اعداد کا معرفہ بننا اور ان کا معرف باللام ہونا.

1۔ عدد اگر مضاف ہو تو معرف باللام مضاف الیہ ہوا؛ جیسے: ثَلاثَةُ الرِّجَالِ .

وسعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوفیوں نے دونوں کا معرف باللام ہونا جائز ٹھہرایا ہے؛ مگر بصری اسے شاذ گردانتے ہیں یا ضرورةً جائز سمجھتے ہیں. جبکہ محض مضاف کے معرف باللام ہونے میں اس کے غیر جائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

عدد اگر اسم معرفہ کی طرف مضاف ہو تو یہ اپنی تعریف مضاف الیہ سے حاصل کرتا ہے؛ لیکن اگر یہ ایسے اسم کی طرف مضاف ہو جو معرفہ کی طرف مضاف ہے؛ جیسے: ثَلاثَةُ أَوْلادِ الْفُقَرَاءِ؛ تو تعریف آخری مضاف الیہ سے چل کر عدد کے مضاف الیہ تک تو بلا واسطہ مباشرةً پہنچتی ہے؛ پھر اس کے واسطے سے عدد تک پہنچتی ہے۔

Marfat.com

2۔ عدد اگر مرکب ہو تو معرف باللام صرف پہلا جزو ہوگا؛ جیسے: اَلثَّلاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً؛ وَالثَّلٰثَ عَشَرَةَ فَتَاةً؛ جس کے دونوں جزء مبنی بر فتحہ ہوں گے۔

3۔ عدد اگر معطوف ہو تو لام تعریف معطوف اور معطوف علیہ دونوں پر آئے گا؛ جیسے: اَلثَّلاثَةُ وَالثَّلاثُوْنَ لَاعِباً.

4۔ عدد عقود میں سے ہے تو لام تعریف اسی پر داخل ہوگا؛ جیسے: اَلثَّلاثُوْنَ دَرْساً.

نوٹ: جب کوئی عدد فُعَالَ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: أُحَادَ؛ تو یہ وَاحِدٌ وَاحِدٌ سے معدول ہے؛ جیسے: دَخَلَ الطُّلَّابُ أُحَادَ؛ أیْ: وَاحِدًا وَاحِدًا. جو کہ ممنوع من الصرف ہے؛ صفت، حال اور خبر کے علاوہ کسی اور طرح استعمال نہیں ہوتا ہے۔

اسی پر ثُنَاءَ، ثُلاثَ، رُبَاعَ، خُمَاسَ اور عُشَارَ قیاس کیجیے؛ مگر ستّة، سبعة، ثمانية اور تسعة اس صیغے پر نہیں آتے۔

۲۔ نعت

نعت جو کہ توابع میں سے ہے جسے صفت بھی کہتے ہیں؛ دو طرح ہے:

1۔ نعتِ حقیقی: ایسا تابع جو اپنے متبوع کی صفت بیان کرے۔

2۔ نعتِ سببی: ایسا تابع جو کسی ایسے اسم کی صفت بنے جسے متبوع سے ایک طرح کا تعلق ہے۔

نعتِ حقیقی اعراب، عدد، جنس اور تعریف وتنکیر میں اپنے منعوت کے تابع ہوتی ہے۔

نعتِ سببی صرف اعراب اور تعریف وتنکیر میں اپنے منعوت کے تابع ہوتی ہے؛ جس کا واحد ہونا لازم ہے اور اس کا مابعد منعوت کی جنس میں سے ہوتا ہے؛ جیسے: جَاءَ تْنِیَ امْرَأَةٌ عَالِمٌ ابْنُهَا.

یہاں عالم مفرد ہے اور ابن امرأة کی جنس میں سے ہے۔

۳۔ بدل

أَحْسَنَ اِلَیَّ صَدِیْقِیْ عَلِیٌّ.

دی گئی مثال میں صدیقی جو کہ مبدل منہ ہے مقصود بالذات نہیں؛ بلکہ یہ علیّ کے لئے تمہید کا کام کر رہا ہے؛ جس کا مطلب ہے علیّ اس کا بدل ہے اور مقصود بھی یہی ہے. مبدل منہ تو تعارف کے لئے ہوتا ہے تا کہ معنی میں تبیین اور بات میں زور پیدا ہو سکے. گویا بدل میں ایک ہی چیز کو دو مختلف ناموں سے ذکر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

بدل توابع میں سے ہے؛ جس کا اعراب مبدل منہ کے تابع ہے. بدل چار طرح ہے:

1۔ بدل مطابق یا بدل کل؛ جیسے: أَكْرَمَنِيْ أَخُوْكَ مُحَمَّدٌ. جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ.

2۔ بدل بعض؛ جیسے: أَمْتَعَنِيْ الرَّوْضُ أَشْجَارُهُ. مَضَى اللَّيْلُ أَكْثَرُهُ. أَكَلْتُ الرَّغِيْفَ نِصْفَهُ. ضُرِبَ زَيْدٌ رَأْسُهُ.

3۔ بدل اشتمال؛ جیسے: تَأَمَّلْتُ الْغُرْفَةَ أَثَاثَهَا. سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ.

4۔ بدل غلط؛ جیسے: جَاءَتْنِيْ امْرَأَةٌ رَجُلٌ. اِشْتَرَيْتُ قَلَماً كِتَاباً.

بدل مطابق میں بدل اور مبدل منہ میں پوری پوری مطابقت پائی جاتی ہے؛ جس کی وجہ سے اسے البدل المطابق یا البدل الکلّ کہتے ہیں.

بدل بعض میں بدل اپنے مبدل منہ کا محض ایک حصہ ہوتا ہے؛ اس لئے اسے بَدَلُ بَعْضٍ مِنْ كُلٍّ کہتے ہیں.

بدل اشتمال میں نہ تو بدل اور مبدل منہ میں مطابقت پائی جاتی ہے؛ نہ ہی اس کے کل کا جزء ہوتا ہے؛ بلکہ اشتمال کی وجہ سے دونوں کو ایک دوسرے سے ایک تعلق ہوتا ہے کہ ایک کے ذکر سے دوسرے کی طرف توجہ مبذول ہوجاتی ہے؛ جس کی وجہ سے اسے بَدَلُ الاشْتِمَالِ درجہ حاصل ہے.

بدل بعض اور بدل اشتمال کے ساتھ ایک ضمیر ہوتی ہے جو اس کا رشتہ مبدل منہ سے استوار کرتی ہے. بدل بعض اور بدل اشتمال کو مضافین سے بھی بدلا جاسکتا ہے؛ جیسے: أَكَلْتُ الرَّغِيْفَ نِصْفَهُ کو: أَكَلْتُ نِصْفَ الرَّغِيْفِ. میں. اور: تَأَمَّلْتُ الْغُرْفَةَ أَثَاثَهَا تَأَمَّلْتُ أَثَاثَ الْغُرْفَةِ. میں.

مشار الیہ اگر اسم جامد معرف باللام ہو تو یہ بھی مشار سے بدل ہی ہے؛ جیسے: هذا الْكِتَابُ مُفِيْدٌ. قَرَأْتُ هٰذَا الْكِتَابَ. اِنْتَفَعْتُ بِهٰذَا الْكِتَابِ. ان امثلہ میں هذا مبدل منہ اور الکتاب بدل ہے.

بدل غلط تصحیح کے لئے ہے کہ ایک لفظ غلط بولا پھر اس کے بعد تصحیح کردی؛ جیسے: اِشْتَرَيْتُ قَلَماً کی تصحیح كِتَاباً ہو.

Marfat.com

۴۔ اختصاص

ا۔ نَحنُ حُماۃُ الوَطَنِ.　　　　نَحنُ الجُنُودَ حُماۃُ الوَطَنِ.

ب۔ أنتُم أمَلُ الأُمَّۃِ.　　　　أنتُم شُبَّانَ البِلادِ أمَلُ الأُمَّۃِ.

مندرجہ بالامثالوں میں ألف اور با کے پہلے جملے تو سادہ ہیں؛ مگر مابعد کے جملوں میں اَلجُنُودَ اور شُبَّانَ البِلادِ اسم مخصوص ہیں.

ایک شخص اگر یہ کہتا ہے کہ: نَحنُ حُماۃُ الوَطَنِ؛ (ہم پاسبان وطن ہیں) تو ہم سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ یہ کس مخصوص طبقے کی ترجمانی کررہا ہے ۔جس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں؛ کیونکہ کلام مبہم ہے۔اس کی بجائے اگر کلام یوں ہو: نَحنُ الجُنُودَ حُماۃُ الوَطَنِ؛ (ہم فوجی لوگ وطن کے رکھوالے ہیں) تو بات واضح اور فصاحت و بلاغت پر مبنی ہے. بات کے اس انداز کوالاختصاص کہتے ہیں؛ جس میں اَلجُنُودَ کوالمخصوص کہتے ہیں.

اختصاص کی تعریف: جب ضمیر متکلم یا مخاطب کے بعد مقصود منہ کو بیان کرنے کے لئے ایک ایسا اسم ظاہر لایا جائے جسے اسم مخصوص کہہ سکیں تو یہ اختصاص کہلائے گا.

غرض وغایت: اختصاص کی غرض وغایت کلام کی تبیین وتوضیح ہے؛ یا پھر فخر یا تواضع کے انداز میں آتا ہے.

حکم: اسم مخصوص فعل محذوف کی وجہ سے وجوباً منصوب ہوتا ہے؛ جس کی تقدیر: أخُصُّ یاأعْنِی ہے.

مخصوص کے لئے شرط ہے کہ معرف باللام ہو؛ یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو؛ جیسے: نَحنُ الشُّبَّانَ أمَلُ الأُمَّۃِ . نَحنُ شُبَّانَ البِلادِ أمَلُ الأُمَّۃِ .

۵۔ اشتغال

اشتغال کی تعریف: کسی اسم کا ایسے فعل پر مقدم ہونا جو ایسی ضمیر کا عامل ہو جو اس اسم مقدم کی طرف راجع ہو؛ جیسے: اَلکِتابَ قَرأتُہٗ. یا ایسے اسم میں عمل کررہا ہو جس کے ساتھ اس اسم مقدم کے لئے ضمیر ہے؛ جیسے: اَلکِتٰبَ قَرأتُ نِصفَہٗ. اشتغال سے مراد فعل کا اپنے اصلی مفعول سے غافل ہونا ہے.

اَلکِتابَ قَرأتُ؛ یا: کِتابًا اشتَرَیتُ؛ میں اشتغال نہیں. کیونکہ یہاں فعل کے بعد

Marfat.com

ضمیر ہی نہیں جو اسمِ مقدم کی طرف عود کرے؛ بلکہ اسمِ مقدم فعل مذکور کا مفعول مقدم ہے؛ جس کی تقدیم بغرض تخصیص وحصر ہے۔

اَلْكِتَابَ قَرَأْتُهُ اور اَلْكِتَابُ قَرَأْتُ نِصْفَهُ کا اعراب دو طرح ممکن ہے:

ا۔ اَلْكِتَابُ کو مبتدأ مان کر رفع دیں؛ کیونکہ یہ کلام کی ابتداء میں واقع ہے؛ جس کی خبر کے لئے اس کے بعد جملہ فعلیہ تامہ موجود ہے۔

ب۔ الکتاب کے محل سے صرفِ نظر کر کے معنیٰ کا لحاظ کرتے ہوئے اسے مفعول بہ کہیں؛ جیسا کہ قرأته اور نصفه کی ضمیریں اسی کی طرف راجع ہیں کہ حقیقت میں مفعول بہ یہی ہے۔ مگر فعل چونکہ ضمیر مابعد کو نصب دینے میں مشغول ہے؛ اس لئے جائز ہے کہ ہم ایک فعل کو الکتاب سے پہلے مقدر مانیں؛ جس کی تفسیر میں بعد کا فعل مذکور ہے؛ اور یہ فعل محذوف الکتاب کا وجوبًا ناصب ٹھہرے؛ جس سے جملوں کی تقدیر یوں ہوگی: طَالَعْتُ الْكِتَابَ قَرَأْتُهُ؛ و تَصَفَّحْتُ الْكِتَابَ قَرَأْتُ نِصْفَهُ. پس ہر ایسی ترکیب جس میں ایک اسم مقدم ہو؛ اور فعل مؤخر اسمِ مقدم کی طرف عائد ضمیر میں عمل کر رہا ہو کو اشتغال کہیں گے۔ اور اس اسمِ مقدم مشغول عنه؛ کہ اس کے بعد واقع فعل اپنے مابعد میں عمل کرنے میں مشغول ہے۔ مشغول عنہ کے لئے شرط ہے کہ یہ مبتدأ بننے کے لائق ہو۔

مشغول عنہ کے اعراب کی تین صورتیں نکلتی ہیں: وجوبِ رفع، وجوبِ نصب، رفع نصب کا جواز:

1۔ وجوبِ رفع: مشغول عنہ مبتدأ ہو اور مابعد اس کی خبر ہو تو رفع واجب ہے؛ جس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

ا۔ جب مشغول عنہ اِذَا فجائیہ کے بعد ہو؛ جیسے: نَظَرْتُ فَإِذَا الْعُصْفُوْرُ تُطْعِمُهُ أُمُّهُ

ب۔ مشغول عنہ کے بعد ایسے ادوات میں سے کوئی ہو جس کا صدرِ کلام میں ہونا لازم ہوتا ہے؛ جن کا مابعد ان کے ماقبل میں عمل نہیں کرتا؛ جن میں سے چیدہ چیدہ یہ ہیں:

ا۔ ادوات الشرط: جیسے: مُحَمَّدٌ اِنْ رَأَيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. خَالِدٌ مَتٰى دَعَاهُ يُجِبْكَ. اَلدَّرْسُ لَوْ فَهِمْتَهُ لَحَلَلْتَ تَمَارِيْنَهُ.

۲۔ ادوات الاستفهام: جیسے: اَلْمِصْبَاحُ هَلْ أَضَأْتَهُ؟ وَلِيْدٌ مَتٰى رَأَيْتَهُ؟

Marfat.com

اَلْأَصْحَابُ كَيْفَ وَجَدْتَهُمْ؟

۳۔ ادوات العرض والتحضیض: جیسے: اَلضَّیْفُ أَمَا أَكْرَمْتَهُ. اَلْعِلْمُ هَلَّا أَتْقَنْتَهُ.

۴۔ مَا اور اِنْ نافیہ: جیسے: اَلسِّرُّ مَا عَرَفْتَهُ. اَلْبَابُ اِنْ أَقْفَلْتَهُ.

۵۔ کَمْ خبریّة: جیسے: اَلْحُرِّيَّةُ كَمْ تَمَنَّيْتُهَا. اَلْفَقِيْرُ كَمْ أَعْطَيْتَهُ.

۶۔ الحروف المشبّهة بالأفعال: جیسے: اَلْحَقِيْبَةُ اِنِّيْ وَجَدْتُهَا. اَلْمَرْأَةُ كَأَنَّنِيْ عَرَفْتُهَا.

2۔ وجوبِ نصب: مشغول عنہ کو فعل محذوف کے ساتھ وجوباً نصب دیا جائے؛ ایسا اس وقت ہوگا جب اس سے پہلے ایسا اداۃ ہو جو صرف فعل پر داخل ہوتا ہے؛ جن میں سے مشہور یہ ہیں:

(ا۔ أدوات الشرط: بشرطیکہ یہ جوازمِ فعل نہ ہوں؛ جیسے: اِنْ خَالِدًا رَأَيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. أَيْنَمَا سُمَيْرًا قَابَلْتَهُ تَجِدْهُ مُبْتَسِمًا.

ب۔ ادوات العرض: أیْ: اَلطَّلَبُ بِلِيْنٍ. (اگر طلب عرض کے ساتھ ہو تو رفق و نرمی پائی جاتی ہے) جیسے: أَلَا دِيْنَارًا تَهِبُهُ. أَمَا بَيْتًا حَفِظْتَهُ. (تم نے اشعار کیوں نہ یاد کیے) لَوْ مُحَمَّدًا وَدَّعْتَهُ (اچھا ہوتا جو میں محمد کو الوداع کہتا)

ج۔ أدوات التحضیض: أیْ: اَلطَّلَبُ بِعَنَفٍ (طلب میں سختی کرنا) جیسے: هَلَّا وَاجِبَكَ أَتْمَمْتَهُ.

د۔ أدوات الاستفهام عدا الهمزة: جیسے: هَلِ الدَّرْسَ فَهِمْتَهُ؟ مَتٰى عَلِيًّا رَأَيْتَهُ؟

3۔ رفع ونصب میں سے ہر ایک کا جائز ہونا:

اگر رفع یا نصب واجب نہ ہو تو پھر اختیار ہے؛ چاہے تو رفع دیں چاہے نصب دیں؛ رفع اس لئے کہ مبتدأ ہے؛ جیسے: اَلْحَقِيْبَةُ عَرَفْتُهَا. نصب اس لئے کہ یہ فعل محذوف کا مفعول بہ ہے؛ جیسے: أَمَّا النَّافِذَةَ فَقَدْ أَقْفَلْتُهَا.

اندریں صورت؛ مندرجہ ذیل میں آپ الشرّ اور الباب کو رفع ونصب میں سے جو چاہیں دے سکتے ہیں؛ جیسے: اَلشَّرُّ اجْتَنَبْتُهُ. اَلْبَابَ فَتَحْتُهُ.

۶۔ تحذیر واغراء

مخاطب کو امر مکروہ سے بچنے کو کہیں تو یہ التحذیر ہے؛ جس کی چند صورتیں مندرجہ

Marfat.com

ذیل ہیں:

1- اَلنَّارَ. 2- اَلنَّارَ اَلنَّارَ. 3- ثِیَابَکَ وَالنَّارَ. 4- اِیَّاکَ وَالْکَذِبَ.

5- اِیَّاکَ مِنَ الْکَذِبِ . 6- اِیَّاکَ أَنْ تَکْذِبَ. (اپنے آپ کو جھوٹ سے بچا)

اگر مخاطب کو امر محمود پر اکسانا ہو تو یہ الاغراء ہے؛ جس کے اسالیب یوں ہیں:

1- الاِجْتِهَادَ یَا بُنَیَّ. 2- اِلاجْتِهَادَ الاِجْتِهَادَ یَابُنَیَّ. 3- اَلْجِدَّ وَالْمُثَابَرَةَ یَا وَلَدِیْ. (محنت اور ثابت قدمی کو لازم پکڑ؛ اے میرے بیٹے.)

التحذیر: تحذیر کی چھ صورتیں ہیں:

1- محذر منہ کا فعل محذوف (جس کی تقدیر اِحْذَرْ ہے) کی وجہ سے منصوب ہونا؛ جیسے: اَلنَّارَ . عامل محذوف کا ذکر بھی جائز ہے؛ جیسے: اِحْذَرِ النَّارَ.

2- تنبیہ اور مبالغہ کے لئے محذر منہ کا تکرار؛ جیسے: اَلنَّارَ النَّارَ. دوسرا النار تاکیدِ لفظی ہے.

3- محذّر منه کا واو کے ذریعے محذر لہ پر عطف؛ جیسے: ثِیَابَکَ وَالنَّارَ؛ جن میں سے ہر دو اپنے اپنے فعل محذوف کے منصوب ہوں گے؛ جس کی تقدیر: بَاعِدْ ثِیَابَکَ وَاحْذَرِ النَّارَ؛ ہے. یہ عطف جملے کا جملے پر ہوگا.

4- محذر منہ کا اِیَّاکَ یا اس کے اخوات میں سے کسی پر عطف؛ جیسے: اِیَّاکَ وَالْکَذِبَ؛ جس کی تقدیر: قِ اِیَّاکَ وَاجْتَنِبِ الْکَذِبَ؛ ہے.

5- اِیَّاکَ وغیرہ کے بعد محذر منہ کو مِنْ سے مجرور کیا جائے؛ جیسے: اِیَّاکَ مِنَ الْکَذِبِ: جس میں قِ فعل و فاعل اور اِیَّاکَ مفعول بہ ہے؛ جار و مجرور حسبِ روایت فعل کا متعلق ہے.

6- ایّاک وغیرہ کے بعد أَنْ ہو جو محذر منہ کے فعل کے ساتھ مل کر مصدرِ مؤول بنائے اور یہ مصدرِ مؤول مِنْ مضمرہ کا مجرور ہو؛ جیسے: اِیَّاکَ أَنْ تَکْذِبَ.

ایّاک کا تکرار بھی جائز ہے؛ دوسرا پہلے کے لئے تاکیدِ لفظی ہوگا.

الاغـراء: اغراء کی تین صورتیں ہیں جو تحذیر کی پہلی تین صورتوں کی طرح ہیں؛ جن کا فعل مقدر اِلْزَمْ ہے.

Marfat.com

۷ - اِذْ اور اِذَا کا موازنہ

اُذْ: اس کا استعمال تین طرح ہے:

1 - بطور ظرف: بر بنائے ظرفیت محل نصب میں ہوتا ہے؛ یہ عام طور پر زمانۂ ماضی کے لئے آتا ہے؛ گاہے گاہے مستقبل کے لئے بھی مستعمل ہے۔

اِذْ ظرفیہ کے لئے لازم ہے کہ جملہ اسمیہ کی طرف مضاف ہو؛ جیسے: وَ اذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ؛ أنتم قليل جملہ اسمیہ ہے؛ جو اذ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے محل جر میں ہے۔ یا پھر ایسے جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہو جو غیر شرطیہ ہے اور اس کا فعل لفظی و معنوی ماضی ہے؛ جیسے: وَ اِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ. اگر مضارع ہو تو محض لفظی مضارع ہو معنوی نہ ہو؛ جیسے: وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ. کیونکہ معنوی ماضی کے بغیر بات بنے گی نہیں کہ یہ ماضی کا واقعہ ہے۔

مبتدأ کی خبر اگر جملہ فعلیہ ہو تو لازم ہے کہ فعل مضارع کا ہو۔ اندریں صورت: أَجِیءُ اِلَيْکَ اِذْ وَالِدُکَ سَافَرَ؛ درست نہیں۔

اگر بات جانی پہچانی ہو تو اکثر وہ جملہ جس کی طرف اِذْ مضاف ہے حذف کر کے اس کے عوض تنوین لے آتے ہیں۔ ایسے میں عام طور پر: حِيْنَ، يَوْمَ، سَاعَةَ، لَيْلَةَ یا بَعْدَ جیسا کوئی اسم زماں اذ کی طرف مضاف ہوتا ہے؛ جیسے: حَضَرْتُ الْمُبَارَاةَ وَكُنْتُمْ حِيْنَئِذٍ غَائِبِيْنَ؛ أیْ: و كنتم حين اذ حضرتها غائبين. جس میں حضرتها کے جملے کی نیابت میں تنوین ہے۔ اور: وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ؛ أَيْ: فَهِيَ يَوْمَ اِذِ انْشَقَّتْ وَاهِيَةٌ. اس طرح؛ اذ کا مضاف الیہ انشقّت ہے؛ جس کے عوض میں تنوین ہے۔

2 - بمعنی لام التعليل: اور یہ غیر عامل ہے؛ جیسے: اِنْتَصَرَ اِذِ اسْتَعَدَّ؛ أیْ: لِأَنَّهٗ اسْتَعَدَّ. ارشاد ربانی ہے: وَ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ. (بوجہ تمہارے ظلم کے) اور: وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَأْوٗا اِلَى الْكَهْفِ؛ (أیْ: لِأَجْلِ اعْتِزَالِكُمْ اِيَّاهُمْ)

اس میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ اذ تو ظرف ہی ہے؛ تعلیل ویسے ہی کلام سے مستفاد ہے کہ قرینہ خود ہی علت پر دلالت کر رہا ہے۔

Marfat.com

3 ۔ حرفِ زائدہ برائے مُفَاجَأَۃ : یہ ایسے بَیْنَ کے بعد آتا ہے جس سے الف یا مَا زائدہ ملا ہوتا ہے؛ مابعد کا کلام کلامِ موجب ہوتا ہے؛ جیسے:

وَ بَیْنَمَا نَحْنُ فِیْ أَمْنٍ وَ فِیْ دَعَۃٍ

اِذْ جَاءَ نَا مِنْ رَسُوْلِ الدَّھْرِ اِیْعَادُ

اگر یہ زائدہ نہ ہوتا تو جَاءَ نَا کی طرف مضاف ہوتا؛ اب تو یہ ایسا فعل ہے جو بَیْنَ کو نصب دے رہا ہے. ایسے میں تو لازم آئے گا کہ مضاف الیہ اپنے مضاف کے ماقبل میں عمل کر رہا ہے؛ جو کہ ممتنع ہے. جس سے معلوم ہوا کہ یہ زائدہ ہے. اور:

اِسْتَقْدِرِ اللّٰہَ خَیْرًا وَ ارْضَیَنَّ بِہٖ

فَبَیْنَمَا الْعُسْرُ اِذْ دَارَتْ مَیَاسِیْرُ

اِذْمَا آئے تو حرفِ شرط ہے جو مضارع کے فعلین کا جازم ہے.

خلاصہ: اِذْ کا جو مشہور استعمال ہے وہ تین طرح ہے:

ا ۔ ظرف: جو کہ دو طرح ہے:

(ا ۔ زمانۂ ماضی کے لئے؛ جس کے بعد کا جملہ اس کا مضاف الیہ ہوتا ہے؛ جیسے: فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ أَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا. اور: وَاذْکُرُوْا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلاً فَکَثَّرَکُمْ.

ب ۔ زمانۂ مستقبل کے لئے: یہاں بھی یہ جملۂ مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے؛ جیسے یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَھَا.

۲ ۔ حرفِ تعلیل: لامِ تعلیل کے معنٰی میں؛ جیسے: شَکَرْتُ لِصَدِیْقِیْ اِذْ أَنَّہُ مُتَفَضِّلٌ عَلَیَّ؛ أَیْ: لِأَنَّہُ مُتَفَضِّلٌ عَلَیَّ.

۳ ۔ بَیْنَمَا کے جواب میں بطور حرفِ مفاجات؛ جیسے: بَیْنَمَا نَحْنُ سَائِرُوْنَ اِذْ قَابَلَنَا أَخُوْکَ مُبْتَھِجاً. اور: بَیْنَمَا أَنَا وَاقِفٌ اِذْ جَاءَ نَبِیْلٌ. (میرے کھڑے کھڑے اچانک نبیل آ پہنچا).

اِذَا : اس کا استعمال چار طرح ہے:

أَوَّلاً: مستقبل کے لئے؛ قرینہ ہو تو ماضی کے لئے بھی بطور ظرف آتا ہے اور غیر جازمہ ہوتے ہوئے شرط کے معنٰی دیتا ہے؛ بعض شرائط کے ساتھ خافض بھی ہے؛ جبکہ یہ خود اپنے

Marfat.com

جواب کا منصوب ہوتا ہے؛ اس طرح کے اِذَا کو دو جملے چاہیے: ایک شرط کے لئے جو اس کے فوراً بعد آتا ہے اور اس کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے محل جر میں ہوتا ہے. یہ جملہ عموماً فعل ماضی ہوتا ہے اور کبھی مضارع آ جاتا ہے. دوسرا جملہ جواب کے لئے چاہیے جو اِذَا کو نصب دیتا ہے (جسے شرط کا جواب کہیں یا اِذَا کا؛ ایک ہی بات ہے) جیسے: اِذَا جَاءَ کَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ. شاعر کا کہنا ہے۔

وَ اِذَا تَـكُـوْنُ كَـرِيْهَةٌ أُدْعٰـى لَهَـا

وَ اِذَا يُحَاسُ الْحِيْسُ يُدْعٰى جُنْدَبُ

اِذَا کے بعد بغیر کسی فاصل کے مباشرۃً کوئی اسم ظاہر ہو تو اس کا اعراب اس فعل (جو وجوباً محذوف ہے اور اس کی تفسیر فعل مذکور کر رہا ہے) کے فاعل، نائب فاعل یا مفعول بہ کا ہوگا؛ جیسے: اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ. اِذَا الْكِتَابَ قَرَأْتَهُ فَهُوَ لَكَ. اگر ضمیر ہو تو یہ فعل محذوف کے فاعل کی تاکید کے لئے ہے؛ جیسے: اِذَا هُمْ يَقْنُطُوْنَ. اگر دلیل موجود ہو تو یہاں کا فعل ماضی بھی معنوی مستقبل ہوتا ہے؛ جیسے: ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ اِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ.

جواب کا وجوباً فا سے اقتران:

جواب والا جملہ اگر اسمیہ، طلبیہ یا فعل جامد ہو؛ یا ما یا لن سے منفی ہو؛ یا اس سے پہلے قد ہو؛ یا سوف یا سین ہو؛ یا ربّ ہو؛ یا کأنّما ہو تو ایسے جوابی جملے سے فا ملانا واجب ہے؛ جیسے: اِذَا وَعَدْتُ فَمَا أُخْلِفُ. قولہ تعالیٰ: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ. اور: اِذَا زُرْتَنِيْ فَسَوْفَ أُكْرِمُكَ. اور: اِذَا دَلَلْتَ عَلَى الْخَيْرِ فَكَأَنَّمَا فَعَلْتَهُ. اور

وَ اِذَا تُبَـاعُ كَـرِيْـمَةٌ أَوْ تُشْتَرٰى

فَسِوَاكَ بَائِعُهَا وَ أَنْتَ الْمُشْتَرِىْ

کبھی اس کا جواب اذا فجائیہ سے مقترن ہوتا ہے؛ بشرطیکہ جواب جملہ اسمیہ ہو؛ جیسے: ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ اِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ. جیسا کہ اِنْ شرطیہ کے جواب میں بھی؛ جیسے: وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنُطُوْنَ. اگر فا اور اذا دونوں ہوں تو رابطہ کے لئے فا ہے اذا محض تاکید کے لئے ہے.

Marfat.com

جملہ شرطیہ کا حذف:

دلیل موجود ہو تو جملہ شرطیہ حذف کر کے اس کے عوض تنوین لگا دیتے ہیں؛ جیسے: محمّدٌ یدافعُ عَنْ وطنہٖ فھو اذًا یؤدّی واجبہ. أی: اذا دافع عن وطنہ فھو یؤدّی واجبہ. مگر اس اِذاً اور حرفِ جواب والے اِذَنْ کا فرق ملحوظ رہے.

اِذَا کے بعد مضارع کا مجزوم ہونا نادر اور شعری ضرورت ہے؛ یا پھر اذا کو متٰی یا اِنْ کا درجہ دے کر جزم دی گئی ہے؛ جیسا کہ حارثۃ بن بدر کا شعر ہے:

اِسْتَغْنِ مَا أَغْنَاکَ رَبُّکَ بِالْغِنٰی
وَاِذَا تُصِبْکَ خَصَاصَۃٌ فَتَجَمَّلِ

ثانیاً: ایسا ظرف جو شرط کے معنٰی کو متضمن نہ ہو بلکہ محل نصب میں حِیْنَ کے معنٰی میں ہو. جو عموماً ماضی پر داخل ہوتا ہے؛ کبھی حال پر بھی؛ زیادہ تر قسم کے بعد آتا ہے؛ جیسے: وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی؛ اور: وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی. اگر شرطیہ ہوتا تو اس کا ماقبل معنوی جواب ہوتا؛ جس کی تقدیر: اِذَا یَغْشَی اللَّیْلُ أَقْسَمْتُ؛ اور: اِذَا ھَوَی النَّجْمُ أَقْسَمْتُ؛ ہوتی؛ جو کہ ممتنع ہے؛ کیونکہ قسم انشائی تعلیق کو قبول نہیں کرتی؛ جیسا کہ جواب خبری ہے؛ اس میں انشاء والی کوئی بات ہی نہیں. معلوم ہوا کہ اِذَا شرطیہ نہیں؛ نہ ہی مفاجأۃ کے لئے ہے کہ اس کے بعد جملہ فعلیہ ہے. اسی طرح: وَاِذَا مَا غَضِبُوْا؛ ھُمْ یَغْفِرُوْنَ. میں بھی شرطیہ نہیں. اگر ھُمْ یَغْفِرُوْنَ. اِذَا کے جواب میں ہوتا تو اس پر فا ضرور ہوتا؛ کیونکہ جملہ اسمیہ ہے.

ثالثاً: فجائیہ: یہ کبھی بھی ابتداء میں نہیں ہوتا. ایسا حرفِ غیر عامل ہے جسے جواب نہیں چاہیے. یہ ایسے اسمیہ جملوں پر داخل ہوتا ہے جو زمانۂ حال کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ مستقبل کے لئے. اس کے بعد کا اسم مبتدأ بنتا ہے؛ جیسے: خَرَجْتُ فَاِذَا الْمَطَرُ نَازِلٌ. اگر التباس پیدا نہ ہو؛ یا دلیل موجود ہو تو مبتدأ کی خبر کا حذف بھی جائز ہے؛ جیسے: تَأَخَّرْتُ فِی السَّھْرِ؛ وَاسْتَیْقَظْتُ فَاِذَا الشَّمْسُ. أیْ: مُشْرِقَۃٌ. قرآن کریم کا طالب علم یہ نکتہ کا شانۂ ذہن میں بسا لے کہ یہ جب بھی خبر میں واقع ہوا خبر کی تصریح کے لئے آیا؛ جیسے: فَاِذَا ھِیَ حَیَّۃٌ تَسْعٰی. اور: فَاِذَا ھُمْ خٰمِدُوْنَ. اس کے بعد فعل ہو تو فعل سے پہلے قد ضرور آئے گا؛ جیسے: خَرَجْتُ فَاِذَا قَدْ نَزَلَ الْمَطَرُ. اس کے بعد مبتدأ پر با زائدہ کا آنا بھی یقینی ہے؛ جیسے: خَرَجْتُ فَاِذَا بِالْمَطَرِ نَازِلٌ؛

Marfat.com

المطر تقدیری ضمہ سے مرفوع ہے جس کے ظہور کو حرفِ جر مانع ہے۔

اِذَا فجائیہ نکرہ پر داخل ہو کر اسے مبتدأ بننے کا اہل بنا دیتا ہے؛ جیسے: دَخَلْتُ الْحَدِیْقَةَ فَـاِذَا رَجُـلٌ یَسْتَغِیْثُ. اس سے پہلے کوئی اداۃِ نفی نہ ہو تو یہ اس فا کی جگہ بھی لے لیتا ہے جو رابطہ کے لئے آتی ہے؛ جیسے: وَ اِنْ تُـصِبْهُـمْ سَیِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ . اور: ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ اِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ.

رابعاً: بمعنی لَوْ: مَرّار بن منقذ کا کلام ہے۔

أَمْـلَـحُ الْـخَـلْـقِ اِذَا جَـرَّدْتَهَـا
غَیْـرَ سِـمْـطَیْنِ عَلَیْهَـا وَ سُؤُرْ
لَـحَسِبْتَ الشَّـمْـسَ فِیْ جِلْبَابِهَا
قَـدْ تَبَـدَّتْ مِنْ غَـمَـامٍ مُنْسَفِرِ

یہاں اِذَا لـو کے معنٰی میں ہے؛ جس کی دلیل اس کے جواب میں لام کا وقوع ہے؛ جو اذا کے نہیں لو کے جواب میں آتا ہے۔

خلاصہ: اِذَا کا ایک استعمال شرط کے معنٰی میں مستقبل کے لئے ظرف ہونا ہے؛ جو غیر جازمہ ہے۔ جس کے بعد جملہ فعلیہ آتا ہے؛ جیسے: اِذَا تَمَّ عَقْلُ الْمَرْءِ تَمَّتْ أُمُوْرُهُ . اور: اِذَا شِئْتَ أَنْ تُطَاعَ فَسَلْ مَا یُسْتَطَاعُ . (اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری بات مانی جائے تو اس بات کا سوال کرو جو مامور و مسئول کے بس میں ہو) یا پھر ایسا اسم مرفوع آتا ہے جو اس فعل محذوف کا فاعل بنتا ہے جس کا محذوف ہونا واجب ہے؛ جس کی تفسیر فعل مذکور سے ہوتی ہے؛ جیسے:

اِذَا الشَّـعْـبُ یَـوْمـاً أَرَادَ الْحَیَـاةَ
فَلَا بُـدَّ أَنْ یَسْتَـجِیْـبَ الْـقَـدَرَ

الشعب فعل محذوف کی وجہ سے مرفوع ہے؛ اور فعل محذوف کی تفسیر أَرَادَ فعل مذکور کر رہا ہے۔ سیبویہ کی رائے میں اذا کے بعد واقع ہونے والا اسم مبتدأ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور اس کے بعد جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔

اگر حرفِ مفاجأت ہو تو اس کے بعد صرف مبتدأ مرفوع ہوتا ہے؛ کوئی دوسرا نہیں آتا؛ مثل: دَخَلْتُ الدَّارَ فَاِذَا الطِّفْلُ تُرَبِّتُهُ أُمُّهُ.

Marfat.com

٨ ـ اِذَنْ / اِذًا

نون ساکن ہو یا تنوین حرف ایک ہی ہے. اس کی کتابت اور رسم الخط میں نحاۃ میں اختلاف ہے. المبرّد اور المازنی کا کہنا ہے کہ اسے ہر حال میں نون ساکن سے ہونا چاہیے؛ جبکہ ارجح یہ ہے کہ عاملہ نون سے اور غیر عاملہ تنوین سے ہو.

یہ حرفِ نصب، جواب اور استقبال ہے: حرفِ جواب اس لئے کہ یہ متحدث کے جواب میں بولا جاتا ہے. حرفِ استقبال اس لئے کہ یہ اپنے فعل کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے؛ اگر کوئی یہ کہے کہ: ذَاكَرْتُ دُرُوْسِيْ؛ اس کا جواب: اِذَنْ تَنْجَحَ ؛ ہو تو ظاہر ہے نجاح آئندہ ہوگی؛ اور اِذَنْ ناصبہ ہے. اگرچہ بعض یہاں بھی أَنْ مضمرہ کو ناصب مانتے ہیں. عموماً اِنْ ظاہرہ یا مضمرہ کا جواب ہوتا ہے؛ کثیّر عزّۃ کا قول ہے:

لَئِنْ عَادَ لِیْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بِمِثْلِهَا
وَ أَمْكَنَنِیْ مِنْهَا اِذًا لَا أُقِیْلُهَا

اِذَنْ کے ناصبہ ہونے کی شرائط:

یہ ہمیشہ ناصبہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے ناصبہ ہونے کی شرائط ہیں:

1 ـ صدرِ کلام میں ہو: لہٰذا یہ: أَنْتَ اِذًا تَنْجَحُ . میں ناصبہ نہیں؛ کیونکہ مصدرہ نہیں.

2 ـ فعل مابعد استقبال پر دالّ ہو: اِذًا تَصْدُقُ. میں ناصبہ نہیں؛ کیونکہ حال مراد ہے. بناء بریں کسی مخبر کی خبر پر: اِذًا أَظُنُّكَ صَادِقًا. کہیں تو نصب ممتنع ہے کہ مراد حال ہے اور نصب استقبال پر ہے.

3 ـ نصب کے لئے اس کا فعل سے متصل ہونا ضروری ہے؛ الّا یہ کہ فاصل قسم ہو؛ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:

اِذَنْ وَاللّٰهِ نَرْمِيَهُمْ بِحَرْبٍ
تُشَيِّبُ الطِّفْلَ مِنْ قَبْلِ الْمَشِيْبِ

لا نافیہ بھی نصب کو مانع نہیں؛ جیسے: اِذَنْ لَا أَتَدَخَّلَ فِیْ مَا لَا يَعْنِيْنِیْ ؛ نداء بھی؛ بخلاف ابن هشام کے؛ جیسے: اِذَنْ يَا خَالِدُ تَنْجَحَ.

اگر ان شرائط میں سے کوئی موجود نہ ہو تو یہ حرفِ جواب یا جواب کی تاکید ہے.

Marfat.com

اگر واو اور فا عاطفتین کے بعد ہو؛ جیسے: اِنْ تَزُرْنِیْ أَزُرْکَ وَ اِذَنْ أُحْسِنُ اِلَیْکَ. اورعطف کی تقدیر جواب سے کی جائے تو أُحْسِنُ کا فعل بھی مجزوم ہوگا؛ اور اِذَنْ کا شمار حشوِ کلام (زائد لفظ) میں سے ہوگا . یہ صورت تو تب ہے جب أحسن کا عطف أزرک پر ہو؛ لیکن اگر عطف ان تزرنی أزرک کے پورے جملے پر ہو تو رفع ونصب دونوں جائز ہیں. رفع اس لئے کہ اِذَنْ زائدہ ہے؛ نصب اس لئے کہ واو استئنافیہ ہے اور اذن أحسن الیک؛ جملہ ابتدائیہ ہے.

۹ ۔ اَلْ / لام تعریف

اسکا نام الف لام غلط العام ہے؛ حقیقت میں تو ھمزۃ لام ہے. بیشتر تعریف کے لئے آتا ہے. اس کا استعمال تین طرح ہے:

اولاً ۔ حرفِ تعریف: نکرہ کو معرفہ بنادیتا ہے: اس کی مدد سے ہم ایک اسم کو دوسرے سے علیحدہ کرسکتے ہیں. اعداد کے اس بارے اپنے احکام ہیں. تعریف کے لئے ھمزۃ ہے یا لام ؛ اس میں کلام ہے؛ ارجح یہی ہے کہ دونوں مل کر تعریف کا فائدہ دیتے ہیں؛ یہ دو طرح ہے:

1 ۔ عہدیہ (Understood): یہ تعریفِ محض یعنی تعریفِ خالص کے لئے ہے؛ جس کا معہود ہونا چار طرح ہے:

ا ۔ متکلم ومخاطب کے مابین معہود؛ مثلاً آپ نے کسی کو کتاب عاریۃً دے رکھی ہے تو آپ کہتے ہیں: أَیْنَ الْکِتَابُ.

ب ۔ ایسا معہود جو کلام سابق میں آچکا ہو؛ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ؛ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ؛ اَلزُّجَاجَۃُ کَأَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ.

ج ۔ ایسا معہود جو ذہن میں ہو؛ جیسے: اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ .

د ۔ معہود حضوری؛ جیسے: اَلْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.

دو مواضع ایسے ہیں جہاں ال عہدیہ ضروری ہے:

ا ۔ ایسے اسم پر جو اسم اشارہ کا بدل ہو؛ جیسے: یُعْجِبُنِیْ ھٰذَا الْکِتَابُ. یہاں ھٰذَا مبدل منہ اور الکتاب بدل ہے.

Marfat.com

۲۔ ایسے اسم پر جو یٰأَیُّهَا، یَا أَیَّتُهَا، أَیُّهَا، أَیَّتُهَا کے منادٰی کے بعد ہو؛ جو أیّ کا بدل یا نعت ہے؛ جیسے: یٰأَیُّهَا الْإِنْسَانُ. یٰأَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. أَیُّهَا الرَّجُلُ. أَیَّتُهَا الطَّالِبَةُ. آخری دو مثالوں میں اداۃِ نداء محذوف ہے۔

اسم منادٰی سے اسے حذف کر دیا جاتا ہے؛ جیسے: یَا غُلَامُ؛ کہ اصلاً یَا الْغُلَامُ ہے۔ اضافت اگر محض معنوی ہو تو مضاف کا اَلْ بھی حذف ہو جاتا ہے؛ جیسے: کِتَابُ التِّلْمِیْذِ. مگر ایسے جملے سے نہیں جس کا نام ہی ندائیہ ہو؛ جیسے: یَا الْمُنْطَلِقُ زَیْدٌ.

لفظی اضافت کے مضاف الیہ پر ال ہے؛ یا یہ ال والے کی طرف مضاف ہے؛ مثنی یا جمع مذکر سالم ہے تو مضاف پر بھی ال جائز ہے؛ جیسے: اَلطَّیِّبُ الْخُلُقِ. اَلْمُسْتَوْطِنَا عَدْنٍ.

ال عہدیہ کی تعریف چونکہ تعریفِ محض ہے؛ اس کے بعد جملہ ہو تو حال بنتا ہے؛ حسبِ قاعدہ: الجمل بعد المعارف أحوال؛ کما أنّها بعد النكرات صفات.

2۔ جنسیہ: اسے استغراقیہ بھی کہتے ہیں؛ اسم جنس پر داخل ہوتا ہے جو چار طرح ہے:

ا۔ جس اسم نکرہ پر داخل ہوتا ہے اس کے تمام افراد کو شامل ہوتا ہے؛ جسے استغراق الافراد کہتے ہیں؛ جو کہ عہدیہ سے ہٹ کر ہے؛ جیسے: اَلنُّوْرُ خَیْرٌ مِنَ الظَّلَامِ؛ اب یہ کسی مخصوص نور یا مخصوص ظلمت کے لئے نہیں؛ بلکہ ان کی جنس مقصود ہے؛ خواہ کچھ بھی رہی ہو؛ جسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں: کُلُّ النُّوْرِ خَیْرٌ مِنْ کُلِّ الظَّلَامِ؛ جس سے تعریفِ محض ہرگز مراد نہیں لہٰذا اس کے بعد جملہ ہو تو حال نہیں؛ محلِ صفت میں ہے؛ جیسا کہ شاعر کا کہنا ہے:

وَلَقَدْ أَمُرُّ عَلَی اللَّئِیْمِ یَسُبُّنِیْ
فَمَضَیْتُ ثُمَّتَ قُلْتُ لَا یَعْنِیْنِیْ

ب ــــ کبھی یہ اسم نکرہ پر اس غرض کے لئے داخل ہوتا ہے کہ اسم نکرہ کے افراد کے بجائے اسم نکرہ کی حقیقت و ماہیت مراد ہوتی ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ؛ یعنی اللہ نے ہر جاندار کو پانی کی حقیقت و ماہیت سے پیدا فرمایا ہے۔

اسی طرح: وَأَخَافُ أَنْ یَأْکُلَهُ الذِّئْبُ؛ سے کوئی بھی ایسا بھیڑیا مراد ہے جس میں درندگی کی حقیقت و ماہیت پائی جائے۔

ج۔ اسم پر کبھی اس لئے داخل ہوتا ہے کہ بجائے اسم کی اجناس کے اس کی صفات

Marfat.com

وخصوصیات کی جنس مراد ہوتی ہے. اگر ایسا ہو تو ال کی جگہ کلّ نہیں لے سکتا جیسا کہ ہمارا کسی کو: أَنْتَ الرَّجُلُ؛ اس اعتبار سے کہنا کہ اس میں مردانگی کی تمام صفات بدرجہ اتم موجود ہیں اور ہم اس کی مردانہ وار صفات کا مبالغہ اور کمال کی حد کو چھونے کا اعتراف کر رہے ہیں.

ال والے اسم کے بعد تمیز ہو؛ جیسے: أَنْتَ الرَّجُلُ شَجَاعَةً؛ تو مشمولات صرف تمیز کے مراد ہوں گے؛ نہ کہ رجولیت کے؛ گویا ہم نے یوں کہا: لَقَدْ حُزْتَ الشَّجَاعَةَ التَّامَّةَ وَ لَا شُجَاعَ غَيْرُكَ. پس یہاں اس تمیز کے وہ خصائص مراد ہیں جو ال والے افراد میں موجود ہیں؛ نہ کہ خود افراد مقصود ہیں.

د۔ نعم یا بئس کے فاعل پر داخل ہو تو حقیقی یا مجازی جنس مراد ہوتی ہے؛ جیسے: خَالِدٌ نِعْمَ الْقَائِدُ.

ثانیاً۔ بطور اسم موصول: یہ عاقل وغیر عاقل اسم فاعل، اسم مفعول اور صفتِ مشبہ پر داخل ہو کر الّذی اور اس کے فروع کا معنیٰ دیتا ہے؛ اس کا صلہ وہی لفظ ہوتا ہے جس پر یہ داخل ہوتا ہے؛ شاعر کا کہنا ہے:

اَلسَّامِعُ الذَّمَّ شَرِيكٌ لَهُ
وَالْمُطْعِمُ الْمَأْكُولَ كَالْآكِلِ

یہاں السامع میں ایک ضمیر ہے جس کی تقدیر هُوَ ہے؛ یہ اسی ال کی طرف راجع ہے جو الّذی کے معنیٰ میں ہے. لہٰذا اسم مشتق اور اس کی ضمیر بمنزلت جملہ صلہ کے ہیں. اسی لئے اس پر فعل کا عطف روا ہے بوجہ اس کے جملہ ہونے کے؛ جیسے: إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللّٰهَ.

ال موصولیہ جب اسم پر داخل ہوتا ہے تو یہ اپنے فعل والا عمل کرتا ہے؛ یہ فعل اطلاقی ہوتا ہے جس میں ماضی و مضارع کی تخصیص نہیں؛ جیسے: اَلْفَاعِلُ خَيْرًا الْآنَ أَوْ غَدًا أَوْ أَمْسِ مَحْمُودٌ.

بعض نے مضارع پر بھی ال موصولیہ کو جائز قرار دیا ہے؛ جیسے:

مَا أَنْتَ بِالْحَكَمِ التُّرْضَى حُكُومَتُهُ
وَلَا الْأَصِيلِ وَلَا ذِي الرَّأْيِ وَالْجَدَلِ

أَيْ: ما أنت بالحكم الّذى تُرضَى حكومته.

Marfat.com

جملہ اسمیہ پر بھی؛ قول شاعر ہے:

مِنَ الْقَوْمِ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهُمْ
لَهُمْ دَانَتْ رِقَابُ بَنِیْ مَعَدٍّ

ظرف پر بھی؛ جیسے:

مَنْ لَا یَزَالُ شَاكِرًا عَلَى الْمَعَهْ
فَهُوَ حُرٌّ بِعِيْشَةٍ ذَاتَ سَعَهْ

أَیْ: عَلَى الَّذِیْ مَعَهٗ.

اکثر کی رائے یہ ہے کہ یہ احکام و امور شعری ضرورت سے وابستہ ہیں؛ جنہیں مدارِ قیاس نہیں بنایا جا سکتا؛ نثر میں یہ جائز نہیں. جملے میں ال کا اعراب حسبِ موقع ہوگا؛ اس کے بعد جو جملہ فعلیہ، اسمیہ یا ظرفیہ ہوگا وہ اس کا صلہ ہوگا؛ جس کا اعراب میں کوئی محل نہیں. یہ ال نہ تو مصدر بنتا ہے کہ اپنے صلہ سے مل کر بتاً ویلِ مصدر ہو جائے؛ نہ ہی یہ حرفِ تعریف ہے؛ کیونکہ اس کے بعد صلہ ہے؛ اور صلہ پر اس کا معمول مقدم نہیں ہوتا کہ ہم: اَلْكِتَابَ أَنَا الْقَارِئُ؛ کہہ سکیں. تاہم اس کے عہد یہ ہونے کی دلیل موجود ہو تو پھر حرف ہے؛ نہ کہ اسمِ موصول؛ جیسے: كُلُّ نَاجِحٍ مَحْبُوْبٌ؛ وَ سَيُعْطَى النَّاجِحُ جَائِزَةً.

ثالثاً — زائدہ: یہ نکرہ و معرفہ دونوں پر داخل ہوتا ہے؛ جو نہ تنکیر کو تعریف میں بدلتا ہے؛ نہ تعریف میں اضافہ کرتا ہے. یہ سماعی ہے یا قیاسی اس بارے کلام ہے. جس کی چار اقسام ہیں:

ا۔ ایسا زائدہ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نیت میں نکرہ والے معنیٰ ہیں؛ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب یہ ایسے علم پر داخل ہوتا ہے جس کی تثنیہ یا جمع بنائی جاتی ہے؛ جیسے: اَلْمُحَمَّدَانِ، اَلزَّيْدُوْنَ.

ب ۔ اعلام کی ایک قسم ہے کہ ال زائدہ اس کا جزوِ لَا يَنْفَكُّ ہے؛ جو ال کے بغیر کبھی سنے ہی نہیں گئے؛ جیسے: اَلسَّمُوْأَلُ، اَلْيَسَعُ.

بعض ظروف پر جو ال ہے وہ بھی زائدہ ہے؛ مثلاً: اَلْآنَ. اور اسماءِ موصولہ پر؛ جیسے: اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ. بعض مشہور اعلام کے غلبے کے پیشِ نظر ان پر اس لئے داخل ہوتا ہے کہ ان کا تعلق پیشِ نظر رہے؛ جیسے: مَدِيْنَةُ الرَّسُوْلِ صلی اللّٰہ علیٰ صاحبہا سے اَلْمَدِيْنَةُ. اَلْكِتَابُ سے

Marfat.com

کِتَـابُ سِیْبُـوَیْـہُ مراد ہونا؛ اور اَلْأَعْشٰـی سے ایک مشہور ومخصوص شاعر کا مراد ہونا؛ حالانکہ أعشٰی ہر وہ شخص ہے جسے رتانہ ہو اور اسے رات کو دکھائی نہ دے. الـمدینة، الکتاب اور اَلْأَعْشٰی جیسے اعلام جب اضافت یا تعجب میں واقع ہوتے ہیں تو ال حذف ہو جاتا ہے؛ جیسے: زُرْتُ مَـدِیْنَۃَ الرَّسُوْلِ صلی اللّٰہ علی صاحبھا . ھٰذَا أَعْشٰی قَیْسٍ . قَرَأْتُ فِیْ کِتَابِ سِیْبُوَیْہٗ.

ج ـــ یہ ایسی قسم ہے جس میں ال زائدہ کا استعمال کسی عارضہ کو مدِ نظر رکھ کر کیا جاتا ہے. عارضہ وہ ہے جو کبھی لاحق ہو کبھی نہ ہو؛ یہ ال دو طرح ہے:

۱ ـــ جس اسم پر داخل ہوتا ہے اس میں صفت کا رنگ نمایاں کرنا مقصود ہوتا ہے؛ جیسے: اَلـرَّشِیْـدُ، اَلْـحَـارِثُ، اَلْمِقْدَادُ، اَلصُّبَاحُ . علم بننے سے پہلے یہ اسماء حدث پر دلالت کے لئے تھے؛ مگر جب یہ علم کی طرف منتقل ہوئے تو سابقہ صفت کے رنگ کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں ال سے زینت بخشی؛ تاکہ اپنے اصلی معنٰی کی طرف اشارہ کر سکیں.

۲ـ ایک وہ ہے جو شعر کے ساتھ مختص ہے؛ شعراء اپنے شعر کی استقامت کے لئے اس کا سہارا لیتے ہیں؛ تاکہ شعر میں موزونیت قائم رہے؛ جیسے:

وَ لَـقَدْ جَنَیْتُکَ أَکْمُؤًا وَ عَسَاقِلاً
وَ لَـقَـدْ نَھَیْتُکَ عَـنْ بَـنَاتِ الْأَوْبَرِ

بنات أوبر ابن أوبر کی جمع ہے؛ جو ایک بدمزہ جڑی بوٹی ہے. بوجہ غیر عاقل ہونے کے اس کی جمع بـنـون (بنو) کی بجائے بـنـات سے آتی ہے. جیسا کہ اِبْـنُ عِرْسٍ کی جمع بَنَاتُ عِرْسٍ اور اِبْنُ آوٰی کی بَنَاتُ آوٰی ہے.

ایسی ہی مجبوری کے تحت زیرِ نظر شعر میں شاعر کو تمیز پر ال لگانا پڑا:

رَأَیْتُکَ لَـمَّـا أَنْ عَـرَفْـتَ وُجُوْھَـنَـا
صَدَدْتَ وَطِبْتَ النَّفْسَ یَا قَیْسُ عَنْ عَمْرٍو

اصلاً: وَطِبْتَ نَفْسًا ہے؛ ایسے ال کا نثر میں ملنا شاذ ہے.

ال کی چوتھی قسم اس کا استفہامیہ ہونا ہے؛ جس کی اصل ھَـلْ؟ ہے. جسے فعل ماضی پر داخل کر کے اَلْ نَجَحْتَ؟ کہا جاتا ہے. مگر یہ نادر کلام ہے؛ ایسا بہت کم بولا جاتا ہے.

اَلْ کا حذف: دو مواضع میں ال حذف ہوتا ہے:

Marfat.com

ا۔ ال اصلی نہ ہوتو اضافتِ محضہ میں مضاف کا ال حذف ہوجاتا ہے؛ جیسے: سِلَاحُ الْجُندِيِّ شَرَفُهُ. جو اپنی اصل میں: اَلسِّلَاحُ لِلْجُندِيِّ شَرَفٌ لَهُ ؛ ہے. حدوثِ اضافت کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے۔

ب ۔ منادیٰ سے: یَا التِّلْمِیْذُ کی بجائے یَا تِلْمِیْذُ کہیں گے؛ حالانکہ تلمیذ معرفہ ہے. بشمول اللہ درجِ ذیل مستثنیٰ ہیں:

1۔ ایسا منادیٰ جس کا جملہ اسی سے موسوم ہو؛ جیسے: اَلْقَائِدُ خَالِدٌ کو نداء میں بھی یَا الْقَائِدُ خَالِدٌ؛ کہیں گے۔

2 ۔ جب اسمِ جنس مشبہ بہ ٹھہرے؛ جیسے: یَـا الْقَمَرُ جَمَالاً ! جس کی تقدیر: یَا شِبْهَ الْقَمَرِ جَمَالًا ! ہے.

اضافت غیر محضہ کی صورت میں ال حذف نہیں ہوتا؛ جس کے مواقع ہیں:

ا ـــ جب مضاف اور مضاف الیہ میں سے ہر دو پر ال ہو؛ جیسے: اَلْأُدَبَـاءُ هُمُ الْمُثَقِّفُوا الْجِیلِ.

۲ ۔ جب مضاف الیہ معرف باللام کی طرف مضاف ہو؛ جیسے: أُصَادِقُ الْمُنَاهِضَ أَعْدَاءِ الْأُمَّةِ. میری دوستی ان سے ہے جو اعداءِ امت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں.

۳ ـــ جب مضاف صفتِ مشتقہ (اسمِ فاعل، اسمِ مفعول، صفتِ مشبہ) ہو اور اعراب حرف سے ہو؛ جیسے: أَنْتُمُ الْفَاعِلُوا خَیْرٍ. أَنْتُمَا الْقَائِلَا حَقٍّ.

۴ ـــ جب مضاف صفتِ مشتقہ ہو اور مضاف الیہ اس کا معمول ہو؛ اور اس پر ال ہو؛ جیسے: اَلْـفَـاعِـلُ الْـخَـیْـرِ. اَلْقَائِلُ الْحَقِّ. اگر عدد اپنے معدود کی طرف مضاف ہو؛ اور عدد کی تعریف مقصود ہو تو مضاف الیہ پر ال لگا دیتے ہیں؛ ذو الرمّة کا شعر ہے.

وَ هَلْ یَرْجِعُ التَّسْلِیْمَ أَوْ یَکْشِفُ الْعَمٰی

ثَلَاثُ الْأَثَـافِـیْ وَالـدِّیَـارُ الْبَلَاقِعُ

مضاف اپنی تعریف مضاف الیہ سے لیتا ہے اور اسی کے رتبے میں ہوتا ہے؛ مگر جس کا مضاف الیہ ضمیر ہے وہ علم کے رتبے میں ہے.

نداء میں ال: الرجل، الفتاة جیسے ال لگے اسماء کی نداء مطلوب ہو تو مذکر کے لئے

Marfat.com

ایسا أیّ اور مؤنث کے لئے ایساأیّة لاتے ہیں جس کے ساتھ ھا تنبیہ کی ہو؛ یہ أیّھا، أیّتھا حرفِ نداء کے بعد اور منادیٰ سے پہلے لگاتے ہیں؛ جیسے: أبو الأسود کا شعر ہے:

يَـأَيُّهَـا الـرَّجُلُ الْـمُعَلِّـمُ غَيْـرَهُ

هَلَّا لِـنَـفْسِكَ كَـانَ ذَا التَّـعْلِيْـمِ

اور: يَـا أَيَّتُهَـا الْـفَتَـاةُ تَمَسَّكِيْ بِالْأَخْلَاقِ. کبھی أیّ کی بجائے مناسب سا اسم اشارہ لے آتے ہیں؛ جیسے: يَـا هٰـذَا الرَّجُلُ؛ کبھی دونوں؛ جیسے: يَأَيُّهٰـذَا الـطَّالِبُ اعْرِفْ نَفْسَكَ. کبھی اداۃ حذف ہوتا ہے؛ جیسے: أَيُّهَا الرَّجُلُ تَقَدَّمْ.

أيٌّ کا اعراب ایسے منادیٰ کا ہے جو مبنی بر ضمہ ہے مگر محلاً منصوب ہے اور ھا تنبیہ کی ہے. اس کے بعد والا اسم جس سے ال لگا ہوا ہے؛ جسے بلانا مقصود ہے وہ صفت یا بدل ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے. کہا جاتا ہے کہ مشتق ہو تو یہ صفت ہے ورنہ بدل ہے.

۱۰ — ضمیر

اسماءِ معرفہ میں سرِ فہرست ہے. اختصار و ایجاز کے پیرائے میں کسی اسم کی نیابت میں ہوتا ہے؛ چنانچہ: قَرَأْتُ الْـمَجَلَّةَ وَاطَّلَعْتُ عَلٰى صُوَرِ الْمَجَلَّةِ ؛ کی بجائے ہم: قَرَأْتُ الْمَجَلَّةَ وَاطَّلَعْتُ عَلٰى صُوَرِهَا. بھی کہہ سکتے ہیں.

الفاظِ ضمائر کے اپنے احکام ہیں؛ أَنَـا ہی کو لیجیے: یہ متکلم مفرد مذکر و مؤنث کے لئے ضمیر منفصل ہے؛ جیسے: أَنَـا جُنْـدِيٌّ. أَنَا فَتَاةٌ. اس کی اپنے لفظ سے تثنیہ و جمع نہیں بنتی بلکہ ان کے لئے نَحْنُ کا الگ کلمہ ہے. یہ مضاف، نعت اور منصوب نہیں آتا؛ نہ ال داخل ہو؛ اس کا استعمال تین طرح ہے:

1 — محل رفع میں مبتدأ: جیسے: أَنَـا مُسْلِمٌ. یہ ایسے فاعل یا نائب فاعل کے طور پر بھی واقع ہوتا ہے جو اپنے نفی و استفہام پر معتمد ہونے والے وصف کے باعث خبر کی جگہ لے سکتا ہے؛ جیسے: أَ مُسَافِرٌ أَنَا؟ یہی حال ہر ضمیر مرفوع منفصل کا ہے؛ قول شاعر ہے:

خُـلَـيْـلَـيَّ مَـا وَافٍ بِـعَـهْـدِيَ أَنْـتُـمَـا

إِذَا لَـمْ تَـكُـوْنَـا لِـيْ عَلٰى مَنْ أُقَاطِعُ

Marfat.com

أنتما کا اعراب فاعل کا ہے؛ جو سدّ مسدّ الخبر ہے۔ کیونکہ اسے مبتدأ گردانے کی صورت میں ماننا پڑے گا کہ مثنی کی خبر مفرد بھی آسکتی ہے؛ جو کہ خلافِ واقعہ ہے۔

2۔ محل رفع، نصب یا جر میں ضمیر متصل کی لفظی تاکید؛ جیسے: تَحَدَّثْتُ أَنَا. سَمِعَ مِنِّیْ أَنَا. اِنِّیْ أَنَا صَادِقٌ؛ آخری دو مثالوں میں یہ بصریوں کے نزدیک بدل ہے۔

3۔ خبر میں جہاں اسم کے بارے اندیشہ ہو کہ کہیں صفت یا بدل تو نہیں؛ وہاں ازالۂ التباس کا کام ضمیر فصل کرتی ہے؛ جیسے: أَنِّیْ أَنَا الصَّادِقُ. سَأَبْقٰی هُنَا لِکَوْنِیْ أَنَا الْمَسْئُوْلُ. مُحَمَّدٌ هُوَ الرَّسُوْلُ. اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفَّارُ. هو نہ ہو تو اشتباہ ہوگا کہ الغفّار خبر ہے یا صفت؛ ھو نے فیصلہ دے دیا کہ خبر ہے۔ ضمیر فصل کے لئے کچھ شرائط ہیں:

ا۔ ضمیر فصل کے لئے ضروری ہے کہ ضمیر منفصل مرفوع ہو؛ مبتدأ و خبر کے درمیان ہو؛ یا جن کی اصل مبتدأ و خبر رہی ہو۔

ب۔ اسے جنس، عدد اور حضور و غیبت میں اسمِ ماقبل کے مطابق ہونا چاہیے؛ جیسے: محمّد ھو الرسول. اَلْعُلَمَاءُ هُمُ الْمَشَاعِلُ. ظَنَّ خَالِدٌ أَخَاهُ هُوَ النَّاجِحُ. وَکُنْتَ أَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ.

ج۔ اسے مابین معرفتین ہونا چاہیے؛ یا معرفہ اور ایسے افعل التفضیل کے درمیان ہو جس کے بعد من جارہ ہو؛ جیسے: سَعِیْدٌ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ خَالِدٍ.

ضمائر کی کل تعداد ستر (70) ہے؛ جنہیں تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے: متصل، منفصل، مستتر۔ منفصل کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ ضمیر رفع: هُوَ هُمَا هُمْ؛ هِیَ هُمَا هُنَّ؛ أَنْتَ أَنْتُمَا أَنْتُمْ؛ أَنْتِ أَنْتُمَا أَنْتُنَّ؛ أَنَا نَحْنُ.

۲۔ ضمیر نصب: اِیَّاهُ اِیَّاهُمَا اِیَّاهُمْ؛ اِیَّاهَا اِیَّاهُمَا اِیَّاهُنَّ؛ اِیَّاکَ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُمْ؛ اِیَّاکِ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُنَّ؛ اِیَّایَ اِیَّانَا.

ضمیر متصل تین طرح ہے:

ا۔ ضمیر رفع: جو کہ فاعل کی تا متحرکہ؛ ألف الاثنین؛ واو الجماعة؛ یا المخاطبہ اور نون النسوۃ ہے۔

Marfat.com

۲ـ ضمیر نصب وجر: یاء المتکلم ؛ کاف المخاطب؛ هاء الغیبة.

۳ـ ضمیر رفع ،نصب ،جر: نَا للمتکلمین؛ جس کا اعراب حسبِ موقع ہوتا ہے؛
جیسے: سَأَلْنَا رَبَّنَا الْعَافِيَةَ فَأَعْطَانَا.

منفصل کی نسبت چونکہ ضمیر متصل میں زیادہ اختصار ہے؛ اس لئے نحاۃ کے ہاں قاعدہ ہے کہ: لَا فَصْلَ مَعَ اِمْكَانِ الْوَصْلِ اِلَّا فِي مَوَاضِعَ مُعَيَّنَةٍ. وصل ممکن ہو تو فصل جائز نہیں؛ مگر مخصوص مقامات میں. وہ معین مواقع یہ ہیں:

1ـ شعری ضرورت.

2ـ عنایت اور زیادتِ اہتمام کے تحت اگر ضمیر کو اس کے عامل پر مقدم کرنا مقصود ہو؛ جیسے: اِيَّاكَ نَعْبُدُ.

3ـ جب ضمیر اِلَّا یا اِنَّمَا کی وجہ سے مقصور علیہ ہو؛ جیسے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ. شاعر کا کہنا ہے:

أَنَا الزَّائِدُ الْحَامِي الذِّمَارِ وَاِنَّمَا
يُدَافِعُ عَنْ أَحْسَابِهِمْ أَنَا أَوْ مِثْلِي

4ـ جب عامل محذوف ہو: جیسے: اِيَّاكَ وَ الشَّرَّ.

5ـ جب محل رفع میں مبتدا ہو؛ جیسے: أَنَا الرَّجُلُ. أَنَا أَقُوْلُ.

اتصال وانفصال میں اختیار و جواز:

مندرجہ ذیل میں اتصال کے امکان کے باوجود ضمیر کو جدا بھی کیا جا سکتا ہے:

ا ـ وصل کو ترجیح حاصل ہے: اگر عامل فعل غیر ناسخ ہو؛ لہٰذا: سَلْنِيهِ کو سَلْنِي اِيَّاهُ؛ پر ترجیح حاصل ہے. عامل اگر کَانَ اور اس کے اخوات میں سے کوئی ہو پھر بھی؛ جیسے: اَلصَّدِيقُ كُنْتُهُ ؛ زیادہ بہتر ہے بنسبت: كُنْتُ اِيَّاهُ ؛ کے. جیسا کہ شاعر کا کہنا ہے:

فَاِنْ لَا يَكُنْهَا أَوْ تَكُنْهُ فَاِنَّهُ
أَخُوهَا غَذَتْهُ أُمُّهُ بِلِبَانِهَا

مگر سیبویہ کا مذہب اس کے برعکس ہے. اور:

Marfat.com

لَئِنْ كَانَ إِيَّاهُ لَقَدْ حَالَ بَعْدَنَا
عَنِ الْعَهْدِ، وَالإِنْسَانُ قَدْ يَتَغَيَّرُ

2۔ فصل کو ترجیح حاصل ہے: اگر عامل ایسا مصدر ہو جو اپنے فاعل کی طرف مضاف ہو؛ جس طرح: لَمْ تُعْجِبْنِي مُنَاقَشَتُكَ إِيَّاهُ ؛ زیادہ بہتر ہے بنسبت: مُنَاقَشَتُكَهُ ؛ کے۔ اگر کان اوراس کے اخوات کے علاوہ کوئی اور فعل ناسخ عامل ہو؛ تب بھی ترجیح فصل کو حاصل ہے؛ جیسے: أَخِي حَسِبْتُكَ إِيَّاهُ. ایسے جملوں میں ضمیر اصل میں خبر ہوتی ہے؛ جس کا منفصل ہونا ہی بہتر ہے۔

3۔ جب ساتھ ساتھ آنے والی دو ضمیروں کے مرتبہ کو فصل و وصل متاثر نہ کر رہے ہوں؛ کسی عرب کا قول ہے: هُمْ أَحْسَنُ النَّاسِ وُجُوهًا وَ أَنْضَرُهُمُوهَا؛ یا یوں: وَ أَنْضَرُهُمْ إِيَّاهَا. ان کے چہرے اور لوگوں سے زیادہ حسین اور زیادہ تروتازہ ہیں۔

وجوبِ فصل: باعتبار تکلم و خطاب ضمیرین مساوی ہوں تو فصل واجب ہے؛ جیسے: مَلَّكْتَنِي إِيَّايَ. مَلَّكْتُكَ إِيَّاكَ.

ضمیر ثانی ضمیر اول سے معرفہ ہونے میں فوقیت کی حامل ہو تب بھی فصل واجب ہے؛ جیسا کہ غائب کی نسبت مخاطب میں؛ اور مخاطب کی نسبت متکلم میں تعریف زیادہ ہے؛ جیسے: سَلَّمَهُ إِيَّاكَ؛ سَلَّمَكَ إِيَّايَ. جو ان کے علاوہ ہیں وہاں اتصال واجب ہے؛ جیسے: أَخَذْتُهُ. أُكْرِمْتُكَ. اتصال کے ان مواقع کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ ایک ضمیر کا عامل دوسری ضمیر میں بھی عمل کر رہا ہوتا ہے اور پہلی ضمیر دوسری سے اعرف ہوتی ہے؛ عامل کان اور اس کے اخوات کے علاوہ ہوتا ہے۔

ضمیر کا مفسر: ضمیر کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ایک مرجع و مفسر ہو؛ جس سے مراد منہ کا تعین ہو سکے؛ جیسے: وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَهُ مَنَازِلَ.

مرجع کو اصولاً لفظ و مرتبہ میں ضمیر پر مقدم ہونا چاہیے؛ جیسے: اَلْكِتَابَ قَرَأْتُهُ. ضمیر اگر متکلم یا مخاطب کی ہے تو اسے کسی خارجی اور سابق و مقدم مرجع کی ضرورت نہیں؛ اس کا حضور ہی اس کا مفسر ہے۔ مگر ضمیر غائب کے لئے مفسر و مرجع ناگزیر ہے؛

جس کی صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ مرجع اسم ظاہر ہو اور مقدم ہو؛ جیسے: وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهُ.

Marfat.com

2- یا ایسا اسم مقدر ہو جو ذہن میں حاضر ہو؛ جیسے: اِنَّـا أَنزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ. أي: القرآن. جو محتاجِ بیان نہیں؛ معلوم ومفہوم ہے۔

3 — یا ایسا اسم مقدر ہو جس کی تفسیر وتبیین کے لئے حال ومشاہدہ کافی ہو؛ جیسے: كَلَّا؛ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ. داعیِ اجل کو لبیک کہنے والے کا حال بتلا رہا ہے کہ مرجع روح ہے۔

ضمیر اور اس کے مرجع کا موقع ومحل: اپنی اصل کے اعتبار سے ضمیر کو لفظ ورتبہ کے لحاظ سے مفسر کے بعد آنا چاہیے اور ماقبل کی طرف رجوع کرنا چاہیے؛ جیسے: لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ؛ تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا. میں مرجع لیلة القدر ہے۔ مگر یہ کبھی ایسے مقدم کی طرف عائد ہوتی ہے جو صرف لفظاً مقدم ہے؛ مرتبہ میں نہیں؛ جیسا کہ ضمیر کا مفعول بہ مقدم کی طرف راجع ہونا؛ جیسے: وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرٰهِيمَ رَبُّهُ. ابرٰھیم کو ہونا تو مؤخر چاہیے؛ لیکن امر بلاغی کی غرض سے فاعل پر تقدم پا گیا ہے۔ اس کے بالعکس ضمیر غائب لفظاً نہ سہی رتبہ میں مقدم کی طرف بھی رجوع کرتی ہے؛ مثلاً اس کا فاعل متاخر کی طرف عود کرنا؛ جیسے: فَأَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيفَةً مُّوسٰى. نفسه کی ضمیر کا مرجع موسٰی ہے؛ جو لفظ میں تو متاخر ہے مگر رتبے میں متقدم ہے؛ بوجہ فاعل ہونے کے۔

ضمیر کا ایسے کلمے کی طرف رجوع جائز نہیں جو لفظ ومرتبہ دونوں میں متاخر ہے؛ مگر سات ابواب میں؛ جو یہ ہیں:

1- اگر ضمیر ضمیرِ شان یا حال ہو؛ جیسے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ.

2- جب ضمیر مقامِ مبتدا پر فائز ہو اور مفسر اس کی خبر ہو؛ جیسے: مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا. اور ؎

هِيَ الدُّنْيَا تَقُوْلُ بِمَلْءِ فِيْهَا
حَذَارِ حَذَارِ مِنْ بَطْشِيْ وَفَتْكِيْ

3- ایسی ضمیر جو نعم اور بئس کے باب میں ہو؛ جیسے: بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلاً. جس کی تفسیر تمیز کر رہی ہے۔

4- جب رُبَّ کی مجرور ہو؛ جیسے: رُبَّهٗ رَجُلاً. جس کی تفسیر اس کے بعد واقع ہونے والی تمیز کر رہی ہے۔

Marfat.com

5 ۔ جب فاعل سے متصل ہواور اس کا مرجع متاخر مفعول بہ ہو؛ جیسے:

جَزٰی رَبُّهٗ عَنِّیْ عَدِیَّ بْنِ حَاتِمٍ

جَزَاءَ الْکِلَابِ الْعَاوِیَاتِ وَقَدْ فَعَلَ

6۔ ایسی ضمیر جو اپنے مابعد کے لئے مبدل منہ ہواور اس کا مرجع اسم ظاہر ہو؛ جیسے: أَکْرَمْتُهٗ مُحَمَّدًا.

7 ۔ باب التنازع میں ایسی ضمیر جو دو متنازع عاملوں میں سے پہلے کی طرف سے مرفوع ہواور دوسرا عامل اس کے مرجع متاخر میں عمل کر رہا ہو؛ جیسے: شَرِبَا وَ أَکَلَ التِّلْمِیْذَانِ. شربا کی الف والی ضمیر التلمیذان کی طرف عائد ہے۔

ضمیر شان: یہ اگر اِنَّــهٗ ہوتو معنیٰ ''شان یہ ہے'' کرتے ہیں؛ اس کے علاوہ ہوتو ''قصہ یہ ہے'' کرتے ہیں؛ جو اپنے متحدث عنہ کی حالت کے لئے رمز کا کام دیتی ہے. یہ نہ صرف متصل آتی ہے؛ جیسے: اِنَّهٗ. اِنَّھا بلکہ منفصل بھی آتی ہے؛ جیسے: اِعْدِلُوْا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی. أي: العدل. تاکید کا فائدہ دیتی ہے اور صرف واحد کے صیغہ سے آتی ہے.اس پر نہ عطف آتا ہے؛ نہ مبدل منہ بنتی ہے.جس کا عامل ابتداء یا مبتدأ کا ناسخ ہی ہوسکتا ہے؛ کوئی اور نہیں.اس کا مفسر مذکور نہیں ہوتا.اس کی تفسیر جملہ خبریہ ہوا کرتا ہے۔

یہ چونکہ تاکید کا فائدہ دیتی ہے؛ لہٰذا اگر نفی وغیرہ تاکید کو مانع ہوتو پھر اس کا اعراب مبتدأ کا ہےاور مابعد خبر ہے؛ جیسے: لَیسَ خَالِدٌ هُوَ النَّاجِحُ.

جمع مذکر کی ضمیر واو: جماعۃ الذکور کی واو جو ماضی، مضارع اور امر کے افعال ثلاثہ میں ضمیر کے طور پر آتی ہے (جس کا اعراب فاعل، نائب فاعل یا فعل ناسخ کے اسم کا ہوتا ہے؛ جیسے: اَلْعُلَمَاءُ یَعْمَلُوْنَ لِخَیْرِ الْوَطَنِ ؛ وَ یَکُوْنُوْنَ مَشْعَلَ الْأُمَّةِ إِذَا أَخْلَصُوْا) کا زیادہ تر استعمال عقلاء کے لئے ہے؛مگر کبھی یہ غیر عاقل کے لئے بھی آتی ہے؛ جیسے: یٰأَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ . جس میں غیر عاقل کو بمنزلہ عاقل لے لیا جاتا ہے. یا ایسے اسم کے لئے ہے جس کی اقسام میں عاقل کو غلبہ حاصل ہوتا ہے؛ یا عاقل کو غیر عاقل پر فوقیت حاصل ہوتی ہے. بالکل ویسا ہی تفاوت جیسا کہ مَنْ موصولہ اور مَا موصولہ میں ہے۔

Marfat.com

اگر واو الجمع کے بعد فعل کا فاعل مذکور ہو؛ جیسے: وَ أَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا؛ تو یہ ضمیر نہیں؛ بلکہ حرف ہے جو جمع پر دلالت کے لئے ہے۔

کلمۂ ضمیر کا دیگر سے اشتباہ : بعض کلماتِ ضمیر بعض مواقع میں ضمیر کے علاوہ کچھ اور کلمہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں؛ ھا کا لفظ اگر ضمیر ہے تو اس کا استعمال ضمیر کے علاوہ اور طرح بھی ہے؛ جیسا کہ حرفِ قسم کے عوض میں؛ جیسے: ھَا لِلّٰهِ. ھَا اللّٰهِ عَلَيْكَ أَنْ تَفْعَلَ؛ جس کا معنٰی: بِاللّٰهِ عَلَيْكَ ہے، جس میں اللّٰہ محذوف حرفِ جر کا مجرور ہے؛ جس کی نیابت میں ھا ہے. ھَا أَنْتُمْ أُولَاءِ اور ھا آنذا میں ضمیر رفع ہے؛ جس کی خبر اسم اشارہ ہے۔

ضمائر متصلہ مستترہ کی لفظی تاکید ضمیر مرفوع منفصل سے کی جاتی ہے؛ جیسے: أُقْلِمُ أَنَا أَشْجَارَ الْحَدِيْقَةِ. قُلْتِ أَنْتِ الْحَقَّ. أُشْكُرْنَ أَنْتُنَّ لِمَا وَفَّقَكُنَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ. اگر ضمائر مرفوعہ متصلہ مستترہ کی معنوی تاکید نفس، عین سے ہو تو ان سے پہلے بھی ضمیر مرفوع منفصل لانا ضروری ہے؛ جیسے: قُمْ أَنْتَ نَفْسَكَ بِالْوَاجِبِ. دَافِعُوْا أَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ عَنْ أَوْطَانِكُمْ. تَوَلَّيْنَ أَنْتُنَّ أَنْفُسَكُنَّ شُؤُوْنَ بُيُوْتِكُنَّ.

۱۱۔ حروفِ علت کا حذف

حروفِ علت کا حذف تین طرح ہے: کتابۃً، قراءۃً، دونوں طرح:

۱۔ کتابۃً: جیسے: الرحمن، کتب، فأوا، یستحی. جبکہ کھڑی زبر، کھڑی زیر، الٹی پیش کا کوئی اعتبار نہیں؛ جیسا کہ بغیر اشباع والی حرکات کا اعتبار نہیں کہ عبارت مشکول ہو یا غیر مشکول قراءت میں مساوی ہیں. حرکات کی قراءت حروف کے تابع ہے جو اصل کلمہ ہیں۔

۲۔ قراءۃً: جیسا کہ اجتماعِ ساکنین میں؛ کہ حرفِ مدہ لکھا ہوا ہے اور حالتِ وقف میں پڑھا بھی جاتا ہے؛ مگر حالتِ وصل میں قراءۃً محذوف ہوتا ہے؛ جیسے: ولا الایمان، قالوا الئن، فی الکتب.

۳۔ کلاھما: دونوں طرح؛ جیسے: یعد، لم یأت، قاض.

بعض صورتوں میں ھمزۃ بھی کچھ ایسا ہی ہے؛ جیسے: أکرم یکرم، سل؛ کہ یُکْرِمُ کی اصل یُأَکْرِمُ، سَلْ کی اِسْئَلْ ہے۔

Marfat.com

۱۲۔ اسماءِ افعال

هَيْهَاتَ أَنْ يَنْجَحَ الْكَسْلَانُ. أُفٍّ مِنْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ. صَهْ أَيُّهَا الْكَذُوْبُ. حَذَارِ مِنَ التَّأَخُّرِ.

خط کشیدہ اسماءِ افعال کا معنٰی دیتے ہیں؛ جیسا کہ هيهات کا معنٰی بہت دور چلا گیا؛ أف کا معنٰی مجھے بہت برا لگتا ہے؛ صه بمعنٰی اُسْکُتْ اور حَذَارِ بمعنٰی اِحْذَرْ ہے. ایسے الفاظ کو جو فعل کے معنٰی دیتے ہیں اسماءِ افعال کہتے ہیں؛ یہ غیر متصرف ہیں کہ افعال متصرفہ کی طرح ضمائر کے ساتھ اپنا صیغہ نہیں بدلتے؛ بلکہ مذکر و مؤنث؛ مفرد، تثنیہ اور جمع سب کے لئے ایک ہی صیغہ سے آتے ہیں. یہ دو طرح کا فائدہ دیتے ہیں:

1۔ المبالغة: یہ اپنے معنٰی کی دلالت میں اس فعل سے بڑھ کر ہیں جس کی یہ جگہ لے رہے ہیں.

2۔ الایجاز: ان میں ایجاز و اختصار پایا جاتا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی صیغہ سے آتے ہیں. یہ چند گنے چنے الفاظ ہیں؛ جن میں سے بعض ماضی کے لئے ہیں، بعض مضارع کے لئے اور بعض امر کے لئے ہیں.

اپنی ساخت کے اعتبار سے اسماء الافعال تین طرح ہیں:

۱۔ مرتجلة: غیر قیاسی؛ جن کے لفظ کی کوئی اصل نہیں جس پر قیاس کیا جا سکے؛ سماع پر انحصار ہے. یہ ماضی، مضارع، امر تینوں میں ہیں.

۲۔ منقولة: یہ وہ ہیں جو جار و مجرور، ظرف یا مصدر سے ادھر منتقل ہو گئے ہیں جن کا استعمال امر کے لئے ہے؛ جیسے: إِلَيْكَ، عَلَيْكَ، دُوْنَكَ، أَمَامَكَ، رُوَيْدَكَ.

۳۔ مشتقة: یہ وہ ہیں جن کا ہر طرح کے ثلاثی متصرف کے فعل سے فَعَالِ کے وزن پر اشتقاق کر لیا جاتا ہے؛ جیسے: حَذَارِ، نَزَالِ، سَمَاعِ، بَدَارِ.

مضارع کے اسماءِ افعال میں اس کا فاعل ہمیشہ اس میں ضمیر مستتر ہوتا ہے.

۱۳۔ مرفوعات، منصوبات، مجرورات اور توابع

از روئے اعراب کلمہ کے چار احکام ہیں؛ مرفوع، منصوب، مجرور یا کسی کے تابع ہو؛ اور اعراب کبھی لفظی اور ظاہری ہوتا ہے؛ کبھی تقدیری محلاً.

Marfat.com

۱ ۔ مرفوعات: یہ نو ہیں: فاعل، نائب فاعل (مفعول ما لم یسمّ فاعله) مبتدأ، خبر، إنَّ و أخواتها کی خبر، كَانَ و أخواتها کا اسم، مَا، لا کا اسم، لا نفی الجنس کی خبر اور فعل مضارع جب ناصب و جازم سے خالی ہو۔

۲ ۔ منصوبات: یہ بارہ ہیں: مفعول بہ، مفعول مطلق، مفعول لہ، مفعول معہ، مفعول فیہ، حال، تمیز، حروف مشبہ بالفعل (إنَّ و أخواتها) کا اسم، افعال ناقصہ (كَانَ و أخواتها) کی خبر، مَا اور لَا مشابہ بلَیْسَ کی خبر، لَا نفی جنس کا اسم اور مستثنی. اغلباً تمیز بھی۔

۳ ۔ مجرورات: دو ہیں: مضاف الیہ؛ حرفِ جار کا مجرور۔

۴ ۔ توابع: پانچ ہیں: صفت، تاکید، بدل، معطوف بحرف، عطفِ بیاں۔

مبتدأ و خبر اور فعل مضارع معنیً مرفوع ہیں. فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہے. فعل امر مبنی بر سکون ہے۔

۱۴ ۔ حروف غیر عاملہ

تنبیہ، ایجاب، تفسیر، مصدریہ، تحضیض، توقع، استفہام، ردع، لام مفتوحہ، زائدہ، شرط، لَوْلَا، مَا بمعنی دَامَ اور حروفِ عطف کلمات اور جملوں کے اعرب پر اثر انداز نہیں ہوتے۔

خلاصہ

عربی زبان حروف و حرکات سے مرکب ہے. حرکات حروفِ مدہ کا نصف ہیں. حروفِ تہجی کی تعداد انتیس (29) ہے. اہل عرب اپنا کلام متحرک سے شروع اور ساکن پر ختم کرتے ہیں. وقف رسم الخط کے تابع ہے. حروف کا ایک مجموعہ (Set) لفظ، کلمہ یا کلام کہلاتا ہے؛ جو اسم، فعل، حرف پر تقسیم ہو جاتا ہے؛ جن سے جملے تشکیل پاتے ہیں. فعل کی چار اقسام ہیں ماضی، مضارع، امر، نہی۔

مبتدأ و خبر ہمیشہ مرفوع ہوتے ہیں. فاعل مرفوع اور مفعول بہ منصوب ہوتا ہے. مفعول مالم یسم فاعلہ مرفوع ہوتا ہے. لَیْسَ، مَا ولَا مشابہ لَیْسَ، كَانَ، صَارَ اور ان کے اخوات اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں. إنَّ أنَّ كَأَنَّ لٰكِنَّ لَيْتَ لَعَلَّ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں؛ مگر یہ کہ إنَّ اور أنَّ کے ساتھ ما ہو۔

حال منصوب ہوتا ہے. ظرف اگر روافع و جوار سے خالی ہو تو منصوب ہوتا ہے. تمیز

Marfat.com

منصوب ہوتی ہے. نفی جنس کے لَا کا اسم نکرہ غیر مضافہ ہو تو مبنی بر فتحہ ہوتا ہے؛ جیسے: لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ. مستثنی کلام مثبت میں سے ہو تو منصوب ہوتا ہے؛ منفی بر سبیل بدل مرفوع بھی ہو سکتا ہے؛ جیسے: مَا جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدٌ. منادیٰ مفرد پر تنوین نہیں آتی اور یہ مضموم ہوتا ہے. منادیٰ مضاف منصوب ہوتا ہے بغیر تنوین کے. مِنْ، عَنْ، اِلٰی، فِیْ اور خَلَا جیسے حروفِ جارّ اسم کو زیر دیتے ہیں. با، واو، تا مقسم بہ کو جرّ دیتے ہیں. مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے.

اعراب و اضافت اسم کے ساتھ مختص ہیں. اسماءِ منع صرف پر تنوین نہیں آتی؛ نہ ہی عام حالات میں مجرور ہوتے ہیں. چار چیزیں توابع میں سے ہیں: صفت، عطف، تاکید، بدل. باعتبار اعراب، تعریف و تنکیر، تذکیر و تانیث اور واحد تثنیہ جمع صفت اپنے موصوف کے مطابق ہوتی ہے. معرفہ وہ ہے جو معین کے لئے ہو؛ علم، ضمیر، اشارہ، معرف باللام معرفہ ہیں؛ جو ان کی طرف مضاف ہو جائے وہ بھی معرفہ ہے.

نکرہ وہ ہے جو عموم پر دلالت کرے. مذکر وہ ہے جو الف مقصورہ و ممدودہ زائدتین اور تا مدورہ سے خالی ہو؛ بصورتِ دیگر مؤنث ہے.

اعراب اصلاً حرکات سے ہے مگر بعض صورتوں میں اس کے علاوہ بھی ہے.

۱۵۔ نحوی ترکیب

نحو کے طالب علم کے مبلغ علم کو پرکھنے کے لئے اسے اجزاءِ کلام کو ایک دوسرے سے ربط دینے کو کہا جاتا ہے؛ جسے ترکیب (Parsing) کہتے ہیں. ترکیب کے دو نمونے دیے جا رہے ہیں؛ جن میں سے پہلا مبتدیوں اور دوسرا منتہیوں کے لئے ہے. دونوں کا موازنہ ضرور کیجیے.

۱۔ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ؛ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ. اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ..

تطبیق: وَ حرفِ عطف، اِذَا اداۃِ شرط، قِیْلَ فعل ماضی مجہول، لَهُمْ جار و مجرور متعلق قیل کے ہے. قیل لهم کا جملہ قول ہے.

لَا تُفْسِدُوْا فعل نہی، فِی الْاَرْضِ جارّ و مجرور متعلق لا تفسدوا کا ہے؛ لا تفسدوا فی الأرض جملہ فعلیہ انشائیہ نائب فاعل ہے اور مقولہ ہے قول کا؛ قول و مقولہ (و اذا

Marfat.com

قیل......الأرض) جملہ شرط ہوا.

قَالُوْا فعل، اس کا فاعل اس میں ھم ضمیر مستتر ہے، اِنَّمَا کلمۂ حصر، نَحْنُ مبتدا، مُصْلِحُوْنَ خبر مبتدا؛ مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ بن کر مقولہ ہوا قول کا۔ مقولہ کہیں یا مفعول ایک ہی بات ہے۔ قالوا انما نحن مصلحون. کا جملہ جوابِ شرط ہوا شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ ہوا؛ جس کا عطف یکذبون پر ہے؛ جو اس سے پہلے ایک فعل واقع ہے.

أَلَا حرفِ تنبیہ، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل، (اس کے ساتھ ضمیر متصل) هُمْ اسم اِنَّ، هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ کا جملہ اسمیہ خبریہ خبر اِنَّ ہے.

ألا انّهم هم المفسدون کا جملہ صدرِ جملہ (Principal ClaUse) ہوا.

وَ لٰكِنْ میں واو الاستئناف، لکن استدراک کے لئے حرفِ ابتداء، لَا يَشْعُرُوْنَ فعل نفی؛ ضمیر مستتر اس کا فاعل. ولٰکن لا یشعرون ؛ جملہ فعلیہ مستأنفہ ہوا .جو کہ زیریں اور ماتحتی جملہ (Subordinate clause) ہے ألا انهم هم المفسدون کا. یہ دونوں جملے قالوا انّما نحن مصلحون کا جواب ہیں.

ب۔ وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؛ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى؛ وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ؛ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ .اَلَّذِيْنَ آتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ؛ أُولٰئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ؛ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ.

تطبیق : واو الاستئناف، لن ترضی فعل، عنک متعلق فعل، الیهود ولا النّصٰری فاعل؛ یہ جملہ فعلیہ ابتدائیہ ہوا. حتّٰی تتبع ملّتهم جملہ غایت ہے.

قل فعل، اِنّ مشبہ بالفعل، هدی اللّٰه اسم انّ، هو الهدی کا جملہ خبر ان؛ اِنّ اپنے معمولین سے مل کر مفعول ہوا قل کا.

ولئن اتبعت أهواء هم بعد الّذی جاءک من العلم ؛ جملہ شرط ہے. مالک من اللّٰه من ولیّ و لا نصیر؛ کا جملہ جوابِ شرط. شرط اور جوابِ شرط مل کر جملہ شرطیہ ہوا.

الّذین آتینهم الکتب؛ جملہ موصولہ مبتدا ہے. یتلونه حقّ تلاوته ؛ خبر مبتدا ہے.

(حقّ تلاوته ؛ تقدیری حال ہے الکتب سے؛ جس کی تقدیر: تلاوة حقّا ہے. حقّا بوجہ

Marfat.com

مفعول مطلق ہونے کے منصوب ہے) أولٰئک یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ؛ خبر ثانی ہے.

ومن یکفر بہ؛ جملہ شرط. فأولٰئک ھم الخسرون، جوابِ شرط. شرط وجواب شرط کے دونوں جملے مل کر ایک جملہ شرطیہ ہوا.

۱۶ ـ جمع مکسر

جمع بناتے وقت مفرد میں تبدیلی واقع ہو تو جموع التکسیر ہے؛ جیسے: کِتَابٌ سے کُتُبٌ، رَجُلٌ سے رِجَالٌ. جو کہ بیشتر سماعی ہے. جس کے اوزان بہت ہیں؛ جن کا کوئی خاص قاعدہ کلیہ نہیں. جن کی پہچان کا انحصار اہل لغت سے سماعت وتحریر یا کتبِ لغت پر ہے.

جمع قلت اور جمع کثرت:

قلت پر دلالت کے لئے جمع مکسر کے مشہور اوزان چار ہیں:

۱۔ أَفْعُلٌ؛ جیسے: أَنْفُسٌ ۲۔ أَفْعِلَةٌ؛ جیسے: أَجْنِحَةٌ

۳۔ أَفْعَالٌ؛ جیسے: أَحْمَالٌ ۴۔ فِعْلَةٌ؛ جیسے: صِبْیَةٌ.

ان چار کے علاوہ جو جمع مکسر کے أوزان ہیں وہ کثرت پر دلالت کرتے ہیں؛ جیسے: نُفُوْسٌ، رُغْفَانٌ، صِبْیَانٌ، سُفُنٌ، فَوَائِدُ.

جمع الجمع:

کبھی کثرت میں مبالغہ کے لئے جمع کی جمع لاتے ہیں؛ جیسے: أَیْدِیُ سے أَیَادِیُ جو یَدٌ کی جمع ہے. أَظْفَارٌ سے أَظَافِیْرُ جس کا واحد ظُفُرٌ ہے. سَادَۃٌ سے سَادَاتٌ جو سَیِّدٌ کی جمع ہے. جمع الجمع ہی کو منتھی الجموع کہتے ہیں.

صیغہ منتہی الجموع:

اگر مفرد کی جمع تکسیر کثرت پر دلالت کرے اور ألف کے بعد دو متحرک حرف ہوں یا تین کا درمیانہ ساکن ہو تو اسے صیغة منتھی الجموع سے تعبیر کرتے ہیں؛ جیسے: مَدَارِسُ و مَفَاتِیْحُ، خَوَاتِمُ، نَوَاقِیْسُ، جَدَاوِلُ، عَصَافِیْرُ، أَکَابِرُ، أَحَادِیْثُ، قَبَائِلُ؛ جن کا واحد بالترتیب: مَدْرَسَةٌ، مِفْتَاحٌ، خَاتَمٌ، نَاقُوْسٌ، جَدْوَلٌ، عُصْفُوْرٌ، أَکْبَرُ، حَدِیْثٌ اور قَبِیْلَةٌ ہے یہ منتہی الجموع کے الفاظ تو نہیں؛ کیونکہ یہ مفرد کی جموع ہیں نہ کہ جمع کی؛ مگر چونکہ یہ اسی کے وزن

Marfat.com

پر ہیں اندریں صورت انہیں منتہی الجموع کی رعایت دیتے ہوئے صیغہ منتہی الجموع کا نام دے دیا گیا ہے۔

اسم الجمع:

ایسا اسم جو معنًی جمع ہو اور لفظاً مفرد ہو اسم الجمع کہلاتا ہے؛ جیسے: شَعْبٌ، قَوْمٌ، خَيْلٌ، رَكْبٌ. جس کی اسماءِ مفردہ کی طرح جمع بھی آتی ہے؛ جیسے: شُعُوبٌ، خُيُولٌ.

شبہ الجمع:

ہر ایسی جمع جس کے واحد و جمع میں صرف تاء مربوطہ یا یاء نسبت سے فرق کیا گیا ہو شبہ الجمع کہلاتی ہے؛ جیسے: شَجَرَةٌ کی جمع شَجَرٌ، حَمَامَةٌ کی حَمَامٌ، تُفَّاحَةٌ کی تُفَّاحٌ اور عَرَبٌ کا واحد عَرَبِيٌّ، رُومٌ کا رُومِيٌّ اور تُرْكٌ کا تُرْكِيٌّ ہے۔

ملاحظہ:

بعض کی جمع ایک سے زائد آتی ہے اور معنٰی سب کے ایک ہوتے ہیں؛ جیسے: سَفِينَةٌ: سُفُنٌ، سَفَائِنُ، سَفِينٌ. أَسَدٌ: أُسُدٌ، أُسْدٌ، أُسُودٌ، آسَادٌ، آسُدٌ. شَيْخٌ: شُيُوخٌ، أَشْيَاخٌ، شِيْخَةٌ، شِيَخَةٌ، شِيْخَانٌ، مَشْيَخَةٌ، مَشْيُخَةٌ.

کبھی تغیر جمع سے معنٰی میں تغیر آجاتا ہے: جیسے شَاهِدٌ بمعنٰی بَيِّنَةٌ ہو تو جمع شَوَاهِدُ آتی ہے، اگر بمعنٰی نَاظِرٌ ہو تو جمع شُهُودٌ ہے. دَلِيلٌ بمعنٰی بَيِّنَةٌ ہو تو جمع أَدِلَّةٌ اور اگر بمعنٰی هَادِيٌّ ہو تو جمع أَدِلَّاءُ ہے. عَيْنٌ بمعنٰی اَلْبَاصِرَةُ ہو تو جمع عُيُونٌ اور بمعنٰی اَلْوَجِيهُ ہو تو جمع أَعْيَانٌ ہے۔

جیسا کہ اردو میں واقع کا معنٰی (situated) اور واقعہ کا معنٰی (incident) ہے۔

۱۷۔ منع صرف

اسماءِ معربہ میں سے ایک وہ ہیں جن کا آخر ہر طرح کی حرکت قبول کرتا ہے جنہیں اسماءِ منصرفہ یعنی منوّنہ کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جو تنوین قبول نہیں کرتے اور عمومی حالت میں مکسور بھی نہیں ہوتے، جنہیں ممنوع من الصرف یعنی ممنوع من التنوین کہتے ہیں۔

پس ہر وہ اسمِ معرب غیر منصرف ہے جس کے آخر میں تنوین نہیں آتی۔ یہ مجرور بالفتحہ ہوتا ہے نہ کہ بالکسرہ۔

Marfat.com

غیر منصرف یا تو علم ہوتا ہے یا صفت؛ یا اس کے آخر میں تانیث کا الف مقصورہ یا ممدودہ؛ یا جمع کا الف ممدودہ؛ یا یہ جمع تکسیر میں سے صیغہ منتہی الجموع ہوتا ہے۔ جن کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ العلم الممنوع من الصرف

علم کے غیر منصرف ہونے کی شرائط یہ ہیں:

ا۔ علم مؤنث ہو: یہ تانیث خواہ لفظی ہو یا معنوی یا بیک وقت دونوں ہوں؛

جیسے: مُعَاوِيَةُ، مُوسٰى، مَرْيَمُ، سَعَادُ، فَاطِمَةُ، لَيْلٰى، نَجْلَاءُ۔

ب۔ علم اعجمی ہو اور تین سے زائد حروف ہوں؛ مثل: إِبْرَاهِيمُ، نَابِلْيُونَ (Napoleon)، دِمَشْقُ۔ یا:

ج۔ علم کا وزن فعل والا ہو یعنی وضع میں مشابہ بالفعل ہو؛ جیسے: يَزِيدُ، تَغْلِبُ، أَحْمَدُ۔

د۔ الف نون زائدتان ہوں؛ جیسے: عُمَّانُ، سُلَيْمَانُ، رَمَضَانُ، زَيْدَانُ۔ جس کا معیار ثلاثی مجرد ہے۔ یا:

ہ۔ علم ترکیبِ مزجی پر ہو؛ جیسے: بَيْتَ لَحْمُ، بَعْلَبَكُّ، مَعْدِيكَرِبُ، نِيُويُورْكُ۔

اگر پہلے جزء کا آخری حرف صحیح ہو تو یہ مبنی علی الفتح ہے اور معتل کی صورت میں مبنی بر سکون ہے۔ جبکہ جزء ثانی معرب ممنوع من الصرف ہے؛ جیسے: هٰذِهٖ بَيْتَ لَحْمُ، زُرْتُ بَيْتَ لَحْمَ، سَكَنْتُ فِيْ بَيْتَ لَحْمِ۔ یا:

و۔ جب فُعَلُ کے وزن پر ہو؛ جیسے: عُمَرُ، زُحَلُ، مُضَرُ، قُزَحُ۔

ملاحظات:

علم عربی ہو، مؤنث ثلاثی ساکن الوسط ہو تو اس کا منصرف ہونا بھی روا ہے؛ جیسے: هِنْدٌ، مِصْرٌ. جبکہ عجمی ایسا نہیں ہے؛ جیسے: حِمْصُ، بَلْخُ۔

عجمی مذکر ثلاثی ساکن الوسط صرف منصرف ہے نہ کہ غیر منصرف؛ جیسے: نُوحٌ، لُوطٌ۔

عجمی کا لاحقہ ویہ ہو تو مبنی علی الکسر ہے؛ جیسے: سِيبَوَيْهِ، بَرْزَوَيْهِ، نِفْطَوَيْهِ۔

۲۔ الصفة الممنوعة من الصرف

اسمِ صفت کے غیر منصرف ہونے کی شرائط یوں ہیں:

Marfat.com

ا۔ جب صفت فَعْلَانُ کے وزن پر ہو اور مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر ہو۔ یا پھر:

ب۔ أَفْعَلُ کے وزن پر ہو اور مؤنث فَعْلَاءُ یا فُعْلٰی کے وزن پر آئے؛ جیسے: أَحْمَرُ اور حَمْرَاءُ، أَعْرَجُ اور عَرْجَاءُ، أَكْبَرُ اور كُبْرىٰ؛ افضلُ اور فُضْلٰی۔ یا:

ج۔ أُحَادُ، مَوْحَدُ، مَثْنٰى، ثُلَاثُ، رُبَاعُ، خُمَاسُ، سُدَاسُ، أُخَرُ (جمع أُخْرٰى) جُمَعُ (جمع جَمْعَاءُ) کے کلمات میں سے کوئی ہو۔

ملاحظہ:

عُرْيَانٌ منصرف ہے؛ کیونکہ اس کا فا کلمہ مضموم ہے؛ جس کی مؤنث عُرْيَانَةٌ ہے۔ اسی طرح نَدْمَانٌ بھی منصرف ہے کہ اس کی مؤنث نَدْمَانَةٌ ہے۔

۳۔ الاسم المختوم بألف التّانيث الزّائدة

ہر ایسا اسم جو تانیث کے ألف ممدودہ و مقصورہ زائدہ پر ختم ہو یا جمع کا ألف ممدودہ ہو غیر منصرف ہے؛ جیسے: بَيْضَاءُ، صَحْرَاءُ، عَذْرَاءُ؛ صُغْرٰى، حُبْلٰى، مَرْضٰى، عُلْيَا، دُنْيَا؛ أَطِبَّاءُ، حُكَمَاءُ.

اگر ألف ممدودہ کا ھمزۃ زائدہ کی بجائے اصلی ہو یا حرفِ علت سے مقلوبہ ہو تو ایسا اسم منصرف ہے؛ کیونکہ یہ ألف وھمزۃ تانیث کا نہیں؛ جیسے: سماء، دواء، ھواء، غناء، بکاء، نساء، أسماء، أعضاء، أجزاء، استفتاء؛ جبکہ أَشْيَاءُ کا غیر منصرف ہونا شاذّ ہے۔

۴۔ صیغة منتهى الجموع

صیغہ منتہی الجموع غیر منصرف ہے؛ جیسے: مَسَاجِدُ، جَوَامِعُ، أَصَابِعُ، أَقَاوِيلُ، حَوَانِيتُ، شَبَابِيكُ.

اگر صیغہ منتہی الجموع سے تا مربوطہ لاحق ہو تو منصرف ہے؛ جیسے: جَبَابِرَةٌ، صَيَاقِلَةٌ، صَيَادِلَةٌ، قَرَامِطَةٌ. جرّ الممنوع من الصرف بالكسر:

غیر منصرف مجرور بالکسر ہوتا ہے اگر:

ا۔ معرف باللام آئے؛ جیسے: اِسْتَمِعْ نُصْحَ الْحُكَمَاءِ. تَحَدَّثْنَا فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْمَسَائِلِ.

ب۔ مضاف ہو؛ جیسے: عِلْمُ الطِّبِّ مِنْ أَنْفَعِ الْعُلُومِ. بَحَثْتُ عَنْ مَفَاتِيحِ الصُّفُوفِ.

ملاحظة: شعراء اس قید سے مبراء ہیں کہ وہ غیر منصرف کو رعایت دیں؛ متنبّی اپنے

Marfat.com

لباس پر درختوں سے جھانکنے والی دھوپ کو دیناروں سے تشبیہ دیتے ہوئے گویا ہے:

وَأَلْقَى الشَّرْقُ مِنْهَا فِي ثِيَابِي
دَنَانِيْرًا تَفِرُّ مِنَ الْبَنَانِ

۱۸۔ بعض مبہم الفاظ کی تشریح وتوضیح

۱۔ أَهْلاً: جیسے: أَهْلاً وَ سَهْلاً وَ مَرْحَباً۔ جس کی تقدیر: نَزَلْتَ أَهْلاً وَ وَطِئْتَ سَهْلاً وَ أَرْحَبُ مَرْحَباً۔ ہے.

۲۔ بَيْدَ: غَيْرَ کے معنی میں منصوب اسم ہے؛ جو نہ مرفوع ہو نہ مجرور. اس کا مصدر مؤول کی طرف مضاف ہونا لازم ہے. استثناء منقطع کا فائدہ دیتا ہے؛ جس کے بعد کوئی مستثنی نہیں ہوتا؛ جیسے: هُوَ كَثِيْرُ الْمَالِ بَيْدَ أَنَّهُ بَخِيْلٌ. جیسے کہ:

عَمْداً فَعَلْتُ ذَاكَ بَيْدَ أَنِّي
اَخَالُ اِنْ هَلَكْتُ لَمْ تَرِنِّي

کبھی یہ مِنْ أَجْلِ کے معنی میں ہوتا ہے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان ہے: أَنَا أَفْصَحُ مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ بَيْدَ أَنِّي مِنْ قُرَيْشٍ ؛ وَ اسْتُرْضِعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ.

۳۔ تَبّاً: بددعاء ہے؛ جیسے: تَبّاً لِلظَّالِمِ. اپنے فعل کی نیابت میں مصدر ہے.

۴۔ حَمْداً: اپنے فعل کا جو وجوباً محذوف ہے مفعول مطلق ہے؛ جیسے: حَمْداً وَ شُكْرًا لَا كُفْراً. جس کی تقدیر: أَحْمَدُ اللّٰهَ شُكْراً وَ لَا أَكْفُرُ بِهِ كُفْراً. ہے.

۵۔ سُبْحَانَ: اپنے فعل کی نیابت میں اسم مصدر ہے. جو ہمیشہ منصوب اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے؛ جیسے: سُبْحَانَ اللّٰهِ. اللّٰه کی ذات ہر طرح کے نقص وعیب سے پاک ہے. خلاف قیاس تعجب کے لئے بھی مستعمل ہے.

۶۔ ظَنّاً: فِي ظَنِّي کے معنی میں ہے؛ جیسے: ظَنًّا مِنِّي أَنَّكَ مُخْلِصٌ؛ أَيْ: فِي ظَنِّي.

۷۔ عِمْ: سلام ودعاء کے لئے ہے؛ جیسے: عِمْ صَبَاحاً؛ جس کی اصل أَنْعِمْ ہے اور

Marfat.com

صباحا ظرفِ زماں منصوب ہے۔

۸ ۔ غَالِباً: اصل میں فِي الْغَالِبِ ہے؛ نزعِ خافض کے بعد منصوب ہو کر رہ گیا ہے؛ جیسے: غَالِباً مَا يَأْتِي زَيْدٌ فِي الْمَسَاءِ. يَزُورُنَا زَيْدٌ فِي الْمَسَاءِ غَالِبًا.

۹ ۔ لَا بُدَّ: اس کے معنی ضروری ہے؛ اس کے بغیر چارہ نہیں کے ہیں؛ جیسے: لَا بُدَّ أَنَّ أَخَاكَ مُسَافِرٌ؛ أَوْ: لَا بُدَّ أَنْ يُسَافِرَ أَخُوكَ؛ أَيْ: لَا بُدَّ مِنْ سَفَرِهِ. لا نافیہ جنس کا ہے؛ بُدَّ مبنی بر فتح محلِ نصب میں اس کا اسم ہے اور مصدرِ مؤول محلِ جر میں لا کی خبر ہے. لَا شَكَّ، لَا رَيْبَ، لَا جَرَمَ، لَا مَحَالَةَ اور لَا غَرْوَ بھی اسی قبیل سے ہیں. خبر اسمِ ظاہر ہو تو اس حرفِ جر کا مذکور ہونا واجب ہے جو مصدرِ مؤول کی صورت میں محذوف ہے؛ جیسے: لَا بُدَّ مِنَ الْعَمَلِ الْجَادِّ؛ أَوْ: مِنْ عَمَلٍ جَادٍّ.

۱۰ ۔ مَعَاذَ اللّٰهِ: مصدر منصوب؛ صرف مضاف آتا ہے جو کہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے بمعنی: عِيَاذًا بِاللّٰهِ وَاسْتِعَاذَةً بِهِ.

۱۱ ۔ نَاهِيكَ: حَسْبُكَ یا كَافِيكَ کے معنی میں نہی سے اسمِ فاعل ہے؛ جس کا اعراب حسبِ موقع ہوتا ہے؛ اس کے بعد والے فاعل پر اکثر با زائدہ ہوتا ہے؛ جیسے: نَاهِيكَ بِالْعِلْمِ مُرْشِدًا. جس میں مرشدا تمیز ہے.

۱۲ ۔ وَجْهًا لِوَجْهٍ: آمنے سامنے کے معنی میں حال جامدہ ہے؛ جیسے: كَلَّمْتُهُ وَجْهاً لِوَجْهٍ.

۱۳ ۔ الْجَمَّاءَ الْغَفِيرَ: مجتمعین کے معنی میں حال ہے؛ جیسے: مَرَرْتُ بِهِمُ الْجَمَّاءَ الْغَفِيرَ؛ أي: مجتمعين. جس کے حرفِ تعریف کی تاویل زیادت سے کی گئی ہے؛ کیونکہ تنکیر حال کی شرائط میں سے ہے.

۱۴ ۔ فَصَاعِدًا: اس کے معنی کچھ اوپر؛ بڑھ کر کے ہیں؛ جیسے: أَخَذْتُهُ بِدِرْهَمٍ فَصَاعِدًا. جو کہ حال ہے. جس پر فا تزئین کی ہے؛ جو اصل میں عامل مضمر پر داخل ہوئی ہے؛ جس کی تقدیر: أَخَذْتُهُ بِدِرْهَمٍ فَذَهَبَ الثَّمَنُ صَاعِدًا؛ ہے.

۱۵ ۔ فُرَادَىٰ: ایک ایک کر کے؛ منفردین کے معنی میں حال ہے؛ جیسے: حَضَرَ الضُّيُوفُ فُرَادَىٰ.

☆☆☆☆☆

Marfat.com

۱۹ ۔ ملے جلے کلمات وکلام

۱ ۔ اَللُّغَةُ الْعَرَبِيَّةُ هِيَ مُرْضِعَةُ الْأُمَّةِ الْمُسْلِمَةِ ؛ مَنْ رَغِبَ عَنْهَا مَاتَ ۔ عربی زباں امتِ مسلمہ کی دودھ پلانے والی ماں ہے؛ جس نے بھی اس سے منہ موڑا اسے اپنی موت آپ مرنا پڑا ۔ ۲ ۔ اَللُّغَةُ مَسْمُوعَةٌ ؛ لَيْسَتْ بِمَصْنُوعَةٍ ۔ زبان کا تعلق سماعت سے ہے نہ کہ قیاس سے ۔ ۳ ۔ ظَلَّ الْمَرْءُ يَوْمًا وَمَا زَادَ عِلْمًا فَفَقَدَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مِنْ عُمْرِهٖ ۔ اگر کسی نے کوئی دن یوں بتایا کہ اس دن اس کے علم میں اضافہ نہ ہوا تو گویا وہ دن اس کی زندگی میں آیا ہی نہیں ۔ ۴ ۔ دَرَجَاتُ الْعِلْمِ خَمْسَةٌ : أَوَّلُ الْعِلْمِ الصَّمْتُ؛ وَالثَّانِيُ الِاسْتِمَاعُ ؛ وَالثَّالِثُ الْحِفْظُ؛ وَالرَّابِعُ الْعَمَلُ ؛ وَ الْخَامِسُ نَشْرُهٗ ۔ علم کے پانچ مراحل ہیں: پہلا مرحلہ چپ رہنا؛ دوسرا سننا؛ تیسرا یاد کرنا؛ چوتھا عمل کرنا؛ پانچواں اسے پھیلانا ۔ ۵ ۔ أَغْنَى الْغِنَى الْعَقْلُ؛ وَأَكْبَرُ الْفَقْرِ الْحُمْقُ؛ وَأَوْحَشُ الْوَحْشَةِ الْعُجْبُ؛ وَأَكْرَمُ الْحَسَبِ حُسْنُ الْخُلُقِ ۔ بہترین تونگری عقل ہے؛ بدترین افلاس کم عقل ہونا ہے؛ بدترین وحشت خود پر اترانا ہے؛ بہترین حسب ونسب اچھے اخلاق کا مالک ہونا ہے ۔ ۶ ۔ كَيْفَ يُمْكِنُ أَنْ نَجِدَ الْجَوْهَرَ وَ لَيْسَ مَعَهُ الْحَجَرُ؛ بِرَغْمِ أَنَّهٗ مِنْ جِنْسِهَا ۔ یہ کیسے ممکن ہے ہم ایک ہیرا ایسا تلاش کرلیں کہ یہ عام پتھر سے آلودہ نہ ہو؛ کیونکہ دونوں کی جنس ایک ہے ۔ ۷ ۔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِهٖ ۔ پختہ علم والوں کا یہی کہنا ہے کہ ہمارا ان (آیاتِ متشابہات) پر بھی ایمان ہے ۔ ۸ ۔ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ ؛ فَإِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى؛ وَيَنْطِقُ بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى ۔ مومن کی دوراندیشی سے ڈرو؛ یہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور سے دیکھتا اور اسی کی توفیق سے بولتا ہے ۔ ۹ ۔ اِتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا ۔ (روزِ محشر رسول ﷺ اپنے رب سے فریادی ہوں گے) انھوں نے اس قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا ۔ ۱۰ ۔ وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۔ باہمی تفاوت اور فضیلت کو ملحوظ رکھو ۔ ۱۱ ۔ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَ لٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۔ آنکھیں نہیں اندھی ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں ۔ ۱۲ ۔ أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ۔ کیا آپ نے اسے دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے ۔ ۱۳ ۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ ۔ اللہ کے مقابلے میں

Marfat.com

کسی کی نہیں مانی جائے گی ۔ ۱۴ ۔ اَلْحِکْمَةُ هُوَ بَطْنُ النَّصِّ ۔ حکمت الفاظ سے ہٹ کر کلام الٰہی کے مضمرات کا نام ہے ۔ ۱۵ ۔ لَا تَکُنْ رَطْبًا فَتُعْصَرَ؛ وَ لَا یَابِسًا فَتُکْسَرَ ۔ نہ اتنے تر یا میٹھے بنو کہ نچوڑ یا نگل لئے جاؤ؛ نہ اتنے روکھے سوکھے کہ توڑ دیے جاؤ ۔ ۱۶ ۔ کَیْفَ أَنْتَ یَا أَخِیْ فِی اللّٰهِ؟ أَنَا بِخَیْرٍ؛ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمَامًا؛ یَا أَخِیْ فِی الدِّیْنِ ۔ ۱۷ ۔ اُنْقُلْ تَحِیَّاتِیْ إِلٰی وَالِدِکَ ۔ اپنے والد گرامی کو میرا سلام پیش کیجیے ۔ ۱۸ ۔ یَا لَکَ مِنْ مَحْظُوْظٍ! تم کتنے نیک بخت ہو ۔ ۱۹ ۔ وَ لَمْ تَکُنْ شَخْصِیَّتِیْ هٰکَذَا ۔ میں ایسا تو نہ تھا ۔ ۲۰ ۔ هُوَ شَخْصٌ رَائِعٌ وَرَجُلٌ لَطِیْفٌ ۔ وہ شاندار پیارا آدمی ہے ۔ ۲۱ ۔ اِسْمَحْ لِیْ بِالْقَلَمِ ۔ ذرا قلم دیجیے: عَلَی الرَّحْبِ وَالسَّعَةِ ۔ بڑے شوق سے ۔ ۲۲ ۔ شُکْرًا لِانْضِمَامِکُمْ إِلَیْنَا؛ سَیَکُوْنُ هٰذَا عَظِیْمًا ۔ ہم میں شامل ہونے کا شکریہ؛ اب مزہ آئے گا ۔ ۲۳ ۔ لَنْ أُشَارِکَ فِیْ خُطَّتِکَ ۔ میں آپ کے منصوبے میں ساتھ نہیں ہوں گا ۔ ۲۴ ۔ هِیَ سَیْطَرَتْ عَلٰی دِمَاغِکَ ۔ وہ تمھارے ذہن پر سوار ہو گئی ہے ۔ ۲۵ ۔ أَوْقِفِ الْعَرَبَةَ ؛ کَمْ وَقْتًا تَقُوْدُهَا؟ اِنْتَظِرْ هُنَا عِدَّةَ ثَوَانِیْ؛ رَجَاءً تَمَهَّلْ ۔ گاڑی روک ؛تو اسے کب سے چلا رہا ہے ؛یہاں چند سیکنڈ انتظار کر؛ مہربانی کر کے آہستہ چلا ۔ ۲۶ ۔ دَعْنِیْ أَطْرَحُ عَلَیْکَ سُؤَالًا ؛ عُدْنَا لِنَأْخُذَ مِنْکَ مَعْلُوْمَاتٍ إِضَافِیَّةً ۔ مجھے سوال کی اجازت دو؛ واپس آؤ ہمیں کچھ مزید معلومات تم سے لینی ہیں ۔ ۲۷ ۔ جَرَتْ مُشَاجَرَاتٌ بَیْنَهُمَا حَسْبَ رِوَایَتِهِمَا ۔ حسب روایت ان میں پھر جھگڑا ہو گیا ہے ۔ ۲۸ ۔ کَانَ الطَّقْسُ حَارًّا فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ ۔ تب موسم گرم تھا ۔ ۲۹ ۔ لَیْسَ الْمَکَانُ مُلَائِمًا لِهٰذَا ۔ یہ جگہ مناسب نہیں ۔ ۳۰ ۔ اَلْمَکَانُ آمِنٌ تَمَامًا ۔ بڑی محفوظ جگہ ہے ۔ ۳۱ ۔ سَیَکُوْنُ ذٰلِکَ لَطِیْفًا ۔ بڑا مزہ آئے گا ۔ ۳۲ ۔ لَقَدْ فَاجَأْتَنِیْ وَلَمْ أَتَوَقَّعْ مَجِیْئَتَکَ ۔ آپ تو اچانک پہنچ گئے؛ مجھے امید نہ تھی کہ تم آؤ گے ۔ ۳۳ ۔ یَا لَهَا مِنْ مَأْسَاةٍ! ہائے اس پر افسوس ۔ ۳۴ ۔ أَظُنُّکَ بَارِعًا لِلْغَایَةِ ؛ أَتَفْعَلُ هٰذَا بِاسْتِمْرَارٍ ۔ بڑے ماہر لگتے ہو؛ کیا تم یہ پابندی سے کرتے ہو ۔ ۳۵ ۔ أَنْتَ مُعْجَبٌ بِهَا؛ نَعَمْ: أَنَا مُوْلَعٌ بِهَا ۔ آپ تو اس پر لٹو ہو رہے ہو؛ ہاں! مجھے اس سے عشق ہو گیا ہے ۔ ۳۶ ۔ لَمْ أَذُقْ طَعْمَ النَّوْمِ مُنْذُ سَنَوَاتٍ ۔ کئی سال سے آنکھ ہی نہیں لگی ۔ ۳۷ ۔ أَیُّهَا الضِّفْدَعُ الْبَشِعُ! لَا تُزْعِجْنِیْ؛ أَنْتَ أَفْسَدْتَ بَذْلَتِیْ ۔ اوئے گندے ڈڈو! مجھے تنگ نہ کر؛ تو نے میرے کپڑے خراب کر دیے

Marfat.com

ہیں ۔ ۳۸۔ أَحْضَرْنَاهَا مِنْ كُلِّ أَنْحَاءِ الْعَالَمِ۔ ہم انھیں نگری نگری سے ڈھونڈ کر لائے ہیں۔ ۳۹۔ أَنَا لَسْتُ مِنْ مُسْتَوَاكَ۔ میرا تمھارا کیا جوڑ ۔ ۴۰۔ عَلَيْكَ تَحْقِيقُ رَغْبَاتِكَ۔ اپنی حسرتیں نکال لو۔ ۴۱۔ أَوَدُّ أَنْ أُذَكِّرَكَ بِوَعْدِكَ۔ میں تمھیں تمھارا وعدہ یاد دلانا چاہتا ہوں ۔ تَكَادُ السَّمَاءُ تَمْطُرُ. بارش ہونے کو ہے. ۴۲۔ أَنْتِ تَعْنِينَ لِيَ الْكَثِيرَ۔ تم میرے لیے بہت اہم ہو۔ ۴۳۔ أَنَا وَأُمُّكَ فَخُورَانِ بِكَ۔ ہمیں تم پر ناز ہے ۔ ۴۴۔ هٰذَا أَسْوَأُ؛ عُدْ إِلَيَّ؛ رُبَّمَا أَنْتَ مُحِقٌّ ۔ برا ہوا؛ واپس آجاؤ ؛ شاید آپ ٹھیک کہتے ہیں ۔ ۴۵۔ مَرْحَبًا ؛ وَصَلْتُمْ إِلَيَّ ؛ تَحِيَّةً يَا صَدِيقِي ؛ قَلَّمَا يَزُورُنَا أَحَدٌ ؛ يَجِبُ أَنْ تَبْقَى هُنَا مَعَنَا ۔ جی آیاں نوں! آپ ہمارے پاس آہی گئے؛ سلام میرے دوست ؛ ہم تو ترس گئے ہیں کہ کوئی آئے ؛ اب تم یہیں رہو گے ۔ ۴۶۔ قَدْ يَسْتَغْرِقُ الْأَمْرُ أَسَابِيعَ۔ اس میں ہفتوں لگیں گے ۔ ۴۷۔ نَحْتَاجُ إِلَى الْوَقُودِ ؛ أَنَا فِي وَرْطَةٍ۔ ہمیں ایندھن چاہیے؛ مجھے پریشانی لاحق ہے ۔ ۴۸۔ تَابِعًا فِي الطَّرِيقِ۔ اسی راہ چلو ۔ ۴۹۔ لَقَدْ عُدْنَا لِلتَّوِّ مِنَ الْمَنْزِلِ۔ ہم ابھی گھر سے پلٹے ہیں ۔ ۵۰۔ هَلْ مِنْ خِدْمَةٍ ؟ مَا مِنْ شَيْءٍ لَأَقُولَهُ ؛ تَابِعِي عَمَلَكِ؛ غَادِرِي هٰذَا الْمَكَانَ بِفَضْلِكِ۔ کوئی خدمت؟ کچھ نہیں؛ اپنے کام سے کام رکھو؛ یہاں سے جائیں مہربانی کر کے ۔ ۵۱۔ أَعْذَبُ الشِّعْرِ أَكْذَبُهُ۔ جتنا جھوٹ شعر اتنا مزے کا۔ ۵۲۔ قَالَ ابْنُ الْمُقَفَّعِ : كَرِهْتُ أَنْ أَبِيتَ عَلَى غَيْرِ دِيْنٍ۔ ابن مقفع نے کہا: مجھے یہ پسند نہیں کہ رات یوں بسر کروں کہ میرا کوئی دین مذہب نہ ہو۔ ۵۳۔ بُدِئَتِ الْكِتَابَةُ بِعَبْدِ الْحَمِيدِ وَ خُتِمَتْ بِابْنِ الْعَمِيدِ۔ مضمون نگاری عبدالحمید سے شروع کی گئی اور ابن العمید پر ختم کی گئی ۔ ۵۴۔ وَ كَالُوْا لِلْعَرَبِ مِنَ الْحَقَارَةِ وَالْمَهَانَةِ صَاعًا بِصَاعٍ۔ انہوں (خراسانی کے ساتھی ایرانیوں) نے بھی اپنی بے عزتی کے عربوں سے گن گن کر بدلے لیے ۔ ۵۵۔ اَلْجَمْعُ بَيْنَ حُسْنِ النَّظْمِ وَحُسْنِ النَّثْرِ قَلَّمَا يَتَّفِقُ لِأَحَدٍ۔ ایسا کم ہی ہوا ہے کہ نظم و نثر دونوں کی خوبیاں کسی فردِ واحد میں بدرجہ اتم جمع ہو گئیں ہو۔ ۵۶۔ هٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا۔ ہمارا ہی سامان تجارت واپس ہمیں بیچ دیا گیا ہے ۔ الٹے بانس بریلی کو۔ ایک عربی عالم نے جب ایک عرب کی کتاب کا چربہ دیکھا تو اس کی زبان پر یہ قرآنی الفاظ جاری ہوئے ۔ ۵۷۔ جَزَاءً وِّفَاقًا۔ جیسے کو تیسا۔ Tit for tat ۔ ۵۸۔ كَانَ شِعْرُ الْمُتَنَبِّي فِي كُلِّ عَصْرٍ مِدَادًا

Marfat.com

لِکُلِّ کَاتِبٍ وَمَثَلًا لِکُلِّ خَاطِبٍ۔ متنبی کے اشعار ہر دور کے ہر کاتب کے لئے سیاہی اور خطیب کے لئے ضرب المثل کا کام کرتے رہے ہیں ۔ ۵۹ ۔ لَوْلَا نَعْرَةُ التُّرْکِ وَعَصَبِیَّةُ الْفُرْسِ لَکَانَتْ لُغَةُ الْمُسْلِمِیْنَ کَافَّةً۔ ترکوں کا تکبر اور ایرانیوں کا تعصب آڑے نہ آتا تو دنیا کے ہر مسلمان کی زبان عربی ہوتی ۔ ۶۰ ۔ مَنْ یَتَحَمَّلُ الْمَسْئُوْلِیَّةَ ؟ کون ذمہ اٹھاتا ہے؟ ۶۱۔ مَا مَعْنٰی هٰذَا الْهُجُوْمُ ؟ بھیڑ کیوں لگی ہوئی ہے؟ ۶۲۔ هٰکَذَا بَدَأَتِ الْقِصَّةُ۔ کہانی یوں شروع ہوئی ۔ ۶۳ ۔ بَلْ نَسْتَجِیْبُ لَهَا بِحَمَاسٍ فِی الْمَرَّهِ الْمُقْبِلَةِ ؛ لَنْ نَهْدُرَ الْوَقْتَ۔ آئندہ ہم بغیر وقت ضائع کیے اس کا جواں مردی سے جواب دیں گے ۔ ۶۴ ۔ أَنْتَ بِحَاجَةٍ اِلٰی دِمَاغٍ۔ تجھے عقل چاہیے ۔ ۶۵ ۔ وَلَکَ مَا تُرِیْدُ۔ جو چاہو لے لو ۔ ۶۶ ۔ جَعَلُوْهَا تَصْطَدِمُ بِحَائِطٍ۔ دیوار سے دے مارا۔ ۶۷ ۔ أَرٰی أَنَّکَ مَا زِلْتَ مِنْ أَعْمَالِ الشَّاقَّةِ۔ مجھے پتہ ہے تمھاری محنت جاری ہے ۔ ۶۸ ۔ لَا أَنْسٰی وَجْهَا عَلَی الْاِطْلَاقِ۔ میں یہ چہرہ کیسے بھول سکتا ہوں ۔ ۶۹ ۔ رَاحَ یَتَدَحْرَجُ یَتَدَحْرَجُ کَحَجَرٍ۔ وہ پتھر کی طرح لڑھکتا ہی چلا گیا۔ ۷۰ ۔ سَأَقُوْمُ بِحِمَایَتِکَ بِقَدْرِ الْاِسْتِطَاعِ ؛ لُطْفاً مِنْکَ۔ میں مقدور بھر آپ کی پاسداری کروں گا؛ آپ کی عنایت ۔ ۷۱ ۔ حَاوِلْ أَنْ تَخْفِضَ صَوْتَکَ۔ اپنی آواز پست کرو ۔ ۷۲ ۔ حَاوَلْتُ الْاِتِّصَالَ بِکَ ؛ أَخْبِرْنِیْ فِی السِّرِّ الْآنَ۔ میں نے فون پر بات کرنا چاہی؛ اب چپکے سے بتلاؤ ۔ ۷۳ ۔ أَنْتَ الرَّجُلُ الَّذِیْ أُرِیْدُهٗ ؛ وَلَنْ تَنْدَمَ أَبَدًا۔ مجھے آپ جیسے کی ہی تلاش تھی؛ آپ کو پشیمانی نہیں ہوگی ۔ ۷۴ ۔ لَقَدْ فَهِمْتَ بِالْفِعْلِ أَیُّهَا السَّافِلُ الْقَذِرُ۔ تو صحیح سمجھا ہے گھٹیا گندے ۔ ۷۵ ۔ مَا حِکَایَةُ صَوْتِ الصَّافِرَةِ الصَّبَاحِیَّةِ؟ صبح والے سائرن کا کیا قصہ ہے ۔ ۷۶ ۔ اِبْقَ مُسْتَلْقِیًا۔ لیٹے رہو۔ ۷۷ ۔ جَمَالُکِ الْأَخَّاذُ۔ بڑی جاذب نظر ہو ۔ ۷۸ ۔ أَحْتَاجُ مَعْرُوْفاً۔ میرے ساتھ بھلائی کرو ۔ ۷۹ ۔ سَتَکُوْنُ عَلٰی نَفَقَتِکَ۔ خرچہ آپ کا ۔ ۸۰ ۔ لَقَدْ بَدَأْتَ بِاِثَارَةِ غَضَبِیْ۔ تم مجھے غصہ دلا رہے ہو۔ ۸۱ ۔ هَا هِیَ رَجُلٌ۔ یہ عورت نہیں مرد ہے ۔ ۸۲ ۔ هٰکَذَا تَقَلَّبَ الْأُمُوْرُ۔ وقت نے یوں پلٹا کھایا ۔ ۸۳ ۔ اَلْعِلْمُ فِی الصُّدُوْرِ لَیْسَ فِی السُّطُوْرِ۔ علم سینوں میں ہوتا ہے نہ کہ سند (Digry) کی سطروں میں ۔ ۸۴ ۔ أَعْطِ الْعِلْمَ کُلَّکَ یُعْطِکَ بَعْضَهٗ۔ اپنا تن من دھن علم کو دو؛ ہو سکتا ہے وہ اپنا بعض تمھیں دے دے ۔ ۸۵ ۔ اِزْدِحَامُ الْکَلَامِ سُوْءُ الْفَهْمِ۔ لمبی چوڑی بات سے

Marfat.com

سمجھ گم ہو جاتی ہے ۔ ۸۶ ۔ تَشَرَّفْتُ بِلِقَائِکَ ؛ وَ حُصُوْلُ الْمَرْءِ عَلٰی مَا يُرِيْدُهٗ أَمْرٌ جَيِّدٌ ۔ آپ سے مل کر میری عزت بڑھی ہے؛ آدمی اپنی مراد پالے کتنی اچھی بات ہے ۔ ۸۹ ۔ حَسَنًا ؛ أَيْنَمَا كُنْتَ تَعِيْشُ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَ هُنَا ؟ اچھی بات: یہاں آنے سے پہلے آپ کہاں رہ رہے تھے؟ أَنْتَ مَوْقُوْفٌ عَنِ الْعَمَلِ ۔ آپ کو کام سے روک دیا گیا ہے؛ معطل ہو گئے ہو ۔ ۹۰ ۔ يَحْتَوِي الرَّأْسُ عَلٰی أُذُنَيْنِ بَلْ عَلٰی لِسَانٍ وَاحِدٍ ۔ سر کے ساتھ کان تو دو ہیں مگر زباں ایک یعنی کم بولو زیادہ سنو ۔ ۹۱ ۔ لَا أَرْغَبُ فِيْ سَمَاعِ الْمَزِيْدِ عَنْ هٰذَا ۔ بس ؛ میں اس سے آگے نہیں سننا چاہتا ۔ ۹۲ ۔ كُنْتُ أَعْرِفُ أَنَّ هٰذَا الْيَوْمَ سَيَأْتِيْ ۔ مجھے پتہ تھا یہ دن بھی دیکھنا ہوگا ۔ ۹۳ ۔ قُمْتِ بِعَمَلٍ رَائِعٍ ؛ مَا ذَا سَتَفْعَلِيْنَ فِيْمَا بَعْدُ؟ آپ نے خوب کیا، اب کیا کروگی ۔ ۹۴ ۔ حَظًّا سَعِيْدًا ۔ نیک بختی ہے ۔ ۹۵ ۔ هٰذَا يَحْدُثُ كَثِيْرًا ۔ ایسا تو ہوتا ہے ۔ ۹۶ ۔ هَلْ مِنْ أَحَدٍ هُنَا ؟ کوئی ہے ۔ ۹۷ ۔ تَمَنَّيْتُ أَنْ أَعِيْشَ بِجَوَارِكَ ؛ أَعْرِفُ أَنِّيْ ضَعِيْفًا اِلٰی حَدٍّ كَبِيْرٍ ۔ میری تمنا تھی آپ کے ساتھ رہوں؛ مجھے اپنی کمزوریوں کا پتہ ہے ۔ ۹۸ ۔ بِأَيِّ اسْمٍ نُنَادِيْكَ إِذًا ؟ پھر ہم کس نام سے پکاریں آپ کو ۔ ۹۹ ۔ أَجَلْ أَمْ كَلَّا ؟ ہاں یا ناں .Yes or No ۔ ۱۰۰ ۔ اِنَّهٗ أَقْدَمُ صَدِيْقٍ لَدَيَّ ۔ میرا پرانا دوست ہے ۔ ۱۰۱ ۔ فِعْلاً ۔ بلاشبہ .Of course ۔ ۱۰۲ ۔ مَعَ كُلِّ الْاِحْتِرَامِ الْوَاجِبِ ۔ بڑے ادب سے .With due respect ۔ ۱۰۳ ۔ أَيْنَ كُنْتُمَا مُنْذُ مُنْتَصِفِ اللَّيْلِ ؟ تم آدھی رات سے کہاں تھے؟ ۱۰۴ ۔ لَسْتَ الْوَحِيْدُ الَّذِيْ يَعْرِفُ الْحَرَكَاتِ ۔ کرائے صرف تمہیں ہی نہیں آتے ۔ ۱۰۵ ۔ أَيُمْكِنُنِيْ اِلْقَاءُ نَظْرَةٍ ؟ هُنَاكَ الْكَثِيْرُ مِنَ الْأَخْطَاءِ ۔ مجھے دیکھنے دو؛ اس میں تو بہت اغلاط ہیں ۔ ۱۰۶ ۔ يَدُ الْعَوْنِ لِلْفَقِيْرِ ۔ غریب کی مدد کرو ۔ ۱۰۷ ۔ اِنَّهَا فِكْرَةٌ صَعْبَةٌ لِلتَّنْفِيْذِ ؛ وَلٰكِنْ هُنَاكَ مُتَّسِعٌ مِنَ الْوَقْتِ ۔ یہ قابل عمل نہیں؛ مگر وقت کافی ہے ۔ ۱۰۸ ۔ لَقَدْ أَهَنْتَ اِهَانَةً لِلْغَايَةِ ؛ فَهٰذَا هُوَ كُلُّ مَا يُهِمُّ الْأَمْرَ ۔ تم نے بڑی بے عزتی کی؛ حد کر دی ۔ ۱۰۹ ۔ بَدَا وُدُوْدًا لِلْغَايَةِ ۔ بڑا ایٹھا بننے لگا ۔ ۱۱۰ ۔ أَرِنِيْ بِطَاقَتَكَ هُوِيَّتَكَ ۔ محکمانہ کارڈ دکھاؤ ۔ ۱۱۱ ۔ يَتَحَسَّنُ أَنْ يَهْبِطَ فِيْ مَكَانٍ مَا ۔ اچھا ہو کہیں گر جائے ۔ ۱۱۲ ۔ أُخْلُدْ اِلَی النَّوْمِ ؛ طَرَدْنَاهُ مِنَ الْجَامِعَةِ ؛ ذَهَبَ لِلْجَحِيْمِ ۔ سوئے رہو؛ ہم نے اسے یونیورسٹی سے نکال دیا ہے؛ وہ تو جہنم

Marfat.com

گیا ۔ ۱۱۳ ۔ سَأُقَابِلُکَ فِیْ نَادِیْ ؛ اِنَّنِیْ مُتْعَبٌ ، اَلنُّعَاسُ یُغَالِبُنِیْ ؛ دَعْنِیْ أُخْبِرُکَ بِشَیْءٍ ؛ سَأَفْتَقِدُکَ حَقًّا ؛ ضَرَبُوْهُ بِقَسْوَةٍ ؛لَیْسَ لِهٰذِهِ الدَّرَجَةِ ؛هُوَ یَسْتَحِقُّ هٰذَا ؛ کَانَ یُمَکِّنُنَا اِصْلَاحَ الْأَمْرِ ؛لَیْسَ هُنَاکَ خَطَرٌ مُحْدِقٌ ؛ لَا دَاعِیَ لِلشَّرْحِ ؛ سَأُطَارِدُکَ فِیْ أَنْحَاءِ الْبَلْدَةِ ۔ پارٹی میں ملاقات ہوگی ؛ مجھے تھکن ہو رہی ہے نیند غالب ہے ؛ میں آپ کو کچھ بتلانا چاہتا ہوں ؛ میں یقیناً تمھیں کھو دوں گا ؛ Surely I;ll miss you ؛ انھوں نے اسے بہت مارا ہے ؛ اتنا بھی نہیں ، وہ اسی لائق تھا ؛ معاملہ سلجھ سکتا تھا ؛ وہاں ایسا بھی ڈر نہیں ؛ وضاحت کی ضرورت نہیں ؛ تمھیں کہیں دور بھیج دوں گا ۔ ۱۱۴ ۔ مَاذَا تَفْعَلُ بِحَقِّ الْجَحِیْمِ ؛هُوَ الزَّبُوْنُ ؛ حَافِظْ عَلٰی هُدُوْءِکَ ۔ تیرا ناس ہو تو کیا کر رہا ہے ؛ گاہک ہے وہ ؛ چپ رہ ۔ ۱۱۵ ۔ أَنْتِ تَبْدِیْنَ کَمَصَّاصَةِ الدِّمَاءِ فِیْ هٰذَا الزِّیِّ ؛ اِنَّنِیْ کَذٰلِکِ ؛ بِالتَّاکِیْدِ ۔ اس لباس میں تو چڑیل لگ رہی ہو ؛ ہاں ! میں چڑیل ہوں ۔ ۱۱۶ ۔ مَا الَّذِیْ تُفَکِّرُ فِیْهِ ؟سَأُتَابِعُ الْعَمَلَ ؛لَا تَفْعَلْ هٰذَا أَرْجُوْکَ ؛هَلْ هٰکَذَا الْأَفْضَلُ ؟ اِخْتَرْتَ وَشْمًا حَاصِدَ الْأَرْوَاحِ ۔ کیا سوچ رہے ہو؟ میں عمل دہراتا ہوں ؛ ایسا مت کریں مہربانی کر کے ؛ کیا یوں بہتر ہے؟ لو تمہارے ٹیٹو Tatto بن گیا ۔ ۱۱۷ ۔ اَلْآنَ أَهْتَمُّ اهْتِمَامًا شَدِیْدًا ؛ یَا لَهَا مِنْ مُفَاجَأَةٍ ! اَلصَّفُحَاتُ فَارِغَةٌ ؛ کُلُّ مَا نَفْعَلُهُ مُهِمٌّ ۔ اب میں پوری کوشش کرتا ہوں ؛ عجیب اتفاق ہے ؛ صفحے خالی ہیں ؛ جو ہم کر رہے ہیں یہ بہت کچھ ہے ۔ ۱۱۸ ۔ أَنْتُمْ مَجَّانِیْنَ فِعْلًا ۔ تم صحیح مفت خورے ہو ۔ ۱۱۹ ۔ جِلْدُکَ مُعَلَّقٌ عَلٰی عِظَامِکَ ؛ هٰذَا نِهَایَةُ عَالَمِکَ ؛ ضَعْ سِلَاحَکَ الْقَاذِفَ عَلَی الْأَرْضِ ۔ تمھاری جلد ہڈیوں پر لٹکی ہوئی ہے ؛ آج تمھاری موت آئی ہے ؛ اپنی بندوق نیچے رکھو اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے Surrender کر دو ۔ ۱۲۰ ۔ هَلْ فَقَدْتَ صَوَابَکَ ؟اَلْإِرْهَابِیُّوْنَ دَخَلُوا الْمَدِیْنَةَ مِنْ کُلِّ نَاحِیَةٍ ؛ مَاذَا یَحْدُثُ بِحَقِّ السَّمَاءِ ۔ پاگل ہو گئے ہو ؛ شہر میں ہر طرف سے دہشت گرد گھس آئے ہیں ؛ پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے ۔ ۱۲۱ ۔ لَقَدِ انْتَحَرَتْ ۔ وہ تو مرگئی ۔ ۱۲۲ ۔ مَا أَنْتِ ! کیا چیز ہے تو (تعجب کے پیرائے میں) ۱۲۳ ۔ هَلْ تُمَارِسُ اللُّعْبَةَ ؟ تمھیں کھیل آتا ہے؟ ۱۲۴ ۔ اَلشَّمْسُ سَاطِعَةٌ فِی الْخَارِجِ ۔ باہر دھوپ نکلی ہوئی ہے ۔ ۱۲۵ ۔ رَحِّبُوْا مِنْ فَضْلِکُمْ ؛ أَوَدُّ أَنْ أَسْمَعَ تَصْفِیْقًا حَارًّا ؛ هٰذَا مَا یَجْعَلُ

Marfat.com

الْيَوْمَ مُمَيَّزًا۔ اپنے مہمان کا برائے مہربانی استقبال کیجیے؛ زوردار تالیاں؛ آج کا دن تاریخ ساز
دن ثابت ہوگا ۔ ۱۲۶ ۔ مَتٰی أَصْبَحْتَ أَنِيْقًا هٰكَذَا ؟ تم اتنے اچھے کب سے ہوگئے ہو
۔ ۱۲۷ ۔ فِیْ ذٰلِکَ الْيَوْمِ الْمَطِيْرِ الْبَارِدِ أَمْكَنَنِي التَّغَلُّبَ عَلَيْهِ۔ اس دن سخت سردی
اور بارش میں میں نے اسے دبوچ لیا ۔ ۱۲۸ ۔ كَمْ يَسْتَمِرُّ هٰذَا ؟ لِمَاذَا تَظْهَرُ دَائِمًا
أَنَّکَ قَاسٍ ؟ ایسا کب تک چلے گا؟ تم سختی سے کیوں پیش آتے ہو۔ ۱۲۹ ۔ هَلْ لِیْ بِكَأْسٍ
مِنَ الْمَاءِ ؟ أَنْتِ بِغَايَةِ اللُّطْفِ ۔ پانی کا گلاس ملے گا؛ تم بہت اچھی ہو؛ You are
very courteus ۔ ۱۳۰ ۔ رَاقِبُوْنِیْ كَيْفَ أَكْتُبُ ۔ میری لکھائی پر غور کرو ۔ ۱۳۱ ۔
مِائَةٌ فِي الْمِائَةِ ۔ سو فیصد ۔ ۱۳۲ ۔ أَتَمَنّٰى لَكُمْ عِيْدًا سَعِيْدًا ؛ كُلَّ عَامٍ وَ أَنْتُمْ بِخَيْرٍ ۔
عید مبارک ۔ ۱۳۳ ۔ لَا تَكُنْ خَجُوْلًا ؛ يَجِبُ أَنْ تَتَذَوَّقَ شَيْئًا مَا ۔ شرماؤ مت؛ کچھ تو
چکھو ۔ ۱۳۴ ۔ تَمَالَکْ نَفْسَکَ ؛ أُرَافِقُکَ الرَّأْیَ فِیْ هٰذَا ۔ خود کو سنبھالو؛ مجھے تمھاری
رائے سے اتفاق ہے ۔ ۱۳۵ ۔ كَانَ يُلَاحِقُ الْجَرْسَ ۔ وہ گھنٹی کا پیچھا کر رہا تھا۔ ۱۳۶ ۔
هٰذَا الْمَمَرُّ يُوْصِلُکَ إِلَى الْحَدِيْقَةِ۔ یہ راستہ آپ کو باغیچے تک لے جائے گا ۔ ۱۳۷ ۔
هُوَ نَجْمٌ سِيْنَمَائِیٌّ ؛ طَرَحْتُ عَلَيْهِ سُؤَالًا بَسِيْطًا ۔ وہ ایکٹر ہے؛ اس سے بڑا سا سوال
پوچھا ہے ۔ ۱۳۸ ۔ عُدْ إِلٰى هُنَا وَ أَنْجِزْ وَظِيْفَتَکَ؛ عَلَیَّ الْأَقْفَالُ ۔ ادھر آکر اپنا کام
پورا کر؛ میں فون بند کر رہا ہوں ۔ ۱۳۹ ۔ مَا ذَا دَهَاکَ أَيُّهَا الْوَغْدُ ۔ غدار! تجھے جراءت کیسے
ہوئی ۔ ۱۴۰ ۔ هَلْ تَعْرِفُ كَمْ أَحْبَبْتَ الْقُدُوْمَ هُنَا ؛ كُلُّ شَیْءٍ فِیْ هٰذَا الْمَنْزِلِ
مُعَطَّلٌ؛ حَانَ وَقْتُ الْخُلُوْدِ إِلَى النَّوْمِ۔ تمھیں پتہ ہے تمہیں یہاں آنے کی کتنی آرزو تھی؛
یہاں نہ بتی ہے نہ پانی نہ گیس؛ چلو سونے کا وقت ہوگیا ہے ۔ ۱۴۱ ۔ اَلْخَلِيَّةُ هِیَ أَصْغَرُ
جُزْءٍ مِنَ الْمَادَّةِ الْحَيَّةِ۔ خلیہ مادۂ حیات کا سب سے چھوٹا جزء ہے ۔ ۱۴۲ ۔ هٰذَا هَاتِفٌ
جَوَّالٌ ؛ جَيِّدٌ لِلْغَايَةِ۔ یہ موبائل ہے ؛ اچھا بہت ہے ۔ ۱۴۳ ۔ كَسَيْفٍ مِنَ الْخَشَبِ
فِیْ غِمْدٍ مِنَ الذَّهَبِ ۔ اندر کچھ باہر کچھ۔ ۱۴۴ ۔ لَسْتُ عَلٰى حَالِیْ ۔ میں نارمل نہیں ہوں
۔ ۱۴۵ ۔ اَلْحَيَاةُ مُدَرِّسَةٌ ۔ زمانہ بہت بڑا استاد ہے ۔ ۱۴۶ ۔ أَتَظُنُّ أَنَّهُمَا مِنْ نَفْسِ
الْجَمَاعَةِ ۔ آپ کے خیال میں وہ اسی جماعت میں سے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

علم البلاغہ

Marfat.com

بلاغت

حروفِ مبانی کونکھارنے کا نام تجوید؛ لفظ سے لفظ بنانے کا نام صرف؛ الفاظ اور جملوں کو ترتیب دینے کا نام نحو؛ کلام میں ادبی چاشنی بھرنے کا نام بلاغت؛ کلام کو گانے کے لائق بنانا عروض اور ان سب کے مجموعے کا نام فصاحت ہے۔

علم البلاغة کے تین مراحل ہیں: بیاں، معانی، بدیع

علم البیان میں تشبیہ (ارکانه، اقسامه، اغراضه) اور حقیقت ومجاز (الاستعارة، الکنایة) سے بحث کی جاتی ہے۔ جس میں ایک ہی معنیٰ کو مختلف اسالیب میں ڈھالا جاتا ہے۔

علم المعانی میں خبر وانشاء، قصر، فصل و وصل اور ایجاز، اطناب، مساوات سے بحث کرتے ہیں۔

علم البدیع میں محسنات لفظی ومعنوی (الجناس، الاقتباس، السجع ۔ التورية، الطباق، المقابلة، حسن التعليل، اسلوب الحكيم) سے بحث کی جاتی ہے۔

علم بیاں کو اس فن کے متخصصین کے سپرد کرتے ہوئے ہم علم معانی کو لیتے ہیں:

علم معانی

کلّموا الناس علیٰ قدر عقولھم۔ لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق بات کرو ۔ کو ملحوظ رکھنا ہمیں علم معانی سکھاتا ہے۔ ایک ادیب اور عالم سے بات کرنی ہو تو ضرور اپنائیں ادیبانہ انداز؛ لیکن مخاطب ایک عامی ہو تو گفتگو کا عام ہونا لازم ہے۔ کِندی جیسا منطقی وفلسفی المبرّد سے کہتا ہے: یہ کیا لغویات ہیں کہ عرب ایک ہی بات میں کبھی عَبْدُ اللّٰهِ قَائِمٌ؛ کبھی اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَائِمٌ اور کبھی اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ لَقَائِمٌ؛ کہتے ہیں۔ یہ فضول اضافے کیسے؟ جس پر ابو العباس نے کہا: ''اگرچہ الفاظ ایک جیسے ہیں؛ معنیٰ مختلف ہیں؛ پہلے جملے میں اخبار عن القیام ہے؛ دوسرا سوال کے جواب میں؛ تیسرا منکر کے رد میں ہے۔'' لٰہذا غیر عرب ان دقائق تک رسائی نہیں پاتے۔

علم معانی کے اہم موضوعات یہ ہیں:

Marfat.com

خبر وانشاء

جملہ خبریہ ہو یا انشائیہ؛ اس کے دو ارکان ہوتے ہیں: محکوم علیہ اور محکوم بہ؛ پہلے کو مسند الیہ اور دوسرے کو مسند کہتے ہیں. جو اس کے علاوہ ہے وہ قید کہلاتا ہے؛ ماسوا مضاف الیہ اور صلہ کے.

خبر:

خبر مندرجہ ذیل دو میں سے کسی ایک غرض کو پورا کرنے کے لئے ہے:

ا۔ مخاطب کو اس حکم سے آگاہ کرنا جس پر جملہ دلالت کر رہا ہے؛ خبر کے اس حکم کو فائدة الخبر کہتے ہیں.

ب۔ مخاطب کو یاد کرانا کہ متکلم حکم کو پہلے سے ہی جانتا ہے؛ جسے لازم الفائدة کہتے ہیں.

القاءِ خبر کی اغراض ان کے علاوہ بھی ہوسکتی ہیں؛ جو سیاقِ کلام سے سمجھ آتی ہیں؛ مثلاً: استرحام، اظہارِ تحسر، اظہارِ ضعف، فخر اور سعی وجہد پر آمادگی.

اقسام الخبر: مخاطب/ سامع تین طرح کا ہوتا ہے؛ جس کی رعایت میں خبر بھی تین طرح کی ہے:

ا۔ الخبر الابتدائي: حکم سے خالی الذہن ہونا؛ جس میں خبر کی تاکید نہیں کی جاتی؛ جیسے: أَكُونُ أَنَا لِلرَّأْفَةِ وَ الرَّحْمَةِ.

ب۔ الخبر الطلبي: مخاطب کا حکم میں متردد ہونا اور حقائق کو جاننے کی کوشش کرنا؛ ایسے میں اس کی تسلی کے لئے خبر کو مؤکد لانا بہتر ہے؛ جیسے: قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَائِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا.

ج۔ الخبر الانکاری: خبر کا منکر ہونا؛ جس میں خبر کی تاکید واجب ہے؛ جیسے: لَتُبْلَوُنَّ فِيْ أَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ؛ جس کی تاکید میں حسبِ انکار قوت وضعف لا سکتے ہیں. یہ تاکید: اِنَّ، أَنَّ، القسم، لام الابتداء، نونا التوکید، أحرف التنبیه، الحروف الزائدة، قد اور أمّا الشرطیّة میں سے کسی ایک یا ایک سے زائد سے ہوسکتی ہے. خبر کی ان اقسام کو حسبِ تقاضۂ ظاہر کہیں گے.

Marfat.com

خبر کبھی اقتضاءِ ظاہر کے خلاف بھی ہوتی ہے؛ جیسے:

۱۔ خالی الذہن کو متردد تصور کرنا؛ اللہ رب العزت نے اپنے ارشاد: وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ؛ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ. میں نوح عَلَیْهِ السَّلَامُ کو بطور سائل متردد کے لیتے ہوئے خبر کو اِنَّ سے مؤکد فرمایا ہے۔

۲۔ مخاطب کو اس کی غفلت کے باعث بمنزلت منکر کے لینا؛ جیسے: ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ.

۳۔ کافی اور واضح دلائل کی موجودگی کے باعث انکار کو خاطر میں نہ لانا؛ جیسے: وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ؛ کا خطاب وحدانیت کے منکرین سے ہے مگر تاکید سے خالی ہے۔

انشاء:

یہ دو قسم پر ہے: طلبی اور غیر طلبی:

۱۔ طلبی: جو ایسے مطلوب کا تقاضہ کرے جو بوقتِ طلب غیر حاصل ہے؛ جیسے: خُذِ الْمَالَ.

۲۔ غیر طلبی: جو کسی مطلوب کو طلب نہیں کرتی؛ جس کے صیغ میں سے: تعجب، مدح، ذم، قسم، افعال رجاء اور عقود (بیع و شراء) ہیں؛ مگر انشاء غیر طلبی علم معانی کی بحث سے خارج ہے۔

ذیل کے جمل و اشعار کا تعلق انشاء سے ہے:

أَحِبَّ لِغَيْرِكَ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِكَ. لَا تَطْلُبْ مِنَ الْجَزَاءِ اِلَّا بِقَدْرِ مَا صَنَعْتَ. قَالَ الْجَاحِظُ: أَمَّا بَعْدُ ؛ فَنِعْمَ الْبَدِيْلُ مِنَ الزَّلَّةِ الِاعْتِذَارُ؛ وَبِئْسَ الْعِوَضُ مِنَ التَّوْبَةِ الْاِصْرَارُ.

لَعَمْرُكَ مَا بِالْعَقْلِ يُكْتَسَبُ الْغِنٰى
وَ لَا بِاكْتِسَابِ الْمَالِ يُكْتَسَبُ الْعَقْلُ
عَسٰى سَائِلٌ ذُوْ حَاجَةٍ اِنْ مَنَعْتَهٗ
مِنَ الْيَوْمِ سُؤَالًا اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ غَدٌ

Marfat.com

انشاءِ طلبی

یہ پانچ طرح ہے:

۱ ۔ امر: یہ اس وقت ہے جب افضل اپنے مفضول سے کوئی فعل طلب کرتا ہے؛ جس کے چار صیغے ہیں: فعل امر، مضارع بلام امر، اسم فعل امر اور ایسا مصدر جو فعل امر کی نیابت میں ہو.

کبھی امر کے صیغے اپنے اصلی معنیٰ سے ہٹ کر دوسرے معنیٰ: ارشاد، دعاء، التماس، تمنی، تخییر، تسویہ، تعجیز تہدید یا اباحت کے معنیٰ میں ہوتے ہیں. جس کا اندازہ سیاق سے ہوجاتا ہے.

۲ ۔ نہی: افضل کا اپنے مفضول کو کسی کام سے روکنا. اس کا صرف ایک صیغہ: مضارع پر لا ناہیہ کا دخول ہے.

نہی کا صیغہ کبھی اپنے اصلی معنیٰ سے خروج کرکے دیگر معانی دیتا ہے؛ جن کا شعور سیاق کلام اور احوال قرائن سے حاصل ہوتا ہے؛ مثلاً: دعاء، التماس، تمنی، ارشاد، توبیخ، تیئیس، تہدید اور تحقیر.

۳ ۔ استفہام: کسی غیر معلوم چیز کا پوچھنا؛ جس کے ادوات: همزة، هَلْ، مَنْ، مَا، مَتٰی، أَیَّانَ، کَیْفَ، أَیْنَ، أَنّٰی، کَمْ اور أَیٌّ ہیں. کبھی استفہامی الفاظ اپنے اصلی معنیٰ کے بجائے: نفی، انکار، تقریر، توبیخ، تعظیم، تحقیر، استبطاء، تعجب، تسویہ، تمنی یا تشویق کے لئے ہوتے ہیں.

۴ ۔ تمنی: ایسے امر محبوب کی طلب جس کے حصول کی امید نہ ہو؛ بوجہ مستحیل یا ناممکن ہونے کے. یا ممکن الحصول تو ہو مگر حصول میں دلچسپی نہ ہو. جس کے لئے لَیْتَ ہے. کبھی غرض بلاغی کے پیش نظر هَلْ، لَوْ یا لَعَلَّ بھی آتا ہے.

امر محبوب کے حصول کی امید ہو تو اس کی طلب کو ترجی کہتے ہیں؛ جس کے لئے لَعَلَّ اور عَسٰی ہیں. بلاغت کی غرض کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے لَیْتَ کا استعمال بھی عام ہے.

۵ ۔ نداء: کسی ایسے حرف کے ساتھ کسی کو بلانا جو أَدْعُوْ کا قائم مقام ہو. ادواتِ نداء آٹھ ہیں: أ، أَیْ، یَا، وَا، آیْ، أَیَا، هَیَا، آ.

هَمْزَةٌ اور أَیْ نداءِ قریب اور دوسرے بعید کے لئے ہیں. کبھی بعید کو قریب کا درجہ دے کر أ اور أَیْ سے پکارے جاتے ہیں؛ جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ منادی ذہن

Marfat.com

میں حاضر اور دل کے قریب ہے. کبھی علوِ مرتبت یا انحطاطِ منزلت اور قابل اعتناء نہ سمجھنے کی وجہ سے قریب کو بعید کا درجہ دے دیا جاتا ہے اور اسے أ یا أیْ کی بجائے کسی اور اداۃ سے پکارتے ہیں.

نداء اپنے اصلی معنٰی کے بجائے کوئی اور معنٰی بھی اپنا لیتی ہے؛ جیسا کہ: زجر، تحسر، اغراء؛ جس کا اندازہ قرائن سے ہوتا ہے.

انشاءِ غیر طلبی علم المعانی کے مباحث سے خارج ہے.

انشاءِ طلبی کی بعض امثلہ:

قِفَا نَبْکِ مِنْ ذِکْرٰی حَبِیْبٍ وَمَنْزِلٖ
بِسِقْطِ اللِّوٰی بَیْنَ الدَّخُوْلِ فَحَوْمَلٖ
أَرُوْنِیْ بَخِیْلًا طَالَ عُمْرًا بِبُخْلِهٖ
وَهَاتُوْا کَرِیْمًا مَاتَ مِنْ کَثْرَةِ الْبَذْلِ
إِذَا لَمْ تَخْشَ عَاقِبَةَ اللَّیَالِیْ
وَلَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا تَشَاءُ

أَرَاکِبًا جِئْتَ أَمْ مَاشِیًا ؟ فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَا. یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوْتِیَ قَارُوْنُ.

أَیَا جَامِعَ الدُّنْیَا لِغَیْرِ بَلَاغَةٍ
لِمَنْ تَجْمَعُ الدُّنْیَا وَأَنْتَ تَمُوْتُ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Marfat.com

قصر

ایک چیز کو دوسری کے ساتھ ایک خاص انداز سے مخص کر لینا قصر کہلاتا ہے۔ یہ ایک طرح کا اختصاص ہی ہے مگر اپنے انداز کا۔ جس میں ان لغوی معنی نہیں جو طول کی ضد ہیں۔

امثلۃ القصر: ۱۔ لَا یَفُوْزُ اِلَّا الْمُجِدُّ۔ ۲۔ اِنَّمَا الْحَیَاۃُ تَعَبٌ۔

۳۔ اَلْاَرْضُ مُتَحَرِّکَۃٌ لَا ثَابِتَۃٌ۔ ۴۔ مَا الْاَرْضُ ثَابِتَۃً بَلْ مُتَحَرِّکَۃٌ۔

۵۔ مَا الْاَرْضُ ثَابِتَۃٌ لٰکِنْ مُتَحَرِّکَۃٌ۔ ۶۔ عَلَی الْعَامِلِیْنَ نُثْنِیْ۔

تعریف: ایک خاص طریق پر ایک چیز کو دوسری کے ساتھ خاص کرنے کا نام قصر ہے۔

جیسا کہ مثال اول میں الفوز کو المجد کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔ یعنی کامیابی اسی کے حصے میں آتی ہے جو کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح دوسری مثال سے پتہ چلا کہ الحیٰوۃ التعب کے ساتھ ہے؛ یہ التعب سے جدا نہیں ہو سکتی۔ علٰی ھٰذا القیاس الی اٰخرہٖ۔

طرق/وسائل: پہلی مثال لَا یَفُوْزُ اِلَّا الْمُجِدُّ میں لا نا ستثنائیہ مل کر اس تخصیص کا فائدہ دے رہیں جس سے اس پر قصر کا نام صادق آنے لگا۔ لہٰذا نفی واستثناء وسیلہ ٹھہرے قصر کا؛ جسے علم المعانی کی اصطلاح میں طریقۃ القصر کہتے ہیں۔ اگر طریقہ، وسیلہ یا ذریعہ کو حذف کر دیا جائے؛ جیسے: یفوز المجد تو یہ ایک سادہ کلام بن جائے، تخصیص نہ رہی۔ اگلی مثالوں میں بالترتیب اِنَّمَا، العطف بلاَ، العطف ببَلْ، العطف بلکن اور تقدیم ما حقہ التاخیر (حق یہ تھا کہ علی الرجال العاملین متاخر ہوتا؛) طرق ہیں۔

طرفین قصر: قصر میں طرفین (دو طرفیں) ہوتے ہیں؛ ایک مقصور اور دوسرا مقصور علیہ؛ پہلی مثال میں الفوز مقصور؛ جو کہ ایک طرح کی صفت ہے؛ المجد مقصور علیہ ہے صفت کا۔ اس مثال میں صفت کا قصر موصوف پر ہے؛ کہ یہ صفت کسی دوسرے میں نہ ہو گی۔ ایسے کلام میں جس میں نفی اور استثناء مل کر تخصیص کا وسیلہ بنیں مقصور علیہ ادا کے بعد آتا ہے۔

دوسری مثال اِنَّمَا الْحَیَاۃُ تَعَبٌ میں اَلْحَیَاۃُ جو کہ موصوف ہے اس کا قصر التعب پر ہے جو کہ اس کی صفت ہے۔ یوں یہ قصر موصوف کا صفت پر ہوا نہ کہ صفت کا موصوف

Marfat.com

مقصور علیہ تو صفت ہے نہ کہ موصوف تو صفت کا موصوف پر ہوتا ہے یا موصوف کا صفت پر.
جبکہ اِنَّمَا کا مقصور علیہ اپنے مقصود جو با مؤخر ہوتا ہے. لا عاطفہ کا مقصور علیہ لا سے پہلے اپنے مقصور کے بالمقابل ہوتا ہے. لکن کا مقصور علیہ ان کے بعد ہوتا ہے. تقدیم ما حقّه التّاخیر کا مقصور علیہ وہی لازم ہے.

اصطلاحاً قصر کی صرف دو اقسام ہیں؛ جو دوسری ہیں وہ محض معنیً ہیں؛ مثلاً ضمیر فصل؛ جیسے: عَلِیٌّ هُوَ الشُّجَاع وحده اور لیس غیر جیسے الفاظ سے؛ جیسے: أَكْرَمْتُ مُحَمَّدًا وَحْدَهُ.

قصر اضافی: اب تک جو ہوا یہ قصر حقیقی ہے. جبکہ قصر کی ایک اور قسم ہے. جس میں حقیقت کو دخل نہیں محض نسبتی۔ لا جَوَّادَ اِلَّا عَلِيٌّ. کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ یہ صفت کسی اور انسان میں ہے ہی نہیں. کسی معین شخص کی مناسبت سے ہوگا؛ کہ مثلاً یہ صفت خالد میں نہیں ہے صرف علی میں ہے یہ صفت کا موصوف پر قصر ہے؛ جبکہ: اِنَّمَا حَسَنٌ شُجَاعٌ. میں موصوف کا صفت پر ہے.

قصر افراد، قصر تعیین:

قصر کی ان اقسام کا مخاطب کے فہم سے ہے؛ نہ کہ متکلم کے کلام سے؛ مثلاً: اَلشُّجَاعُ عَلِيٌّ لَا کا مخاطب ایسا شخص ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ علی اور حسن دونوں شجاع ہیں؛ اور اس کلام سے اسے یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ شجاع صرف علی ہے حسن نہیں تو یہ قصر اِفراد ہے. مخاطب اگر اس کے برعکس ہے تو یہ قصر قلب ہے؛ یعنی وہ یہ سمجھتا ہو کہ شجاع علی نہیں بلکہ حسن ہے اور اگر وہ تردد کا شکار ہے کہ دونوں میں سے کون شجاع ہے؛ تو یہ قصر تعیین ہے.

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فصل وصل

ایک جملے کا دوسرے پر واو کے ذریعے عطف وصل ہے اور اس کا ترک فصل ہے.

فصل کے مواقع:

۱۔ اتحاد تام: دو جملوں کے درمیان مکمل ہم آہنگی؛ جسے کمال اتصال کہتے ہیں. جو یا تو تاکید سے پیدا ہوتا ہے؛ جیسے:

وَمَا الدَّهْرُ اِلَّا مِنْ رُوَاةِ قَصَائِدِی

اِذَا قُلْتُ شِعْرًا أَصْبَحَ الدَّهْرُ مُنْشِدًا

متنبی کے اس شعر کا دوسرا مصرعہ پہلے کی تاکید ہے. یا بیان ہے؛ اور جیسے:

اَلنَّاسُ لِلنَّاسِ مِنْ بَدْوٍ وَحَاضِرِ

بَعْضٌ لِبَعْضٍ وَ اِنْ لَمْ يَشْعُرُوْا خَدَمُ

ابو العلاء کے اس شعر کا دوسرا مصرعہ پہلے کی وضاحت ہے؛ لٰہذا یہ اس کے لئے بیان ہوا. یا بدل منہ سے؛ جیسے: يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ. اس قرآنی اقتباس میں يفصّل الآيٰت؛ يدبّر الأمر سے بدل ہے

۲۔ تباین تام: کمال الانقطاع؛ جب دونوں جملے از نوع خبر و انشاء مختلف ہوں اور کوئی دوسری مناسبت بھی نہ ہو؛ جیسے:

يَا صَاحِبَ الدُّنْيَا الْمُحِبَّ لَهَا

أَنْتَ الَّذِیْ لَا يَنْقَضِیْ تَعَبُهْ

میں پہلا جملہ انشائیہ ہے تو دوسرا خبریہ. اور:

وَ اِنَّمَا الْمَرْءُ بِأَصْغَرَيْهِ

كُلُّ امْرِئٍ رَهْنٌ بِمَا لَدَيْهِ

ترجمہ: ہر ایک قلب ولساں کا مالک ہے ہر ایک کو اپنے کیے کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔

کے دونوں جملوں میں کمال انقطاع اور شدتِ تباعد پایا جاتا ہے؛ کہ ایک کا دوسرے سے معنوی یا کوئی دوسرا ربط نہیں.

Marfat.com

۳۔ جب جملہ ثانیہ پہلے سے ابھرنے والے سوال کے جواب میں ہو؛ جس سے شبہ کمال الاتصال کی صورت پیدا ہوتی۔ جیسے:

لَیْسَ الْحِجَا بِمُقْصٍ عَنْکَ لِیْ أَمَلاً
اِنَّ السَّمَاءَ تُرَجّٰی حِیْنَ تَحْتَجِبُ

ترجمہ: حجاب آپ کے اور میر امید میں دوری نہیں پیدا کرسکتا۔ آسمان سے حالت حجاب میں ہی تو آس ندھی جاتی ہے۔

کیونکہ دوسرا جملہ پہلے سے منتج ہونے والے سوال کے جواب میں ہے اور جواب و سوال میں ارتباط واتصال کمال کا ہوتا ہے

پہلا مصرعہ کہنے کے بعد ابوتمام کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا کہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ حجاب کیونکر آڑھے نہ آئے گا جس کے جواب میں اسے کہنا پڑا کہ بادل کا پردہ ہی تو آسماں سے لگی امید کوتقویت دیتا ہے؛ یہ صورت حال نے دونوں جملوں میں ایک مشابہت پیدا کردی؛ جسے شبہ کمال الاتصال کہتے ہیں.

کمال الاتصال، کمال الانقطاع اور شبہ کمال الاتصال فصل کی صورتیں ہیں.

وصل کے مواقع:

۱۔ جب دو جملوں میں اعرابی اشتراک مقصود ہو؛ جیسے:

وَحُبُّ الْعَیْشِ أَعْبَدَ کُلَّ حُرٍّ
وَعَلَّمَ سَاغِبًا أَکْلَ الْمُرَارِ

میں أبو العلاء المعری نے علّم سابغا أکل المرار کوبھی خبر مبتدأ أعبد کلّ حرّ کے ساتھ اعرابی حکم میں شامل کردیا ہے؛ اسی طرح تمام ایسے جملے جو اس طرز پر آئیں ان میں وصل واجب ہے۔

۲۔ اگر دونوں جملے خبریہ ہوں یا دونوں انشائیہ ہوں اور ان میں مناسبت تامہ موجود ہو؛ کوئی بات فصل کی متقاضی بھی نہ ہوتو وصل واجب ہے؛ جیسے:

یُشَمِّرُ لِلُّجِّ عَنْ سَاقِہٖ
وَیَغْمُرُہُ الْمَوْجُ فِی السَّاحِلِ

Marfat.com

کے دونوں مصرعے اپنے معنٰی کی مناسبت کے ساتھ خبریہ ہونے میں متحد و یکساں ہیں اور فصل کی کوئی وجہ بھی نہیں۔اسی طرح:

وَأَدْنِ اِلَى الْقُرْبَى الْمُقَرَّبِ نَفْسَهُ
وَلَا تُشْهِدِ الشُّوْرَى امْرَئً غَيْرَ كَاتِمٍ

کے دونوں جملے انشاءً متحد ہیں اور دونوں کے معنٰی میں بھی مناسبت ہے اور فصل کا تقاضہ کرنے والا کوئی سبب بھی موجود نہیں؛ لہٰذا وصل ہے۔

۳۔ دو جملے خبر و انشاء میں تو متفق نہیں مگر فصل سے ایک وہم جنم لیتا ہے جو مقصود تک پہنچنے نہیں دیتا؛ لہٰذا وصل لازم آیا؛ جیسے: لَا وَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ؛ تعاون کی پیشکش کرنے والے کے لئے دعاء ہے۔ لَا وَلَطَفَ اللّٰهُ بِهٖ؛ اس کے جواب میں ہے جس نے یہ پوچھا کہ کیا آپ کا بھائی صحت مند ہوگیا؛ میں لا جو کہ ایک پورا جملہ ہے؛ خبریہ جملہ ہے؛ اور بعد کا دعائیہ ہونے کی وجہ سے انشائیہ ہے؛ لیکن اگر واو نہ ہو تو فصل کی صورت میں یہ دعاء نہیں بلکہ بد دعاء ہوگی؛ جو کہ خلافِ مقصود ہے؛ لہٰذا عطف کا ہونا واجب ہوگیا۔

بناء بریں حکم اعرابی کا اشتراک، خبر و انشاء کا اتفاق اور مناسبتِ تامہ؛ جس میں وصل کی گنجائش موجود ہو اور وہم کا صدور؛ باوجودیکہ خبر و انشاء کا اختلاف موجود ہو؛ دو جملوں کے وصل کو لازم ٹھہراتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مساوات، ایجاز، اطناب

اگر الفاظ بقدرِ معانی اور معانی بقدرِ الفاظ ہوں؛ اس توازن میں کمی بیشی نہ ہو تو المساوات ہے. اگر کم الفاظ اپنے سے زیادہ معنٰی دیں؛ وضاحت وفصاحت بھی قائم رہے تو یہ الایجاز ہے. بعض امور میں معنوی فوائد کے پیشِ نظر زائد الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے جسے اَلاِطْنَاب کہتے ہیں.

تکلم کے اسرار و رموز کا ماہر مخاطب کے فہم کو پیش نظر رکھ کر کبھی ایجاز کی راہ اپناتا ہے تو کبھی اطناب اور کبھی مساوات کی.

۱ ۔ **مساوات:** معانی بقدرِ الفاظ اور الفاظ بقدرِ معانی ہوں؛ دونوں میں کوئی کمی بیشی نہ ہو تو یہ مساوات ہے؛ جیسے:

ا ۔ قال اللّٰہ تعالٰی: وَمَا تُقَدِّمُوْا لِأَنْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَاللّٰہِ .

ب ۔ و قال تعالٰی: وَلَایَحِیْقُ الْمَکْرُالسَّیِّئُ اِلَّا بِأَھْلِہٖ.

ج ۔ وَقَالَ النَّابِغَۃُ الذُّبْیَانِیُّ:

فَاِنَّکَ کَاللَّیْلِ الَّذِیْ ھُوَ مُدْرِکِیْ
وَاِنْ خِلْتُ أَنَّ الْمُنْتَآی عَنْکَ وَاسِعٌ

د ۔ وَقَالَ طَرَفَۃُ بْنُ الْعَبْدِ:

سَتُبْدِیْ لَکَ الْأَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاھِلاً
وَ یَأْتِیْکَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

دی گئی مثالوں میں معانی کی مناسبت سے نہ تو کوئی لفظ زائد ہے نہ کم؛ لہٰذا ان میں کسی لفظ کا اضافہ بے معنٰی اور کمی معنوی خلل کا باعث ہوگی. چونکہ الفاظ و معانی میں مساوات قائم ہے اس لئے اسے المساوات کا نام دیا گیا ہے.

۲ ۔ **ایجاز:** فصاحت و وضاحت کو قائم رکھتے ہوئے الفاظِ قلیلہ معانیِ کثیرہ کو متضمن ہوں تو یہ الایجاز ہے؛ جس کی دو قسمیں ہیں:

ا ۔ ایجاز قصر: ایجاز اگر بغیر کسی کلمہ یا جملہ کے حذف کے ہو تو یہ ایجازِ قصر ہے؛ جیسے:

Marfat.com

1۔ قال تعالیٰ: أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ. کے دوکلموں میں علی وجہ الاستقصاء کائنات کی ایک ایک چیز اور تمام معاملات کا احاطہ کرلیا گیا ہے: جس کے بارے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے: مَنْ بَقِيَ لَهُ شَيْءٌ فَلْيَطْلُبْهُ.

2۔ قال الرسول ﷺ: اَلضَّعِيفُ أَمِيرُ الرَّكْبِ. جس میں ضعیف کومراعات دیتے ہوئے آدابِ سفر کو بلاغت کے احسن پیرائے میں تین کلمات میں جمع کرلیا گیا ہے؛ جن کے اداء کو کلامِ بسیط درکار تھا۔

3 ۔ ایک اعرابی بہت سی بھیڑ بکریاں ہانک رہا تھا؛ کسی نے پوچھا یہ کس کا مال ہے؛ جس کے جواب میں اس نے کہا: لِلّٰهِ فِي يَدِي.

کلام کا یہ انداز جس میں کم الفاظ بہت سے معانی واغراض کو کافی ہیں اور کوئی حذف بھی نہیں ایجاز قصر کہلاتا ہے۔

ب ــــ ایجاز حذف: کسی کلمے جملے یا پیرے کے حذف سے ایجاز ہو تو اسے ایجازِ حذف کہتے ہیں؛ جس میں حذف پر دلیل وقرینہ کا موجود ہونا شرط ہے؛ تاکہ حذف کا تعین ہو سکے. ورنہ یہ حذف بے کار اور کلام غیر مقبول ہوگا؛ جیسے:

1۔ قال تعالیٰ: وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا. جس کی تقدیر: وَجَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ہے۔

2۔ وقال تعالیٰ: ق ؛ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ. بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ. یہاں جملہ جوابِ قسم محذوف ہے؛ جس کی تقدیر: ق؛ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ. لَتُبْعَثُنَّ. ہے۔

3ــ وَ قَالَ تَعَالٰى فِي حِكَايَةِ مُوسٰى عليه السلام مَعَ ابْنَتَيْ شُعَيْبَ عليه السلام : فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰى اِلَى الظِّلِّ ، فَقَالَ رَبِّ اِنِّي لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ. فَجَاءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ ؛ قَالَتْ اِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا. اگر محذوف عبارت کو بحال کر دیا جائے تو تقدیرِ کلام یوں ٹھہرے گی: فذهبتا الى ابيهما؛ و قصّتا عليه ما كان من أمر موسى؛ فأرسل اليه ؛ (فَجَاءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا .....).

یہ ایجاز چونکہ حذف کو متضمن ہے؛ جس کا سبب حذف ہے؛ اس لئے اسے ایجاز حذف کا نام دیا گیا ہے۔

Marfat.com

۳۔ اطناب: کسی فائدہ کے حصول کے لئے معنی سے بڑھ کر الفاظ ادا کرنا جس میں مندرجہ ذیل امور میں سے کوئی پیش نظر ہوتا ہے:

1۔ ذکر الخاص بعد العامّ للتنبیہ علی فضل الخاص: عام کے بعد خاص لانا جس میں خاص کی فضیلت کو اجاگر کرنا مقصود ہوتا ہے؛ جیسے: تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا. باوجودیکہ الروح جس سے مراد جبریل ہے الملئکۃ میں داخل ہے؛ مگر غرض بالا کے تحت لفظی اضافہ کردیا؛ جس سے جبرائیل کی شان میں ایسا اضافہ ہوا کہ گویا یہ کوئی جنس ہی جدا ہے؛ جسے ذکر الخاص بعد العامّ کہتے ہیں۔

2۔ ذکر العامّ بعد الخاص لافادۃ العموم مع العنایۃ بشأن الخاص خاص کے بعد عموم کا ذکر کرنے میں بھی اہمیت تو خاص کو ہی حاصل ہے؛ مگر یہ زیادتی عموم کا فائدہ دے رہی ہے؛ جیسے: رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ. نوح علیہ السلام کے دعائیہ کلمات میں المؤمنین والمؤمنات میں ان کی اور ان کے والدین کی ذات بھی شامل ہے؛ مگر عموم سے پہلے اپنا اور اپنے والدین کا ذکر کرنے سے تخصیص والی غرض بالا بھی پوری ہوئی کہ خاص کو خاص طرح کی رعایت حاصل ہوگئی ہے؛ ایک چیز کا اس طرح سے دوبارہ ذکر (ایک دفعہ الگ سے اور ایک دفعہ عام کے زمرے میں) ذکر العامّ بعد الخاص کہلاتا ہے۔

3۔ الایضاح بعد الابہام: مبہم کی وضاحت؛ تاکہ سننے والے کے ذہن میں بات نقش ہوجائے؛ وَقَضَیْنَآ اِلَیْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ. میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے أنّ دابر ھؤلاء مقطوع مصبحین کے ذریعے لفظ الأمر کی وضاحت فرمادی؛ جسے دوبارہ ذکر کرکے ــ ایک دفعہ بطریق اجمال وابہام اور دوسری دفعہ بطریق ایضاح وتفصیل ــ کاشانۂ ذہن میں مزین کردیا ہے۔ اطناب کا یہ طریقہ الایضاح بعد الابہام کہلاتا ہے۔

4۔ التکرار: تمکینِ معنی کے لئے اطناب کا ایک طریق تکرار ہے؛ جیسے:

یَدْعُوْنَ عَنْتَرَ وَالرِّمَاحُ کَأَنَّهَا
أَشْطَانُ بِئْرٍ فِیْ لَبَانِ الْأَدْهَمِ

Marfat.com

يَدْعُوْنَ عَنْتَرَ وَالسُّيُوْفُ كَأَنَّهَا
لَمْعُ الْبَوَارِقِ فِيْ سَحَابٍ مُظْلِمِ

عنترة بن شداد نے اپنے معلقہ کے ان دونوں شعروں میں ایک ہی معنٰی کو دہرایا ہے؛ جو کہ تکرار کا طریق ہے؛ جس سے ایک بلاغی لطافت پیدا ہوگئی ہے؛ جس سے معنٰی میں رونق آگئی ہے؛ نتیجۃً کلام کی قدر بڑھ گئی ہے. بلاغت کا یہ انداز خطابت کے علاوہ زیادہ تر الفخر، المدح، الارشاد اور الانذار کے مواقع پر اپنایا جاتا ہے؛ علاوہ ازیں التحسر بھی اس کا داعیہ ہے؛ جیسا کہ الحسين بن مَطير مَعن بن زائدة کا مرثیہ کہتے ہوئے کہتا ہے:

فَيَا قَبْرَ مَعْنٍ أَنْتَ أَوَّلُ حُفْرَةٍ
مِنَ الْأَرْضِ خُطَّتْ لِلسَّمَاحَةِ مَوْضِعًا
وَيَا قَبْرَ مَعْنٍ كَيْفَ وَارَيْتَ جُوْدَهُ
وَقَدْ كَانَ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْبَحْرُ مُتْرَعًا

اور کبھی اس کا داعیہ طول الفصل بنتا ہے؛ جیسے:

لَقَدْ عَلِمَ الْحَيُّ الْيَمَانُوْنَ أَنَّنِيْ
إِذَا قُلْتُ أَمَّا بَعْدُ أَنِّيْ خَطِيْبُهَا

5۔ الاعتراض: اطناب کی پانچویں راہ اعتراض ہے؛ جس کا طریقہ اثناءِ کلام یا دو ایسے کلاموں میں جو معنًی متصل ہیں؛ میں کوئی ایسا جملہ یا پیرا داخل کرنا جس کا اعراب میں کوئی محل نہیں ہے؛ جس میں متکلم کا قصد کسی غرض بلاغی کی مقصد براری کرنا ہے؛ جیسے:

أَلَا زَعَمَتْ بَنُوْ سَعْدٍ بِأَنِّيْ
أَلَا كَذَبُوْا ـــ كَبِيْرُ السِّنِّ فَانِيْ

النَّابِغَةُ الْجَعْدِيّ کے اس شعر میں أَلَا كَذَبُوْا بہتان باندھنے والے پر الاسراع الی التنبیه کی غرض سے أَنَّ کے معمولین کے درمیان معترض ہے. کبھی الاعتراض کی غرض الاسراع الی التنزیه ہوتی ہے؛ جیسے: إِنَّ اللّٰهَ ـ تبارک و تعالی ـ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ. اور کبھی دعاء؛ جیسے: إِنِّيْ ـ وقاک الله ـ مَرِيْضٌ.

6۔ التذییل: ایک جملے کے بعد اس کی تاکید کے لئے اسی معنٰی میں دوسرا جملہ لانا؛

Marfat.com

جس کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ جارِ مُجرَی الْمَثَلِ: جب دوسرا اپنے معنیٰ کی ادائیگی میں پہلے کا محتاج نہ ہو؛ جیسے:

تَزُوْرُ فَتًی یُعْطِیْ عَلَی الْحَمْدِ مَالَهٗ

وَمَنْ یُعْطِ أَثْمَانَ الْمَحَامِدِ یُحْمَدُ

اَلْحُطَیْئَةُ کے اس شعر کے دونوں جملے ایک ہی معنیٰ میں ہیں؛ جبکہ دوسرا اپنے مستقل معنیٰ رکھتا ہے؛ پہلے کا محتاج نہیں؛ تذییل وتعقیب کی اس صورت کا نام جار مجری المثل ہے۔

ب۔ غَیْرُ جَارِ مُجْرَی الْمَثَلِ: جب جملہ ثانیہ پہلے کا محتاج ہو؛ جیسے:

لَمْ یُبْقِ جُوْدُکَ لِیْ شَیْئًا أُؤَمِّلُهٗ

تَرَکْتَنِیْ أَصْحَبُ الدُّنْیَا بِلَا أَمَلٍ

اِبْنُ نُبَاتَةِ السَّعْدِیّ کے اس شعر کا دوسرا جملہ پہلے کی معاونت کا محتاج ہے؛ لہٰذا یہ قسم غیر جار مجری المثل کہلاتی ہے۔

7۔ الاحتراس: نگہبانی ومحافظت؛ متکلم جب یہ محسوس کرتا ہے کہ سامع کا فہم بگڑ رہا ہے اور وہ بات کو صحیح جگہ نہیں رکھے گا؛ تو ایسے میں وہ رفعِ وہم کے لئے کوئی زائد کلمہ لے آتا ہے؛ جیسے ابن المعتزّ کا اپنی گھوڑی کی تعریف میں یہ کہنا:

صَبَبْنَا عَلَیْهَا ۔ ظَالِمِیْنَ ۔ سِیَاطَنَا

فَطَارَتْ بِهَا أَیْدٍ سِرَاعٌ وَ أَرْجُلٌ

اس شعر میں سے اگر لفظ ظالمین کو الگ کر دیا جائے تو مطلب یہ نکلے گا کہ گھوڑی کا قصور ہے؛ جو کہ خلافِ مقصود ہے۔ جبکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ کوڑے بلا قصور مارے گئے۔

اس طرح کی ہر وہ زیادت جو وہم کا ازالہ کرنے کے لئے لائی جائے علماءِ بلاغت اسے الاِحْتِرَاسُ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

علم المعانی کا یہ کمال ہے کہ یہ ہمیں موقع ومحل اور حالات وواقعات کے مطابق کلام کرنے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

علم البدیع

علم البلاغہ کا ایک اور میدان علم البدیع ہے؛ جس کے مباحث علم البیاں اور علم المعانی سے جدا ہیں. یہ الفاظ و معانی میں نئے نئے انداز سے حسن و جمال کا رنگ بھرتا ہے. یہ محسناتِ لفظیہ اور محسناتِ معنویہ پر مشتمل ہے. جن کی تفصیل یوں ہے:

اَلْمُحَسِّنَاتُ اللَّفْظِیَّۃُ

ا۔ اَلْجِنَاسُ: دو ایسے لفظوں کو قریب لانا جو بولنے میں تو ایک جیسے لگیں مگر معنیٰ مختلف دیں؛ جس کی دو قسمیں ہیں:

1۔ جناس تامّ: اگر دو لفظ: حروف، شکل، عدد اور ترتیب؛ ان چار باتوں میں متفق ہوں تو یہ جناس تام ہے؛ جیسے:

اِ۔ قال تعالی: وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَۃٍ: باری تعالی کے اس ارشاد میں السّاعۃ سے مراد یوم قیامت ہے اور ساعۃ سے پل بھر.

ب۔ و قال الشاعر فی رثاء صغیر اسمہ یَحْیٰ:

وَسَمَّیْتُہٗ یَحْیٰ لِیَحْیٰ فَلَمْ یَکُنْ
اِلٰی رَدِّ اَمْرِ اللّٰہِ فِیْہِ سَبِیْلٌ

اس شعر میں ایک یحیٰ اسم ہے تو دوسرا فعل؛ جناس کی اس قسم میں مشابہ کلمتین اختلافِ معنیٰ کے باوجود چونکہ حروف، شکل، عدد اور ترتیب میں ایک ہیں اس لئے یہ جِنَاسٌ تَامٌّ ہے.

2۔ جناس غیر تامّ: مذکورہ چار شروط میں سے کوئی غیر موجود ہو؛ جیسے:

ا۔ قال تعالی: فَأَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ. وَ أَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ: تقھر اور تنھر میں ایک گونا مماثلت تو ہے مگر شرائط پوری نہیں.

Marfat.com

ب ـ قال ابن الفارض:

هَلّا نَهاكَ نُهاكَ عَنْ لَوْمِ امْرِئٍ
لَمْ يُلْفَ غَيْرَ مُنَعَّمٍ بِشَقاءِ

نہا کی شکل یعنی حرکات ایک دوسرے سے مختلف ہیں.

ج ـ و قالت الخنساء من قصیدۃ ترثی فیھا أخاھا صخرا:

اِنَّ الْبُكَاءَ هُوَ الشِّفَاءُ
مِنَ الْجَوٰى بَيْنَ الْجَوَانِحِ

یہاں الجوی اور الجوانح میں کسی قدر مجانست موجود ہے.

د ـ و قال تعالی حکایۃ عن ھارون یخاطب موسیٰ علیھما السلام: اِنِّیْ خَشِيْتُ أَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْ اِسْرَاءِيْلَ.

یہاں بین اور بنی میں ایک تجانس قائم ہے؛ چونکہ یہ تجانس ناقص ہے؛ اس لئے اسے جِناسُ غَيْرِ تامٌ کہا گیا ہے.

جناس اکثر ادباء کے ہاں ایک ناپسندیدہ صنعت ہے — بوجہ معنوی خلجان اور سلالت میں رکاوٹ کے۔ الا یہ کہ بلا تکلف اور بلا ساختہ طبعاً زباں پر جاری ہو جائے.

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اقتباس

قرآن وحدیث میں سے بغیر حوالہ اور بتلائے شعر و نثر میں کوئی کلام شامل کرنا الاقتباس ہے؛ جس میں کسی قدر تغیر بھی روا ہے؛

عبد المؤمن الأصفهانی لکھتا ہے: لَا تغرَّنَّکَ مِنَ الظَّلَمَةِ کَثْرَةُ الْجُيُوْشِ وَالْأَنْصَارِ "إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ". علامتا الاقتباس (Inverted commas) کے درمیان والی عبارت سورہ ابراھیم سے مقتبس ہے.

ابن سناء المُلک کا شعر ہے:

رَحَلُوْا فَلَسْتُ مُسَائِلاً عَنْ دَارِهِمْ
أَنَا "بَاخِعٌ نَفْسِيْ عَلٰى آثَارِهِمْ"

انورٹڈ کوماز میں قرآنی اقتباس ہے؛ جس میں کچھ ترمیم کرلی گئی ہے.

ابو جعفر الأندلسی کا کلام ہے:

لَا تُعَادِ النَّاسَ فِيْ أَوْطَانِهِمْ
قَلَّمَا يُرْعٰى غَرِيْبُ الْوَطَنِ
وَإِذَا مَا شِئْتَ عَيْشًا بَيْنَهُمْ
"خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ"

آخری مصرعہ ایک حدیث رسول صلی اللہ علی صاحبها سے لیا گیا ہے.

کاتب یا شاعر جب اپنی بات کی تائید وتقویت قرآن وحدیث سے حاصل کرتا ہے اور اپنے کلام کو کلامِ ماخوذ سے ربط دینے کی مہارت دکھاتا ہے تو بلاغت کی اس نوع کو الاِقْتِبَاسُ کہتے ہیں.

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سجع

فواصل کے حرفِ اخیر میں موافقت السَّجع ہے؛ جیسے:

١ ۔ قال الرسول صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم : اَللّٰھُمَّ أَعْطِ مُنفِقاً خَلَفاً؛ وَ أَعْطِ مُمْسِکاً تَلَفاً.

٢ ۔ و قال أعرابیّ ذھب بابنہ السّیل : ایک اعرابی کا بیٹا سیلاب کی نذر ہو گیا تو وہ اللہ سے دعاء گو ہوا: اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ قَدْ أَبْلَیْتَ ؛ فَاِنَّکَ طَالَمَا قَدْ عَافَیْتَ.

٣ ۔ اَلْحُرُّ اِذَا وَعَدَ وَفٰی؛ وَاِذَا أَعَانَ کَفٰی؛ وَاِذَا مَلَکَ عَفَا.

کلامِ مسجوع کے ہر فقرے کا آخری حرف ایک جیسا ہوتا ہے؛ اس لئے اس نوع کے کلام کو السجع کہا گیا ہے.

اس طرح کے کلام کے فقرے کے آخری کلمہ کو فاصلۃ کہتے ہیں؛ حالتِ وقف میں فاصلۃ کے حرفِ اخیر کا ساکن ہونا ضروری ہے.

فقروں میں مساوات ؛ ترکیبِ کامل ؛ تکلف سے ماوراء اور بے فائدہ تکرار سے اجتناب سے سجع کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے. کلامِ مسجوع کی ضد کلامِ مرسل ہے.

سجع کا اصل میدان تو نثر ہی ہے؛ اگر چہ اس کا وجود نظم میں بھی قائم ہے؛ ابو الطیب کا شعر ہے:

فَنَحْنُ فِیْ جَذَلٍ وَالرُّوْمُ فِیْ وَجَلٍ
وَالْبَرُّ فِیْ شَغَلٍ وَالْبَحْرُ فِیْ خَجَلٍ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اَلْمُحَسِّنَاتُ الْمَعْنَوِيَّةُ

اَلتَّوْرِيَةُ

ذو معنی الفاظ کا استعمال توریہ ہے. جس کی تعریف: متکلم کا کسی ایسے لفظ کو لانا ہے جس کے دو معنی مراد لیے جا سکیں؛ ایک قریبی اور ظاہری جو خلافِ مراد ہے؛ دوسرا بعید اور خفی جو درکار ہے؛ جیسے:

۱ ـ قال سراج الدّین الورّاق:

أَصُوْنُ أَدِيْمَ وَجْهِيْ عَنْ أُنَاسٍ
لِقَاءُ الْمَوْتِ عِنْدَهُمُ الْأَدِيْبُ
وَرَبُّ الشِّعْرِ عِنْدَهُمْ بَغِيْضٌ
وَلَوْوَافَى بِهِ لَهُمْ "حَبِيْبٌ"

یہاں حبیب سے مراد شاعر ابو تمّام ہے؛ جس کا نام حبیب بن أوس ہے؛ نہ کہ وہ لغوی معنی مراد ہیں جس کی طرف اس کی ضد بغیض توجہ دلا رہی ہے؛ اسے تو شاعر پردہ ڈالنے کے لئے لطافت کے انداز میں لایا ہے۔

۲ ـ و قال نصیر الدین الحمّامیّ:

أَبْيَاتُ شِعْرِكَ كَالْقُصُوْرِ
وَلَا قُصُوْرَ بِهَا يَعُوْقُ
وَمِنَ الْعَجَائِبِ لَفْظُهَا
حُرٌّ وَ مَعْنَاهَا "رَقِيْقٌ"

رقیق کے ایک معنی تو غلام اور مملوک کے ہیں جو حرّ کے لفظ کی وجہ سے قریب الذہن ہیں؛ جس میں متکلم نے اپنے مرادی معنی اللطیف السھل کو چھپا رکھا ہے۔

۳ ـ و قال الشّابّ الظّریف (شمس الدین بن العفیف):

Marfat.com

تَبَسَّمَ ثَغْرُ اللَّوْزِ عَنْ طِيْبِ نَشْرِهٖ
وَ أَقْبَلَ فِیْ حُسْنٍ يَجِلُّ عَنِ الْوَصْفِ
هَلُمُّوْا اِلَيْهِ بَيْنَ قَصْفٍ وَلَذَّةٍ
فَاِنَّ غُصُوْنَ الزَّهْرِ تَصْلَحُ "لِلْقَصْفِ"

القصف کے قریبی معنٰی بوجہ فانّ غصون الزهر کے الکسر کے ہیں؛ جبکہ شاعر کی مراد اللهو و اللعب کی ہے؛ جو اس کے بعیدی معنٰی ہیں؛ جنہیں شاعر نے چھپانے کی کوشش کی ہے.

علم البديع کی اس نوع کا نام التوريه ہے؛ جس میں ساتویں اور آٹھویں صدی کے مصری اور شامی شعراء نے خوب نام کمایا ہے.

☆☆☆☆☆

اَلطِّبَاقُ

طباق ضدین کو جمع کرنے کا نام ہے؛ جو دو طرح ہے:

ا۔ طِبَاقُ الْاِیْجَابِ :Agreeing with affirmative ؛ جیسے:

ا۔ قال تعالی: وَ تَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ. أيقاظا اور رقود دو متضاد کلمے ہیں.

ب۔ و قال ﷺ : خَيْرُ الْمَالِ عَيْنٌ سَاهِرَةٌ لِعَيْنٍ نَائِمَةٍ . ساهرة بول کر اس کی ضد نائمة لائی گئی ہے.

اس کلام میں چونکہ سلب کو راہ نہیں اس لئے اسے طباق ایجاب کا نام دیا گیا ہے؛ جو قریب قریب طباق مطلق ہے.

۲۔طِبَاقُ السَّلْبِ : Agreeing with negative ؛ جیسے:

ا۔ قال اللّٰه تعالی: يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ .
سورة النساء کے ان کلمات میں ایک ہی مادہ سے دو فعل واقع ہیں؛ پہلا ایجابی اور دوسرا سلبی .

۲۔ وقال السّموء ل:

Marfat.com

وَ نُنْكِرُ اِنْ شِئْنَا عَلَى النَّاسِ قَوْلَهُمْ
وَ لَا يُنْكِرُوْنَ الْقَوْلَ حِيْنَ نَقُوْلُ

اس شعر میں بھی ایک ہی مصدر سے پہلے فعل ایجابی اور پھر اس کی ضد فعل سلبی واقع ہے؛ ایجاب وسلب کی اس ضد کے موافق ومطابق اجتماع کی وجہ سے اسے طباق السلب کا نام دیا گیا ہے؛ تاکہ مختلف المادہ اور مجتمع المادہ کی اضداد میں فرق ملحوظ رہے۔

☆☆☆☆☆

المقابلة

دو یا دو سے زائد معنٰی کے بالمقابل انھیں کی ترتیب پر ان کے بالعکس معنٰی لانے کو مقابلہ کہتے ہیں؛ جیسے:

١ ــ قال الرّسول ﷺ للأنصار : اِنَّكُمْ لَتَكْثُرُوْنَ عِنْدَ الْفَزَعِ ؛ وَ تَقِلُّوْنَ عِنْدَ الطَّمَعِ .

٢ ــ و قال خالد بن صَفْوَانَ يصف رجلا : لَيْسَ لَهُ صَدِيْقٌ فِي السِّرِّ ؛ وَ لَا عَدُوٌّ فِي الْعَلَانِيَةِ .

٣ ــ قال بعض الخلفاء: مَنْ أَقْعَدَتْهُ نِكَايَةُ اللِّئَامِ ؛ أَقَامَتْهُ اِعَانَةُ الْكِرَامِ .

٤ ــ وقال عبد الملك بن مروان: مَا حَمِدْتُ نَفْسِيْ عَلٰى مَحْبُوْبٍ اِبْتَدَأْتُهُ بِعَجْزٍ ؛ وَ لَا لُمْتُهَا عَلٰى مَكْرُوْهٍ اِبْتَدَأْتُهُ بِحَزْمٍ .

پہلی دو مثالوں میں سے ہر ایک کا صدر دو معنٰی کو متضمن ہے؛ پھر ہر ایک کے عجز میں ان کے مقابل حسبِ ترتیب دو معنٰی ہیں۔

پہلی مثال میں رسول اللہ ﷺ انصار کی تعریف فرماتے ہوئے صدرِ کلام میں دو کلمے الکثرة اور الفزع ارشاد فرماتے ہیں؛ پھر آخرِ کلام میں علی الترتیب ان کے مقابل القلّة اور الطّمع لاتے ہیں۔

دوسری مثال میں ابن صفوان نے عدوّ اور العلانية کو صديق اور السّرّ کے مقابل لا کھڑا کیا ہے۔

Marfat.com

تیسری اور چوتھی مثال کے صدر دو سے زائد معنیٰ پر مشتمل ہیں؛ جن کے مقابلے کے لئے عجز میں ترتیب وار معنیٰ موجود ہیں.

کلام کے اس انداز کو علماءِ بلاغت مقابلة سے موسوم کرتے ہیں.

مقابلة بلا ساختہ آئے تو کلام کے حسن کا سبب بنتا ہے اور معنی میں وضاحت پیدا کرتا ہے. اور اگر تکلفاً اس کے پیچھے بھاگا جائے تو سوائے معنوی گھٹن اور انقباض کے کچھ حاصل نہیں ہوتا؛ اور کلام سلاست وسہولت کی رونق سے بھی محروم ہو جاتا ہے.

☆☆☆☆☆

حسن التعليل

ادیب کا کسی چیز کے اصلی اور معروف سبب کا رخ اپنے مقصد کے مطابق ادبی وظریفی علت کی طرف موڑنے کا نام حسن تعلیل ہے؛ جیسے:

١۔ قال المعری فی الرثاء:

وَ مَا كُلْفَةُ الْبَدْرِ الْمُنِيْرِ قَدِيْمَةً
وَلٰكِنَّهَا فِيْ وَجْهِهٖ أَثَرُ اللَّطْمِ

ابو العلاء مبالغہ آرائی سے کلام لیتے ہوئے اپنے مرثیہ میں چاند کے چہرے کے داغ کا سبب مرنے والے کے نوحہ میں منہ پیٹنے کا اثر بتلاتا ہے.

٢۔ وقال ابن الرومی:

أَمَّا ذُكَاءُ فَلَمْ تَصْفَرَّ إِذْ جَنَحَتْ
إِلَّا لِفُرْقَةِ ذَاكَ الْمَنْظَرِ الْحَسَنِ

ابن الرومی کا کہنا ہے کہ سورج کا پیلا پڑنا اس کے قریب الغروب ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ میرے ممدوح سے دوری کے سبب ہے.

٣۔ وقال آخر فی قلّة المطر بمصر:

مَا قَصَّرَ الْغَيْثُ عَنْ مِصْرٍ وَ تُرْبَتِهَا
طَبْعًا وَ لٰكِنْ تَعَدَّاكُمْ مِنَ الْخَجَلِ

Marfat.com

شاعر بارش کی کمی کے فطری سبب کا انکار کرتے ہوئے حسن تعلیل کی غرض سے اس کا سبب اپنے ممدوح کا سامنا کرنے سے شرمانا بتلاتا ہے؛ کہ ممدوح کے اس علاقے کو اپنے جود وسخاء سے فیض یاب کرنے کے مقابلے میں بارش اپنے آپ کو ہیچ سمجھتی ہے اور سامنا کرنے کا یارا نہیں۔

متکلم کا کسی چیز کے معروف سبب کی جگہ ایک نئی علت بیان کرنا؛ جس سے کلام میں ادبی رنگ آجائے؛ بلاغت کی اس غرض کو پورا کرنے کا نام حسن تعلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

تَاكِيدُ الْمَدْحِ بِمَا يُشْبِهُ الذَّمَّ وَ تَاكِيدُ الذَّمِّ بِمَا يُشْبِهُ الْمَدْحَ

تاکید کی اس قسم میں بلغاء ملمع کاری کی صنعت اپناتے ہیں؛ جس میں ایک مدح کی تاکید ہے تو دوسری ذم کی تاکید ہے۔

ا ۔ تاکید المدح بما یشبه الذمّ : مدح کی ایسی تاکید جس پر مذمت کا گماں ہو اور ہو وہ مدح ہی؛ جو دو قسم پر ہے:

1 ۔ أَنْ يُسْتَثْنٰى مِنْ صِفَةِ ذَمٍّ مَنْفِيَّةٍ صِفَةُ مَدْحٍ: ذم کی نفی سے مدح کرنا پھر اداۃِ استثناء کے بعد اسے ایک اور صفت سے مؤکد کرنا؛ جیسے:

ا۔ قال ابن الرومیؒ:

لَيْسَ بِهٖ عَيْبٌ سِوٰى أَنَّهٗ

لَا تَقَعُ الْعَيْنُ عَلٰى شِبْهِهٖ

ابن الرومیؒ کہنا تو یہ چاہتا ہے کہ ممدوح کے سوا نظر میں کوئی جچتا ہی نہیں؛ مگر بات کو ادبی رنگ میں رنگنے کی غرض سے اس نے ذمّ کی نفی سے تعریف کی؛ جس سے استثناء پر مذمت کا شبہ ہونے لگا؛ مگر اس نے کمال ہوشیاری سے اس سے تاکید کا رنگ پیدا کر کے سامع کو مبہوت کر دیا۔ کچھ ایسی ہی بات اگلی مثال میں ہے؛ جس میں ممدوح کی عنایات کو شاکرین سے شاکی بتلایا گیا ہے:

ب ۔ وقال آخر:

وَ لَا عَيْبَ فِیْ مَعْرُوْفِهِمْ غَيْرَ أَنَّهٗ

يُبَيِّنُ عَجْزَ الشَّاكِرِيْنَ عَنِ الشُّكْرِ

Marfat.com

2۔ أَنْ يُثْبَتَ لِشَیْءٍ صِفَةُ مَدْحٍ ؛ وَ یُؤْتٰی بَعْدَهَا بِأَدَاةِ اسْتِثْنَاءٍ تَلِیْهَا صِفَةُ مَدْحٍ أُخْرٰی : کسی کی ایک صفت کے بعد اداۃِ استثناء لا کر پھر ایک اور صفت کہنا؛ جیسے:

ا۔ قال ﷺ: أَنَا أَفْصَحُ الْعَرَبِ بَیْدَ أَنِّیْ مِنْ قُرَیْشٍ.

آپ ﷺ نے اپنی ایک خوبی بیان فرمانے کے بعد اداۃِ استثناء کے ذریعے سامع کو چونکا دیا؛ جس سے سامع کو خدشہ ہوا کہ آپ ﷺ اب کوئی اپنی کمزوری بتلانے لگے ہیں؛ مگر أَنِّیْ مِنْ قُرَیش کی صفت نے پہلی کی تاکید کر کے خلجان رفع کر دیا. مدح کا یہ وہ اسلوب ہے جسے عامۃ الناس ذم گمان کرتے ہیں. اسی اسلوب کی اگلی یہ مثال ہے:

ب۔ قال النابغة الْجَعْدِیّ:

فَتًی کَمُلَتْ أَخْلَاقُهُ غَیْرَ أَنَّهُ

جَوَادٌ فَمَا یُبْقِیْ عَلَی الْمَالِ بَاقِیًا

کلام کا یہ اسلوب جس میں مدح کی تاکید مشابہ الذم سے ہو تاکید المدح بما یشبه الذمّ کہلاتا ہے.

۲۔ تاکید الذمّ بما یشبه المدح : اس سے پہلے جو بیان ہوا ہے اس میں مدح کی تاکید تھی؛ اس میں اسی نہج پر ذم کی تاکید ہے؛ یہ بھی دو طرح ہے:

ا۔ أَنْ یُسْتَثْنٰی مِنْ صِفَةِ مَدْحٍ مَنْفِیَّةٍ صِفَةُ ذَمٍّ : منفی مدح سے صفتِ ذم کا استثناء؛ جیسے: لَا جَمَالَ فِی الْخُطْبَةِ إِلَّا أَنَّهَا طَوِیْلَةٌ فِیْ غَیْرِ فَائِدَةٍ .

ب۔ أَنْ یُثْبَتَ لِشَیْءٍ صِفَةُ ذَمٍّ ؛ ثُمَّ یُؤْتٰی بَعْدَهَا بِأَدَاةِ اسْتِثْنَاءٍ تَلِیْهَا صِفَةُ ذَمٍّ أُخْرٰی : مثبت ذم کی تاکید میں اداۃِ استثناء کے بعد ایک اور مذموم صفت؛ جیسے: اَلْقَوْمُ شِحَاحٌ إِلَّا أَنَّهُمْ جُبَنَاءُ .

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اسلوب الحکیم

سوال ناپسندیدہ ہو؛ یا ادب و مصلحت جواب کو مانع ہو تو اس کا ایک انداز تو حکمانہ ہے کہ سائل کو ایسے سوال سے ہی منع کر دیا جائے؛ جیسا کہ باری تعالیٰ نے دین سے غیر متعلقہ سوال سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منع فرماتے ہوئے فرمایا: يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ.

اس سے ہٹ کر ایک حکیمانہ انداز ہے کہ سائل کا دل رکھنے کے لئے صاف صاف جواب کی بجائے بات کا رخ کسی اور طرف موڑ دیا جائے. جس کا باعث سائل کے فہم کا خام ہونا؛ یا اختلاف رائے کے اظہار سے گریزاں ہونا بھی ہو سکتا ہے؛ اسلوب الحکیم کی ایسی مثال ہے:

۱۔ قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ؛ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ.

جس میں باری تعالیٰ نے انہیں فلکیات کی بحث میں الجھانے کی بجائے بات کا رخ ایک دوسرے موضوع کی طرف موڑ دیا. ایک تاجر سے اس کے اصل اور بنیادی تجارتی سرمایہ کا پوچھا گیا تو اس نے بات کو یوں پلٹا دیا:

۲۔ قیل لتاجر: کم رأس مالک ؟ فقال: اِنِّیْ أَمِيْنٌ وَ ثِقَةُ النَّاسِ بِیْ عَظِيْمَةٌ.

۳۔ و قال ابن حجّاج:

قَالَ ثَقَّلْتُ اِذْ أَتَيْتُ مِرَارًا.
قُلْتُ ثَقَّلْتَ كَاهِلِيْ بِالْأَيَادِيْ
قَالَ طَوَّلْتُ قُلْتُ أَوْلَيْتَ طَوْلًا
قَالَ أَبْرَمْتُ قُلْتُ حَبْلَ وِدَادِيْ

ابن حجّاج اپنے ایک دوست اور زائر کا قصہ چھیڑتے ہوئے گویا ہے کہ اس نے کہا

Marfat.com

میرا بار بار کا آنا آپ پر گراں تو گزرتا ہوگا؛ جس میں یہ کہتا ہے میں نے ثقلت کو دوسرے معنیٰ میں ڈالتے ہوئے کہا کہ ہاں تیری عنایات نے میرے کندھے بوجھل کر دیے ہیں. دوسرے شعر میں طوّلت سے قائل کی مراد میزباں کے ہاں زیادہ دن تک ٹھہرنا تھا؛ مگر وہ اسے دوسرے معنیٰ فضل و احسان کی طرف لے گیا. اسی طرح أبرمت سے مراد بیزاری تھی؛ جسے اس نے پختہ کرنے کے معنیٰ میں استعمال کرتے ہوئے کہا: حَبْلَ وِدَادِیْ؛ ہاں تو نے میری محبت کی رسی کو بل دے دے کر مضبوط بنا دیا ہے.

ا؛ ملوب الحکیم کی تعریف مخاطب کی توقع کے خلاف بات کرنا ہے. اس کے سوال سے اعراض کرتے ہوئے کسی دوسری بات کا ذکر چھیڑ دینا؛ یا بات کو قائل کے مقصود سے ہٹا دینا؛ جس سے اسے یہ باور کرانا مقصود ہوتا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر تمہارا سوال یوں ہوتا؛ یا اپنے کلام کو یہ معنیٰ پہناتے.

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

علم العروض

Marfat.com

من علم العَروض

(Prosody)

لغت کے دو حصے ہیں؛ ایک نثر دوسرا نظم. عروض کا تعلق دوسرے حصے سے ہے .

تعریف: علم العروض وہ فن ہے جس کے ذریعے شعر پرکھا جاتا ہے؛ جسے میزان الشعر کہتے ہیں.

شروع میں شاعری آزاد شاعری تھی. جو سمجھداری کی بات کرتا اہل قبیلہ اس پر ناز کرتے اور اسے شاعر کے لقب سے ملقب کرتے. بعدہٗ؛ شاعری نے بالتدریج پیچیدہ صنعت کا روپ دھار لیا؛ تا آنکہ خلیل نحوی نے شعر کے اوزان کی طرح ڈالی جنہیں تفاعیل کہتے ہیں؛ جن سے بحریں تلاطم کرتی ہیں.

کسی نظم کے پہلے شعر کو مطلع اور آخری کو مقطع کہتے ہیں؛ جس میں اردو کے شعراء عموماً اپنا تخلص بیان کرتے ہیں. بلکہ اردو والے اسے مقطع ہی نہیں مانتے جس میں تخلص نہ ہو۔

تاہم علماءِ دینِ اسلام شعر کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے؛ وہ اسے الذکر یعنی کتاب اللّٰہ سے غافل کرنے والا گردانتے ہیں. علماءِ ربانی نے ضرورت سے زیادہ اسے منہ نہ لگایا.

شعر کی تعریف: متوازن و مقفّٰی کلام کا نام شعر ہے؛ جس کے عمومی اجزاء کو تفاعیل کہتے ہیں. جو سبب، وتَد اور فاصِلة سے ترکیب پاتے ہیں. شعر کے دو مساوی حصے ہوتے ہیں؛ دونوں میں سے ہر ایک کو مصراع الشعر (مصرعہ) کہتے ہیں. پہلے مصرعہ کو صَدْر اور دوسرے کو عُجز کہتے ہیں. صدر کے آخری حصے کو عَرُوْض اور عُجز کے آخری حصے کو (جو عموماً قافیہ پر مشتمل ہوتا ہے) ضَرْب کہتے ہیں؛ جو اس کے علاوہ ہے وہ حَشْو (حاشیہ یعنی زائد) ہے.

Marfat.com

اجزاءِ تفاعیل:

سبب، وتد، فاصلہ (جن کی تقسیم حروف کی تعداد کے اعتبار سے ہے؛ اور حرکت و سکون کا اعتبار تو ہے مگر نوع حرکت سے سروکار نہیں) شعری تفعیل کے ارکان ہیں۔ تفعیل کی تعریف اس کے ان اجزاء کے تعارف کے بعد آرہی ہے:

ا۔ سبب: شعر میں دو حرف والے حرف کو اس کے وزن کے لحاظ سے سبب کہتے ہیں؛ جو دو طرح ہے:

ا۔ سبب خفیف: جس کا دوسرا حرف ساکن ہو؛ جیسے: مَنْ ، مِنْ ، عَنْ وغیرہم.

ب۔ سبب ثقیل: جس کے دونوں حرف متحرک ہوں؛ لَکَ، بِکَ وغیرہما.

۲۔ وتد: ایسا لفظ وکلمہ جس کے تین حرف ہوں؛ جس کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ وتد مجموع: جس کے پہلے دو متحرک اور تیسرا حرف ساکن ہو؛ جیسے: تَرىٰ.

ب۔ وتد مفروق: جس کا درمیانی حرف ساکن ہو؛ جیسے: حَیْثُ

۳۔ فاصلۃ: جو چار یا پانچ حروف کو متضمن ہو؛ یہ بھی دو قسم پر ہے:

ا۔ فاصلۃ صغریٰ: جس کے حرف چار ہوں اور ساکن صرف آخری ہو؛ جیسے: نَزَلَتْ.

ب۔ فاصلۃ کبریٰ: جس کے پانچ حروف ہوں اور ساکن صرف آخری ہو؛ جیسے: عَرَبُکُمْ.

ان تینوں کے چھے اجزاء کا مجموعہ ہے: مَنْ لَکَ تَرىٰ حَیْثُ نَزَلَتْ عَرَبُکُمْ.

شعری بحریں جن کے اوزان پر شعر کی تقطیع کر کے اسے پرکھا جاتا ہے وہ آٹھ تفاعیل سے جنم لیتی ہیں۔ یہ آٹھ تفاعیل انھیں سبب خفیف، سبب ثقیل، وتد مجموع، وتد مفروق اور فاصلۃ صغریٰ کے جوڑ توڑ سے ترکیب پاتے ہیں۔ جبکہ فاصلہ کبریٰ کسی صحیح جزء کا حصہ نہیں بنتا۔ یہ جب بھی کسی تفعیل کا حصہ بنتا ہے اس کا کوئی حرف حذف یا متحرک ہو جاتا ہے؛ اور ایسا بحر زُحاف میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

تفاعیل:

جس کا واحد تفعیل ہے ایسا وزن ہے جو پانچ یا سات ایسے حروف پر مشتمل ہوتا ہے جو سبب، وتد یا فاصلہ کے امتزاج سے ترکیب پاتا ہے. یہ تفاعیل تفاعیل الأبحر کہلاتی ہیں؛ کہ شعر کی بحریں انھیں پر مشتمل ہوتی ہیں؛ جو کل آٹھ ہیں؛ اور وہ یہ ہیں :

فَعُوْلُنْ، فَاعِلُنْ، مَفَاعِيْلُنْ، مُسْتَفْعِلُنْ، مُفَاعِلَتُنْ، مُتَفَاعِلُنْ، فَاعِلَاتُنْ، مَفْعُوْلَاتُ. جن کی تقطیع و تشریح یوں ہے:

ا ـــ فَعُوْلُنْ: فَعُوْ وتدِ مجموع، اور لُنْ سببِ خفیف ہے؛ اس طرح یہ تفعیل وتدِ مجموع اور سببِ خفیف، سے مرکب ہے.

۲ ـ فَاعِلُنْ: فَا سببِ خفیف، اور عِلُنْ وتدِ مجموع ہے؛ یہ سببِ خفیف اور وتدِ مجموع سے مرکب ہے؛ جو پہلی کے بالعکس ہے.

۳ ـ مَفَاعِيْلُنْ: مَفَا وتدِ مجموع، اور عِیْ پہلا سببِ خفیف، اور لُنْ دوسرا سببِ خفیف ہے؛ جو ایک وتدِ مجموع اور سببین خفیفین سے بنی ہے.

۴ ـ مُسْتَفْعِلُنْ: یہ تیسرے کا الٹ ہے. مُسْ اور تَفْ سببین خفیفین ہیں اور عِلُنْ وتدِ مجموع ہے.

۵ ـ مُفَاعِلَتُنْ: مُفَا وتدِ مجموع اور عِلَتُنْ فاصلہ صغریٰ ہے.

۶ ـ مُتَفَاعِلُنْ: مُتَفَا فاصلہ صغریٰ؛ جبکہ عِلُنْ وتدِ مجموع ہے؛ جو پانچویں کی ضد ہے.

۷ ـ فَاعِلَاتُنْ: فَاعِ وتدِ مفروق، لَا پہلا سببِ خفیف اور تُنْ دوسرا سببِ خفیف ہے.

۸ ـ مَفْعُوْلَاتُ: یہ ساتویں کے بالعکس ہے. مَفْ اور عُوْ میں سے ہر ایک سببِ خفیف ہے؛ اور لَاتُ وتدِ مفروق ہے. معلوم رہے کہ ایک بحر کا نام بھی مضارع ہے.

قافیہ:

قافية شعر کے اس حصے کی کیفیت کا نام ہے جسے ضرب کہتے ہیں؛ جو عموماً متشابہ اصوات (Rhyming WordS) پر انحصار کرتا ہے. جس کی بناء حروف، حرکت، سکون اور اشباع پر ہوتی ہے.

قافیہ اور سجع میں فرق: قافیہ کا تعلق شعر جبکہ سجع کا زیادہ تر نثر سے ہی ہے. قافیہ ضرب

Marfat.com

کی کیفیت کا نام ہے؛ جس میں بہت سے امور کا خیال رکھنا پڑتا ہے. جبکہ سجع فاصلتیں کے حرف اخیر میں موافقت کا نام ہے؛ جس میں فقروں میں فی البدیہ ملتے جلتے الفاظ کا ورود ہے؛ نہ کہ تکلفاً.

ردیف:

اس کے معنٰی پچھلے سوار کے ہیں؛ قافیہ کے بعد ایک یا دو لفظوں کا تکرار ردیف کہلاتا ہے؛ جو عموماً اردو شعراء کے کلام میں ملتا ہے.

شعر کے بارے یہ وہ معلومات ہیں جن کے بغیر چارہ نہیں؛ جو اس سے بڑھ کر ہے اس کا یارہ نہیں.

وأفوّض أمری الی اللّٰہ؛ انّ اللّٰہ بصیر بالعباد.

وصلّی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقه محمّد و آله و صحبه أجمعین .

من عباد الرّحمٰن: قاری نور

۳/ رمضان / ۱۴۳۳ ھ الموافق : 2012/ 7/23

Marfat.com

مصادر و مراجع

(کتابیات)

☆ القرآن الکریم

☆ الصحاح

☆ المورد

☆ المنجد

☆ الحجۃ فی القراءات السبع لابن خالویہ دار الشرق ۔ بیروت والقاہرۃ

☆ المحتسب فی القراءات الشاذۃ لابن جنی، تحقیق علی النجدی ناصف وزمیلیہ، القاہرۃ 1386ھ

☆ المعجم الوافی فی ادوات النحو العربی للدکتور علی توفیق الحمد ویوسف جمیل الزعبی دار الامل للنشر والتوزیع اربد، الاردن

☆ النحو الوافی لعباس حسن دار المعارف بمصر

☆ المقاصد النحویۃ للعینی (علی ھامش خزانۃ الادب) طبعۃ بولاق 1299ھ

☆ معانی القرآن للاخفش الاوسط، تحقیق د. فائز فارس المطبعۃ العصریۃ، منشورات دار الکتب الثقافیۃ ۔ الکویت. 1979م

☆ الکتاب لسیبویہ تحقیق عبد السلام محمد ہارون، الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب ۔ القاہرۃ، 1977-1973م

☆ لسان العرب لابن منظور ۔ دار المعارف بمصر

☆ مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب لابن ہشام، تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید، دار الکتب العربی ۔ بیروت

☆ الکامل فی اللغۃ والادب للمبرد المکتبۃ المعارف ۔ بیروت

☆ المقتضب للمبرد، تحقیق الشیخ محمد عبد الخالق عضیمۃ، المجلس الاعلی للشئون الاسلامیۃ بالقاہرۃ 1386ھ

☆ الفروق فی اللغۃ لابی ہلال العسکری، تحقیق لجنۃ التراث العربی ۔ منشورات دار الآفاق الجدیدۃ ۔ بیروت

☆ العقد الفرید لابن عبدربہ، تحقیق محمد سعید العریان، المکتبۃ التجاریۃ الکبری ۔ القاہرۃ

☆ الکلیات لابی البقاء الکفوی، تحقیق د. عدنان درویش ومحمد المصری، منشورات وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی ۔ دمشق ۔ سوریا ۔ 1982 - 1981م

☆ شرح المعلقات السبع للزوزنی، دار القلم ۔ بیروت

Marfat.com

☆ الانصاف فی مسائل الخلاف بین البصریین والکوفیین، لابی البرکات الانباری، تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید، ط3، المکتبۃ التجاریۃ الکبری بالقاہرۃ۔ مطبعۃ السعادۃ بمصر۔

☆ الامالی الشجریۃ: لابن الشجری، حیدرآباد الدکن۔ الہند 1349ھ

☆ الامالی: للقالی، دارالکتب المصریۃ 1344ھ

☆ اوضح المسالک الی الفیۃ ابن مالک: لابن ہشام الانصاری، داراحیاء التراث العربی۔ بیروت۔

☆ خزانۃ الادب ولب لباب لسان العرب: لعبدالقاہر البغدادی، بولاق 1299ھ مصر

☆ دوادین الشعراء الجاہلیۃ والاسلامیۃ والمخضرمین والمولدین

☆ اسرار البلاغۃ: لعبدالقاہر الجرجانی، شرح وتعلیق محمد عبدالمنعم خفاجی، نشر مکتبۃ القاہرۃ بالقاہرۃ

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com